محک الفقراء

کلاں

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مکتبہ نقشبندیہ قادریہ

فاروق آباد

سرالعرفا کلاں

اردو ترجمہ

محک الفقرا کلاں

حسب الارشاد

رہبر شریعت و طریقت معدن معرفت سیاح لاہوت

عالی قدر والا مرتبت حضرت سیدنا و مرشدنا سید

رسول شاہ خاکی دامت برکاتہم العالی

سلطان العارفین برہان الواصلین حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ابو الطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میڑ والی)

مکتبہ نقشبندیہ قادریہ (گورونانک پورہ) فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

نام کتاب فارسی . . . . . . محک الفقراء کلاں

نام کتاب ترجمہ اُردو . . . . . سرّ العرفاء

مصنف . . . . . . حضرت سلطان باہو

مترجم . . . . . . عارف نوری

طابع . . . .

ناشر . . . . . . قاری غلام دستگیر قادری

تعداد . . . . . . ایک ہزار

قیمت . . . . . . / روپے

تقسیم کار

شبیر برادرز ۴۰ بی اُردو بازار لاہور

عنوانات

سید انوار الحق ظہوری

حمد

ہر نقشِ جہاں، خدا نما ہے
بیدار ضمیر کی صدا ہے

عرفانِ صفاتِ کبریا سے
انسان کا ذہن کانپتا ہے

تجھ سے ہے مِرا وجود قائم
گو دامِ وجود سے جُدا ہے

شہ رگ سے قریب رہنے والے
یہ فصلِ تعلقات کیا ہے

تیرے ہی چہار سُو ہیں جلوے
تیرا ہی ظہور جا بجا ہے

اس پر بھی محیط علم تیرا
ہر ذہن جو بات سوچتا ہے

ہر کارِ جہاں تیری نظر میں
ہر کارِ جہاں کو دیکھتا ہے

دل میں ہے تو کبھی نظر میں
تجھ سے یہ لطیف التجا ہے

دی ہے وہ زباں پئے تکلم
شاعر کا سخن تری نوا ہے

میرا یہ کلام یہ تغزل
تیرا ہی کرم ہے اور کیا ہے

میرا یہ مزاجِ نغمہ کاری
تیری ہی نوازش و عطا ہے

ہر چند فنا پذیر عالم
تو اوّل و آخر بقا ہے

تو قابلِ حمد، صرف تنہا
تو لائقِ معنیٔ ثنا ہے

معبود، اَحد، صمد، مصوّر
ہر وصف بہ شانِ انتہا ہے

رحمٰن، ملک، رحیم، خالق
ہر ذرّہ صفات آشنا ہے

قدوس، علی، معز، مہیمن
ہر شان کی مختلف ادا ہے

ستّار ، غنی ، عزیز ، باری — ہر نوع صفت جُدا جُدا ہے
قیّوم ، قوی ، جلیل ، قادر — قدرت کا نشانہ بے خطا ہے
فتّاح ، مجیب ، دار ، وارث — مقصودِ ضمیرِ اولیاء ہے
قہّار ، ممیت ، منتقم ، حیّ — تو موجبِ خوفِ اشقیاء ہے
قدّوس و مؤخّر و مقدم — ممدوحِ گروہ اصفیاء ہے
حافظ متعال ، مقتدر ، برّ — اعجازِ تعارفِ خُدا ہے
تحمید اَزل سے حق ہے تیرا — محمودِ زبانِ اصفیاء ہے
مضمونِ ہمیشگی الٰہی — تعریفِ اَبد سے ماوریٰ ہے
مامورِ خلافتِ الٰہی — انسان ، مذاقِ کبریا ہے
تکمیلِ مدارجِ بشر میں — ایمائے مشیّتِ خدا ہے
ہے تو ہی بصیرت درحقیقت — ہر سمت مدام دیکھتا ہے
تو آپ سمیع والخبیر — ہر معنیٔ حد سے ماوریٰ ہے
ہر آن ہو رحمتوں کا سایہ — خاطی ہوں خطا کا اقتضا ہے
دنیا میں کوئی مکان ، مالک — جنّت میں اگر محل سریٰ ہے
توّاب ، سلام ، عدل ، مومن — ہر قلب ، سہیدِ التجا ہے
تو قابض و خافض ، المذِلّ — تیرے ہی کرم کا آسرا ہے
تو الحکم و علیم و رافع — بس تو ہی سدا سے قائدا ہے
مغنی و متین و الرشید — ہر وقت سخا کا باب وا ہے
تو باسط و الوہاب و جامع — ہر جا ترا نام گونجتا ہے
الواسع والودود و باعث — جو چیز ہے کبریا نما ہے
تو ہادی و ذوالجلال واکرام — تجھ سے ہی تعلّقِ دُعا ہے

تو شافیٔ و کافیٔ عوارض ہر درد کے واسطے دوا ہے
تو ہی تو ہے ، العظیم آقا سارے ہی بڑوں سے تو بڑا ہے
ہے تو ہی رقیب و الحسیب تیرا ہی نظام چل رہا ہے
ہے تُو ہی بدیع اور باطن رب کون مرا ترے سوا ہے
ہے تو ہی معید اور ظاہر بندوں کا مزاج آشنا ہے
ہے تو ہی شہید یا الٰہی ہر چیز نظر سے چھانتا ہے
تو ربِ اَحد ، حمید بیشک تحمید بھی شانِ مجتبیٰ ہے
انسان کی عقل کے مطابق ہر مسئلہ تو نے حل کیا ہے
انسان تری بندگی میں آکر کیونکہ خاکِ زمانہ چھانتا ہے
تو ماجد و الخبیر ، مالک شک محسنِ صفات میں خطا ہے
تو مہدیٔ و الحکیم و الحق مشکل ہو تو خود گرہ کشا ہے
تو ایک ولی ، ولی جہاں کا مخلوق کو تو ہی پالتا ہے
ہے تو ہی علی ، کریم ، واجد واللہ تو مہربان خدا ہے
تو مالکِ ملک و حق و باقی دل حکم ترا ہی مانتا ہے
ہے تو ہی لطیف اور والی شہ رگ سے قریب آبسا ہے
تو آپ حفیظ و الجلیل ملفوفِ اذاں تری نوا ہے
آدم سے تمام انبیاء تک جو بھی ہے وہ بندۂ رضا ہے
تو ایک ہی رازقِ حقیقی مخلوق میں رزق بانٹتا ہے
تو مانع و نافع ، والعفو کیا جود و کرم ہے کیا سخا ہے
تیری ہی جناب سے ملے گا تو نعمتیں سب کو بخشتا ہے
تو ربّ صمد ! مجید ، مقسط تیرا ہوں مقام ، شکر کا ہے

یا رب تو صبور والحکیم — جو عبد ہے تابع رضا ہے
تو آپ وکیل ربِ رحمت — انعام و کرم، الم کشا ہے
بندوں کا شکور تو ہے مولا — ہم شکر ادا کریں بجا ہے
مولا تجھے الاغیاث کہنا — ہر عبد کے حق میں کیمیا ہے
المحی بھی جان آفریں بھی — ہر بندہ یہ بات جانتا ہے
رحمٰن، ملک، رحیم، خالق — ہر ذرہ صفات آشنا ہے
اے خالق احمد و محمدؐ — تجھ سے ہی کمالِ مجتبیٰ ہے
یہ منصب خاتم النبین — تجھ سے ہی وجودِ مصطفیٰ ہے
ہے تو ہی غیاثِ مستغیثین — مقصودِ حیات و منتہیٰ ہے
ہے تو ہی اَحد، صمد، ہمارا — ہر قلب و ضمیر کی صدا ہے
شیطان کو چھوٹ تو ہے لیکن — لا حول سے دُور بھاگتا ہے

تیرا ہے کرم نگر، ظہوریؔ
ہر چیز تجھی سے مانگتا ہے

شاہنشہِ ارض و سما بلغ العُلےٰ بکمالہٖ

وصفِ رُخِ او والضحیٰ کشف الدجیٰ بجمالہٖ

قرآں باخلاقش گواہ حسنت جمیعُ خصالہٖ

صدقاً یقیناً راسخاً صلوا علیہ وآلہٖ

بسم الله الرحمن الرحیم

یا صاحب الجمال و یا سید البشر ﷺ

من وجهک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

١٣٨٦ھ

الله

بسم الله الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرَاتِ الْمُطَہَّرِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَللّٰہُ تَقَدَّسَ اَسْمَآئِہٖ وَتَعَالٰی کِبْرِیَائِہٖ ۔ اسمائے باری تعالیٰ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ تمام تعریفوں کے لائق ہے اور ہزاروں درود وسلام حضور سید خیر الانام سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ذات کریمہ پر جن کے بارے ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ وَلَمَا اَظْھَرْتُ الرَّبُوْبِیَّۃَ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں آپ کو پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اپنا رب ہونا بھی ظاہر نہ کرتا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہٗ الکریم ہے:۔

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

آپ فرمادیں اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم کو اپنا محبوب بنالیگا۔

اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

كُلُّ شَيْءٍ يَطْلُبُوْنَ رَضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَائِكَ يَا مُحَمَّدُ

ہر چیز میری خوشنودی چاہتی ہے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپکی خوشنودی چاہتا ہوں۔

پس اے سچے طالب۔ تجھے جاننا چاہیئے کہ اس کتاب کا نام محک الفقراء ہے یعنی فقیروں کی کسوٹی۔ جس سے تمام کا تمام کھوٹا کھرا پہچانا جاتا ہے۔ اس لیے اسے فقیرا محک الفقراء اس لیے ہے کہ جو شریعت کا عامل ہوتا ہے اُسے صاحبِ شریعت کہتے ہیں۔ بزرگانِ دین کے نزدیک شریعت میں دو طریقے ہیں:۔

۱۔ صاحبِ فتویٰ ۲۔ صاحبِ تقویٰ

اور جو طریقت میں داخل ہُوا اُسے صاحبِ طریقت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جس نے حقیقت میں قدم رکھا اُسے محقّق کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جس نے معرفت میں قدم رکھا اُسے عارف کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور جو شخص ان چہار مدارج کو طے کر کے چہار نفوس کے تابع نہ ہو اور اربعہ عناصر کی عادت سے الگ ہو اور مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ کا مصداق بن جائے اور معرفتِ خداوندی پر گامزن رہے اور مقام ہویت اور فقر فنا فی اللہ کے مراتب طے کرے۔ وہ اس کتاب ہٰذا سے طے کر سکتا ہے۔ چونکہ یہ کتاب چاروں مراتب کی کسوٹی ہے۔ پس اے سچے طالب جو شخص کتاب ہٰذا کو دائمی طور پر اپنے مطالعہ میں رکھے اور اس پر عمل پیرا ہو اور کمالِ ذوق وشوق سے اس کا مطالعہ کرے تو ضروری ہے کہ یہ شخص حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حضوری سے مشرف ہو کہ جو لاکھوں سالوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور مرتبہ فقر کمال درجے کا مرتبہ ہے۔ اس

سے بڑھ کر اور کوئی مرتبہ نہیں ہے۔ جس کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔ اَلْفَقْرُ فَخْرِی یعنی فقر میرا فخر ہے۔

پس اے طالب صادق! شریعت اور طریقت میں کیا امتیاز ہے۔ جاننا چاہیئے کہ صاحبِ شریعت ہوشیار اور صاحب طریقت مست و سرشار مگر دل سے بیزار۔ اور حقیقت و معرفت میں کیا امتیاز ہے۔ پس حقیقت یہ ہے کہ نیکی اور بدی کو اپنے نفس لوّامہ کے سپرد کردے۔ اور معرفت یہ ہے کہ رجوعِ الی اللہ ہو۔ اور خود کو خواہشاتِ نفسانی سے روکے رکھے۔

اے سچے طالب! معرفت و فقر میں کیا امتیاز ہے۔ جاننا چاہیئے کہ عارف دائمی طور پر خاموش رہتا ہے اور فقر ایک بحرِ بیکراں سمندر ہے جس میں بڑی مشکل سے گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے۔ اس لیے اس کی طرف توجہ کر۔ ظاہر میں عام الناس کے مجلسہ میں اور باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا رہے۔

نظم

ہر کہ خواند محک را بہر خدا
مجلسے حاصل شود با مصطفیٰ

ترجمہ :۔ جو خدا کے وصل کی کسوٹی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس کی حضوری حاصل ہوتی ہے۔

صورتے دیگر بود سیرت دیگر
عارف باللہ بود صاحب نظر

ظاہر اور ہوتا ہے باطن اور ہوتا ہے۔ عارف باللہ صاحبِ نظر ہوتا ہے۔

ایں کتابے مرشد حق راہبر
ہر مقامے می دہد از حق خبر

یہ کتاب پیرِ کامل اور اللہ کے طریق کی راہبر ہے۔ ہر منزل کی صحیح خبر دیتی ہے۔

ہر کتابے را جواب میدہد
ہر ولی را ہم خطا بے میدہد

یہ کتاب ہر سوال کا جواب دیتی ہے۔ ہر دلی کو پند و نصیحت دیتی ہے۔

اولیاء را می نماید ہر مقام
می کند تحقیق ہر یک پختہ خام

ہر ولی کو اس کا مقام و منزل دکھاتی ہے۔ ہر ناقص کو حقیقتاً کامل کرتی ہے۔

اور اس کے ہر حرف میں معرفتِ خداوندی اور ہر ایک سطر میں سرِّ الٰہی اور مخفی قول اور معانی اور دریائے توحید کے موتی ہیں۔

اے سچے طالب عارفین اور توحید باری تعالیٰ کی کیفیت کے طریقے اور محمدی راز ہیں۔ اور عارف باللہ کے خواص اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسم پاک سے کھلتے ہیں۔ اور فنا فی اللہ کے ساتھ مسمّٰی ہوتا ہے اور مقام میں ہویت میں پہنچتا

ہے ۔ اور لفظ حیؔ و قیومؔ سے موسوم ہوتا ہے ۔ اور بے حجاب اللہ کو دیکھتا ہے اور شرح جزو کل اور شرح توحید معرفت ذات و صفاتِ خداوندی سے بے نیاز ہوجاتا ہے ۔ اور مجلسِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے باہر ہوجاتا ہے بلکہ ہر وقت حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلسِ پاک کی حضوری میں حاضر رہتا ہے ۔

جاننا چاہیئے کہ کتاب ہٰذا محک الفقراء فقیر باہو ولد بازید محمد عرف اعوان ساکن قرب وجوار قلعہ شورکوٹ کی تصنیف ہے ۔ اللہ تعالیٰ اسے تمام آفات اور ظلم سے محفوظ فرمائے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں اللہ کے ساتھ جاہل ہونے سے پناہ مانگتا ہوں ۔

اے فقیر! شریعت کیا ہے ۔ ایک شرف بمعنی بزرگی ہے ۔ اور طریقت کیا ہے طریقت ایک بھید ہے یا یہ خیال کیجئے کہ شریعت دریا ہے اور طریقت دریا کا کنارہ ہے ۔ اور حقیقت کیا ہے ۔ حقیقت حق کا مشاہدہ ہے ۔ اور معرفت کیا ہے معرفت حق الیقین کا مرتبہ ہے ۔ اب یوں خیال کیجئے کہ شریعت گویا بادشاہ کا دارالسلطنت ہے ۔ اور چونکہ طریقت شریعت کا راستہ ہے ۔ اور حقیقت میں طریقت کی وجہ سے حق پر نگاہ ہے ۔ اس بناء پر معرفت میں حقیقت سے اللہ تعالیٰ کے راز کا حصول ہوتا ہے ۔ پس جو شخص شریعت سے باہر قدم رکھے اور استدراج حاصل کرے وہ ملحد ہے ۔

فقیر کے لیے ضروری ہے کہ ہر طریقہ اور ہر مقام کو شریعت سے کھولے اور ہر مقام پر شریعت کی طرف رجوع کرے ۔ ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلنِّہَایَۃُ الرُّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَۃِ

ہر کام کی انتہا اس کی ابتدا کی طرف رجوع کرنا ہے ۔

پس شریعت کو قرآن سے بزرگی حاصل ہے۔ اور قرآن کو اللہ کے نام و ذات خداوندی سے شروع ہے۔ اس لیے شریعت اور قرآن اللہ کے نام و ذات سے کوئی علیحدہ چیز نہیں ہے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَ نَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۔

اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم جانتے ہیں جو کچھ خشکی میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اُس کو جانتا ہے کوئی دانہ ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا ہو چاہے وہ زمین کے اندھیروں میں ہو اور کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ لکھا ہو۔

پس اے درویش! جس طریقہ اللہ و رسول اور قرآن و شریعت۔ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ و التسلیمات کے طریقہ پر چلنے والے علمائے کرام اور فقیر عارف باللہ اور کامل بزرگ نہ ذکر یں وہ طریقہ سراسر کفر ہے۔ اور اس پر چلنے والا کافر، زندیق اور گمراہ ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خلاف پیغمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جو شخص نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے خلاف چلا وہ منزل پر ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔

اس کے جواب میں حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

شد مرید از جان باہو مصطفیٰ
واقف اسرار گشتہ از الٰہ

باہو دل سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہو گیا تو اللہ کی طرف سے اسرار و رموز کا واقف کار ہو گیا۔

پس اے درویش! شریعت کیا ہے؟ شریعت حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طریقہ کا خلاصہ ہے۔ اور دنیا کے خلاف طریقے اللہ تعالیٰ کے رد کیے ہوئے ہیں کیونکہ دنیا کی اصل فرعون و ہامان ہے۔ اور شریعت مطہرہ کی اصل حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہے۔ پس اے درویش جو شخص دنیا طلب کرے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالف ہے۔ پس اے طالب صادق! دنیا کیا ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے؟

مثنوی

آنچہ از حق باز دارد دنیائے زشت
آنچہ باحق می برد فقر بہشت

جو چیز اللہ تعالیٰ سے روکے وہ کمینی دنیا ہے جو اللہ تک پہنچائے وہ فقر ہے اسے جنتی۔

داد عزت حق تعالیٰ فقر را
فقر فخری گفت احمد مجتبیٰ

اللہ تعالیٰ نے فقر کو عزت دی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلم نے
الفقر فخری فقر پر مجھ کو فخر ہے فرمایا ہے۔

پس اے درویش فرض دو اقسام میں منقسم ہے:-

۱۔ فرض وقتی ۲۔ فرض دائمی

پس فرض وقتی تو نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ ہے۔ اور فرض دائمی ذکرِ خداوندی اور معرفتِ خداوندی ہے۔ پس اے درویش! فرض دائمی کو غالب رکھ اور فرض وقتی کا مقیّد اور اس کے ادا کرنے میں ایک وقت سے دوسرے وقت کے منتظر رہو۔

پس اے درویش جاننا چاہیئے کہ ذکر الٰہی کا راز نماز کے ساتھ ہے بغیر نماز کے ذاکر راز نہیں ہو سکتا بلکہ اس حالت میں اپنی عمر عزیز ضائع کرنا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:-

اَلْوَقْتُ سَيْفٌ قَاطِعٌ

وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

پس اے درویش! جاننا چاہیئے کہ شریعت مطہرہ راستہ ہے اور قرآن کلامِ خداوندی ہے کہ مخلوق اور حادث نہیں اور نامِ الٰہی سے ہدایت کا حصول ہوتا ہے۔

پس اے سچّے طالب! آدمی قرآن خوانی اور علم کے حصول اور عبادت کی مشقت صرف نام باری تعالیٰ کے لینے سے اسلام پر قائم نہیں ہوتا۔ جب تک کہ اس کے ساتھ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی رسالت کا قائل نہ ہو اور

صدقِ دل سے کلمہ طیبہ نہ پڑھے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہ کہنا ہر فرض پر مقدم ہے۔ فرض ہے۔

تکبیر تحریمہ اللہ اکبر نماز میں سب سے مقدم ہے اس کے بعد نماز فرض ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَاذْکُرِاسْمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی

اور اللہ کا نام لیا پھر نماز پڑھی۔

اور ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اور بہترین عبادت قرآن خوانی ہے۔ یہ ذکر خداوندی عبادت وسعادت کی یاد سے تعلق رکھتا ہے۔ اسی لیے ذکر الٰہی قدیم ہے۔

پس اے درویش جاننا چاہیئے کہ اسے کلمہ طیبہ اسی لیے کہتے ہیں کہ اس میں توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے اور کفر وشرک کی ناپاکی سے باہر نکلنا ہے اور کلمہ طیبہ پڑھنے والے میں چار اشیاء کا ہونا لازمی ہے:۔

پہلی چیز:۔ اس پر یقین ہو کہ جس کو اس پر یقین نہیں وہ منافق ہے۔

دوسری چیز:۔ جو اس کی حرمت کا قائل نہیں وہ فاسق ہے۔

تیسری چیز:۔ جس نے اس کی حلاوت نہیں پائی وہ بے کار ہے۔

چوتھی چیز :۔ جو اس کی تعظیم نہ کرے وہ اہل بدعت سے ہے۔

ابیات

کلید قفل جناں لَا اِلٰہ الا اللّٰہ
نجات مردم جاں لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

جنت کے دروازے کی چابی لا الٰہ الا اللہ ہے۔ آدمیوں کی رُوح کی نجات لا الٰہ اِلّا اللہ میں ہے۔

چہ خوف آتش دوزخ چہ باک دیو لعین
دلا کہ کرد بیاں لَا اِلٰہ الا اللّٰہ

دوزخ کی آگ کا کیا خوف اور مردود شیطان کا کیا ڈر۔ اے دل جس نے لا الٰہ اِلّا اللہ کا ورد کر لیا۔

نبود ملک دو عالم نبود چرخ کبود
کہ بود در اماں لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ

نیلے آسمان کی وسعت اور دونوں جہانوں میں امان نہیں۔ امان ہے تو فقط لا الٰہ اِلّا اللہ میں ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر چیز کے لیے آفت ہے اور عشق کی آفت آدمی کا نفس ہے۔ ارشاد ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَدَاخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ

اور داخل ہونے والا اپنی جنت میں وہ ظالم ہے۔

اپنے نفس پر اور نفس کی آفت طمع ہے۔ اور نفس و طمع آدمی سے علیحدہ نہیں ہوتے جب تک کہ آدمی حرص کو ترک نہ کرے اور توکّل اختیار نہ کرے اور ترک حرص و توکل حاصل نہیں ہوتا۔ بغیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے داغ محبت و درد اور درد و داغ محبت بغیر ذکر کلمۂ طیبہ اثر نہیں کرتا۔ محمّد رسول اللہ کے ذکر سے توحید و توکل حاصل ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے :۔

اَلتَّوْحِیْدُ وَالتَّوَکُّلُ تَوَامَانِ بِالْاٰیَاتِ

توحید و توکّل کی نشانیاں ایک ہی ہیں۔

مراتبِ صاحبِ وصال

پس اے درویش! ذکر نفی و اثبات اور اسمائے الٰہیہ میں غرق ہونا کہ جو ذات والا صفات دائمی رہنے والی ہے۔ اور ذکر جاری لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جو قرآن مجید کی تلاوت کے ساتھ ہو۔ یہ صاحب وصال کے مراتب ہیں۔ حدیث مبارکہ افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمّد رسولُ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم۔ فرمان قرآن مجید ہے۔ اور فرمان خداوندی اور حکم خداوندی ازلی و ابدی ہے۔ اور حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی شریعت ایک جاری و ساری دریا ہے جو ہر شخص کی مراد پوری کرنے والا ہے اور عام و خاص آدمیوں کا راہبر ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام پاک سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس کے فضل کا آئینہ ہے یعنی رحمت کی بارش اَللّٰہ یا اسم اَللّٰہ غالب امر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔ وَاللّٰہُ غَالِبٌ

عَلٰی اَمْرِہٖ ۔ اَمرِ خداوندی سب پر غالب ہے ۔ اور ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:۔

اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدْب

حکم ادب پر مقدم ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَاْکُلُوْا مِمَّا لَمْ یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاِنَّہٗ لَفِسْقٌ

جس چیز پر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لیا گیا ہو مت کھاؤ اس چیز میں سے۔ بیشک وہ فسق ہے۔

پس اے درویش قرآن مجید کی پہلی آیت کریمہ ذکرِ الٰہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ یہ ہے:۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

پڑھ اللہ کے نام سے جس نے تخلیق کیا۔

ہدایتِ خداوندی

پس ذکر معرفتِ خداوندی حبِ ہدایتِ خداوندی ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔ جس طرح کہ بلعم باعور اور ابلیس بیک لحظہ بارگاہِ خداوندی سے راندے گئے اور قربِ حضوری سے دُور کیے گئے۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایت اور حبِ خداوندی کے ۔ اِخلاص نے اصحابِ کہف اور ان کے کتے کو دُوری سے قُربِ حضوری میں پہنچا دیا۔ محبتِ خداوندی سراسر ہدایت ہے

اور حُبِ دنیا سراسر گمراہی ہے۔

پس اے درویش رویت ہدایت کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی

اور سلام اُس پر جس نے ہدایت کی اتباع کی۔

یعنی جس نے ہدایت کو اختیار کیا۔ کیونکہ صاحب روایت مجتہد اور صاحب مذہب امام وہی ہے جس نے دنیائے فانی سے مطلوب کے ساتھ رحلت فرمائی ہو۔ ازاں بعد کوئی شخص اس کے سوا مذہب یا اجتہاد یا امام ہونے کا دعویٰ کرے وہ سراسر کذاب ہے۔

پانچ مراتب

پس اے سچے طالب! یہ پانچ مراتب کسی کو نصیب نہیں ہو سکتے۔ پس جو شخص ان مراتب کا مدعی ہو وہ خارج از اسلام ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پہلا مرتبہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوا کسی پر قرآن کا نزول نہیں ہو سکتا۔

دوسرا مرتبہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

تیسرا مرتبہ:۔ اب کسی کو معراج نہیں ہو سکتی۔

چوتھا مرتبہ:۔ ماسوا انبیائے کرام کسی پر وحی نہیں آتی۔

پانچواں مرتبہ:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام اور مذہب کے چاروں ائمہ مجتہدین کے مساوی کوئی نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ کسی قدر بھی صاحبِ شرف ہو جائے۔

سرِّ الٰہی

اے درویش! میں متعجب ہوں اس قوم اور اُس شخص پر جو مرشد ولی اللہ پہلے ہی دن محنت کے بغیر ہو جائے۔ کہاں سرّ الٰہی اور کہاں وہ بیوقوف۔ ریاضت و محنت بخشش خداوندی ہے۔ جس کو اللہ نے چاہا عطا کیا اور جس کو نہ چاہا نہ عطا کیا۔ مگر خدا کی اس عطا پر بھی آدمی بخیل ہے۔

مثنوی

مرد مرشد راز بخشد حق عطا
میکشد از شرک و کفر و از ہوا

مرشد آدمی کو اللہ کی طرف سے حق عنایت کرتا ہے۔ شرک اور کفر اور نفسانی خواہشات سے دُور کر دیتا ہے۔

بے طلب مولیٰ بود شیطاں مرید
ہر کہ طالب حق بود باحق رسید

اللہ کو نہ چاہنے والا شیطان کا مرید ہوتا ہے۔ جو کوئی اللہ کا چاہنے والا ہے وہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

اے طالب حقیقی! جاننا چاہیئے کہ شریعت نام قول کا ہے اور طریقت حال کو کہتے ہیں اور حقیقت احوال کو کہتے ہیں۔ اور معرفت وصالِ الٰہی کو کہتے ہیں۔ شریعت اور طریقت کے مابین ستّر ہزار حجابات ہیں۔ جب تک خود کو نہ سمجھے گا ہرگز ہرگز طریقت کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا۔ اور طریقت و حقیقت میں کشف و

کرامات کے ستر ہزار پردے ہیں یعنی حجابِ اکبر ہیں۔ پس جو شخص کشف و کرامات سے پاک و صاف نہ ہو وہ حقیقت پر پوری طرح نہیں پہنچ سکتا۔ اور حقیقت معرفت میں ستر ہزار حجابات عظیمہ ہیں۔ جب تک صفات سے باہر نہ ہو دریائے معرفت اور لاہوت میں غرق نہیں ہو سکتا۔ اور کبھی بھی مقام معرفتِ خداوندی حاصل نہیں کر سکتا۔

حجابات کا انکشاف

اے درویش! معرفت اور غرق نور الٰہی میں ستر ہزار پردے ہیں۔ جب تک عارف لباس معرفت سے خالی نہ ہو مقام غرق نور الٰہی نہیں ہوتا۔ اور غرق نور الٰہی و مقام حیّ و قیّوم یعنی مقام بقا باللہ میں بھی ستر ہزار پردے ہیں۔ پس جب تک کہ جسم و اسم ذاتِ الٰہی میں اللہ کے نام کے تصرّف سے باقی باللہ نہ ہو کبھی بھی ہمیشہ کی زندگی نہیں پائے گا۔ کیونکہ اس مقام کا خطاب نعمت الٰہی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ

راستہ اُن لوگوں کا جن پر تو نے انعام کیا۔

پس اے درویش! جو شخص اس نعمت اللہ کے راستے پر پہنچے وہ مخلوق کا ہادی اور راہنما ہے۔ صاحب نظر اور مقرب الی اللہ ہو بلکہ بارگاہِ خداوندی میں ایسا واصل ہو کہ طالب حق کو تو ہزار کوس سے اپنے جذبہ سے کھینچ لے۔ اور بیک لحظہ مقام شریعت و طریقت و حقیقت اور معرفت کو طے کرا دے۔ اور

جذبہ سے کھینچ لے۔ اور آنِ واحد میں مقام شریعت، مقام طریقت، مقام حقیقت اور مقام معرفت کو طے کرا دے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ملا دے کہ وہ طالب ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرے۔ اور ماسوا صاحبِ نظر اور طالبِ نظر کے دوسرے کی آرزو نہ کرے۔

نیم نظرش بہ بود مرد خدا
زاں نظر حاضر شود مصطفیٰ

صاحب نظر کی آدھی نظر میں یہ تاثیر ہے کہ اس سے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی بارگاہ میں حضوری حاصل ہوتی ہے۔

پس جس کی نظر میں یہ تاثیر نہ ہو اس کو نظر والے نہیں کہہ سکتے۔ چونکہ یہ راہ صرف توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللهِ

نہیں ہے مجھ کو توفیق مگر اللہ کی طرف سے۔

ذکرِ قلبی ذکرِ رُوحی ذکرِ سِرّی

اے درویش! معرفتِ خداوندی کا راستہ ایک راز اور سراسر راز پنہاں ہے اگر تو اس راستہ پر آئے گا تو دروازہ کھلا ہے۔ اور اگر تو نہ آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں۔

اے درویش! زبان کا ذکر کرنا ناقص اور مدعا کے لیے غیر مضبوط ہے جیسا کہ فرعون کے کہنے سے دریا جاری ہوگیا جس کی تفریح و تفصیل تفاسیر کی کتابوں میں

کثرت سے ہے۔ یہاں اس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

اے سچے طالب! ذاکرِ قلبی کسی چیز میں مقید نہیں ہے اور ذاکرِ روحی کسی حالت میں راحت نہیں پاتا۔ اور ذکرِ سرّی سے مراد خاموش رہنا ہے۔ اور ذاکر ناظر دائمی طور پر بے نیاز اور مستغرق الی اللہ رہتا ہے۔

ذکرِ خفی

اے درویش! ذکرِ خفیہ کی تعریف سنیئے وہ یہ ہے کہ ذکرِ خفیہ مثل ذکر نہیں ہے کیونکہ ذکرِ خفیہ یعنی ذکرِ خفی نہ زبان کے ساتھ اور نہ قلب کے ساتھ اور نہ سرّ کے ساتھ ہے۔ بلکہ ذکرِ خفی ایک غیر مخلوق نور ہے۔ کہ اس کے ذاکر کی ہمیشہ دربار الٰہی میں حضوری ہے اور جو کچھ وہ سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یاد رکھتا ہے بلکہ ذاکرِ خفیہ بے غصہ اور مطمئن اور صاحبِ ذوق و شوق محبتِ انوارِ الٰہی کے مشاہدہ کرنے والا ہے۔ یا صاحبِ مشاہدہ اور متوکل الی اللہ اور رحم کرنے والا اور تارک خواہشاتِ نفسانی اور رب تعالیٰ کے رازوں سے واقف۔ ثابت قدم، اور پورا سالک ہے۔

اے درویش ذاکرِ خفیہ بہت ہوشیار ہے وہ شہرت میں معروف نہیں ہوتا بلکہ جس پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے وہ ذاکر کو خفیہ جانتا ہے۔ ذکرِ خفی اہل معرفت کا شغل ہے۔

ارشاد ربانی ہے :۔

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً

اپنے پروردگار کو عاجزی اور پوشیدگی سے پکارو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔

اُس اللہ کی تسبیح کرو جو زمین و آسمان کا بادشاہ اور ہر عیب سے پاک ہے۔ سب سے غالب اور صاحب حکمت ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔

جس وقت تم نماز کو پورا کرلو تو اللہ کا ذکر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور پہلوؤں پر کرو۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ

اور جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیات کو جھٹلایا وہ جہنمی ہیں۔ دائمی رہنے والے ہیں۔ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ؕ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

وسیلہ و جہاد

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

یُجَاهِدُونَ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ۔

وہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ

جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس

کے راستہ میں جہاد کرو تو البتہ تم نجات حاصل کر لو گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

قَالَ کَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰیٰتُنَا فَنَسِیْتَهَا وَکَذٰلِكَ الْیَوْمَ مُنْتَهٰی

فرمایا ہم اپنی آیتیں آپ پر وحی کرتے ہیں اور کچھ کو بھلا دیتے ہیں یہ دن انتہیٰ کا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

اَکْثِرْ ذِکْرَ اللّٰهِ حَتّٰی یَقُوْلَ الْمُنَافِقُوْنَ مَجْنُوْنٌ

ذکر الٰہی اس قدر کثرت سے کرو کہ منافق تجھے مجنوں کہنے لگیں۔

ذکرِ سرّی

اے درویش! ذکرِ سرّی اچھے اور پاک لوگوں کا مرتبہ اور رضائے قدوس

کی اطاعت و فرمانبرداری ہے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔

جو شخص اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اور صدیق اور شہید اور نیک بندے ہیں۔

از اں بعد حضرت سلطان العارفین سلطان باہو علم فقہ کی اور فقر کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ علم فقہ آدمی کی جان وجسم اور زبان و جسم ظاہری کو پاک و صاف بنا دیتا ہے لیکن علم فقہ کے پڑھنے سے حرص و حسد دل سے جاتا۔ مگر فقہ کا عالم دل کی پاکیزگی سے بے خبر ہے اور ذکر الٰہی نور معرفت کا اشتغال ہے۔ اور علم فقہ کے بغیر فقیر اپنی فضیحت اور کفر و شرک کے رسوم سے واقف نہیں۔ اور اسلامی فقہ کی بنیاد کی شرح ہے اور فقر کی بنیاد اسم اللہ کی تشریح ہے۔ پس علم فقہ اور علم فقر چھ حروف کا مجموعہ ہے۔ پس جس کا فقہ اور فقر دونوں کامل ہیں۔ اس کی چھ طرفین ہیں۔ یعنی ہفت جہت اس کے پاؤں تلے ہیں۔

پس اے درویش یہ مراتب ذکر دوام و فکر کے تمام ہیں۔ فقیر بے علم کے لیے ناقص و خام ہے۔

علم را آموز اوّل آنچہ علے از خدا
علم فقہ و ذکر و فکرت باز دار داز ہوا

عالمِ باعمل و فقیر عارف کون؟

جاننا چاہیئے کہ باعمل عالم اور فقیر عارف کامل وہ ہے کہ سوتے وقت اپنے نفس
سے کہے کہ مجھ پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اطاعت و عبادت، ذکر و فکر، معرفت وسعادت
کے لیے پیدا کیا ہے نہ کہ سونے کے لیے پیدا کیا ہے۔ اے نفس تیرے سونے کی
جگہ قبر ہے کہ ایک پہلو پر کئی سال تک سویا رہے گا۔ عبادت خداوندی کر لے۔ کیونکہ
قیامت اور حشر و صراط کا عرصہ در پیش ہیں۔

اے درویش! مرد عارف اور مرد کامل کو تین قسم کے آدمیوں سے باخبر
رہنا چاہیئے:۔

پہلی قسم:۔ نفس جان کا دشمن ہے۔
دوسری قسم:۔ شیطان ایمان کا دشمن ہے۔
تیسری قسم:۔ دنیا زر کی دشمن ہے۔

جو لوگ ان تینوں دشمنوں سے بے خبر ہیں وہ نہایت بیوقوف، نادان اور
صرف بے عقل اور بے وقوف اور جاہل مطلق ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ

تحقیق جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا
ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَةٍ اَوۡ نُنۡسِهَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡهَاۤ اَوۡ مِثۡلِهَا اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔

جو آیت ہم منسوخ کر دیتے ہیں یا اسے بھلا دیتے ہیں۔ اس سے بہتر یا اس کی مثل نازل کرتے ہیں ۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر بات پر صاحب قدرت ہے ۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِکۡرِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیۡشَةً ضَنۡکًا وَّ نَحۡشُرُهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَعۡمٰی قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِیۡۤ اَعۡمٰی وَ قَدۡ کُنۡتُ بَصِیۡرًا۔

جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا تو اُس کو ملتی ہے گذران تنگی کی اور ہم اُس کو بروز محشر اندھا اُٹھائیں گے ۔ میں تو تھا صاحب بصیرت ۔

قیامِ دُنیا

جاننا چاہیئے کہ جب تک عارف باللہ اور صاحبِ ولایت ولی اللہ مسند ارشاد پر رونق افروز ہیں اُس وقت تک دنیا قائم ہے اور جس دن کہ ذکر الٰہی اور اسم ذات اللہ ذات کا ذکر اور اسم اللہ طالبین خداوندی کے ظاہر و باطن سے اُٹھ جائے گا۔ اسی روز قیامت قائم ہو گی ۔

زمین اور مخلوقِ خدا اور ہدایت اللہ صرف اولیائے کرام کی برکت سے ہی تک سلامت ہے ورنہ کب کی نیست و نابود ہو جاتی۔

حجابِ اکبر کیا ہے؟

اے سچے طالب! علمائے ظاہر اور علمائے باطن کے مابین جو حجابِ اکبر ہے وہ یہ ہے کہ وہ علم ظاہر کی حقیقت کو دلائل سے جانتے ہیں۔ اور جسے اہلِ باطن نہیں جانتے اور اہلِ باطن جو باریکیاں، نقاط اور معرفتِ خداوندی کی برکات سے واقف ہوتے ہیں وہ عالم نہیں جانتے۔ اور جو لوگ اولیاء اللہ ہیں وہ ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلیات میں رہتے ہیں۔ اور برابر اللہ تبارک و تعالیٰ کے انوار کو عالم خواب و مراقبہ میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ بخلاف علماء کے کہ یہ دلیل میں ہیں اور وہ بغیر دلیل کے جانتے ہیں۔ پس اے سچے طالب یوں کھنا چاہیئے کہ علماء کرام حجاب میں ہیں اور صوفیائے کرام بغیر حجاب کے ہیں۔ ان دونوں کا حجاب اللہ تعالیٰ ہی اٹھائے تو حالت برابر ہو جائے۔

فقر کیا ہے؟

پس لائق یہ ہے کہ علم ظاہری اور علم باطنی برابر ہو۔ اسے صاحبِ ہدایت اللہ اور ولی اللہ کہتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جب وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم۔ اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہے صراط مستقیم کی طرف۔ اور ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ

ہدایت کر ہم صراط مستقیم کی۔

یعنی معرفتِ خداوندی کی ابتدا و انتہا اسی میں ہے۔ اور فقر کی تمامیت اسم اللہ ذات میں ہے۔

پس اے سچے طالب! اس باطنی راستہ میں معرفتِ خداوندی اور محبتِ نفس اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث درکار ہے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یعنی راسخ ہونے والے علم میں۔ جیساکہ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

علم روشن راہ ہادی راہبر
آدمی بے علم ہمچوں گاؤ خر

علم راستہ کو منور کرتا ہے اور پیر راستہ دکھاتا ہے۔ بے علم جاہل آدمی گدھے اور بیل کی مثل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ علم عمل کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور عبادت ذکر اور معرفت کی طرف کھینچتی ہے اور سچائی کی طرف لے جاتا ہے اور باطل سے بیزاری دیتا ہے۔ چونکہ آیۂ کریمہ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ کی جگہ لِیَعْرِفُوْنَ کہتے ہیں۔ یعنی ہم جن و انس کو اس لیے تخلیق فرمایا کہ ہماری معرفت حاصل کریں۔ یعنی ہمارا تخلیق ہونا عبادت کے لیے ہے۔ اگر عبادت نہ ہو تو ہم شرمندہ ہیں۔ اور اگر علم ہمارا ساتھ معرفت کے ہے تو ہم عالم باعمل ہیں۔ پھر ہمیں عبادت سے بھی لذت حاصل ہے اور حلاوت کی بھی چاشنی ہے۔ اگر کوئی علم سے منہ موڑے تو وہ اہل غرور اور متکبر ہے۔ اور مقام اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ یعنی میں اس سے بہتر ہوں اس میں داخل ہے کہ جو غرور و خواہشات میں متکبر ہو اور دنیا کے مرتبہ کو عزت جانتا ہو۔

مقامِ شریعت و طریقت

جاننا چاہیئے اے سچے طالب علمائے صاحبِ حال باطن میں معرفتِ خداوندی کا قرب و وصال کے ساتھ اعتبار نہیں کرتے۔ اور ذاکر فقیر کا دل جبکہ ذکرِ خداوندی کی وجہ سے اسم اللہ پر بولنے لگتا ہے تو زبان گویائی کی قال سے مطلق مردہ ہو جاتی ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے پروردگار کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پس اے سچے طالب۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ علمائے صاحبِ مقام زبان ہے اور طریقت کا مقام دل ہے یعنی جنبش قلب سے دل اسم ذات اللہ کے ساتھ زندہ ہو۔ اسم اللہ کی تاثیر سے اور نفس مطلق مردہ ہو۔ یعنی نفس میں حرص وحسد کبر وطمع اور ہوا وہوس ذاکرِ قلبی کے وجود میں نہ رہے اور جب مطلق سے باہر آئے یعنی جو کچھ چون وچرا سے الگ ہوا اس کے دل پر خطرات نہیں آتے۔ اور ذاکر قلبی جب ان مراتب پر پہنچتا ہے تو تب صفائی قلب دوام سے ذاکر قلبی کو باطن میں انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی بزمِ پاک نصیب ہوتی ہے۔

پس اے درویش! جب کہ ذاکر قلبی کو دوام انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی بزم ہوتی ہے تو وہ ان کے فیضانِ صحبت کی برکت اور اسم اللہ کی تاثیر سے ایسا روشن ضمیر ہو جاتا ہے جس طرح کہ سورج روشن ہے۔

ذاکرِ قلبی کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ سرّ الاسرارِ خداوندی کا مشاہدہ اسے دائمی طور پر میسر ہوتا ہے کیونکہ ذاکرِ قلبی کو شاہدِ جمالِ مطلق کا مشاہدہ ہی وصال ہے۔ اے درویش صادق! جو شخص اسم ورسم کے مطابق دل کو حرکت دے وہ ذاکرِ قلبی نہیں ہے۔ اور جو کام وزبان کے ساتھ تعلّق رکھ کر پڑھتے ہیں اُن کی حقیقت کا علم ہُوا۔ اور یہ فقراء کے مراتب سے بہت دُور ہے اور معرفتِ خداوندی کے وصال سے محروم ہے۔

پس اے درویش! ذاکرِ قلبی صاحبِ نظر ہے۔ اگر کفّار کی بزم میں بیٹھے تو ذکرِ قلب اسم اللہ کی توجّہ سے تمام کفّار کی طرف نظر کرے۔ پس صاحبِ قلب کی نظر سے ہر ایک کافر کا قلب ذکر اور جنبش میں ہو۔ اور تصدیق القلب حاصل ہو جائے اور ذکر اللہ کے غلبوں سے تصدیق القلب زبان سے اقرار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کہنا ہے اور اس طرح حقیقی مسلم اور عارف باللہ کی تحقیق بے حجاب ہو۔

پس اے سچے طالب! ذاکرِ قلبی دنیا اور دنیاداروں کو ترک کرے اور مخلوق سے جُدائی اختیار کرے اور دائمی طور پر اللہ کے شغل میں مستغرق ہو۔ اور ذاکرِ قلبی اگرچہ ظاہری طور پر مطالعہ علم میں مسرور رہتا ہے لیکن باطن میں حضور سید العالمین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں حاضر ہوتا ہے۔ اور جو کوئی ذاکرِ قلبی ایسے مراتب نہ رکھتا ہو اور لوگوں میں خود کو ذاکر کہے اور لوگ اُسے ذاکر کہیں۔ یہ لوگ کذّاب ہیں اور ذکر کی خبر نہیں رکھتے۔

اللہ کا ذکر بخشش خداوندی ہے مگر طالب دنیا اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ذاکرِ

قلبی کے لیے موت وحیات برابر ہے۔ جبکہ ذاکرِ قلبی کا قلب اسم اللہ سے زندہ ہو۔ اور یَا اَللّٰہ کہے۔ ازاں بعد ذاکرِ قلبی کا قلب اور ذکر قلب بآواز بلند یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ کہہ کر سوزشِ قلب بیدار ہو۔ اور قلب ذکر اللہ کے ساتھ ایسا نعرہ لگائے کہ غسل کرنے والا حیرت میں آئے اور اہلِ جنازہ خائف ہوں۔ اور ذاکرِ قلبی کو جب قبر میں اُتاریں تب قلب میں سوزش ہو اور بلند آواز سے یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ کہنے لگے۔ پس ایسے ذاکر کو ذاکر کہتے ہیں۔ اور جو ذاکر کہ ذکر میں زندہ دل نہ ہو اور قبر میں ذکر زیادہ نہ کرے اس کو ذکرِ قلبی اور ذاکر قلبی نہیں کہہ سکتے۔ اور ایسے ذاکر کے ذکر کو رسم رسوم اور بے اعتبار کہتے ہیں۔ اور ذکر بے اعتبار مرشد بے وصال اور معرفت سے ناواقف ہے۔ اور اس کا طالب خام خیال، ذکر اللہ کے ساتھ معرفت خداوندی سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔

ناقص مرشد کی حقیقت کا انکشاف

اہلِ دانش کا قول ہے کہ مرشد ناقص کی بیعت باعثِ خسارہ ہے جو کہ طالب الٰہی کو معرفتِ خداوندی کی طرف کماحقہ نہ پہنچائے۔ بلکہ ایسا شخص شیطان ہے۔ چونکہ مرشد کامل مقام صبر اور معرفتِ خداوندی سے ایک لمحہ میں مرید کو ایک نظرِ کیمیا اثر سے اکسیر بنا دیتا ہے اور یہ شاذ ہے۔ چونکہ ذاکر کا ہونا آسان کام نہیں ہے۔

موت کا حیات ہونا

اے سچے طالب! ذاکر کے مراتب تک رسائی بہت محال ہے۔ چونکہ ذکر خاص الخاص

دائمی طور پر ذاکر پر غالب رہتا ہے۔ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک دریا ہے جو دن رات جاری و ساری ہے اسے کسی وقت بھی چین نہیں ہے۔ ایسے ہی ذاکر کو فکر کی حاجت اور فکر کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اس کے وجود میں ذکر اللہ کی روانی ہے اور ذکر اللہ کی ہستی نفس بود سے نابود کرتی ہے۔

بنائے اسلام

اے سچے طالب! اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے بہتر جزا دے۔ تجھے جاننا چاہیئے کہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے بزرگوں نے دو طریقے مقرر کیے ہیں:۔

پہلا طریقہ:۔ ظاہر ہے۔

دوسرا طریقہ:۔ باطن ہے۔

ان میں پانچ پانچ سبب ہیں۔ ان پانچ میں ظاہر کے سبب یہ ہیں:۔

ظاہر کا پہلا سبب:۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور بنائے باطن تصدیق القلب۔

ظاہر کا دوسرا سبب:۔ بنائے ظاہر پنج وقتی نماز اور بنائے باطن نماز دائمی۔

ظاہر کا تیسرا سبب:۔ بنائے ظاہر رمضان المبارک کے روزے اور بنائے باطن رضائے الٰہی یعنی ہر مصیبت پر صابر ہونا۔

ظاہر کا چوتھا سبب:۔ بنائے ظاہر مال کی زکوٰۃ۔ زکوٰۃ باطن جان یعنی قربِ وصال کے ساتھ۔

ظاہر کا پانچواں سبب:۔ بنائے ظاہر حج با ثواب اور بنائے باطن حاجی بے حجاب۔

اہل دانش کا کہنا ہے کہ حاجی ظاہر حاجی الکرم ہے اور حاجی باطن حاجی الحرم ہے ۔ چونکہ حاجی ظاہر عرصات کی طرف متوجہ ہے ۔ اور حاجی باطن وحدانیت مع اللہ ہے ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات میں غرق رہتا ہے ۔

اہل معرفت کا کہنا ہے کہ ظاہر کعبہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا کعبہ ہے ۔ جو آب و گل سے تعمیر کیا گیا ۔ اور کعبۂ باطن سے مراد جان و دل سے ہے جس کی تشبیہہ عرش عظیم سے ہے ۔

عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

دل بدست آور کہ حج اکبر است

از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

ہر ایک کی دلداری کر کہ یہ حج اکبر ہے ۔ ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے ۔

پس اے سچے طالب ! ظاہر کے حاجیوں کے لباس عبا وغیرہ سات رنگ کے ہیں اور ان کے دل مثل سخت پتھر کے ہیں ۔ اور باطن کے حاجیوں کا لباس قلب سلیم اور نفس کے ساتھ جہاد ہے ۔

اب اہل اسلام کے لیے بنائے اسلام ظاہر اور باطن گویا بال و پر کے ہیں اور جب تک حاجی کا ظاہر و باطن یکساں نہ ہو گا ۔ اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے قدم پر قدم نہ ہو گا ۔ منافقت میں مبتلا رہے گا پس جو شخص منافقت سے دور نہ ہو گا ۔ وہ شخص مسلمان اور حاجی اور ذاکر کس طرح ہو سکتا ہے ۔

صاحب معرفت پر بھی ذکر حرام ہے کیونکہ صاحب معرفت معرفت کے ذکر وفکر سے بالکل باخبر نہیں ہوتا. بلکہ مقام فنا فی اللہ کے مشاہدہ میں ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے جیسا کہ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہ یعنی جب فقر تمام ہوا تو پھر وہی اللہ ہے ؎

ہر کہ ایں جا می رسد عارف تمام
ذکر فکر او گشت فارغ فقر نام

جو اس مقام پر پہنچ گیا وہ مکمل عارف ہے. وہ ذکر و فکر سے فارغ ہو گیا اسی کا نام فقر ہے.

پس اے سچے طالب! عارف باللہ اور فقیر فنا فی اللہ صاحب ولایت ولی کامل مندرجہ ذیل سات چیزوں سے تعلق رکھتا ہے:.

پہلی چیز:. تصور ہے.
دوسری چیز:. تشکر ہے.
تیسری چیز:. مراقبہ ہے.
چوتھی چیز:. توجہ ہے.
پانچویں چیز:. وہم ہے.
چھٹی چیز:. خیال ہے.
ساتویں چیز:. عقل ہے.

ان کی مثال اسپ ہے کہ جو دریا میں پہنچائے یعنی صاحب حضوری ہو اور اپنا گھوڑا دروازہ پر باندھ کر بارگاہِ معلیٰ میں داخل ہو. اور اس کو اس وقت حکم ہو کہ جا کچھ

دن دنیا کا تماشا دیکھ۔ پس وہ شخص اسی گھوڑے پر سوار ہو کر مقام نفسانیت میں جسم اربعہ عناصر کا پہنے۔

پس اے درویش! جس کسی کو یہ سات اشیاء تابع ہیں اُس کے تمام عالم بلکہ ہفت اقلیم اور جو کچھ رُبع مسکون میں ہے۔ سب اس کے حکم میں ہے کیونکہ ان سات اشیاء سے اولیاء اللہ کو ہفت جسم سے ہفت جسم نور کے پیدا ہوتے ہیں۔ اگر ایک جسم کو حرکت دی جائے تو ستر ہزار بلکہ بے شمار جسم نور پیدا ہوں جو ارض و سماوات میں نہ سما سکیں۔ یہ ایک اسم اللہ کے تصوّر کی برکت ہے۔ پس جو لوگ کاملین ہیں وہ اس فقر کو لایحتاج کہتے ہیں۔

باطن کی سیرابی

اے درویش! جاننا چاہیئے کہ مرشد ناقص جو طالب کو تلقین ذکر و فکر درود و وظائف کی کرتا ہے مثلاً نماز، نوافل، روزہ اور محنت و ریاضت وغیرہ کے وہ ہرگز قابل نہیں ہوتا۔ کیونکہ کئی سال آدمی اس میں پھنسے رہتے ہیں۔ اور ظاہری عبادت سے وجود باطن کا انھیں سیر نصیب نہیں ہوتا چونکہ ؎

ظہیری اپنی ہستی ہے خود شریعت ہے طریقت ہے
سمجھنا معرفت ہے جاننا اس کا حقیقت ہے
محمد کا یہ رستہ ہے بقا پیچھے فنا پیچھے

ابتدا و انتہا

جاننا چاہیئے کہ انجام ناقص اور طالبِ ناقص کی انتہا مقام کشف القلوب

یا کشف القبور ہے۔ اور مرشد کامل جو صاحبِ رازِ حقیقت ہے۔ اس کی ایک نظر کیمیا اثر سے ایک لمحہ میں سب کچھ ہو سکتا ہے کہ جو اسم اللہ کے ساتھ ہر وقت دریائے وحدت میں غرق رہتا ہے۔ اسی لیے بزرگوں نے کہا ہے کہ مرشد کامل اور طالب کی ابتدا و انتہا ایک ہے۔ اس وجہ سے کہ صاحب غرق دریائے وحدت کا منتہیٰ مراقبہ کو جو اسم اللہ کے ساتھ ہے خاص الخاص طریقہ سے ہے۔ بیشک وہ حقیقت محمدی پر پہنچتا ہے اور اسے مقام قرب کی اسے معراج میسر ہوتی ہے۔ چونکہ جب منتہیٰ اپنی جان سے بے خود ہو جاتا ہے تو اس وقت صرف ذات رہ جاتا ہے۔ دنیا والے اسے مردہ کہتے ہیں۔ اور مردانِ خدا وہ ہیں جو ایک دم ستر ہزار برس کا راستہ اسم اللہ کے ساتھ طے کرتے ہیں۔ اور اسم اللہ اور حیّ و قیوم کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ اس مراقبہ کو مراقبہ ذات کہتے ہیں اور جو بعض نافہم لوگ مراقبہ کرتے ہیں اور اس کی حقیقت کو نہیں جانتے وہ ہرگز مراقبہ کرنا نہیں جانتے کہ جو مثل تفکر گربہ کے چوہے کی سی فکر میں مبتلا ہوتے ہیں۔ وہ ہرگز مراقبہ نہیں جانتے کہ جو مثل موش کے وجود یعنی اس کے گھر میں داخل ہو۔ اور پھر گھر سے باہر آئے یعنی دنیا کے خطرات کے سبب تباہ ہو اور اہل مراقبہ عام کو معلوم ہو کہ تیرا دل سیاہ ہے اور مرشد تیرا ناقص ہے۔ چونکہ مردوں کی نیت ہمہ وقت اللہ تعالیٰ ہے۔ اور نامرد کی نظر دنیا کی عزت پر ہے۔

تصورِ اسم اللہ

اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیئے کہ تصورِ اسم اللہ عارفین حق الیقین کے

نصیب ہے۔ یہ سب سے بڑی نعمت اور سب سے بڑی نیکی ہر شخص کو نصیب نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ خاص حصہ اولیاء اللہ کا ہے کہ جو ان میں عالم ازل سے ودلیعت ہے اور تصوّر اسم اللہ بغیر مرشد کامل کے تاثیر نہیں کرتا۔ بلکہ قائم نہیں ہوتا ہے۔ جب تک مرشد کامل اس کو قائم نہ کر دے۔ اس کے لیے مرشد کامل کی خاص اجازت درکار ہے۔

حاجتِ وسیلہ

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ جو لوگ وسیلہ کے بغیر مرشد کامل کے جو شغل و اذکار کرتے ہیں وہ منزل مقصود تک نہیں پہنچتے۔ اسی لیے ہر حالت میں مرشد کامل کی ضرورت ہے۔ مرشد کامل کی اجازت کے بغیر کوئی امر نہیں کرنا چاہیئے ورنہ مفت میں عمر ضائع کرنا ہے۔

صاحب خلوت کا انکشاف

چونکہ کامل طالبین مرشد بین نور اللہ، صاحب نور جلوہ کو شرم معلوم ہوتی ہے کہ جو ریاضت اور خلوت میں رہیں۔ بلکہ وہ دائمی طور پر اور ہمہ وقت جمال لازوال سے متصف اور مشغول رہتے ہیں۔ اور مرقوم ہے کہ صاحب خلوت کو خطرات کی وجہ سے دائمی طور پر نقصان رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔ اور کہا اس صاحب ایمان نے اے میری قوم! میری راہ چلو لینی میں تمہیں نیکی کی راہ پر پہنچا دوں اے قوم یہ جو زندگی ہے دنیا سو برت لینا ہے اور وہ جو پچھلا گھر ہے وہ ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور جس نے برائی کی ہے وہ ضرور بدلہ پائے گا اس کے برابر اور جس نے

بھلائی کی ہے یعنی نیکی کی ہے کہ مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتے ہوں۔ سو وہ لوگ جنت میں جائیں گے۔ جہاں بے شمار نعمتیں ہیں۔ اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے میں بلاتا ہوں تم کو بچاؤ کی طرف اور تم بلاتے ہو مجھ کو نار کی طرف۔ اور تم بلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہوں میں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں اُس کا جس کی میں خبر نہیں رکھتا اور میں بلاتا ہوں تم کو اس زبردست معصیت کی مغفرت کرنے والے کی طرف یہی ہوا کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو۔ اس کا بلاوا کہیں نہیں۔ یعنی نہ دنیا میں اور نہ عقبیٰ میں۔ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ تعالیٰ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے ہیں جہنم کے لوگ۔ سو آگے یاد کرو گے کہ جو میں کہتا ہوں تم سے۔ اور میں سونپتا ہوں اپنا کام اللہ کو۔ تحقیق اللہ تعالیٰ سب بندوں کو دیکھتا ہے۔

کتاب کی اہمیّت

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

یہ میری کتاب اسم اللہ کی تاثیر سے پُر ہے۔ اور قرآن وحدیث و تفسیر کے مطابق ہے۔ جو شخص اس کو پڑھے گا اور اس پر عمل پیرا ہو گا وہ عارف باللہ بن جائے گا۔ اور جو کوئی اس کے معانی پر غور کرے گا وہ روشن ضمیر ہو جائے گا۔ پس اے سچّے طالب! روشضمیری سے ہماری مراد یہ ہے کہ جو لوگ علم معرفت میں کامل اور اکمل ہیں اور وہ معرفت و حقیقت کے اسرار سے آشنا ہوتے ہیں کیونکہ حقیقتوں کے ہر ایک دقیق نکات اور محققین کی تحقیق سے خبردار ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ کتاب مشکل پسند آیات قرآنیہ اور ناسخ آیات کے ساتھ رقم کی گئی

کہ جس میں رمز و کنایہ اور اشارات باشارات اور عبادت بعبادت مرقوم ہے میرے نزدیک طالبِ صادق کو ہدایت کے لیے ایک یہ ہی کتاب کافی ہے۔

عظمتِ قرآن

چونکہ یہ اَمر تسلیم شدہ ہے کہ تمام جہانوں کا رہنما ماسوا قرآن وحدیث کے اور کوئی عالم نہیں ہے۔ جو کوئی اس کا منکر ہے وہ کافر ہے اور تمام صاحب تقویٰ اور صاحب فتویٰ اور تمام اہلِ معرفت ، اور تمام عاشقین و واصلین الی اللہ اور کاملین مع اللہ کا مرشد کامل اور مکمل قرآن وحدیث ہے۔ اسی کی وجہ سے لوگوں کو درجات علیہ نصیب ہوتے ہیں اور مرتبہ ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔ پس یہی قرآن ہے کہ تمام اولیاء اللہ کو خواہشات سے باز رکھتا ہے۔ اور مراتب فنا فی اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ جس کا ہر ایک حرف ایک گوہر بے بہا اور دنیا جہان کی ہدایت کا گواہ ہے۔ جس کے پڑھنے اور سننے میں مشاہدہ انوار الٰہی اور مقربین بارگاہ یعنی ملائکہ کا نزول ہوتا ہے۔ چنانچہ اپنے بندوں کو مخاطب کر کے ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا وَلَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ۔

اللہ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے۔ ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کیا اور یہ بات انھیں کے دل پر پڑتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاَتْبَعْنٰاهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ۔

اس دنیا میں ہم نے ان پر لعنت مسلط کردی ہے اور قیامت کے دن وہ خراب لوگوں میں سے ہونگے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

ہم نے فقر سے بہتر تم پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔

سَلٰامٌ عَلَیْكُمْ لَا نَبْتَغِی الْجَاهِلِیْنَ

تم پر سلامتی ہو تم جاہلوں کی خوشنودی حاصل مت کرو۔

اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۔

اس کو ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ پسند کرتے ہیں لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے وہ ہدایت پائے ہوؤں کو خوب جانتا ہے۔

وَالَّذِیْنَ یُحَاجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَیْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔

جو لوگ اللہ کے بارے میں بحث کرتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ نے ان کو جواب دیا ہے ان کی حجتوں کا رب کے پاس ان کے اوپر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔

اللہ ہی کے لیے حمد ہے جو پالنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا رب ہے تمام جہانوں کا۔ رب ہے تمام بڑائیاں اسی کے لیے ہیں۔ آسمان و زمین وہی غالب حکمت والا ہے۔

یَوْمَ نَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ۔ وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ غَیْرَ بَعِیْدٍ

ہم اس دن جہنم کو کہیں گے تو بھر گیا وہ کہے گا اور زیادہ ڈال دے گا جنت کے دروازے کی کنڈی پر ہیزگاروں سے دور نہیں ہو گی۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ۔

وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کیے اور جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا اس پر ایمان لائے وہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔

نفس، رُوح، عقل اور علم کا بیان

اے درویش جاننا چاہیئے کہ انسان کے وجود میں پندرہ مندرجہ ذیل چیزیں ہیں جن میں مندرجہ ذیل دو ارواح ہیں:۔

۱۔ رُوح جمادی ۲۔ رُوح نباتی

ان میں ایک روح سیر کرنے والی ہے اور دوسری رُوح مقامی ہے اور چار مندرجہ ذیل نفس ہیں :۔

پہلا نفس :۔ نفس امّارہ ہے۔

دوسرا نفس :۔ نفس ملہمہ ہے۔

تیسرا نفس :۔ نفس لوّامہ ہے۔

چوتھا نفس :۔ نفس مطمئنہ ہے۔

اور ایک دل ہے ۔ اور دنیا کو آتشِ حرص کہتے ہیں ۔ یاد رہے کہ عقل دو اقسام میں منقسم ہے :۔

عقل کی پہلی قسم :۔ عقلِ کل ہے۔

عقل کی دوسری قسم :۔ عقل جزو ہے۔

عقل جزو شیطان ہے جس کی نفسانیت اور ہوا وہوس کے ساتھ ساتھ ہے۔ پس اے درویش۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ علم کے ذریعہ سے تحقیق کرنا چاہیئے اور علم کو اپنے ساتھ رفیق بنانا چاہیئے۔

اقسام علم

جاننا چاہیئے کہ علم اقسام میں منقسم ہے :۔

علم کی پہلی قسم :۔ ظاہری علم ہے۔

علم کی دوسری قسم :۔ باطنی علم ہے۔

علم ظاہری کا تعلق نفس کے ساتھ ہے۔ اور نفس کی عقل جزو ہے ۔ اور علم

کا تعلق عارف باللہ روح کے ساتھ ہے اور اَرواح کا تعلق عقلِ کلی سے ہے۔
پس اے طالب صادق! عالم روحانی کے سامنے دم نہیں مارتا کیونکہ وہ نفسانی قیود میں مقید بہ قید روحانی کے ہے۔

عالم نفسانی اور روحانی

اب یہ جاننا چاہیئے کہ عالم نفسانی کیا ہے اور عالم روحانی کیا ہے۔ عالم نفسانی وہ ہے جس کی صحبت اہل نفس مردہ یعنی دل ناسوتی کے ساتھ ہو کہ جو عقل اللہ اور ذکر اللہ سے غافل ہو اور معرفتِ خداوندی سے الگ اور باطن کی صفائی سے بے خبر ہو۔
عالمِ روحانی وہ ہے کہ دائمی طور پر انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی مجالس کی حاضری میسر ہو اور وہ عارف باللہ ہو اور مجلسِ باطن سے باخبر ہو۔ اور اس کا دل دائمی طور پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر کی تسبیح میں مشغول ہو۔
لیکن فقیر عارف وہ ہے کہ جو ظاہر و باطن کا عالم ہو۔ کیونکہ دونوں علم سالک کے مثل بال و پر کے ہیں۔ اور جو ان دو علوم سے بے خبر ہے وہ معرفت خداوندی سے بے خبر ہے۔

علیین العیانی کون؟

اے درویش طالب! اب میں تجھے خبر دیتا ہوں کہ ایک آدمی ایک د[illegible] میں کیونکر راہِ مولیٰ اور مولیٰ کی طلب کر سکتا ہے۔ اور عارف باللہ ہو سکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل اللہ تبارک و تعالیٰ کا کرم اور دوم مرشد کی عطا اور باطن کی صفائی ہے۔ اور مرشد کامل وہ ہے کہ جو تصوّر اسم اللہ کی تاثیر ایک دم میں بھر دے تا کہ عارف باللہ ہو اور دل کو درست اور چشم باطن کو سر کی آنکھ ظاہری سے کھولے حتیٰ کہ چاروں آنکھیں یک نظر ہو جائیں۔ اور یہ اَمر غیر توجہّ باطنی مرشد کے نہیں ملتا۔ چونکہ دل کا مقام عالم وجدانی ہے اور اُسے عین العیانی کا نام دیا جاتا ہے۔ پس اے سچّے طالب! اس مقام میں علم ظاہری اور علم باطنی میں جو کچھ علوم سے ہیں سب روشن اور معلوم ہوں۔

سرّ سُبحانی کون؟

دوسرے مدینۃ القلب میں مقام دل وجدانی عین العیانی مثل آفتاب کے روشن ہو۔ اور دماغ میں وہ روشنی پیدا کرے چونکہ بعض کاملین سے ہے کہ سرّ سبحانی دماغ میں ہے کہ اس مقام کو بیت الرّوحانی کہتے ہیں۔ اور جو کوئی اس اسرار پر پہنچے وہ راز الٰہی کا راز ہے۔ پس جو کوئی خدا کے اسرار پر پہنچا وہ دائمی طور پر دریائے رحمت یعنی نور اللہ اور غرق مع اللہ میں رہتا ہے۔ اور اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے مشاہدہ میں یک لحظہ اور یک لمحہ اس کے دل سے فوت نہیں ہوتا۔ اور بیہوشی سے مدہوشی میں نہیں آتا۔

بعض صوفیائے کرام نے لکھا ہے کہ اس مقامِ وجود میں ایک بادشاہ ہے اور دل اس کا وزیر ہے۔ اور عقل اُس کی مصاحب ہے۔ اور نفس مطمئنہ اس کا رفیق اور حب دنیا کی جڑ۔ شوق کے ساتھ دل سے قطع کی ہوئی۔ اور حرص وہوا کبر و

نفسانیت اس سے جدا اور شیطان اس سے گریزپا تا ہے۔ یہ مقام عارفین کا ہے کہ معبود برحق کے ساتھ دائمی طور پر استغراق رکھتے ہیں بلکہ اس مقام میں توجہ، تفکر، دلیل، عقل، وہم، خیال، مراقبہ اور علم ظاہری یہ سب حجاب اکبر ہیں اس کے لیے کہ عارف باللہ دو حال سے خالی نہیں ہوتا:۔

پہلا حال :۔ وحدت کے ساتھ غرق ہو اور شوق کے ساتھ مسرور ہو۔

دوسرا حال :۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔

پس جو کوئی ان دونوں حالتوں سے تصور و تفکر کی طرف آئے یا دیوانہ مجنون ہو یا استدراج میں پڑ جائے یا مخلوق سے رجوع کے مراتب میں رہے۔ اسی لیے لکھا ہے:۔

مَنْ اَرَادَ الْعِبَادَتَ بَعْدَ حُصُوْلِ الْوُصُوْلِ فَقَدْ كَفَرُوْا وَ اَشْرَكَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى۔

جو شخص عبادت کا ارادہ کرے وصولِ حصول کے بعد پس تحقیق اس نے کفر کیا اور شرک کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔

یعنی جس کسی کو حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک کی حضوری میں تمام ہو اس میں عبادتِ نوافل کب سماوے۔ اور حضور سید العالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس سنت ہے۔ پس جو شخص کہ فرض و سنت سے فارغ نہ ہو اسے عبادت نوافل کی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

پس اے سچے طالب! جو کوئی تصور اسم اللہ کو نظر میں رکھے اس پہ

ہمیشہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہو۔ گو صاحب تصوّر اگرچہ ظاہری طور پر فسق و فجور میں مبتلا ہو۔ لیکن اسم اللہ کی برکت سے آخر کار اس کا وجود اسم اللہ کی تاثیر سے پاک ہو۔ اور وقت نزع تائب ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ۔

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاکی رکھنے والوں کو۔

پس اے درویش! جو صاحب دائمی طور پر اسم اللہ کا تصوّر رکھے۔ اس کا بہتر خاتمہ ہو۔

تصوّرِ اسم اللہ کی خصوصیات

جاننا چاہیئے کہ سچے طالب کو تصوّر اسم اللہ کا مقام منتہی عارف باللہ کا ہے کہ اس کا نفس بیمار، اس کا دل بیمار، اور اس کی رُوح اللہ تبارک و تعالیٰ کے دیدار کی طرف متوجہ ہو۔ اور اس کو سرود کی آواز وغیرہ کی پسند نہ ہو بلکہ ہمہ وقت دریائے وحدت میں مستغرق رہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بیمار کو کوئی آواز اچھی نہیں لگتی بلکہ اس آواز سے اس کی رُوح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اہل تصوّف کا کہنا ہے کہ زندگی کا سرور نفس ہے اور ماسوی اللہ ہوس ہے ؎

خشم و شہوت بزیر پائے تو دارد
تا شوی از حیات برخور دارد

غصہ اور شہوت کو تو اپنے پاؤں کے نیچے رکھ تاکہ تو زندگی کا پھل پا سکے۔

پس اے سچے طالب! جبکہ علما ء علم کی تاثیر سے فارغ ہوتے ہیں۔ اس وقت حضور نبی غیب دان سید العالمین سید الاولین والآخرین سید الابرار احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد گرامی ہوتا ہے کہ علم تجھے مبارک ہو۔

علم نافع اور غیر نافع

اے درویش! تو علم سے کیا چاہتا ہے۔ آیا مرتبہ قضا کی آرزو رکھتا ہے یا معرفت یا رضائے خداوندی کو ڈھونڈتا ہے۔ اور جن درجات کا خواہش مند ہے۔ وَهُدًى لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ ہے یعنی کتاب ہدایت ہے اہل تقویٰ کے لیے اور اُن لوگوں کے لیے جو غیب پر ایمان لائے۔ یعنی جس سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے ہدایت حاصل کر کے اللہ تبارک و تعالیٰ کی معرفت اور فنا فی اللہ کی تلقین کی تعلیم حاصل کی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام کا علم روز ازل سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

آپ جس کو پسند کرتے ہیں اس کو ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اسی لیے انبیائے کرام اور اولیائے عظام، مومن اور مسلمان تقویٰ کی ہدایت روز ازل سے حاصل کر چکے ہیں۔ اور یومنون بالغیب پر ایمان لا چکے ہیں۔ اور اپنے قلب سے قلب کی تصدیق رکھتے ہیں۔ اور ایمان کے ساتھ صاحب یقین ہیں اور مقام

مقامِ یقین میں مقام منتہیٰ رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔

اور اپنے پروردگار کی یہاں تک عبادت کر کہ تجھے یقین آئے۔

مادر زاد اولیائے کرام مطلقاً صاحبِ یقین ہوتے ہیں اور کماحقہ یقین معرفت، ہدایت اور عبادت کا آخر دم تک ہے بلکہ وقت نزع تک پہنچتا ہے۔ اور قبر اور حشر و نشر میں ہمراہ ہے۔ ازاں بعد یقین کی اہمیت کا بیان ہے۔

یقین کا بیان

اے سچے طالب! یقین کی اصل عین ہے اور عین کا مقام عین العیان ہے پھر جس جگہ عیاں ہے وہاں پر ذات بے حجاب ہے۔ جس کے بیان کی ضرورت نہیں ہے۔ چونکہ بعض اولیائے کرام ماں کے شکم سے ولی اللہ ہوتے ہیں۔ ان کو تلمیذ الرحمٰن کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگوں کو مرشد کی ضرورت نہیں ہے کہ انھیں اللہ جل شانہ و رسول الثقلین سید العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلیم ہوتی ہے۔ ہاں ملاقات یا صحبت ان کو وقت کے اولیائے کرام سے ضرور ہوتی ہے کہ جو تحقیق علم کے لیے ہے۔ انھیں یقین اور تعلیم عالم ازل سے ہو چکی ہے۔ اور وہ ولی اللہ اور عارف ہدایت کے لائق ہے کہ جو از راہِ تصور اسم اللہ اور تصور اسم محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء دریائے وحدت میں مستغرق ہوتے ہیں۔ اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری حاصل کر کے تعلیم و تلقین

کرتے ہیں۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اور حضور نبی کریم سید الرسل امام السبل صلی اللہ علیہ وسلم سے مراتب پاتے ہیں۔ اور جو مرشد کی اس نوع کی تحقیق نہیں کرتے وہ حقیقی مرید ہیں۔

تلاشِ مرشد

اے سچے طالب! مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو طلب کے مطابق دے اگر اس کے مقاصد پورے نہ ہو سکیں تو وہ مرشد نہیں ہے۔ بلکہ وہ کسی دوسرے کی تلاش کرے ورنہ دائمی طور پر ناقص رہے گا۔ ناقص مرشد بکثرت ہیں۔ ان سے تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں ہے بلکہ مطلقاً حرام ہے۔ اور مرشد کامل بھی بکثرت ہیں کہ جو دریائے معرفت میں تیرنے والے ہیں۔ ان کی تعلیم فرض ہے۔

مرشدِ حقیقی کون؟

اے سچے طالب! طالب کو دانش علم کے ساتھ نظر رکھنی چاہیئے کہ جو ناقص و کامل کی شناخت کر سکے۔ کیونکہ جو ظاہری مرشد ہیں اور بکثرت نام اور سعادت کے ساتھ معروف ہیں۔ اور وہ باطن میں دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہیں اور ظاہری طور پر ذکر یَا اَللّٰہ یَا اَللّٰہ یعنی جہر کے ساتھ زبان پر جاری رکھتے ہیں اور باطن کے تصوّر سے دل سے منافقت رکھتے ہیں۔ ان کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

بر زباں تسبیح در دل گاؤ خر ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

زبان پر سبحان اللہ اور دل میں اس سبحان اللہ پڑھنے کا کچھ اثر و
فائدہ نہیں گدھے اور گائے کا خیال۔

چونکہ مرشد ہونا انتہائی دشوار کام ہے۔ مرشد کی مثال عطار کی طرح ہے نہ کہ جلاؤ کی طرح
کہ جو دنیا کی طلب میں خوار و مردار ہو۔ بلکہ مرشد حقیقی وہ ہے کہ طالب کو بغیر ریاضت
کے بیک نگاہ معرفت کا راستہ دکھادے۔

کسی نے ہندی زبان میں کیا خوب کہا ہے ؎

مرشد ایسا چاہیئے جیسے دھوبی دھوئے
دیدے صابن گیان کا اور گل مل ڈالے دھوئے

بلکہ مرشد کی مثال شہباز کی ہے کہ جو لامکاں قدس پر ایک دم میں پرواز کرا سکے۔ وہ
مرشد نہیں ہے کہ جس کی نگاہ مثل غلیواز کے دائماً مردار پر ہو۔ اور طالب وہی ہے
کہ جو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے دیدار کے لائق ہو۔ دنیا اور دنیا والوں کر
ہمیشہ بیزار رہو۔ بلکہ جس کے چہرہ پر یہ نیکی کا سبب دربارتِ ربّانی کے چہرہ پر ضیاء
ہو۔ کسی سنے یہ سچ کہا ہے کہ:۔

صاحبِ دل زندہ اور فکر بیدار ہوتا ہے۔

ارشاد نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم ہے:۔

اَلدُّنیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْہَا صَوْمٌ

دنیا ایک روز ہے اور ہمارے لیے اس میں صوم ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنیَا سَاعَۃٌ وَلَنَا فِیْہَا صَوْمٌ

دنیا ایک گھڑی ہے اور ہمارے لیے اس میں روزہ ہے۔

تفکر کی حقیقت کا انکشاف

معرفت خداوندی کے ساتھ تفکر رکھنا اور ایسا تفکر اس لائق کہ جامہ کثیف نفسانی سے جو باہر ہو بلکہ جو جامہ روحانی میں داخل ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَفَکَّرُ سَاعَةً خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَیْنِ

ایک گھڑی کا تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

کیونکہ تفکر نور ہے اور صاحب تفکر ہمہ وقت مشاہدہ اِلَّا اللہ اور فنا فی اللہ میں مستغرق رہتا ہے۔

پس مرشد صاحب تفکر منتہی وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو معرفتِ خداوندی کا مشاہدہ کرا سکے اور کئی سالوں سے اسے وصال میسّر ہو وہ ایک گھڑی میں میسّر ہو جائے۔

عالم و ذاکر کا بیان

اے سچّے طالب! معلوم ہونا چاہیئے کہ اس علم سے عالم عامل نہیں ہوتا ہے اس پر عقبیٰ کا وبال ہے اور ذکر سے کہ ذاکر جس مرتبۂ وحدانیت تک رسائی حاصل نہ کر سکے وہ ذکر بدتر گناہ ہے۔ اور اس فکر سے کہ نفس فانی نہ ہو۔ وہ فکر لاحاصل بلکہ خام خیال ہے۔ اور اس دعوت سے کہ موکل آواز نہ دے اور گنج بے رنج میں نہ پہنچے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس پاک

میں نہ لے جائے۔ اور جو جواب باصواب روحانی یعنی الہام ربانی نہ ہو۔ اس دعوت سے رجعت و جنون بلکہ بے حاصلی کمال ہو۔ اور بلانے والا اس دعوت کے ساتھ صرف جاہل ہے۔

اے درویش! جس جسم میں کہ تاثیر اسم اللہ کرتا ہے وہ شخص کسی مصیبت میں نہیں پھنستا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہوتا ہے۔ اس کا دیکھنا دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ نور اللہ سے یا مجلسِ محمد رسول اللہ سے۔ اس سبب سے کہ اہلِ تصورِ اسم اللہ کی وجہ سے مقامِ ناسوت سے بے تعلق ہو جاتا ہے۔ بلکہ وہ خود کو دائمی طور پر مقامِ لاہوت میں دیکھتا ہے۔ خواہ خود کو جانے یا نہ جانے۔ کیونکہ اصل میں اس کی اسم اللہ کے ساتھ وصل ہے۔ اس لیے کہ تصورِ اسم اللہ والے کو کیا قدرت حاصل ہے کہ اسم اللہ کو اپنی قید میں لا سکے۔ کیونکہ اسم اللہ مخلوق نہیں ہے۔ یہی غیر ہے کہ تصور و عقل اور صاحبِ تصور مخلوق ہے۔ ازاں بعد سلوک کا بیان شروع ہو گا۔

سلوک کی اقسام

اے طالب صادق جاننا چاہیئے کہ سلوک دو اقسام میں منقسم ہے:۔

سلوک کی پہلی قسم :۔ یہ ہے کہ مرتبہ کے لیئے تلاوتِ قرآن، وردو وظائف، نوافل، نماز و روزہ ہے۔

سلوک کی دوسری قسم :۔ یہ ہے کہ سلوک کی انتہا کہ جو ایک دم میں حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں پہنچا دے اور دریائے وحدت میں غرق کر دے۔ یہ سلک منتہی اسم اللہ کے تصور سے

ہے۔ کیونکہ کاملین کے سلوک کا سلک ذکر کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس سبب سے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ اور جسے یہ حاصل ہے ایسا غرق حضور اس کا ذکر مذکور کے نسیان سے ہو اس لیے کہ صاحب حضور کا ذکر دوسرا ہے اور یہ مراقبہ حضور دوسرا ہے۔ اور وصل حضور اور تصرف حضور دوسرا ہے۔ اور توجہ حضور اور وہم حضور اور خیال حضور اور مشاہدۂ حضور دوسرا ہے اور نور اللہ کا مشاہدہ دوسرا ہے۔ کیونکہ اہل حضور ہمہ وقت اور دائمی طور پر مقام لاہوت میں رہتا ہے۔

مقامِ ناسوت ولاہُوت

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ مقام ناسوت اور مقام لاہوت کی کیا شناخت ہے۔ پس معلوم ہُوا کہ ناسوت میں انسان اپنے نفس کی ہستی میں رہتا ہے۔ اور مست اپنے اختیار میں نہیں رہتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ناسوت کی ہستی بالکل حرص وہوا سے ہے۔ اور مقام لاہوت میں نفس جا کر نیست ونابود ہو جاتا ہے۔ صوفیائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ نیست ہونا ہوشیاری کی دلیل ہے اور ہوشیار کو خود مختار کہنا چاہیئے۔ کیونکہ مغز معرفت خداوندی تقویٰ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ۔

انسان کو احسن تقویم پر پیدا کیا۔

پھر ارشاد ربانی ہے:۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا تحقیق اہل تقویٰ کو مراد ملتی ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْمُتَّقِیْنَ

اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کے ساتھ ہے۔

پس اے سچے طالب! جو کوئی بغیر تقویٰ کے فقیری اور درویشی کا دعویٰ کرے یعنی یہ کہے کہ میں عارف ہوں وہ کذاب ہے۔

تقویٰ کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ لفظ تقویٰ چار حروف میں منقسم ہے:۔

تقویٰ کا پہلا حرف :۔ ت ہے۔

تقویٰ کا دوسرا حرف :۔ ق ہے۔

تقویٰ کا تیسرا حرف :۔ و ہے۔

تقویٰ کا چوتھا حرف :۔ ی ہے۔

ان تمام حروف سے کیا مراد ہے۔ یعنی تقویٰ والے کو دو ت چاہئیں۔ ایک ت ترک کی اور دوسری ت توکّل کی۔ دو ق چاہئیں۔ ایک ق قہر کا جو اپنے نفس پر۔ اور دوسرا ق قادر رہونے کا اپنے نفس پر۔ دو و چاہئیں۔ ایک واؤ واحد کا۔ دوسرا و وحدت کا۔ دو ی چاہئیں۔ ایک ی یگانہ بحق کی۔ اور دوسری ی یاد حق کی۔

پس اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیئے کہ تقویٰ مخفی عمل، بے ریا، صالح عمل اور صالح کو کہتے ہیں۔ اور پوشیدہ عمل سے بندہ کو معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اور نجات اسم اللہ ذات یعنی تصورِ حق سے ہو کہ جو اسرار اصل اور تقویٰ ہے۔ کیونکہ راز باطن کا ریاضت باطل سے غارت ہو جاتا ہے۔ اور متقی وہ ہے کہ جس کو دائمی طور پر حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میسر ہو۔ چونکہ یہ مراتب

صرف تصورِ اسمِ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایسا متقی ظاہری ریاضت کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ہے اس لیے کہ کافر بھی بکثرت ریاضت کرتے ہیں تو ہمیں ان سے خلاف کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مومن عارف کو راہِ راز اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ اسم اعظم اور تقویٰ حضور خواجۂ کونین سید الابرار، سیدالکونین سید العالمین، شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک کی حضوری کے بغیر حاصل نہیں ہوتے۔

باہوا بہر از خدا تقویٰ نما

بے ریا تقویٰ برد جانب خدا

باہو خدا کے لیے تقویٰ کا اظہار کر حقیقتاً تقویٰ بغیر ریا کاری کے اللہ تک پہنچاتا ہے۔

پس اے درویش! جس نے کچھ حاصل کیا اسم اللہ سے حاصل کیا۔ چونکہ اسم اللہ سے چہار حروف کا انکشاف ہوتا ہے یعنی سب سے پہلا اسم، اسم اللّٰہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ جب اسم اللّٰہ سے الف ہٹا دیا تو لِلّٰہ رہا۔ کیونکہ اس کا ذکر فیض اللہ سے ہے۔ اور جب لِلّٰہ سے لام ہٹا دیا تو اَلَہ رہا۔ کہ اس کا ذکر عطاء اللہ سے ہے۔ اور جب لَہٗ سے لام کو ہٹایا تو ھُو رہا۔ پس ذکر ہُو عنایت اللہ سے ہے۔ پس عارف مرد کے لیے لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ کافی ہے۔ یعنی اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

اس کی شرح دوم یہ ہے کہ ذکر اللہ سے حضور اور ذکر اللہ سے سرور۔ اور ذکر لہٗ سے مقہور یعنی قہر کیا گیا اپنے نفس پر اور ذکرِ ھُوْ سے مغفور ہے۔ یہ تمام مراتب حضور

سیّد یوم النشور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کی برکت سے ہیں۔ اور بکثرت خوبی اس شرح میں یہ ہے کہ ھُو اسم مصنف کتاب ہے اور یہی کلمۂ ذات ہے۔

تلقینِ باطن

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ اب میں استخارہ کے بارے میں گفتگو کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ ایک شخص نے نماز استخارہ کی نیّت سے پڑھی اس لیے کہ میں کسی بزرگ سے بیعت کا خواستگار ہوں۔ اُس بزرگ نے کہا میں نے اس کو خواب میں تلقین کیا۔ اور وہ ذکر کہ باطن میں تلقین تھا ظاہر ہُوا۔ اور اس بزرگ صاحب استخارہ کا اعتقاد صحیح ہُوا۔ اور وہ شخص اس بزرگ کے روبرو حاضر ہُوا۔ پھر بزرگ نے کہا اے فلاں فلاں جگہ باطن میں میں نے تجھے تلقین کیا تھا۔ یہاں تیرے آنے کی کیا حاجت تھی۔ پس اے سچّے طالب۔ اس طریقہ کے ساتھ طالب و مرشد دونوں ناقص ہیں۔

مرشدِ حقیقی اور غیر حقیقی کا انکشاف

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایسا ذکر طالب کا پائیدار نہیں ہے۔ جب تک مرشد کامل اس طالب کو حضور سید عالمین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں نہ لے جائے۔ اور اُس کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تلقین نہ کرے۔ یا یہ کہ وہ شخص حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے حکم سے اس مقام باطن میں

دستِ بیعت نہ ہو۔ اور یہ سبب اس تلقین حضوری کے طالب کے وجود میں چار ذکر مجموعہ لازوال جاری ہو جائیں۔ اور طالب اللہ کو نور اللہ کا مشاہدہ اور مقام فنا فی اللہ کی سیر اور بقائے نفس کی لذت اور بقائے رُوح سے وصال نہ ہو جائے۔

پس اے سچے طالب! جو مرشد ایسی تعلیم و تلقین نہ کرے وہ ناقص ہے اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں۔ ایسے مرشد کے دھوکہ میں نہیں آنا چاہیئے۔

پس اے مرشد طالب! یہ مرشد حقیقی نہیں ہیں جو ظاہری طور پر آدمی کی صورت اور باطن میں شیطان کی سیرت ہیں۔ کہ جو دم کے روکنے کی تلقین کریں۔ چونکہ جان ہوا کے ساتھ ہے اور ہوا دم کے ساتھ ہے۔ تو لازم ہوا کہ جب حبس دم کیا جائے گا تو رُوح کو تکلیف محسوس ہوگی۔ اس لیے ایسا کام نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر ایک جاندار عام اس سے کہ کوئی ہو۔ دم کے ساتھ سب خدا کو یاد کرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدا کی یاد سے کوئی دنیا میں خالی نہیں۔

کسی۔ نے کیا خوب کہا ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمیں روید
وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

ہر گھاس جو زمین سے اگتی ہے وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کہتی ہے وہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

وجودِ انسانی کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ انسان کے وجود میں ذکر کے مندرجہ ذیل دو مقام ہیں:۔

ذکر کا پہلا مقام :۔ پہلا مقام سینہ میں کہ جو دل سے تعلق رکھتا ہے۔

ذکر کا دوسرا مقام :۔ دوسرا مقام سر میں ہے جس کا تعلق سر سے ہے۔

اس سے معلوم ہوُا کہ ذکر کا دل اور رُوح کے ساتھ تعلق رکھنا چاہیئے۔ چونکہ مردہ دل ذکر الٰہی سے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور جو دل تصوّر اسم اللہ کے ساتھ بیدار ہوتا ہے۔ زندگی میں اس کی رُوح کو ذکر سے نسیان ہوتا ہے۔ وہ دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کے مشاہدہ میں رہتا ہے۔ ان مراتب کی تائید حسب ذیل آیہ کریمہ سے ہوتی ہے :۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَمَنْ كَانَ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۔

جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ ؎

ہر کہ ایں جا ندید محروم است

در قیامت ز لذّت دیدار

جس کسی نے اس جہان میں نہیں دیکھا وہ قیامت کے دن دیدار کی لذت سے محروم ہے۔

پس اے طالب ! دل عارف مثل ہدف کے ہے۔ اور ذکر اس کی مثل تیر کے اور فکر اس کی مثل کمان کے ہے۔ پس وہ دل جو مثل ہدف کے ہے۔ ہمیشہ ذکر کے تیروں سے زخمی ہوتا رہتا ہے۔ اس سبب سے تمام وجود اس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص دائمی طور پر روتا رہتا ہے۔ اگر فنائے نفس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اس کی آنکھ سے خون بہنے لگتا ہے۔ اس سے معلوم ہوُا کہ ایسے ذاکر کے وجود میں شیطان کا گزر نہیں ہوتا۔ اور وہ ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ کے خاص بندوں میں شمار ہوتا ہے۔ کیونکہ ایسے ذکر سے شیطان ہمیشہ بھاگتا ہے۔ جیسا کہ کافر کلمہ سے بھاگتا ہے۔ پس

ایسے ذکر قلبی کے مغز و پوست میں صرف اللہ ہی اللہ رہ جاتا ہے۔

علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ ایسا ذکر زندہ جاوید ہو جاتا ہے جو مقام علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے درجات کو طے کر کے حق کے ساتھ ہو۔ اور اس کے وجود میں باطل نہ رہے۔

پس اے طالب! ایسا ذکر نور نوادرات میں ہوتا ہے۔ کیونکہ عارف باللہ مقام نوادر میں اپنے نفس پر قادر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس مقام میں دل کی حالت سنبھل جاتی ہے اور دل سلیم ہو جاتا ہے۔

پس صوفیائے کرام ایسے نفس کو نفس مطمئنہ کہتے ہیں۔ اور نفس مطمئنہ والے کی زبان پر تسبیح اور دل میں تصدیق الٰہی ہوتی ہے۔ اور اس سے ماسوی اللہ کی ہوس جاتی رہتی ہے۔ اور حقیقت کا مقام یعنی رُوح کا مقام اس پر کھُل جاتا ہے۔ اور قرب الی اللہ کا مرتبہ اس کو حاصل ہو جاتا ہے۔ چونکہ معرفت کا مقام سیر ہے۔ یعنی مشاہدۂ خداوندی ہے۔

پس اے سچے طالب! شریعت اور طریقت کے مابین ستّر ہزار حجاب ظلماتی ہیں۔ اور ایسے ہی مابین حقیقت کے ستّر ہزار حجابِ قدرت ہیں۔ پس جو شخص کہ طالب الٰہی کو دو لاکھ ستر ہزار حجابِ ظلمانی سے سات یوم میں محض تصوّر اسم اللہ سے بے حجاب کر دے وہ مرشد ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ مقام طریقت میں مقاماتِ ذکر، فکر

مکاشفہ، مراقبہ، محاسبہ، مقام طیر، مقام سیر اور مقام طلب ہیں۔ ان کی سیر طالب کو کرنا چاہیئے۔ اور مقام طریقت میں طالب کی پختگی اور فراخ حوصلگی درکار ہے۔ چونکہ طلب سے طاعت اور ذکر سے ذوق، فکر سے فیض و فرحت اور مراقبہ سے ملاقات و دست اور مصافحہ سے بیعت ہے۔

مکاشفہ و محاسبہ کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ یہ مقام باطن میں اولیائے کرام اور انبیائے عظام کے ہیں۔ اور مکاشفہ سے دل کی کدورت رفع ہوتی ہے اور باطن میں صفائی ہوتی ہے۔ اور محاسبہ سے وجود میں ذکر بے حساب ہوتا ہے۔ اگر ستر ہزار ذکر کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو پھر بھی وہ مرتبہ حقیقت تک رسائی حاصل نہ کر سکیں۔ اگر ستر ہزار مذکورہ بالا اختصاص کو اور جو کہ الہام حقیقی کا حق رکھتے ہوں۔ ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو پھر انھیں مرتبہ معرفت تک رسائی حاصل نہ ہوگی۔ کہ جو مقام فنا فی اللہ کو طے کئے ہوتے ہیں۔ اور اگر ستر ہزار عارفین عارف باللہ اور فنا فی اللہ کو ایک جگہ اکٹھا کیا جائے تو وہ عارفین باللہ اور معشوق اللہ کے مراتب تک رسائی حاصل نہ کر سکیں۔ چونکہ مراتب بقا باللہ اور حی الدارین اور موقد کا استغراق حق دوام فی الوحدت اور فنا فی النور ہے کہ جو بقائے حضور کے ساتھ ہیں۔ چونکہ یہ مراتب لامکاں کے ہیں۔ انسان کے وہم و فہم میں نہیں آسکتے۔ بلکہ جن اولیائے کرام کا ان مقامات علیا میں گذر ہے ان کا واسطہ ذات سے ہے۔ یہاں ذات اقدس سے مراد حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات کریمہ ہے۔ پس اے طالب! وہ جگہ لاحد و لاتعد ہے۔ یعنی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی شمار۔ پس جس نے اس جگہ رسائی حاصل کی

وہ فقیر ہے والا کور چشم ہے۔

عاشق و عارف کی کیفیات

اے طالب صادق! اب میں تجھے عاشق و عارف کی کیفیات سے آگاہ کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ عارف باللہ اور واصلین الی اللہ کے ابتداء ان کے وجود میں یہ سات جگہ آگ جلتی ہے۔ اور یہ آگ انھیں ایسا جلاتی ہے جس کہ خشک لکڑی کو جلاتی ہے۔

سات قسم کی آگ حسب ذیل ہے:۔

پہلی قسم کی آگ:۔ ذکر کی آگ ہے۔

دوسری قسم کی آگ:۔ فکر کی آگ ہے۔

تیسری قسم کی آگ:۔ شوق کی آگ ہے۔

چوتھی قسم کی آگ:۔ مراقبہ کی آگ ہے۔

پانچویں قسم کی آگ:۔ مکاشفہ کی آگ ہے۔

چھٹی قسم کی آگ:۔ محاسبہ کی آگ ہے۔

ساتویں قسم کی آگ:۔ حضور کی آگ ہے۔

یہ آگ مندرجہ ذیل دو آتش سے مل کر جلتی ہے:۔

۱۔ بھوکا رہنے کی آگ۔

۲۔ پیاسا رہنے کی آگ۔

اے طالب صادق! اگر عاشقِ مولیٰ کی محبت آگ سے آہ کھینچے یا قہر کی نگاہ سے

کسی طرف دیکھے تو مشرق سے مغرب تک آن واحد میں جل جائے۔ اور ہر ایک چیز ہست سے نیست ہو جائے۔ پس اے طالب مولیٰ! اگر تو تمام دنیا کے زاہدین کو اکٹھا کرے اور کسی عارف کی ان پر نگاہ پڑ جائے تو پہاڑ تک جل جائیں۔ جاننا چاہیئے کہ ان اہل زہد کو کونسی قدرت حاصل ہے کہ اس عاشق کے روبرو دم مار سکیں۔ اس لیے عارف باللہ صاحب تصوّف ہوتا ہے اور علم تصوّف ہر علم پر غالب ہے۔

تصوّف کیا ہے؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ تصوف کی حقیقت کیا ہے۔ تصوّف کا معنیٰ مطلق توحید جاننے کو کہتے ہیں۔ اور دوسرے تصوّف قلب کی صفائی ہے۔ اور علم تصوّف چار سلک پر مسلک ہے۔ کہ جس مقام میں چار گواہ اور چار راستے ہیں۔ وہ چار گواہ مندرجہ ذیل ہیں :۔

پہلا گواہ :۔ سلک سلوک تصوّف میں خاص الخاص ہے جس کا تعلق شریعت سے ہے۔

دوسرا گواہ :۔ سلک سلوک تصوّف میں بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے۔ اس کا مقام مقامِ طریقت سے ہے۔

تیسرا گواہ :۔ سلک سلوک تصوّف میں حقائق نکات سے ہے جس کا تعلق مقامِ حقیقت سے ہے۔

چوتھا گواہ :۔ سلک تصوّف میں توحید سے ہے جس کا تعلق مقامِ معرفت سے ہے۔

چونکہ علم تصوّف علمِ توحید سے ہے۔ علم توحید کا تعلق علم فقہ سے ہے اور علم فقہ کا

تعلق علم حیا کے ساتھ ہے اور علمِ حیا کا تعلق محبتِ مولا اور وردِ محبت کے ساتھ ہے۔
اس سے معلوم ہُوا کہ علمِ تصوّف ہر علم پر اولیٰ ہے۔ اس لیے کہ علم تصوف توحید بالایمان ہے۔
پس اے سچے طالب! جو کوئی علمِ تصوف کا مطالعہ نہیں کرتا وہ شیطان سے بھی بُرا ہے
بلکہ خواہشات کا بندہ ہے اور ہرگز اس کا یقین اللہ تبارک و تعالیٰ پر نہیں ہے۔ چونکہ علم
تصوّف کے علم سے اطمینانِ رحمانی ہے اور بے علمی سے سراسر کارِ شیطانی ہے ۔
نعوذ باللہ منہا۔

حروفِ تصوّف کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ سلک سلوک معرفتِ خداوندی کی راہ ہے۔
پس جو کوئی طالب مولیٰ تصوّف کا علم نہیں رکھتا وہ سراسر گمراہ ہے۔ تصوف کا لفظ
چار حروف میں منقسم ہے:۔
تصوّف کا پہلا حرف:۔ ت ہے۔
تصوّف کا دوسرا حرف:۔ ص ہے۔
تصوّف کا تیسرا حرف:۔ و ہے۔
تصوّف کا چوتھا حرف:۔ ف ہے۔
ت سے یہ مراد ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خود کو تصرّف کرے۔
ص سے مراد ہ سیدھا راستہ ہے۔ یعنی جادۂ حق پر چلنا۔
و سے مراد وعدہ خلاف سے اجتناب کرنا ہے۔
ف سے مراد فتح الغیب اور فنافی النفس ہے۔

پس جو شخص ان حروف کا علم نہیں رکھتا اور ان پر عمل نہیں کرتا وہ ہرگز تصوف سے واقف نہیں ہے۔

تصوف کے دیگر معنی یہ ہیں کہ تصوف اسم اللہ سے ہے یعنی علم الف سے اور الف سے مراد آیہ کریمہ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ لکھا ہے۔ یعنی ہم نے حضرت آدم علیہ السّلام کو کل اسماء سکھا دیئے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ یہاں کل اسم سے مراد کل علم اور کل عقل اور کل درجات ہیں کہ جو قال سے حال کی طرف لے جائیں۔ کہ جن کے ظاہر و باطن مراتب مولیٰ کے ساتھ ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ؕ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

صدق اور عدل کی رو سے تیرے رب کا کلمہ تمام ہوا۔ اور اس کے کلمات تبدیل نہیں ہوتے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔

پس اے طالب! عارف باللہ معرفت مع اللہ ایسا چاہیئے جیسا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مسلسل اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام رہا اور مخلوق کو یہ علم تھا کہ ہمارے ساتھ ہم کلام ہے۔ عارف کا قال اور ہے اور عارف کا حال بھی اور ہے۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السّلام نے ایک کشتی کو توڑ دیا، ایک نوجوان کو ہلاک کر دیا۔ اور حضرت خضر علیہ السّلام کا واقعہ سورۂ کہف میں ہے یتیم بچوں کی دیوار گرا دی۔ پس حضرت خضر علیہ السّلام کا کام راہ پر تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی نگاہ خطا پر تھی۔ پس اسی طرح ہر عارف ہر حال اور ہر مقام کا عالم ہوتا ہے

اور ماضی، حال اور استقبال کے احوال پر نگاہ ہوتی ہے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اسی لیے ہر ایک عبادت سے عارف باللہ کی نظر بہتر ہے۔ ؎

از نگاہ نیم روشن آہِ من
درمیانِ کفر و ایماں راہِ من

ترجمہ: میری آہ وزاری آدھ کھلی نگاہ سے ہے ایمان و کفر کے درمیان میرا راستہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَآءِ

ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہے۔

فقیر کی حقیقی کیفیّت

اے سچے طالب! افسوس صد افسوس کہ ساری عمر بے خبری میں بیت گئی اور توحید کا علم نہ ہوا۔ چونکہ فقراء کو کسی وقت میں سکون حاصل نہیں ہوتا اس لیے دائمی طور پر سیر و سفر میں رہتے ہیں۔ اگر ہزار کوئی ان کی غم خواری و دلداری کرے اور انہیں نذرانہ پیش کرے۔ یہ جس جگہ رہیں مسافروں کی طرح رہیں۔ اور ہر ایک حال میں پریشان حال رہیں۔ ان کی حکمت اَلْاُنْسُ لِلّٰہِ وَ التَّوَحُّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ یعنی اللہ کے لیے اُنس رکھتے ہیں اور غیر اللہ کے لیے توحّش کرتے ہیں، سے ہوتی ہے اور اُن کی نگاہ دائمی طور پر فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ یعنی اللہ کی طرف بھاگو، پر ہوتی ہے۔ پس ایسے لوگ دائماً مخلوق سے بیزار رہتے ہیں۔ چونکہ ان کا شوقِ محبت اور معرفتِ خداوندی ان پر دائمی طور پر غالب رہتی ہے۔ اور ان کا مکان لامکاں

سے ہوتا ہے اور ان کی جان جانِ جاناں کی طرح لگی رہتی ہے۔ گو جسم ان کا اس عالمِ اسباب سے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے یہ لوگ پریشان حال رہتے ہیں۔ اور بعض صوفیاءً کا قول ہے کہ دو گروہ کے آدمی کسی کے حکم میں نہیں ہوتے:۔

پہلا گروہ :۔ ظل اللہ یعنی وقت کے بادشاہ۔

دوسرا گروہ :۔ اولیاء اللہ۔ جو رب تعالیٰ کے رازوں کا علم رکھتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

نفس را رسوا کند بہر از گدا
ہر درے قدمے رود بہر از خدا

راہِ مولیٰ کا گدا اگر اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے کہ ہر دروازے پر جا کر خدا کے لیے سوال کرتا ہے۔

اور بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ ہر محلہ اور ہر ایک شہر فقیروں کی برکت سے قائم ہیں۔ بلکہ فقراء کا پھرنا اور سیر کرنا حکمت سے خالی نہیں۔

ارشادِ گرامی ہے :۔

فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ

دانا کا فعل دانائی سے خالی نہیں ہوتا۔

ایسا ہی فقیر کا قدم، فقیر کی توجہ، فقیر کا وہم، فقیر کا قہر، فقیر کا التفات اور فقیر کا فیض کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی اصل اسم اللہ کے وصل پر ہے۔

مثنوی

از علم عالم نہ شد واصل حضور

از علم عالم نہ شد کشف القبور

عالم کو علم سے وصل و حضوری حاصل نہیں ہوتی۔ عالم کو علم سے کشفِ قبور حاصل نہیں ہوتا۔

تو علم مغرور از حق دُور تر

از علم عالم نہ شد صاحب نظر

علم پر غرور کرنے والا اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ دُور ہے۔ عالم علم سے صاحب نظر اور روشن ضمیر نہیں ہو جاتا۔

در مطالعہ علم باشنی صبح شام

کس نیابد معرفت از علم تام

تو صبح و شام علم کے مطالعہ میں مشغول ہے کسی نے علم سے مکمل معرفت نہیں پائی ہے۔

طلب مرشد راز کن باطن صفا

تا ترا حاضر کند با مصطفیٰ

باطن دل کو صاف کر کے پیر کامل سے راز کا طالب ہو تاکہ وہ تجھ کو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کر دے۔

سربسر علمے بود از قیل و قال

نہ بود لب بستہ خاموشی وصال

علم مکمل طور پر قیل و قال ہے کہ منہ زبان کسی وقت بند نہ ہو اور خاموشی سے وصال ملتا ہے۔

علم نافع اور علم غیر نافع

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ جو علم تقویٰ کے ساتھ ہے وہ بہتر ہے اور عقبیٰ کا توشہ ہے۔ اور جو علم زر کے حصول کے لیے ہے اور دنیا کی جس میں طلب ہے پس وہ ناجائز ہے۔

اے عالم ناداں کہ تو در علم غروری
نزدیک تو معبود نہ، بلکہ تو دوری

اے نادان و غافل عالم تو علم پر غرور کرتا ہے تیرے قریب معبود نہیں ہے بلکہ تو خود دُور ہے۔

کشاف ہدایہ اگر امروز تو خوانی
تا خدمت خاصاں نکنی ہیچ ندانی

تفسیر کشاف اور ہدایہ کو تو اگر روزانہ پڑھے کچھ حاصل نہ ہوگا جب اللہ کے خاص بندوں ولیوں کی خدمت نہیں کرے گا کچھ نہیں جانے گا۔

پس اے طالب! علم وہ ہے کہ ظاہر حضوری اس کی باطن میں معرفت خداوندی کی طرف لے جا رہی ہے۔ اور قرب وصال الی اللہ اس کو میسر آئے۔ چونکہ جو شخص اولیاء اللہ کی خدمت کرتا ہے وہ مخدوم ہو جاتا ہے۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد
ہر کہ خود را دید او محروم شد

جو شخص خدمت کرتا ہے مخدوم ہو جاتا ہے۔ اور جو اولیاء اللہ کا منکر ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے۔

مثنوی

وقت را ضائع مکن اے جانِ من
اسم اللہ را بگو باھر سخن

اے میرے محبوب دوست وقت کو برباد مت کر۔ اللہ کا نام ہر بات و ہر کام میں لے۔

ہر کہ غفلت می کند اسمِ اللہ
ہیچ زیں ہرگز نہ باشد سر گناہ

جو اللہ کے نام کے ذکر سے غفلت کرتا ہے اسے کچھ فائدہ نہیں بلکہ سر پہ گناہ ہو گا۔

عارفاں را اسم اللہ شد نصیب
نفس شیطاں در نگنجد باحبیب

عارفوں کے مقدر میں اللہ کا ذکر کرنا لکھا ہے نفس اور شیطان حبیب یعنی اللہ کے ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔

باھوا با اسم اللہ دل بکوش
اسم اللہ را چہ داند خود فروش

باھو اللہ کے نام کے ذکر کی دل سے کوشش کر۔ اپنے آپ کو بھولنے والا اللہ کے نام کی عظمت کو کیا جانے گا۔

اور اے سچے طالب! حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے:۔

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَآءِ

قوم کا سردار فقیروں کا خادم ہوتا ہے۔

وجود آدمیت کے راز کا انکشاف

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ وجود آدمیت میں چار دوست ہیں۔ اور ان کی دوستی کی سب کو ضرورت ہے۔ اور انہی چار دوستوں سے چار دشمن پیدا ہوتے ہیں:۔

پہلی دوستی:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی۔

دوسری دوستی:۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی۔

تیسری دوستی:۔ قرآن مجید کی دوستی۔

چوتھی دوستی:۔ فقراء کی دوستی۔

جو شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی کا مدعی ہو وہ ذکرِ الٰہی کے ساتھ مستغرق رہے اور فکر میں تمام ہو جائے۔ حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دوستوں کے ساتھ بھی دوستی نہ رکھے۔ جو کچھ خدا کے ساتھ ہو۔

اور اے طالب! جو شخص حضور خواجۂ کونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی کا مدعی ہو۔ اور آپ کی آل اطہار اور آپ کے صحابہ کرام اور علمائے شریعت کے ساتھ دوستی نہ رکھے وہ اپنے دعویٰ میں کذاب ہے۔

اور جو شخص قرآن مجید کے ساتھ دوستی کا دعویٰ کرے اور اس کے عمل کو

صحیح نہ رکھے وہ گمراہ ہے۔

اور جو شخص فقراء کی دوستی کا دعویٰ کرے اور فقر و فاقہ کو دوست نہ رکھے اور معرفت خداوندی کی طرف توجہ نہ کرے اُس کی دوستی کذب ہے بلکہ وہ سب سے بڑا کذاب ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ خدا کی دوستی سے ابلیس کی دشمنی ہے۔ اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی دوستی سے بدعت کی دشمنی ہے۔ اور فقراء کی دوستی سے اہلِ دنیا کی دشمنی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ اجل مجدہ الکریم ہے:۔

وَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى۔

جس نے شرارت کی اور دنیا کی زندگی کو بہتر سمجھا تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

مثنوی

علمِ دیں مفروش دامے دام گیر
طالبِ دنیا کجا باشد فقیر

دین کے علم کو فروخت مت کر اس کی قیمت ہمیشہ رہنے والے سے لے۔ دنیا کا طلبگار فقیر کب ہو سکتا ہے۔

علم را قدرے ندارد از طلب
علم عالم چیست دانی بہر رب

طالب علم کی قدر نہیں جانتا۔ عالم جہان کے علم کو جانتا ہے وہ خدا کا علم ہے۔

علماء اور فقراء میں امتیاز

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ علماء اور فقراء میں کیا امتیاز ہے۔ علماء صاحب اَدب، صاحب شرع اور انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔ اور فقراء تارک الدنیا، فارغ العقبیٰ، صاحب ذکر و فکر اور خُلق اور فدائے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور غرق دریائے وحدت و معرفت کے ہوتے ہیں۔ اور علماء شب و روز مطالعہ علم کی تکرار میں قیل و قال رکھتے ہیں۔ اور فقیر خدا کے ساتھ ساتھ اپنا حال بے حال رکھتے ہیں۔ پس عالم بتدی کا علم ذکر میں اور فقیر منتہی کا حضوری میں۔ پس معلوم ہُوا کہ شروع میں ذکر حضوری کے لیے ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ علمائے کرام اعلیٰ درجات کے مالک ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔

اور وہ لوگ ہیں جن کو علم اور درجات عطا فرمائے گئے۔

اور ان کے مراتب اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہیں۔

اب رہے فقراء کرام کے درجے وہ قربِ خداوندی کے ساتھ ہیں۔ ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ

یاد کر اپنے رب کو جب کہ بھول جائے۔

یعنی اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ غریق وحدت ہیں۔ پس اے سچے طالب! معلوم ہونا چاہیئے کہ درجات ذات کے لیے ہیں۔ اور خاص ذات اولیاء اللہ کے نصیب ہیں ہے۔ پس جو طالبِ مولیٰ معرفتِ خداوندی کی طلب کرے وہ شخص شیخ المشائخ اور عالم وفاضل ومتقی ومحقق ومحرم اسرار ہے۔ اور جو مولیٰ کو طلب نہ کرے وہ حرص وحسد وحقد وعجب میں مبتلا ہے۔ اس کو کسی کا فیض صحبت نفع نہیں دے سکتا۔ خواہ کیسا ہی فقیر مست اور عالم ہوشیار ہو۔ کبھی بھی فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

دُنیا اور اہلِ دنیا کا انکشاف

اے سچے طالب! دنیا دار مثل مستقی کے حد سے زیادہ پیاسے ہیں۔ چونکہ دنیا دریا کی مانند ہے کہ اس کا پانی زہر آلود ہے۔ جو کوئی پیاسا اس پانی میں غوطہ زن ہوگا اور وہ زہر آلو پانی پئے گا۔ اور زیادہ تر تشنہ لب ہوگا۔ اور یہ تشنگی اس کو مثل جانکنی کی تلخی سے زیادہ ہوگی۔ باوجودیکہ دنیا کی تشنگی سے زیادہ سخت ہوگی۔ اس لیے فقیر لوگ دنیا کے زہر آلود دریا کے کنارے پر تشنہ لب رہتے ہیں۔ اور دنیا والوں کو روکتے ہیں کہ اس زہر آلود دریا کا پانی نہ پیا جائے جس سے کہ موت آجائے۔ پس جس کو ان کی نصیحت کارگر نہیں ہوتی تو یہ مرضیٔ مولیٰ پر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ پس اے سچے طالب۔ فقیر کا دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سیراب ہوتا ہے۔ اور ان کو آبرو اور سرخ روئی دونوں جہان کی نصیب ہوتی ہے۔

طلب کن اللہ بامطلب شوی
بے طلب اللہ بے مطلب روی

اللہ کو چاہ کہ تو چاہنے والے کے ساتھ ہوگا۔ اللہ کی طلب کے بغیر تو بے مراد جائے گا۔

دوستی کی قسمیں

اے سچّے طالب! دوستی تین اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- جسمی دوستی ہے۔

دوسری قسم :- قلبی دوستی ہے۔

تیسری قسم :- روحی دوستی ہے۔

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ جسمی دوستی کا تعلق زبان سے ہے جس طرح کہ حضور سیدالعالمین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور علمائے کرام کی دوستی کہ جس میں قال ہی قال ہو۔ بلکہ جس طرح حضرت یوسف علیہ السّلام کی دوستی حضرت زلیخا کے ساتھ تھی۔

قلبی دوستی کا تعلّق مقامِ دل سے ہے جس طرح کہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی دوستی فقر اور فاقہ کے ساتھ تھی۔ اور آپ اس کو عزیز رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان فقراء کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ بلکہ بعض صحابہ کرام کا قول ہے کہ اللہ کے محبوب کہ ان فقراء کی اللہ تعالیٰ بھی عزت کرتا ہے۔ پھر میں انھیں کیسے عزیز نہ رکھوں۔

تیسری دوستی روحی ہے جس کا تعلّق رُوح سے ہے۔ یعنی جس طرح

حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کی دوستی خدا کے ساتھ تھی۔

اب جاننا چاہیئے کہ دوستی قلبی حضرت یعقوب علیہ السّلام کی جس طرح حضرت یوسف علیہ السّلام کے ساتھ تھی کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی جدائی میں بارہ سال آپ کی گریہ زاری میں گزر گئی۔

روحی دوستی کی مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کے ساتھ کہ ان کے لیے اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا۔ جس کی شہادت قرآن مجید سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓی اِبْرَاهِیْمَ

ہم نے کہا اسے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ ابراہیم پر سلامتی کے ساتھ۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ

فرما دیجئے کیا برابر ہیں وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ جو نہیں جانتے ہیں۔

فقیر کی تشریح

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ فقیر اسے کہتے ہیں کہ جو شریعت کا عالم اور طریقت کا شہ سوار ہو۔ اور مقامِ حقیقت کا ناظر اور مقامِ معرفت کا عالم۔ اور دنیا کا بوجھ اٹھانے والا ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ۔

تو پاک ہے تیری معرفت جیسی کہ چاہیئے۔

ہم نے حاصل نہ کی جو معرفت کا مقام بے پایاں اور بے انتہا ہے۔ جس کا عالم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں ہے۔ ؎

دیدہ باید لائق دیدار اُو
این نہ دیدہ طالب مردار جو

آنکھ اس کے دیدار کے لائق ہونی چاہیئے وہ آنکھ نہیں جو مردار کو طلب کرنے والی ہو۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ۔

تو پاک ہے کہ ہم نے تیری عبادت نہیں کی جیسی کہ عبادت کرنی چاہیئے تھی۔ ؎

تو نمی دانی نہ تو نزدیک تر
درمیاں خود پردۂ اے بے بصر

تو نہیں جانتا کہ وہ تجھ سے بہت زیادہ قریب ہے تو خود درمیان میں پردہ ہے اے اندھے۔

پردہ را بردار دل بیدار باش
راہِ عارفاں این بود ہوشیار باش

پردہ کو اُٹھا دے دل کو بیدار رکھ ذکر قلبی جاری کر۔ عارفوں کا یہ راستہ ہے ہوشیار رہ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوّٰى

اپنے رب کی پاکی بیان کر جو سب سے اعلیٰ ہے جس نے پیدا کیا اور پھر ٹھیک کیا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

اور اپنے رب کے نام کو صبح شام یاد کر۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ

اپنے رب کے نام کی پاکی بیان کر جو بہت بڑا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّكَ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا پس اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

علماء کی قسمیں

اے طالب ! جاننا چاہیئے کہ علماء چار اقسام میں منقسم ہیں :۔

پہلی قسم :۔ علمائے عامل ہے۔

دوسری قسم :۔ علمائے حامل ہے۔

تیسری قسم :۔ علمائے شامل ہے۔

چوتھی قسم :۔ علمائے کامل ہے۔

اب ان چار اقسام کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے :۔

علمائے عامل :۔ علمائے عامل وہ ہیں جو علم پر عامل ہیں۔ اور علم کے خلاف کچھ نہیں کرتے ہیں۔

علمائے حامل :۔ علمائے حامل وہ ہیں کہ جو علم کا بوجھ مثل گدھے کے اُوپر اُٹھاتے ہیں اور علم کے خلاف کرتے ہیں۔ اور طلبِ مولیٰ کی محبت نہیں کرتے ہیں۔

علمائے شامل :۔ علمائے شامل وہ ہیں جو رات دن علم کے مطالعہ میں اپنے سنہری اوقات صرف کرتے ہیں۔

علمائے کامل :۔ علمائے کامل وہ ہیں جو جانوروں اور وحوش کی زبان کے عالم ہیں۔

پس مرشد کے لیئے ضروری ہے کہ ان چار قسموں کے علماء کو پہلے ہی یوم اسم اللہ کی تلقین کرے تاکہ کشود باطن ہو ۔

رفت عمرش در مطالعہ روز و شب
از مطالعہ کس نشد عارف برب

دن رات کتابوں کے مطالعہ میں اس کی عمر گزر گئی صرف مطالعہ سے کوئی آدمی عارف باللہ نہیں ہوا۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ بغیر مرشد صاحب راز کے ریاضت تقویٰ ، نوافل ، روزہ ، نماز وغیرہ بلکہ جلوت وخلوت اس کی بالکل حرص و

ہوا سے ہے اس لیے کہ اس کی تمام عبادت بے بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ اس کا دل سورج کی طرح اسم اللہ سے مرشد کی توجہ سے برحق کے روشن اور منور نہ ہو جائے۔

پس اے سچے طالب! جب تک اسم اللہ سے دل میں روشنی نہیں ہوتی اُس وقت تک اس کا نفس اُس کے تابع نہیں ہوتا۔ کیونکہ شغل اللہ دونوں جہان میں بہتر ہے۔ اور جو اس کا علم نہیں رکھتا وہ دنیا و آخرت میں بہت ہی بُرے ہیں۔ پس جو لوگ درم و دینار کی آرزو رکھتے ہیں۔ ان کا تعلق باللہ نہیں ہو سکتا۔

تخلیق کی اہمیّت

اے سچّے طالب! جاننا چاہیئے کہ جو فقیر کو خیرات کے طور پر کچھ دے اگر فقیر اُس کو مخلوق کی جانب سے جانے تو نقصان ہے اگر اللہ تعالیٰ کی جانب سے جانے تو معرفت کی دلیل ہے۔ پھر اللہ ربُّ العزّۃ تبارک و تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے قرآن مجید فرقانِ حمید میں ارشاد فرمایا:۔

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔

اور سائل کو مت جھڑکو نرمی سے جواب دو۔

اے طالب! جو فقراء کہتے ہیں کہ ہم نے دنیا چھوڑ دی ہے مگر پروانہ کی طرح چراغ اس کے گرد پھرتے ہیں۔ اور دنیا کے تعلق کے بارے میں قول ہے کہ ہم نے علائق کو تیغ ہمت سے کاٹا ہے۔ ایسے لوگ طمع و لالچ میں پھنسے ہوئے ہیں۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہُ الکریم نے

اہل ایمان، عارفین، انبیائے کرام، اولیائے عظام بلکہ جمیع اہل اسلام کی روح کو صرف اپنی عبادت کے لیے تخلیق فرمایا ہے نہ کہ مال و متاع کے اکٹھا کرنے کے لیے جو لوگ دنیا کے لالچ میں پھنسے ہوئے ہیں وہ دنیا و عقبیٰ کا علم نہیں رکھتے۔

فقیر کی شناخت

اے طالب صادق! فقیر کی شناخت بتاتا ہوں جس سے تم کو علم ہو جائے گا کہ حقیقی فقیر کی شناخت کیا ہے۔ حقیقی فقیر تین سبب سے شناخت کیا جاتا ہے:

پہلا سبب: پہلا سبب یہ ہے کہ باادب ہوں یعنی شریعتِ مطہرہ کے خلاف اُن سے کوئی امر سرزد نہ ہو۔

دوسرا سبب: دوسرا سبب یہ ہے کہ وہ باحیا ہوں کہ اپنی عبادت کو بھی مخفی رکھتے ہوں۔

تیسرا سبب: تیسرا سبب یہ ہے کہ ان کا دل محبتِ خداوندی سے پُر ہو۔ کسی غیر کی محبت ان کے دل میں نہ ہو۔ اگر پند و نصیحت پہ گفتگو کرتا ہو بلکہ جو بات منہ سے نکالے وہ مغزِ معرفت سے نکلے اور ان کا قلب روزِ روشن کی طرح منور ہو۔

مقامِ فقر

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ فقر چار مقامات میں منقسم ہے:

پہلا مقام: ان کا مقام اوّل قلب ہے جس کو وہ دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ

کے ساتھ لگائے رکھتے ہیں۔

دوسرا مقام:۔ دوسرا مقام ان کا سکوت ہے کہ ہر ایک کے روبرو وہ زبان اپنی نہیں کھولتے بلکہ جو ان پر درود ہوتا ہے وہ حق کے ساتھ ضبط کرتے ہیں۔

تیسرا مقام:۔ تیسرا مقام ان کا مسجد ہے جہاں شیطان کا گذر نہیں ہوتا۔

چوتھا مقام:۔ چوتھا مقام ان کا قبر ہے جہاں وہ آسودہ حال ہوتے ہیں۔

بعض صوفیاء کا قول ہے کہ مقامِ قبر قیامت کی حقیقت کا دریافت کرنے کو کہتے ہیں۔ اور اے طالبِ حقیقی! جو فقیر بہت کھاتے ہیں، بہت سوتے ہیں وہ مردہ دل ہیں اور معرفتِ خداوندی کا علم نہیں رکھتے۔ اور جو اہلِ فقر ہیں وہ اس حالت میں ہیں ؎

دیدہ ام دیدار حق صد بار ہا
نفس و شیطاں در نگنجد غارہا

میں نے ہزاروں بار دیدار حق کیا ہے۔ نفس و شیطان کو وہاں کوئی گنجائش نہیں۔

گر کنم حق شرح وصلش را تمام
خواب واصل را عبادت ہر دوام

اگر میں اللہ کے وصل کی تفصیل کو مکمل بیان کروں تو واصل کی نیند بھی ہمیشہ عبادت ہی ہوتی ہے۔

مراقبہ کی حقیقت کا انکشاف

اے حقیقی طالب! جاننا چاہیے کہ دونوں آنکھوں کا بند کرنا مراقبہ

کہلاتا ہے۔ ذکر و فکر کے غلبہ سے۔ پس مراقبہ بجلی سے بھی زیادہ تیز ہو۔ اور صاحب مراقبہ ہوش سے بیہوش ہو۔ دونوں چشمان بند کرنے کے ساتھ اسم اللہ کے تصوّر کی برکت سے حتیٰ کہ دل کی آنکھ سے دونوں عالم کا مشاہدہ کرے۔ اور روح کی حقیقت کو پہچانے اور اس سے مصافحہ کرے بلکہ اپنے سوال کا جواب صواب کے ساتھ پائے۔ اُس وقت مراقبہ سے باہر آئے۔

پس ایسے مراقبہ کو مراقبۂ ذکر و فکر کہتے ہیں۔ اس لیے کہ ذکر اللہ نفس کا قاتل ہے۔ اور ایسے مراقبہ کی اصل تصوّر اسم اللہ سے ہے۔ اور جو مراقبہ ظاہر و باطن شریعت کے مطابق نہ ہو۔ پس ایسے مراقبہ کو خواب خیال کہتے ہیں۔ یعنی ابھی تک اس کا دل دنیا کی محبت میں سیاہ ہے۔ اور جہالت سے تباہ ہے۔ پس ایسا درویش جو کوئی بات کہے وہ جھوٹی ہے۔

مُراقبۂ حضوری

اے سچّے طالب! جو لوگ اسم اللہ کے تصوّر سے ذات کا مراقبہ کرتے ہیں ان کا مشاہدہ شاہد حقیقی کے ساتھ ہے۔ ان کی حضوری حضور پُرنور سیّد یوم النشور صلّی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔

پس جو کوئی صاحب مراقبہ نور حقیقی کے مشاہدہ اور حضور نبی غیب دان خواجۂ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حضوری سے محروم ہے۔ بے یقین و بے دین ہے۔ کیونکہ اس کے قلب پر شیطان کی حکومت ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

پس اے طالب! جو علم عین العلوم سے ظاہر ہو وہ علم خاص ہے۔ جو قیل وقال سے ہو وہ ناقص ہے۔ اور دوسرا مقام قلب کا پہچاننا تمام جہانوں کے رب کی معرفت ہے کہ جو خاموشی احوال سے تعلق رکھتی ہے۔ اور ابتدائی مقال جس کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے ہے۔ یعنی جب ہم نے دعویٰ کیا کہ تیرے سوا کوئی دوسری دلیل نہیں۔ پس یہ دعویٰ ہوا کہ ہم نہیں ڈرتے مگر اس سے اور ہم اُمید نہیں رکھتے اس پر۔ پھر جب ہم کسی دوسرے سے ڈریں اور کسی سے اُمید رکھیں تو ہمارا دعویٰ دلیل سے نہیں ہوگا بلکہ ہمارا دعویٰ کذب ہوگا۔ اور ایسا دعویٰ کفر و انکار کی حد تک پہنچے گا۔

کافر کون؟

اے سچے طالب! اسی طور سے اگر خلقت ہمیں دیکھتی ہے تو اس کے سامنے ہم کوئی بُرائی نہیں کرتے اور اللہ ربّ العزۃ تبارک و تعالیٰ ہمیں دیکھتا ہے۔ ہم اس کے روبرو ہر روز لاکھوں بُرائیاں کرتے ہیں۔ پس اس کا یہ نتیجہ نکلا کہ ہم خلقت سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے۔ پس جو خلقت سے ڈرا اور خداوند تعالیٰ سے نہ ڈرا وہ کافر ہے۔

ترکِ دنیا کا راز

افسوس! اگر کوئی کافر طبیب سے ہماری بیماری دیکھ کر ہم کو کسی شے کے کھانے سے روک دیتا ہے تو ہم اُس چیز کے کھانے سے رُک جاتے ہیں۔ مگر وہ شے جس

منع کرنے کے لیے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب کا یہی ارشاد تھا :۔

حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ وَتَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ۔

دنیا کی محبت ہر خطا کی جڑ ہے اور دنیا کا ترک ہر عبادت کی جڑ ہے ۔

اس کی پرواہ نہیں کرتے ۔

طلبِ مولیٰ اور طلبِ دنیا کا انکشاف

اے سچے طالب ! جاننا چاہیئے کہ فقر کا طلب کرنا اللہ تعالیٰ کا طلب کرنا ہے ۔ اور فقر کی طلب حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کی طلب ہے ۔ اور فقر کی طلب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طلب ہے ۔ اور فقر کی طلب اولیائے کرام کی طلب ہے ۔ اور علم و عمل کی طلب تقویٰ کی طلب ہے ۔ اور فقر کی طلب عرفان کی طلب ہے ۔ اور دنیا کی طلب شیطان کی طلب ہے ۔ اور دنیا کی طلب فرعون کی طلب ہے ۔ اور دنیا کی طلب قارون کی طلب ہے ۔ اور دنیا کی طلب نمرود کی طلب ہے ۔ اور دنیا کی طلب شدّاد کی طلب ہے ۔ اور بعض کے نزدیک دنیا کی طلب سراسر کفر ہے ۔ اور فقر کا طلب کرنا اسلام کا طلب کرنا ہے ۔ اور ذکر کا طلب کرنا معرفت خداوندی اور ذکر و فکر سے آشنائی حاصل کرنا ہے ۔

اے سچے طالب فقراء مختلف اقسام میں منقسم ہیں :-

۱۔ بعض فقیر دانا اور ہوشیار ہوتے ہیں۔

۲۔ بعض فقیر جاہل و نادار ہوتے ہیں۔

۳۔ بعض فقیر دیوانہ و مجنون ہوتے ہیں۔

۴۔ بعض فقیر افسانہ گو ہوتے ہیں۔

۵۔ بعض فقیر صاحبِ شوق ہوتے ہیں۔

۶۔ بعض فقیر صاحبِ عرفان ہوتے ہیں۔

خیر و شر کا انکشاف

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ بعض بے دین کہتے ہیں کہ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ یعنی بھلائی اور بُرائی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ میں اب ان دونوں الفاظ کی تشریح کرتا ہوں یعنی خیر اور شر کیا ہے کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس کا معنیٰ یوں چاہیئے کہ خیر سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو تخلیق فرمایا اور ان کی پیروی کرنے والوں کا نام اہلِ سنّت وجماعت رکھا۔ یعنی جو لوگ آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کی راہ پر چلے۔ پس جو شخص ان کی راہ پر چلے گا وہ اہلِ سنّت وجماعت سے ہوگا۔ اور اللہ ربّ العزۃ تبارک وتعالیٰ نے خیر سے اسلام کی تخلیق فرمائی۔ اور ذکر وفکر اور معرفتِ فقر اور فیض ورحمت کو اس کے سپرد کیا اور اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء سے فیضیاب ہو۔

کیفیتِ شر

اے سچے طالب ! اب شر کی کیفیت منکشف کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے شر سے کفر، شیطان اور نفس امارہ کو پیدا کیا۔ اور شر سے دنیا کی خواہش کو پیدا کیا۔

پس اے سچے طالب ! اب تو خیر کا آرزو مند ہے یا شر کی آرزو رکھتا ہے۔ بعض گروہ ایسے ہیں کہ ان کے دل میں بیماری ہے۔ جن کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًاط

ان کے قلوب میں مرض ہے پس اللہ نے ان کی بیماری کو بڑھایا۔

پس اس گروہ کی زبان میں وارد ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَبِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَمَاھُمْ بِمُؤْمِنِیْنَ۔

بعض لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور وہ مومن نہیں ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ قَالُوْا اِنَّا مَعَکُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَھْزِءُوْنَ۔

اور جب اپنے دوستوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے
ہیں اور ہم ان سے مذاق کرتے ہیں۔
پس ایسے لوگوں کی صورت اور ہے اور سیرت اور ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد
باری تعالیٰ ہے:۔
وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ
مُصْلِحُوْنَ ط اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ۔
اور جب کہا جاتا ہے ان کو تم فساد نہ کرو زمین میں۔ کہتے ہیں جز این نیست
کہ ہم مصلح ہیں۔ خبردار ہو کہ انسان فساد کرنے والے ہیں مگر شعور نہیں
رکھتے۔
اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ لوگ نفس امارہ کی خواہش میں مبتلا ہیں۔ چونکہ نفس کا مقام
دنیا ہے۔ پس یہ لوگ دنیا کی ترقی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ اور دل کا مقام
آخرت سے ہے۔ پس جو لوگ اس سے تعلق رکھتے ہیں وہ لوگ نفس کو بہت سخت
عذاب میں رکھتے ہیں۔ اور رُوح کا مقام حبِ مولیٰ سے ہے۔ پس اس گروہ کے
دل میں درد و محبت ہوتی ہے۔
حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے:۔
مُحِبُّ اللّٰهِ لَا يُحِبُّ الدُّنْيَا وَمُحِبُّ الدُّنْيَا لَا يُحِبُّ اللّٰهَ
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا۔
اللہ سے محبت رکھنے والا دنیا سے محبت نہیں رکھتا۔ اور دنیا سے
محبت رکھنے والا اللہ سے محبت نہیں رکھ سکتا۔ پناہ مانگتا ہوں اللہ کیساتھ
اس سے۔

اور جو لوگ دنیا کی شکایت کرتے ہیں تو ان کی شکایت دو حال سے خالی نہیں ہوتی۔ یا تو وہ دنیا کو دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس بنا پر کہ ان کی نگاہ میں دنیا زشت رو اور بری صورت نظر آتی ہے۔ یا دنیا ان کے گھر میں نہیں آتی۔ اس بنا پر وہ پریشان ہو کر دنیا کا شکوہ کرتے ہیں۔

سرِ الٰہی کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ معرفت خداوندی اڑھائی قدم کے فاصلہ پر ہے۔ یعنی ایک قدم عالم ازل سے اٹھایا اور دوسرا قدم دنیا سے اٹھایا اور آخرت کے سر پر رکھا۔ اور عقبیٰ میں میدان قیامت میں سرے گورا اور جنت کے مقام کے دروازہ پر پہنچا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ندا سُنی کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

پس میرے بندوں میں داخل ہو اور تو میری جنت میں داخل ہو۔

اور نیم قدم سے مراد اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی بقا سے مشرف ہونا ہے پس اے طالب! اس نیم قدم پر وہ شخص پہنچتا ہے کہ نفس کو سرِ الٰہی کی تلوار سے قتل کرے۔ اور سرِ خداوندی ریاضت سے بہتر ہے۔

ریاضت کیا ہے؟

اے طالب صادق! اب میں تجھے بتاتا ہوں کہ ریاضت کیا ہے اور راز کیا ہے؟ پہلے راز کا انکشاف کرتا ہوں کہ ہم راز کسے کہتے ہیں۔ پس صوفیائے کرام

کے نزدیک راز اطمینانِ خاطر کو کہتے ہیں کہ جو جمالِ یار کے ساتھ ہو۔ اور ریاضت سے مراد یہ ہے کہ جو رعایت مخلوق کے ساتھ ہو۔ چونکہ صاحب راز کی نگاہ ذات باری تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے ؎

ناظراں را بر نظر باشد الٰہ
لعنتے بر مالِ دنیا حُبّ و جاہ

اس کے دیکھنے والوں کی نظر صرف اللہ کی طرف رہتی ہے۔ وہ دنیا کے مال اور اس کی محبت اور جاہ و حشمت پر لعنت بھیجتے ہیں۔

دوسرے راز کا تعلق مقامِ فقر سے ہے جس میں رازوں کا راز ہے۔ اسی لیے کہا ہے کہ انسان خود سرِ حقیقت ہے۔ ؎

شہ رگ نزدیک چوں گویند دُور
یک دمے باحق برم وحدت حضور

وہ شہ رگ سے نزدیک ہے دُور کیوں کہتے ہیں۔ ایک لمحہ میں بارگاہِ خدا میں حاضر کر دوں گا وحدت و حضوری حاصل ہو گی۔

ارشادِ رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ

اور ہم بہت قریب ہیں اس کی طرف شہ رگ سے۔

اور بعض کے نزدیک فقرا بے پرواہ ہوتے ہیں۔ انھیں دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں ہوتی ؎ فقر شاہی ہر دو عالم بے نیاز باخدا
احتیاجش کس نباشد نظرش مصطفیٰ!

اور بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ فقر ایک دریائے بے کنار ہے۔ بعض اس سے ثابت اُتر گئے اور بعض اس میں گر کر ہلاک ہو گئے ؎

ہر ز قطرہ دعویٰ کردند من بدریا یافتم
عین دریا یافتم خود گم بدریا یافتم

دریا کے پانی کا ہر قطرہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے دریا پا لیا۔ خاص دریا کو پا لیا خود دریا میں گم ہو کر دریا کو پا لیا ہے۔

پانچ خصائل

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک وزیر کے دل میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا فراق پیدا ہُوا۔ وزیر نے وزارت کا قلم دان رکھ دیا اور بادشاہی خدمت کو ترک کر دیا۔ اور استقبال کے ساتھ کوچۂ فقر میں قدم رکھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد بادشاہ کو وزیر سے ملاقات کا اتفاق ہُوا۔ بادشاہ نے کہا اے وزیر تو نے میری خدمت کو کیوں ترک کیا۔ وزیر نے کہا اے بادشاہ تجھ میں پانچ خصائل تھے۔ جن میں پہلی[1] یہ تھی کہ کھانا کھاتا تھا اور مجھ کو نہیں دیتا تھا۔ اب میں اس بادشاہ کی خدمت میں ہوں کہ جو خود نہیں کھاتا ہے اور مجھ کو کھلاتا ہے۔ دوسری[2] یہ کہ تیرے سامنے تمام دن کھڑا رہتا تھا اور تو نہیں کہتا تھا کہ بیٹھ جا۔ اب میں ایسے خداوند کی خدمت کرتا ہوں کہ چار رکعت میں کھڑا ہو کر پڑھتا ہوں، تو دو مرتبہ حکم ہوتا ہے کہ بیٹھ جا۔ تا کہ یہ خدمت تجھ پر آسان ہو۔ تیسری یہ کہ تمام رات سوتا تھا اور میں تیری حفاظت میں پھرتا تھا۔ اور تو یہ نہیں کہتا تھا کہ تھوڑی دیر کو تو بھی آرام کر لے۔ اب میں ایسے مالک کی خدمت کرتا ہوں کہ وہ خود نہیں سوتا ہے۔

اور میں سوتا ہوں بلکہ وہ میری حفاظت کرتا ہے۔ چوتھی(۴) یہ کہ تو اب مرجائے گا۔ مگر میں اب اس خداوند کی خدمت میں ہوں کہ جسے موت نہیں ہے۔ اور مجھے وہ اپنی یاد سے زندہ رکھتا ہے۔ پانچویں(۵) یہ کہ میں تجھ سے خوف کرتا تھا کہ اگر مجھ سے کوئی خطا ہو جائے گی تو تُو مجھ کو سزا دے گا۔ اب میں اُس ربّ ذوالجلال کی خدمت میں ہوں کہ اگر کوئی مجھ سے خطا سرزد ہو جائے تو جب توبہ کرتا ہوں تو معاف کر دیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔ پس اے طالب! راہِ فقر فیض ہے اور فیض عام ہوتا ہے۔ اور فیض عام دنیا کا شرک ہے بلکہ مطلق حرام ہے۔ ؎

ترک دہ دنیا بیا راہِ خدا
فقر را ہادی است ہادی مصطفیٰؐ

دنیا کو چھوڑ دے اللہ کے راستہ پر چل۔ فقر کے راہ کے ہادی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

لعین کون؟

پس معلوم ہوا علم شریعت لطف للہ ہے اور فیض سے مراد فضل اللہ ہے۔ اور کلام بزرگ سے مراد کلام اللہ ہے۔ جو کہ ہر ایک بندۂ مومن کا ذریعۂ نجات آخرت ہے۔ اور نفس پلید نجس ہے۔ بلکہ رجا مردار کا وسیلہ ہے۔ پس جو کوئی علم شریعت کو دنیا مردار کا وسیلہ بنائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کو دنیا و آخرت میں تباہ و برباد کرے۔ چونکہ دنیا اور دنیا دار ظالمین کی جگہ ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظَّالِمِیۡنَ ۔ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ۔

اس سے ثابت ہوا کہ اہل دنیا ظالم بلکہ اظلم ہیں۔ جو دائمی طور پر نفاق میں رہتے ہیں۔ یعنی اہلِ فقر جو کچھ کہتے ہیں وہ حق بات کہتے ہیں۔ حسد و نفاق سے کچھ نہیں کہتے ہیں۔ پس جو اسلام کے نام سیراب نہیں ہیں وہ فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے نصیب ہیں۔

تصدیقِ قلبی

اے سچے طالب! جو شخص قرآن و حدیث کی برکات سے سیر نہ ہوگا۔ وہ کلام الٰہی کا قدردان نہ ہوگا۔ اور وہ دائمی طور پر رنج میں پھنسا رہے گا۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں :۔

میں فقیر نہیں ہوں ، میں کامل نہیں ہوں ، میں عالم باعمل نہیں ہوں ، بلکہ دنیا مردار کی حرص میں خوار ہوں۔ میرا زبان سے کلمہ پڑھنا کوئی کلمہ نہیں ہے۔ اقرار ہے تصدیق نہیں ہے۔ اگر تصدیق القلبی ہوتی تو بیشک ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السّلام کے ارشاد کو بجا لاتا۔ ترک دنیا ہر عبادت کی جڑ ہے۔ اور اس مردار کی محبت ہر ایک گناہ میں آلودہ کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ زبان کا اقرار اور دل کی تصدیق چاہتا ہے۔

کلمۂ طیّبہ کے حروف مقصود

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ کلمۂ طیّبہ کے بیس حروف ہیں۔ جن میں کوئی نقطہ نہیں ہے۔ اس سبب سے نقطے، دروغ، ستم، ظلم، نفاق، تکبّر، ہوا، طمع، رشوت، بغض، حسد، عجب، نخوت، حرص، بخل اور غیبت وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ پس جو کوئی اس کلمہ کو نقطوں کے ساتھ پڑھے گا۔ بلاشک معنی متغیّر ہو جائیں گے۔ اور اس کی زبان پاک اور دل صاف نہ ہو گا۔ چونکہ قرآن مجید فرقانِ حمید میں اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ نے دنیا اور دنیا والوں کو عزّت کے ساتھ یاد نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی حضور سید الاوّلین والآخرین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے دنیا کے جمع کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ بلکہ دنیا کو اکٹھا کرنے والوں کو بُرا فرمایا ہے۔ اور نہ ہی کہیں حدیث مبارکہ میں اس کا اشارہ ہے۔

حقیقتِ دنیا

اے طالبِ صادق! دنیا وہ ہے جو یادِ خداوندی کو دل سے بھلائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے باز رکھے۔ اور ہمہ تن انسان دنیا اور اہلِ دنیا بن جائے۔ پس یہ خرابی کی بات ہے۔ اور بعض صوفیاء کا قول ہے کہ دنیا وہ ہے جو یادِ خداوندی کے سوا کسی کے دل میں ذوق عطا کرے۔ اور جو چیز دل میں فرحت بخشتی ہے وہ چیز یادِ الٰہی سے دُور رکھتی ہے۔ اور جو باز نہ رکھے وہ شکر ہے۔

پس اے طالب! جو شخص کہ صاحبِ شکر ہے۔ وہ اپنے اختیار میں

نہیں ہے بلکہ اچھائی اور بُرائی اس کے نزدیک سب یکساں ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ دنیا کا طالب دائمی طور پر کفر و نفاق میں پھنسا رہتا ہے۔ اس لیے کہ شراب کا نشہ شراب سُکر جو خباثت کی ماں ہے۔ ہمہ وقت طالبِ دُنیا اس سے بدمست رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیٹا باپ کو اور باپ بیٹے کو دار پر کھینچتا ہے۔ اور اے طالبِ صادق! جب ہم شراب کے تمام سکر کو جمع کر دیں تو اس سے سکرات ہوتی ہے۔ پس یہی موت کی تلخی ہے یعنی سکرات۔ اس لیے ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ ہمہ وقت کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کا خیال رکھے۔ ایک ہم نے اس کا ذائقہ چکھنا ہوگا۔ پس ضروری ہُوا کہ جس نے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رسول اللہ کو ہادی بنالیا وہ ضرور رسیدھے راستہ پر رہے گا۔ اور اسے معرفت کی لذّت بھی معلوم ہوگی۔

پس اے طالب! اگر تو یاوا گوئی کو ترک کر دے گا۔ سچے دل اور پاک نیّت سے کلمہ طیّبہ پڑھ کر مسلمان ہوجائے گا۔ اور تجھ پر اللہ تبارک و تعالیٰ کے خزانے اور برکات خود بخود کھُل جائیں گے۔ چونکہ کلمۂ طیبہ کے حروف دریا کی طرح ہیں اور ہر لفظ حباب کی طرح آبِ رحمت میں ڈوبا ہُوا ہے۔ پھر جس نے سچے دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ محمد رسول اللہ کہا اور فوری طور پر اس کو دروازہ جنت کھل گئے چونکہ عصمتِ خداوندی ہے۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیئے کہ جب اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے کلمۂ طیبہ کو تخلیق کیا

تو پہلے خود بے کام وزبان کے قدرت نے پڑھا۔ ازاں بعد اسی کلمہ طیّبہ سے وصل محمد رسول اللہ کیا اور اس صورت کا نام محمّدی رکھا۔ بلکہ اسی صورت کی خاطر قرآن مجید نازل کیا۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کی اصل خاص کلمہ طیّبہ ہے۔ اور ہر ایک کتاب وکلام اسی کی تشریح ہے۔ اسی لیے صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ساتھ اخلاص اور ذکر کا سبب یہی کلمہ طیّبہ محمّد رسول اللہ ہے۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کی برکت ورحمت ہے۔ اور اسی پر ایمان واسلام ہے اور یہی بوقت نزع پڑھا جاتا ہے تا کہ مشکل آسان ہو۔ چونکہ یہ شیطان کا حصار ہے۔ جس جگہ اس کا گذر ہے وہاں سے شیطان بھاگتا ہے۔ اور یہی کلمہ طیّبہ دوزخ سے نجات کی سپر ہے۔ اور یہی کلمہ جنت الفردوس کی انہار تک رسائی کرنے والا ہے۔ اور اسی کلمہ پاک سے تمام دنیا کے علم داخل ہیں۔

حقیقتِ علم کا بیان

اے طالب صادق! اب میں تجھے علم کے معنی سے آگاہ کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اُلعِلمُ دانستن۔ علم کے معنی جاننے کے ہیں۔ اس لیے سب سے پہلے حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے علم کو جانا۔ یہاں یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا علم جانا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم عزّ اسمہٗ کا علم سب سے اوّل از ابتدائے تا انتہائے کلمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جانا۔ اسی لیے لباس فقر اختیار فرمایا۔ اور ذکرِ الٰہی اور معرفت کے طریقے اہل دنیا کو سکھائے۔ پس جو لوگ ازل میں ایمان لا چکے تھے اُنھوں نے تصدیق کی اور جو ابدی مردود تھے اُنھوں نے

جھٹلا دیا۔ پس اے طالب! ان علماء سے جو بے عمل ہیں۔ میں متعجب ہوں کہ جو لوگ علمِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے علم کے خلاف کہتے ہیں اور دنیا کے علوم کا حاصل کرنا فرض سمجھتے ہیں اور کفار کی رسوم کو قبول کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس اے طالب! انسان ہونا بہت مشکل ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:۔

مسلمان در گور اور مسلمانی در کتاب

مسلمان قبر میں چلے گئے اور اسلام کتابوں میں ہے۔

پس صوفیائے کرام کے نزدیک علم دو ہیں:۔

۱۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ۔ یعنی انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ جانتا نہیں تھا۔

۲۔ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا یعنی حضرت آدم علیہ السّلام کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔

پس جو شخص ان دونوں علوم کا عالم ہو وہ پورا عالم ہو سکتا ہے۔ علم کیا ہے۔ علم ایک باریک سا نکتہ ہے۔ جس کی باریکی معرفت خداوندی ہے۔ اس لیے معرفت ہر علم کے ساتھ ہے۔ پس کتاب خوانی سے عالم نہیں ہوتا بلکہ قیل و قال کی ابحاث میں طلب خداوندی سے رہ جاتا ہے۔ آج کے اہلِ اسلام نے اس کا نام ترقی رکھا ہے۔ حقیقت میں وہ دنیا کی ترقّی ہے جس کے بارے میں وعید ہے۔ یا فی زمانہ میں علمائے کرام نے اپنا یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے کہ جس پر دل نے اجازت دی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ وہ اس مسئلہ کا علم نہیں رکھتے کہ اہل اسلام کو کافر کہنا کس طرح جائز ہے۔ اس سے بالعموم رافضی ہوں، خارجی ہوں، زندیق ہوں، مرتد عالم ہوں یا جاہل

سب اسی مصیبت میں گرفتار ہیں۔

پس اے طالب صادق جاننا چاہیئے علم میں کتنے حرف ہیں۔ یعنی تین حرف ہیں:۔

پہلا حرف :۔ ع ہے۔

دوسرا حرف :۔ ل ہے۔

تیسرا حرف :۔ م ہے۔

اب میں تمھیں علم کے حروف کے معانی سے خبردار کرتا ہوں :۔

علم سہ حرف است عین و لام و میم
عالم از علمے شود مرد و فہیم

علم میں ع ۔ لام ۔ میم تین حرف ہیں۔ عالم علم حاصل کر کے مرد کامل ہو جاتا ہے۔

علم سہ حرف است عین و لام و میم
یابد ازاں عالمے قلب سلیم

علم میں ۔ عین ۔ لام ۔ میم تین حرف ہیں۔ عالم ان سے قلب سلیم پالیتا ہے۔

علم سہ حرف است عین و لام میم
زاں شود حاصل صراط مستقیم

علم کے تین حرف ہیں۔ عین ۔ لام ۔ میم ۔ ان سے صراط مستقیم حاصل ہو جاتا ہے۔

علم نماید علم سوئے مصطفیٰ است
آں حقائق بردہ سر اللہ است

پس اے طالب! تجھے جاننا چاہیئے کہ تاثیر حروف خوانی پر منحصر ہے۔ پس جس شخص نے علم توحید صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے حاصل کیا تو اس سے خواہشات کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔ اور علمِ معرفت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ جس نے دنیا کے لیے علم حاصل کیا تو اُسے دنیا حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر معرفتِ خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے اور دنیا کے حصول میں کسی درویش کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ اور جو لوگ فقیر ہیں وہ ماسوا ذکر الٰہی کے اور کچھ نہیں کرتے۔ بالآخر یہی لوگ ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔

موافقتِ نفس

اے طالبِ صادق! فقیر کو دنیا اور اہل دنیا کے ساتھ محبت نہیں ہوتی۔ اور کیونکر ہو۔ بلکہ یہ دنیا کو عدو اللہ جانتے ہیں۔ اور بے عمل علماء کو دنیا اور دنیا داروں کے ساتھ محبت کا تعلق شیطان سے ہوتا ہے۔ اور یہ حقیقت یہ ہے کہ شیطان کی موافقت نفس کی موافقت سے ہوتی ہے۔ اور نفس کی موافقت ہوا کی موافقت ہے۔ اور ہوا باطن کی صفائی کے راستہ میں حائل ہے۔ یہ لوگ حضور نبیٔ کریم وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس مبارک سے محروم رہتے ہیں۔ نعوذ باللہ منہا۔

نامراد کون؟

اے طالبِ صادق! جس شخص نے علم کو جانا اور علم پر عمل نہ کیا۔ وہ شخص نامراد ہے۔ اور جس شخص نے علم کو جانا اور اُس پر عمل کیا وہ دانا مرد ہے۔ اور جس نے علم سے دنیا کا مرتبہ حاصل کیا اور دُنیا کو اکٹھا کیا وہ دُنیا سے یگانہ اور خدا سے بیگانہ ہے

اور جس نے دنیا کو آراستہ کیا اُس نے شیطان کی عزّت کی۔ اور جس نے شیطان کی عزّت کی تو اس نے اپنے نفس کو معزّز کیا۔ اور جس نے نفس کو معزّز کیا اس نے ہوا کو معزّز کیا۔ پس دیدار خداوندی سے محروم ہُوا۔ اور حضور سیّد خیر الانام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے محروم رہا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکَافِرِیْنَ

اہل ایمان کو ذلّت ہے اور کفّار کے لیے عزّت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

العالم الطامع کالبطیٔ والمُستمع منہ کالعقیمِ فلاَ یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نفعٌ وَّلاَ حذرٌ۔

طامع عالم کی مثال مرد عینین کی ہے کہ دیکھنے میں تو مرد ہے مگر حقیقت میں نامرد ہے اور سننے والے کی مثال بانجھ عورت کی ہے کہ خوبصورت بھی ہے مگر اس کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔

مقیّدِ علم

اے طالب صادق! بعض عالم باعمل علم کی قید میں رہتے ہیں اور بعض نہیں رہتے۔ بس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے وہ علم کے حکم میں ہوتا ہے۔ اس سے علم جو کچھ کہتا ہے۔ وہ عالم وہی اُس کا حکم بجا لاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے۔ اور اُسے باطل سے باز رکھتا ہے اور حق عطا کرتا ہے۔ اور

جس کو علم بے عملی کے راستہ میں مقید کرتا ہے وہ ہرگز اللہ تبارک و تعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتا۔ بلکہ اس کو وہی علمِ دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف لے جاتا ہے اور تمام فسق و فجور میں گرفتار کر دیتا ہے۔

حجابِ اکبر

اے طالب صادق! علم کے جاننے سے دو چیزیں حاصل ہوتی ہیں:

پہلی چیز: اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو جانا تو وہ عارف باللہ ہوا اور اُس کا علم رُوح کے ساتھ حق کا دوست ہوا۔

دوسری چیز: جس شخص نے خود کو عالم جانا وہ دنیا میں ذلیل و خوار ہوا۔ اسی لیے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ کہا گیا ہے۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ یہی مستی حجابِ اکبر ہے۔ اگر بیس حصّہ علم ہو اور ایک حصّہ حلم ہو۔ پھر دونوں کا وزن کیا جائے تو حلم کا پلّہ بھاری ہوگا۔ اسی لیے کہ حلم اللہ تبارک و تعالیٰ کا نام ہے۔

بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ اَلْعِلْمُ نَتِیْجَۃٌ مِنَ الْحِلْمِ علم حلم کا نتیجہ ہے

پس اے طالب! جو علماء کرام علمائے کلامِ ربّانی سے ہیں وہ عارف کلام اللہ ہیں۔ وہ جو کچھ پڑھتے ہیں رب تعالیٰ اُن کو سنتا ہے۔ اور جو عارف باللہ حق کے ساتھ ہیں وہ خاموش ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

اسی ذکر الٰہی کرنے والا اور مقرب رب العالمین دائمی طور پر خاموش رہتے ہیں۔ کیونکہ خاموشی سے معرفت کے مراتب بڑھتے ہیں۔ جب پردۂ حجاب دُور ہو جاتا ہے پھر فقیر کو خاص مقام حاصل ہوتا ہے۔

موت سے پہلے موت

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی لذت ذکر سے اور تجلیات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی ہے۔ اور ایمان کی حلاوت میسر ہوتی ہے۔ اس لیے کہ قرآن ابتداً تلاوت ہے اور انتہاً حلاوت ہے۔ پس ہر ایک حرف قرآن کا شیطان کے لیے تیر کا کام دیتا ہے۔ اور عارف کو ہر ایک حرف اس کا غرق دریائے رحمتِ خداوندی کرتا ہے۔ اور شیطان سے امان پاتا ہے اور مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا کے مقام میں پہنچتا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے آپ مر جاتا ہے۔

استغراق کا انکشاف

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ استغراق دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ استغراق ذات اور مجلس محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دوسری قسم:۔ حجاب ذات و صفات۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ کَلَّ لِسَانَہٗ۔

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اُس کی زبان بند ہو گئی۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاذْکُرْ رَبَّکَ بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلاً

اور اپنے پروردگار کو صبح و شام یاد کر۔

پس اس ذکر سے بھی خفیہ منہ بند کیا اور کَلَّ لِسَانَہٗ کی تصدیق قلب کے ساتھ کی۔ کیونکہ ذکر قلب سے ہی قبا پوش ہے۔ بلکہ ذکر قلب کا اہل قلب کے آگے ظاہر ہے۔

اقسامِ طالب

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ طالب تین اقسام میں منقسم ہے:

طالب کی پہلی قسم:۔ طالب دنیا۔

طالب کی دوسری قسم:۔ طالب مولیٰ۔

طالب کی تیسری قسم:۔ طالب عقبیٰ۔

پس اَب یوں سمجھنا چاہیئے کہ طالبِ دُنیا کو دُنیا کی طلب ہو۔ بلکہ تمامی اوامر و نواہی کی آلودگی اور رجوعاتِ خلق کی خواہش خلق کے ساتھ ہو۔ اور خدا سے دُوری ہو۔ اور طالبِ عقبیٰ کو صرف آخرت کی طلب ہو۔

میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ عقبیٰ کیا چیز ہے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ عقبیٰ سے مراد طالب کے درجات جنّت، کھانا اور پانی اور جنّت کی نعمتوں کا نام

ہے۔ جس جگہ حور و قصور اور کوثر و تسنیم ہے یا خواب میں یا عالم مراقبہ میں ان اشیاء کا مشاہدہ کرے۔ اور جب خواب سے بیدار ہو تو تمام زندگی اسے بھوک اور پیاس نہ لگے۔ بلکہ شب و روز حور و قصور کے خیال میں اپنی عمر گذارے۔ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَاذًا حَدَائِقَ یعنی تحقیق اہل تقوی کو مراد ملتی ہے اور ان کے لیے باغ ہیں۔

عارف کی حقیقت کا بیان

جاننا چاہیئے کہ طالب مولی کو معرفت خداوندی اور حضور پُرنُور شافعِ یوم النشور احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حضوری درکار ہوتی ہے۔ جب طالبِ مولیٰ خواب سے بیدار ہوتا ہے تو صاحبِ ترک و صاحبِ توکل کُلَّ لِسَانَہٗ کا مصداق ہو جاتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ۔

طالب دنیا مخنث ہے اور طالب عقبیٰ خاموشی کے ساتھ مذکر ہے اور طالب دنیا مؤنث ہے۔

نہ گردش کے ساتھ متفکر۔ باوجودیکہ عارف کی توجہ دائمی طور پر متوجہ ہو اور استغراق کے ساتھ حق ہو۔

پس اے طالب! عارف کامل وہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عارف

کو حکم پہنچے کہ اس آدمی سے بات کر، اس سے اُس وقت عارف ہم کلام ہو۔ وگرنہ نہ ہو۔ اور عارف کی زبان بریدہ صمٌ بکمٌ بغیر رب کے حکم کے ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عارف بغیر حکم ربّی کے کسی شخص سے ہم کلام نہیں ہوتے۔ ؎

عارفاں مادام باحق ہم سخن
عارفاں از غیر حق بستہ دہن

عارفین ہمیشہ رب کے ساتھ ہم کلام رہتے ہیں۔ عارف غیر اللہ سے گفتگو نہیں کرتے زبان بند رکھتے ہیں۔

پس جاننا چاہیئے کہ ذکر توفیقِ خداوندی سے ملتا ہے۔ اور معصیت و بدعت وگمراہی سے علیٰحدہ کرتا ہے۔ اور مقام طریقت و حقیقت و معرفت کی خبر دیتا ہے۔ اور دل کی محبّت کا میل، سیاہی اور کدورت کو دُور کرتا ہے۔ پس ذکرِ خداوندی اس طریقہ کے ساتھ صاحبِ توفیق کو میسّر ہوتا ہے۔ اور زندیق فنا فی النفس کرنے والے اور ہوا و ہوس سے باہر کھینچنے والے کو کہتے ہیں۔ اور مراقبہ یعنی مشاہدہ، مشاہدۂ حقیقی اور حق نما مقرب الی اللہ کو کہتے ہیں کہ باطن میں صفائی کے ساتھ انبیاء و اولیاءؒ کی مجلس میں جاتے ہیں۔ اور صورت سے واقفِ اسرار ہوتے ہیں۔ اور سیرت سے ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں۔

بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ صاحب مراقبہ کی مثال بلی کی طرح ہے کہ چوہے مارنے میں پریشان رہتی ہے۔ بلکہ مراقبہ درمیان میں ہے۔

پس اے طالب صادق! ان اشخاص کو مراقبہ کی حاجت نہیں کہ جو ظاہر و باطن میں دائمی طور پر ظاہر و باطن میں ہمیشہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ

والتسلیم میں اور مقام قرب میں رہتے ہیں۔ انھیں مراقبہ اُن کی نیت کے مطابق ان کے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اور ہر روز اللہ و رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیغام لاتا ہے۔ بلکہ پیغام صحیح ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس ایسا شخص عام لوگوں کی نگاہ میں دیوانہ ہوتا ہے۔ اس لیے کہ وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ یگانہ اور اہل دنیا کے ساتھ بیگانہ ہوتا ہے۔

دم بہ دم دیوانہ ہوشیار باش
طالب حق طالب دیدار باش

ہمہ وقت بظاہر دیوانہ اور باطن میں ہوشیار رہ۔ حق کے دیدار کا طالب رہ۔

مثنوی

ذکر سرّی رُوح آید در قلب
عارفاں را کشف گردد رازِ رب

ذکر سری رُوح کی طرف سے دل پہ القاء ہوتا ہے اور عارفوں پہ رب کا راز منکشف ہوتا ہے۔

ہر کرا شد ذکر روحی در دماغ
خوابِ غفلت رفت سوزش در دماغ

جس کسی کی رُوح کا ذکر دماغ کی طرف چلا گیا وہ غفلت کی نیند سو گیا اور اس کا دماغ خراب ہو گیا۔

یا الٰہی سوز دہ ایں سوز بہ
گر کسے از سوز تر ترسد من بدہ

یا الٰہی عشق کی جلن سوزش دے یہ سوزش بہت بہتر ہے۔ اگر کوئی اس سوزش سے ڈرتا ہے تو مجھ کو دے دے۔

انتہائے عارفاں است غرق نُور
نیست آنجا عقل و فکر باحضور

عارفوں کے لیے معرفت کی انتہا نور میں فنا ہونا ہے۔ اس جگہ عقل و فکر بے کار ہیں بس حضور حاصل ہوتا ہے۔

ذکر و فکر و علم ہر سہ شد حجاب
آب با دریا رسد دریا بآب

ذکر اور فکر اور علم یہ تینوں حجاب و پردہ ہیں، جب پانی دریا میں پہنچتا ہے تو وہ دریا کا پانی کہلاتا ہے۔

فی۔ امان اللہ دہد نورش خدا
نور سرش راز وحدت کبریا

اللہ اپنی پناہ میں لے کر اپنا نور عنایت کرتا ہے۔ نور اس کے رازوں میں سے وحدت کی کبریائی کا راز ہے۔

ذکر و فکر و صحو و سکر و باخیال
باز دارد غرق وحدت از وصال

ذکر۔ فکر۔ ہوش۔ مستی اور خیالات وصل کے لیے وحدت میں غرق و فنا ہونے سے باز رکھتے ہیں۔

کرد دعویٰ مدعی با خویشتن
جان مردہ زندہ نفسے لاف زن

جو اپنے ولی ہونے کا دعویٰ کرے اس کی رُوح مردہ نفس زندہ اور ڈینگ مارنے والا ہے۔

عارفاں را چشم از دل بابصر
چشم ظاہر داشتن چوں گاؤ خر

عارفوں کی آنکھ دل کی بصیرت والی آنکھ ہے۔ ظاہری آنکھ تو گائے اور گدھے بھی رکھتے ہیں۔

کے تواند کشت نفس دیو زشت
داد آدم را ہلاکت در بہشت

تو اس بدبخت طاقتور نفس کو کیسے قتل کر سکتا ہے کہ جس نے آدم علیہ السلام کو جنّت میں ہلاکت کے اندر ڈال دیا۔

آفریں صد آفریں بر نفس یار
نفس را توفیق بخشد کردگار

شاباش اور سو مرتبہ شاباش اس نفس پر کہ جس نے اطاعت قبول کر لی نفس کو یہ توفیق اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے۔

سرّ نور حق بود اسرار راز
ہر کہ صاحب راز فرش بے نیاز

سرّ اللہ کا نور تھا اور اسرار پردہ میں ہوتے ہیں۔ جس نے اس راز کو پالیا اس کا بچھونا بے نیازی ہے۔

تا توانی سرِّ رازش را بپوش
معرفت حق کے رسد ایں خود فروش

جب تک ہو سکے اللہ کے رازوں کی پردہ داری کر۔ اللہ کی معرفت پردہ فاش کرنے والوں کو کب حاصل ہوتی ہے۔

سرِّ قرآن است رازش مصطفیٰؐ
سرِّ نبوی کس نہ گفتش جز اِلٰہ

قرآن کا سر ہے اور اس کے راز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں نبی کے اسرار کو اللہ کے سوا کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

عقلِ کُل کا انکشاف

اے طالبِ صادق! اب میں تجھے عقلِ کل کی خبر دیتا ہوں۔ یعنی جس کسی کے دل میں جوش ہو وہ لب بستہ خاموش ہو۔ اُسے عقلِ کُل کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ وہ دائمی طور پر عبادت کے ساتھ عالمِ سکوت میں رہتا ہے۔ اور دل میں وسیع ولولہ رکھتا ہے۔ اور جو یہ صفت نہ رکھتا ہو وہ ناقص ہے۔

اَب میں تجھے بتاتا ہوں کہ کَلَّ لِسَانَہ، کی خاموشی میں ستّر ہزار حکمتیں ہیں اور ہر ایک حکمت میں ستّر ہزار حکمتِ معرفت ہے۔ اور اسرارِ خداوندی مخفی ہیں۔ اور صاحب دل ہمہ وقت دریا کی طرح موجیں مارتا رہتا ہے۔

لفظ اللہ کی حکمات

اے طالب! میں تجھے لفظ اللہ کی فضیلت اور برکات کا موازنہ اور

ثواب کتاب تورات و انجیل و زبور و قرآن مجید سے لے کر بتاتا ہوں کہ جو ثواب تورات و انجیل اور زبور اور قرآن مجید میں ہے وہی ثواب سورۂ فاتحہ جسے اُمّ الکتاب کہتے ہیں میں ہے۔ اور جو ثواب اور برکت بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم میں ہے وہ ثواب تکبیرِ اُولیٰ میں ہے یعنی اللہ اکبر میں۔ پس جو برکت اور ثواب ان چار رکعتوں میں ہے۔ وہی برکت اور ثواب تکبیر تحریمہ میں ہے۔ اور جو تکبیرِ تحریمہ میں ہے وہ سب کچھ لفظ اللّٰہ کی تشریح میں ہے۔

پس اس سے ثابت ہُوا کہ جو عامیّت و جامیّت اسم اَللّٰہ میں داخل ہے وہ صرف اسم اَللّٰہ کے ذکر میں ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَعْلیٰ وَ اَوْلیٰ وَ اَعَزُّ وَ اَتَمُّ وَ اَکْبَرُ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ برتر اور بہتر اور زیادہ عزّت والا اور بڑا بزرگ ہے۔

پس اے طالبِ صادق! اگر تمام مخلوق کے جِنّ اور انسان اور وحشی اور پرندے اور چرندے لفظ اللہ کی تمام برکت اور ثواب بیان کریں۔ پھر بھی ناممکن ہے کہ ایک شمہ اس کی برکت بیان کر سکیں۔ پس جو کوئی اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے نام اور معرفت خداوندی اور فکر سے منکر ہُوا۔ پس وہ کافر ہے۔ یعنی تمام کتب، تمام ملائکہ، تمام انبیائے کرام، تمام صحابہ کرام، تمام علمائے کرام اور تمام فقرائے عظام کا منکر ہے۔ اور حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ہدایت و رسالت سے برگشتہ ہے۔ اسی وجہ سے کفار، یہودیت، نصرانیت نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام سے انکار کیا ہے اور مسلمان ان کے دشمن ہوئے ہیں۔ اور دار الحرب سمجھ کر ان سے جنگ کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے،
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دار الحرب کے کافروں کو قتل کرو۔
اس سے معلوم ہوا کہ جو کوئی اسم اللہ اور ذکر اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تعالیٰ کے نام کو بُرا کہے تو وہ شخص نصرانیت و یہودیت کے گروہ سے ہے اور اس سے جنگ واجب ہے۔ اگر وہ توبہ بھی کرے تو اُس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اور جو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کو بُرا کہے۔ گویا اس نے قرآن مجید اور جمیع صحابہ کو بُرا کہا۔ پس وہ شخص زندہ زمین میں دفن کرنے کے لائق ہے یا اسے قتل کریں۔ کیونکہ وہ شخص مردود و مرتد ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

ملعُون کون؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے اسم اللہ کا اَدب کیا ہے۔ جو کوئی ادب اسم اللہ، ادب کلام اللہ، اَدب نبی اللہ، اَدب صحابہ کرام، اَدب شریعت مطہرہ ادب علمائے کرام، ادب فقرائے عظام نہ بجالائے وہ ملعون و لادین ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

الحاصل کلام یہ کہ صاحب سکوت کراماً کاتبین کے دفتر سے اخلاص ہے۔ اور اس کے دل پر اللہ کی نظر رحمت ہے۔ اور عام لوگوں کی خاموشی کے مراتب کب میسّر ہو سکتے ہیں۔
صوفیائے کرام کا قول ہے کہ خاموشی انبیائے کرام، اولیائے عظام کا شیوہ ہے۔

تخلیقِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے چاہا کہ عالمِ ارواح کی تخلیق کردں۔ تو سب سے پہلے رُوحِ پُرفتوح حضور سید العالمین رحمۃٌ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نُورِ پاک کو تخلیق فرمایا۔ اور خود ہی اس نُورِ پاک کا والا و شیفتہ ہُوا۔ اور حبیب اللہ کے خطاب سے نوازا۔ اور اسی نور سراپا ظہور کو مخاطب فرما کر لفظ کُنْ فرمایا۔ اور ان سے اٹھارہ ہزار عالم کو عرصۂ ظہور میں لایا۔ اور تمام جنّ، انسان، اَرواح، فرشتے کو تخلیق فرما کر اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرمایا جس کے جواب میں سب نے لفظ بَلٰی کہا۔ پس اے طالب! بعض نے زبان سے کہا اور بعض نے دل سے کہا۔ بعض نے نہ دل سے کہا اور نہ دل سے کہا۔ پس جس نے تصدیق کے ساتھ اقرار کیا۔ وہ اہلِ اسلام میں سے۔ اور جس نے کچھ نہ کہا وہ خاموش رہا۔ وہ زندیق ہُوا۔ اور بعض نے ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ کَفَرُوْا کے مصداق ہوئے۔ یعنی پھر ایمان لائے اور پھر کافر ہوئے۔ اور جس گروہ نے دل سے کہا وہ دُنیا و آخرت میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کہنے والا ہوا۔ اور اس کا اختتام خیریت کے ساتھ ہُوا۔ اور جس گروہ نے نہ دل سے کہا نہ زبان سے کہا وہ دنیا و آخرت میں مرتد رہا۔ اور اس کا اختتام کفّار کے ساتھ ہُوا۔ کیونکہ زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق ہے۔

کیفیّات

بعض صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جب اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کے جواب میں سب

اَرواح لفظ بَلٰی کہہ چکیں۔ اور ان میں سے مشیّت نے یہ سمجھ لیا کہ یہ کافر ہیں اور یہ مسلم ہیں۔ پس اُس وقت اللہ ربُّ العزّۃ تبارک و تعالیٰ نے ان اَرواح سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے مومن و کفّار کی اَرواح !اب جو چاہو وہ کرو۔ اور مجھ سے کچھ مانگو۔ اُس وقت تمام رُوحوں نے کہا الٰہی۔ تجھ کو تجھ سے طلب کرتے ہیں۔ پس اُس وقت اللہ ربُّ العزّۃ تبارک و تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم نے تین پیالے اپنے یدِ قدرت سے پُر کیے۔ پھر اس پیالے میں دنیا اور دنیا کا حسد و بغض و کفر و نفاق و کبر و عجب بھرا۔ اور اس میں سات رنگ بھرے۔ اور تمام دُنیا کی زیب و زینت سے اس کو آراستہ کیا۔ حتّٰی کہ اسے دُلہن کی طرح بنا دیا۔ اور اس پیالے کو رُوحوں کے روبرو بھیجا۔ پس اس سے نو حصّے رُوحوں اس پیالے کا مزا چکھ کر مست ہو گئیں۔ اور خسر الدنیا والآخرہ ہوئیں اور دنیا میں مل گئیں۔

ساغرِ جنّت

پھر اللہ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم نے رُوحوں سے ارشاد فرمایا کہ اب تمھاری کیا آرزو ہے کہ جو تم پر بخشش کروں۔ رُوحوں نے کہا۔ اے اللہ العالمین تجھ کو ہم تجھ سے چاہتے ہیں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے دوسرا پیالہ تقویٰ اور ریاضت اور محنت گوناگوں سے پُر کر کے اس میں نعمائے جنّت و حور و قصور سے آراستہ کر کے اَرواح کے رُوبرو کیا۔ پس نو حصّے اَرواح نے وہ ساغر بہشتی نوش کیا۔ اور حور و قصور کی خواہشات میں پھنس گئے۔ تیسرا ساغر اَرواح، انبیاء و اولیاء و فقراءُ اور عرفائے حدیث نے ساغر جو ذکر و فکر، شوق و وصال و احوال فنا فی اللہ اور

بقا باللہ اور عشق کی آگ سے پُر تھا۔ اور جو کمال درجۂ عنایت و ولایت، جمال و جلال کے ساتھ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی تجلیات کے انوار کے ساتھ گوناگوں مشاہدہ کا ساغر یک رنگ تھا۔ اس کو وہ مشاقِ لقا اور عشاق لی مع اللہ دیکھتے ہی پی گئے۔ پس وہی لوگ مقام فقر میں کامل ہوئے، دنیا اور جنت اُن پر حرام ہوئی۔

مشیّتِ ایزدی

اے طالب صادق! عارفین کو سکوت کی عادت اسی وجہ سے کہ وہ اس ساغرِ وحدت سے ہمہ وقت جوش و خروش میں رہتے ہیں اور سکوت کے ساتھ ہوشیار رہے اور کوئی مست و سرشار ہے۔ پس ان کا لطف بقدر ان کی طاقت ہے۔ وہ ہمہ وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہیں۔ اور بقدر مراتب قہر بہ قہر اور فیض بہ فیض ہیں۔ پھر ہر ایک کے لیے جو کچھ ان کے لائق تھا وہ ازل سے ہی مقدر ہو چکا تھا۔ اس کی مؤید حدیث اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ ہے اور دوسرا قول یہ ہے:۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔

لیکن انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمت سے انصاف کرنا چاہیئے۔

ارشاد ربّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

اَحْسِنْ کَمَآ اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ

نیکی کر جیسے کہ اللہ نے تیرے ساتھ نیکی کی۔

طلبِ دُنیا

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلدُّنیَا حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الْعُقْبٰی وَ الْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی اَھْلِ الدُّنیَا وَالْعُقْبٰی حَرَامٌ عَلٰی طَالِبُ الْمَوْلٰی۔

دنیا اہلِ عقبیٰ پر حرام ہے اور عقبیٰ اہلِ دنیا پر حرام ہے۔ اور طالب مولیٰ پر عقبیٰ حرام ہے۔

پس اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ دنیا کا تذکرہ وہ شخص کرتا ہے کہ جو دنیا کا طالب ہوتا ہے۔ پس جو لوگ شب و روز دنیا کے ذکر میں مشغول ہیں وہ اس لیے مشغول ہیں کہ دُنیا ان کی معشوق ہے۔ پھر وہ اپنے معشوق کو دوسروں کے پاس دیکھتے ہیں۔ اور ہمہ وقت اُس کے ذکر میں پریشان رہتے ہیں۔ پھر فقیر کے لیے ضروری ہے کہ کبھی دُنیا کا نام نہ لے اور نہ ہی کبھی دنیا کا تذکرہ کرے۔ صوفیائے کرام کا قول ہے کہ صرف دنیا کے نام لینے سے چالیس یوم تک اُن کے دل سے سیاہی نہیں جاتی۔ خواہ اتّفاق سے فقیر دنیا کا نام لے اور جو کوئی مولیٰ کا نام ایک بار بھی محبت سے لے تو ستر سال تک اُس کے دل میں روشنی رہتی ہے۔ اور جس کو دنیا کا تقرب ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دُور نہیں ہے۔

جہادِ اکبر

اے طالبِ صادق! اگر تو کسی فقیر کو عزت کی نگاہ سے دیکھے اور اُس کو

خانقاہ یا درجات دنیا کی منزلت میں مصروف پائے تو جاننا چاہیئے کہ حقیقت میں وہ ابھی گمراہی کے صحرا میں ہے۔ پس جو شخص دنیا کو ترک کر دیتا ہے۔ تو وہ گویا نفس کی خواہشات کو ترک کر دیتا ہے۔ اور نفس کو قتل کرتا ہے:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

تُقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَنْفُسَکُمْ

قتل کرو فی سبیل اللہ اپنے نفوس کو۔

پس صوفیائے کرام اسی کو جہادِ اکبر کہتے ہیں۔

مثنوی

اے زمن وابستہ جائے مرد من
اندروں تستم توئی با ماسخن

اے شخص تو میرے ساتھ وابستہ ہے تو کسی جگہ کسی کے پاس میرے سوا مت جا۔ میں تیرے دل میں ہوں تو مجھی سے باتیں کرتا ہے۔

آنچہ خواستن از من طلب
ہرزہ گر بگذرد گردیدن طلب

تو جو کچھ چاہتا ہے مجھ سے طلب کر۔ فضول پھرنا چھوڑ دے اگر دیدار کی طلب ہے۔

بہر از وقت غم مخور ائے مبتلا
کم نمے باشد ہماں روزیئے ما

وقت کا غم مت کھا اے مصیبت میں پھنسے ہوئے روز کا خرچ جو ہم دیتے ہیں اس میں کمی نہیں ہوگی۔

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ عالم ظاہر اور ہے اور عالم باطن اور ہے، عالم مستی اور ہے اور عالم ہوشیاری اور ہے۔ اور یوں جاننا چاہیئے کہ جس طرح مست کو ہوشیار کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے یا ہوشیار کو مست کی صحبت سے عار ہوتی ہے۔ جو کوئی بادشاہ کے حضور میں ہمہ وقت حاضر رہے گا تو اس کی نگاہ ہمہ وقت بادشاہ پر رہے گی۔ پس اسی طرح فقراء کی نگاہ ہمہ وقت اللہ تبارک و تعالیٰ پر رہتی ہے اور یہ لوگ ماسوی اللہ کو چھوڑ دیتے ہیں۔

مثنوی معنوی

بند بگسل باش آزاد اے پسر

چند باشی بند سیم و بند زر

قید سے آزاد ہو اور اے بیٹے آزاد ہی رہ تو کب تک سونے اور چاندی کی قید میں گرفتار رہے گا۔

ہر کہ را جامہ ز عشقش چاک شد

او ز حرص و عیب کلّی پاک شد

جس کا لباس عشق کی مستی نے پھاڑ ڈالا وہ ہوس لالچ اور تمام برائیوں سے پاک ہو گیا۔

ہر کہ او از ہم زبانی شُد جُدا

بے زبان شد گرچہ دارد صد نوا

جو کوئی اللہ سے ہم کلام ہو گیا وہ اپنے سے جُدا ہو گیا وہ بے زبان ہو گیا اگرچہ وہ سو قسم کی آوازیں نکالتا ہو۔

حضوری ذکر اُو مذکور باشد
وجود عارفاں پُر نُور باشد

حضوری اس کا ذکر اور وہ مذکور ہو جاتا ہے۔ عارفوں کا وجود نورانی ہو جاتا ہے۔

پس اے طالب! اسی لیے ان پر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ کہنا چاہیئے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم نورِ مجسم نبی مکرم شفیع معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ پہلی وہ شے جو بندہ کے اعمال کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ حسنِ خلق اور سخاوت ہے۔ اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہُ الکریم نے جب ایمان کی تخلیق فرمائی تو ایمان نے کہا کہ اے میرے رب مجھ کو زبردست کر اس لیے کہ میں حق عظیم کے ساتھ ہوں۔ اس سے معلوم ہوُا کہ اللہ ربُ العزۃ تبارک وتعالیٰ نے ایمان حسنِ خلق اور سخاوت کے ساتھ مضبوط کیا۔

پس اے طالب! جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفر کی تخلیق فرمائی تو کفر نے کہا کہ اے الٰہ العالمین تو مجھ کو قوی کر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفر کی اُمنگ کو پورا کیا۔ اور اُس کی بد اخلاقی کے ساتھ متصف کیا۔

حقیقی فقیر کون؟

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ فقیر مفلس ہے۔ اگر فقیر کی ملکیت میں

ایک درہم بھی ہوگا تو قیامت کے میدان میں اس کی پیشانی اس درہم سے داغی جائے گی۔ جیساکہ حدیث اصحابِ صفہ میں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ جس فقیر کی ملکیت میں ایک درم بھی ہو تو وہ بخیل ہے اور اُس کا اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور سہارا نہیں ہے۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جس کے ترکہ سے ایک درم نکلے وہ فقیر نہیں ہے بلکہ وہ اہلِ دنیا ہے۔

حضرت بایزید بسطامی کا فقر

کہتے ہیں کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو نماز میں چند خطرات گذرے۔ آپ نے فوری طور پر نماز کو ساکت کر دیا۔ اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ آج ہمارے گھر سے دُنیا کی بُو آتی ہے۔ خدام نے عرض کیا کہ یا حضرت ہم تو سخت بھوکے اور پیاسے ہیں۔ اور ایک حبہ تک ہمارے پاس کیا ہمارے تمام گھر میں نہیں ہے بلکہ ہم بھوک کی وجہ سے خود جاں بلب ہو رہے ہیں۔ اس پر حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میری بات حکمت سے خالی نہیں ہے۔ لہذا مکان کو جھاڑو سے صاف کرو۔ جب خدام نے مکان کو جھاڑو سے صاف کیا تو ایک پلنگ کے نیچے کچھ چھوہاروں کی گٹھلیاں نکلیں۔ آپ نے فرمایا۔ جس کے گھر میں اتنا مال ہو وہ گھر تاجر کا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ فقیر مفلس ہے اور مفلس کے گھر میں چور اور شیطان نہیں آتا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

اَلْمُفْلِسُ فِیْ اَمَانِ اللہ   مفلس اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقیری آسان کام نہیں۔ پس اللہ جسے چاہے فقیری عطا کرے۔
پس فقیر کو فقر پر اعتبار ہے اور فقر سبکسار ہے۔ اور نہ زیر بار دنیائے مردار
ہے۔ پس اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
مَنْ لَهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُلُّ
جس کے لیے مولیٰ ہوں اُس کے لیے سب کچھ ہے۔
پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔
اَلدُّنْيَا لَكُمْ وَالْعُقْبٰى لَكُمْ وَالْمَوْلٰى لِي۔
دنیا تمھارے لیے اور عقبیٰ تمھارے لیے ہے لیکن مولیٰ میرے
لیے ہے۔
اور اسی طرف اشارہ ہے:۔
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ
ہمارے موافق اللہ ہے اور اچھا وکیل ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔
مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى نہیں بہکی نظر اور حد سے نہیں بڑھی۔

مقامِ عشق

اے طالبِ صادق! اب میں تجھے عاشق کے مقام سے آگاہ کرتا ہوں۔
ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَوْ کَانَتِ النَّارُ نَصِیْبُ الْعَاشِقِیْنَ مَعَ وِصَالِ جَمَالِہٖ وَ اَشْوَاقُہٗ وَلَوْ کَانَتِ الْجَنَّۃُ نَصِیْبُ الْمُشْتَاقِیْنَ بِدُوْنِ جَمَالِہٖ فَوَا وَیْلَاہُ۔

اگر دوزخ عاشقین کا حصّہ ہوتی۔ تو اس کا جمال یار کے وصال کے ساتھ شوق کرتے اور اگر بہشت مشتاقین کا حصّہ ہوتی۔ تو اس میں بغیر جمال یار کے شور مچاتے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِیْمِ

ان لوگوں پر اللہ کا سلام کہنا ہے نہایت مہربان جو ہے۔

پس اے طالب صادق! وہ شخص دیدارِ خداوندی سے مشرف نہیں ہو سکتا جو نماز کا تارک ہے۔ اور جس کے دل میں سخاوت اور ذکرِ الٰہی ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ وَاِنَّ السَّخَاوَۃِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئٰتِ وَالْکَلِمَۃَ الطَّیِّبُ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔

تحقیق نیکیاں دُور کرتی ہیں برائیوں کو اور تحقیق سخاوت دُور کرتی ہے بُرائیوں کو۔ اور بیشک کلمہ طیبہ دُور کرتا ہے بُرائیوں کو۔

پس جس طرح صاحب بقا خبر بقا کی وجہ سے بہشت کی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اسی طرح دنیا اور لذاتِ دنیا کو ماسوی اللہ کو ترک کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا

کہ مولیٰ کی طلب دیدارِ خداوندی مراد ہے۔ ؎

شرم باید از خلائق، خوف باید از خدا
ہر کرا ملت نہ باشد او ز کسب از حق جدا

مخلوق سے شرم اور خوفِ خدا ہونا چاہیئے جس کا کوئی مذہب نہ ہو وہ اللہ کو حاصل کرنے سے دُور ہے۔
پس اے طالب! جس کسی کی کوئی ملت نہ ہو۔ وہ کسب سے اللہ تبارک و تعالیٰ سے حاصل کرے۔ یعنی معرفتِ خداوندی باطن کے ذکر سے حاصل کرے۔

غزل

اے مرد دیں میداں بیا گر سر رود رفتن بدہ
با عشق در میداں بیا گر سر رود رفتن بدہ

اے دیندار آدمی میدان میں آ اگر سر جاتا ہے تو جانے دو عشق کے ساتھ میدان میں آ اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

در کنج باجاناں نشیں گر عاقلی گم شد دریں
عشاق را مردیں ہمیں گر سر رود رفتن بدہ

ایک گوشے میں محبوب کے ساتھ بیٹھ اگر تجھے عقل ہے تو اس میں گم ہو جا عاشقوں کا دین یہی ہے اگر سر جاتا ہے تو جائے۔

مردن ازاں روز ست گر جان خیزد سر رود
ہرگز نہ تابم رو دگر گر سر رود رفتن بدہ

مرنا ایک دن ہے اگرچہ جان اُٹھے سر چلا جائے میں ہرگز
منہ نہ موڑوں گا اگر سر جاتا ہے تو جانے دے۔

پس اس سے معلوم ہُوا کہ عاشق کا طعنہ زاہد پر کہ عاشق عشق کے میدان میں ثابت قدم ہے۔ وہ شوقِ مشاہدہ کے ساتھ ہے۔

زاہدا از بیم دوزخ چند ترسانی مرا
آتشی دارم کہ دوزخ نزد او خاکستر است

اے زاہد تو مجھ کو دوزخ کے عذاب سے کیوں ڈراتا ہے میرے اندر عشق کی وہ آگ ہے کہ دوزخ اس میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔

عاشق کون؟

پس اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ عاشق کون ہے؟ کہ جو ہمہ وقت اللہ ربّ العزّت تبارک وتعالیٰ کے ساتھ مستغرق اور متوجہ ہو۔ پس اگر قہر و جلال کے ساتھ ذکر میں مشغول ہو تو اللہ تعالیٰ کے نام کی گرمی سے اگر فقیر چاہے تو مشرق سے مغرب تک ایک آن واحد میں جل جائے۔

الحاصل کلام یہ کہ جس کسی کو اللہ ربّ العالمین جل مجدہُ الکریم اپنے حکم سے اپنے ملک میں اختیار دے۔ اسی قدر مہربانگی اس پر زیادہ ہو۔ جس طرح کہ درخت پھل کھاتا ہے اور پھل دیتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے رب تعالیٰ کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

سے ظاہر ہے۔ یعنی زُبان سے ظاہر کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوُا کہ جسم اور جوہر مخلوق اور ذاتِ خداوندی غیر مخلوق ہے۔ اور اس کو مخلوق کے ساتھ تشبیہ دینا شرک وکفر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَفَکَّرُوْا فِیْ نَعْمَآئِہٖ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ

اس کی نعمتوں میں فکر کرو۔ اس کی ذات میں فکر نہ کرو۔

اس لیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمتوں میں فکر کرنا خود ایک نعمتِ عظمیٰ ہے جس طرح معرفت وحدتِ خداوندی، تفکّر، تصوّر باسم اللہ اور قرآن کریم فرقان حمید کی تلاوت ہے۔

پس مسلمان شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو نیکی اور بدی کے انصاف کا منصب بنا دے اور جو معصیت کو یاد کرے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو بھول جائے۔ پس یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے۔

پس طالب کے لیے ضروری ہے کہ اس آیۂ کریمہ کو ہمہ وقت پیش نظر رکھّے بلکہ دائمی طور پر توبہ میں مشغول رہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔ اور اس کے فضل کا آرزومند رہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اور بعض ما نے اپنے گناہ اور ملا دیا ایک نیک کام اور دوسرا بد، پس شاید اللہ تعالیٰ معاف کرے ان کو۔ بیشک اللہ غفور الرحیم ہے۔

پھر ارشاد ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم ہے:۔

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔

ان کے مالوں سے صدقہ لو کہ اس کو پاک وصاف کر دے۔ اور ان پر نماز پڑھو۔ تمہاری نماز اُن کے لیے تسکین ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سمیع و علیم ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔

کیا نہیں جانا کہ تحقیق اللہ تبارک وتعالیٰ توبہ قبول کرتا ہے، اپنے بندوں کے صدقوں کو قبول کرتا ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

ہر کہ را توفیق یاری از خدا
قتل سازد نفس را از سر ہوا

جس کو اللہ کی طرف سے توفیق نصیب ہوتی ہے تو وہ نفس کو قتل کرتا اور خواہشات کو فنا کرتا ہے۔

نفس دشمن جان من ایمان من
ایں چنین دشمن بوذ در جانِ من

نفس میری جان اور ایمان کا دشمن ہے۔ ایسا دشمن میرے جسم و جان کے اندر ہے۔

ہر کہ اندر خانہ سوزد نفس را
از دہن ہرگز نیاید چوں چرا

جس نے دل یا جسم کے اندر نفس کو جلا دیا تو اس کے منہ سے کیوں اور کیا کی بات کبھی نہیں نکلے گی۔

پس بخور پس نوش و راہ راز گیر
مرد با قوتی کہ بر نفس امیر

اس کے لیے کھا اور پی اور راز کے راستہ کو اختیار کر۔ تو طاقت ور آدمی ہے اور نفس پر حاکم ہے۔

اسم اعظم راز اسم ہُو بیاب
اسم یاہو ہست یعنی گنج وہاب

اسمِ اعظم پوشیدہ ہے اسمِ ہو کا ورد کر۔ ہُو کیسا اسم ہے یہ وہاب کا خزانہ ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ شرح ذکر اللہ کلمہ طیبہ و مستغرق فنا فی اللہ ذات سے مراد ہے۔ ؎

ہر کہ آمد بذات فانی اُو
کے بسوئے صفات بیند اُو

جس نے اس کی ذات کی طرف رجوع کیا وہ فنا فی اللہ ہوا تو وہ پھر اس کی صفات کی طرف کب رجوع کرے گا۔

یعنی کلمۂ طیّبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمّد رسولُ اللہ سراسر تاثیر رکھتا ہے۔ ادھر تصدیق قلبی ہوگئی۔ پھر جس وقت تصدیقِ قلبی درست ہوئی تو اُس وقت کلمۂ طیّبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمّد رسولُ اللہ کی تاثیر تمام جسم کے وجود میں سرایت کر جاتی ہے۔ اور نفس فانی ہوجاتا ہے۔ اور ہر ایک دل کی رُوح کے ساتھ مصافحہ اور ملاقات روحانی ہوجاتی ہے بشرطیکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق ساتھ ہو۔ اور اُس وقت ولایت اولیائے رحمٰن کے مراتب پر مثل حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کے اور حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے پہنچ جاتی ہے۔ یوں تو کلمہ گو بہت ہیں مثل یزید زاہد کے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ جو کوئی کلمہ کی حقیقت پر پہنچا۔ اور اُس نے کلمہ کی تصدیق کی۔ پس وہ مطلق صادق ہوا۔ اور کلمۂ طیّبہ کے وجود میں بیک وقت تاثیر کر گیا۔ لہٰذا طالب کے لیے ضروری ہے کہ کلمہ گوئی میں دیر نہ کرے۔ پس جہاں تک ممکن ہوسکے کلمہ طیّبہ پڑھے۔ کیونکہ یہ کلمہ جان کا مونس ہے اور یہ کلمہ ایمان کے ساتھ ہے۔ خواہ طاعت میں یا معصیت میں ہو۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہے:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّبِلَا عَذَابٍ۔

جس نے لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ کہا پس وہ بہشت میں بغیر حساب وکتاب کے داخل ہُوا۔

الحاصل کلام یہ کہ کلمہ طیّبہ کی حقیقت سے وہی واقف ہوسکتا ہے جس کی رسائی معرفتِ خداوندی تک ہو۔ اور جہنم کی آگ سے نجات حاصل کر گیا ہو۔ یا کلمہ طیّبہ نے اُسے دنیائے زمانی سے کھینچا ہو۔ یا یہ کہ کلمہ طیّبہ نے اسے حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

کی مجلس پاک تک پہنچایا۔

کلمۂ طیّبہ کی حقیقت کا انکشاف

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ کلمۂ طیّبہ کی کنہ وصالِ خداوندی ہے اور کلمۂ طیّبہ کی انتہا مشاہدۂ خداوندی ہے۔ پس اس سے پتہ چلا کہ رسم کے مطابق کلمہ گو کو کلمہ گو نہیں جانتے۔ گو وہ زبان سے کلمہ پڑھتے ہیں۔ مگر وہ کلمہ ان کے حلق کے اندر سے نیچے نہیں اُترتا ہے۔ بلکہ کلمہ زبانی اور ہے اور تصدیق اور ہے۔ پس جس کسی کو کلمہ کی معرفت حاصل ہو گئی وہ صاحبِ معرفتِ الٰہی ہے۔ اور اُس کی رُوح زندہ اور اُس کا نفس فانی ہے۔ پس جو عشاق ہیں وہی اُس کلمہ کی حقیقت کو جان سکتے ہیں اور اُس کے ساتھ وصالِ حق ہوتے ہیں۔

پس اے طالبِ صادق! جس طرح حاجی دو اقسام میں منقسم ہے۔ یعنی ایک تو وہ حاجی جو دل وجان سے کعبہ کے اور دوسرا وہ حاجی آب و گل کے کعبہ کے۔ اب اسے یوں سمجھنا چاہیئے کہ کعبہ دل ربّ جلیل جلّ جلالہٗ کا بنایا ہُوا ہے اور کعبہ گِل حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بنایا ہُوا ہے ؎

دلم با کعبہ شد قبلہ حاجات
بقبلہ سجدۂ از بہر حق ذات

میرا دل کعبہ کے ساتھ قبلہ حاجات ہو گیا۔ قبلہ کی طرف سجدہ اللہ کی ذات کے لیے ہے۔

دو دل حاجی نہ گردد با حجابش
کہ دل با قبلہ قبلہ با جوابش

اپنے حجاب کی وجہ سے وہ دل حاجی نہیں ہوتے۔ ایک قبلہ کی طرف کہ قبلہ اس کا جواب دے۔

پس جاننا چاہیئے کہ طوافِ کعبہ گل سے الہام ہوتا ہے اور طوافِ کعبہ دل سے معرفتِ خداوندی تمام ہوتی ہے ؎

در خدا نیست خدا لامکاں است
گر خواہی دریافت خدا زندہ بجان است

اگر تو کہے خدا نہیں ہے تو خدا لامکاں میں ہے اگر تو اس کو معلوم کرنا چاہتا ہے تو وہ حیاتِ جاوداں ہے۔

پس اے طالب! زندہ جان چیز کون سی چیز سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ یہ تاثیر تصوّر اسم اللہ کے دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ بعض کو تصوّر دیکھنے اسم اللہ سے آنکھ کے سر کا پردہ کھُل جاتا ہے۔ اُس وقت ایک دم اس کے غلبہ سے قرار نہیں ہوتا اور اس کا مقام فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ ہو جاتا ہے ؎

محبّت است کہ یک دم نمی دہد آرام
دگر نہ کیست کہ آسودگی نمی خواہد

محبت اس کو کہتے ہیں کہ ایک گھڑی آرام نہ کرنے دے ورنہ کون ہے جو آرام کرنا نہیں چاہتا۔

حقیقتِ سُکر

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ مقام سکر اور مستی اللہ تبارک و تعالیٰ

سے دُوری پیدا کرتی ہے۔ اور معرفت اور ہوشیاری سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور قربِ حضوری ہوتی ہے۔ اور خاص الخاص ذکر اللہ سے۔ پس سکر تمام اور مستی وہ ہے کہ آدمی دائمی طور پر سکر اور مستی میں رہے۔ یہاں تک کہ چڑیا کی آواز بھی اس کے کان میں نہ سمائے۔ پس جو فقیر اس حالت میں مقامِ سکر میں مست اور بے خود رہے۔ یعنی وہ ہمہ وقت تجلیاتِ ذاتِ خداوندی میں مستغرق ہو۔ تو اس پر نماز روزہ ساقط ہو جاتا ہے۔ پس ایسا شخص مجذوب حضور ہوتا ہے۔ شریعت مطہرہ میں دیوانے اور فاتر العقل پر نماز ساقط ہے۔ اور جو استغراق بنور اللہ عین العنایت ہو اور اس کی نظر مطلق ہدایت پر ہو تو ایسا فقیر نفس پر حاکم ہوتا ہے۔ سلسلہ عالیہ قادریہ میں ایسے فقیر کو مست کہتے ہیں جو اس صفت کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔

حقیقتِ شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے طالب صادق! اب میں تجھے شریعت کے احکام بتاتا ہوں۔ یعنی ہر ایک بندۂ مومن کے لیے ضروری ہے کہ جب کوشہ درویشی میں قدم رکھے تو شریعت کی پابندی کے ساتھ رہے اور قرآن و حدیث پر عمل رکھے اور علماء و فقراء کی صحبت اختیار کرے پس جس اُمر کے لیے شریعت کا حکم ہو۔ اُسے اختیار کرے۔ اور جس سے شریعت منع کرے اُس سے بیزار رہے اور اُس کے مابین کوئی شیطانی اور نفسانی حجت کو دخل نہ رہے۔ مثل شرک و کفر اور فتنہ و فساد کے۔ جس طرح کہ حسد اور نفاق اور کبر اور عجب اور ناشائستہ الفاظ وغیرہ اس کے مثل۔

اے طالب صادق! میں اب تجھے یہ بتاتا ہوں کہ شریعت کس شے کا حکم دیتی

ہے جس کی اطاعت تم پر فرض ہو۔ تیرے لیے ضروری ہے کہ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین، قرآن مجید، حدیث اور فقرِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام، صبر اور شکر، ترک اور توکل، اطمینان اور غنا اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اطاعت سے مضبوط کر اور ثابت قدم ہو۔

طالبِ علم

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں تجھے بتاتا ہوں کہ:۔

طَالِبُ الْعِلْمِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ زَاھِدٍ وَّ حَافِظٍ وَّ عَابِدٍ

علم کا طالب ہزار زاہد اور حافظوں اور عابدین سے بہتر ہے۔

اس لیے کہ ذکر و فکر، طریقت و حقیقت، معرفت و مشاہدہ نورِ اللہ اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک شریعت کی پابندی سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور جاہل سے جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ دو حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پہلی حکمت :۔ خطرات شیطانی سے۔

دوسری حکمت :۔ استدراج پریشانی سے۔

ہر کہ باہو می رود عارف خدا
ہر کہ بے ہو می رود آن سرِ ہوا

جو حقیقتِ ہُو تک پہنچ گیا وہ عارف باللہ ہے جس نے ہُو کی حقیقت نہیں پائی وہ نفسانی خواہشات میں ہے۔

ہر کہ باہو ہست آں را راز شد
لاتخف لاتحزن زحق آواز شد

جو کوئی ہُو کے ساتھ ہے وہ رازدار ہو گیا۔ مت ڈھونڈ رنج نہ کر اس کے لیے اللہ کا فرمان ہے۔

نام باہو مادر باہو نہاد
زانکہ باہو دائمی باہو نہاد

باہو کا والدہ نے باہو رکھا اس لیے کہ باہو ہمیشہ ہُو کے ساتھ رہتا ہے۔

بردہ باہو راز وحدت را تمام
عارفاں را ختم از ہو والسّلام

باہو نے وحدت کے تمام رازدل کو پالیا ہے۔ عارف مقام ہُو تک پہنچتے ہیں والسّلام۔

دعوتِ تکثیر و کیمیائے اکسیر کا بیان

اے طالب صادق! اب میں تجھے دعوتِ تکثیر اور کیمیائے اکسیر کے بارے میں بتاتا ہوں یعنی بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ جن کو ان دونوں معمول کی حاجت نہیں ہوتی:۔

پہلا معمول:۔ دعوتِ تکثیر۔

دوسرا معمول:۔ کیمیائے اکسیر۔

پس جاننا چاہیئے کہ ان کا مطلب خلق کا تسخیر کرنا ہے۔ پس دعوتِ تکثیر والے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے مرشدِ کامل سے نقش دائرہ اور عدد حساب ستاروں اور برجوں

موکلات کو قید میں لانے کا طریقہ حاصل کرے اور اسم اعظم کی زکوٰۃ دے اور جلالی و جمالی کو ترک کرے۔ اور کیمیائے اکسیر کو طلب کرے۔ کیونکہ ابتدا میں عام لوگ ناقص حوصلہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے حصول میں رجعت، غم، خطرات اور ہلاکت پیدا ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے انسان اس سے محروم رہتا ہے۔ اور طالب اللہ پہلے مرشد سے اللہ و رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس طلب کرے۔ اس کا وجود پختہ اور حوصلہ وسیع اور دل حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نگاہِ پاک میں منظور ہو جاتا ہے۔ ازاں بعد یہ برکت تصوّر تاثیر روشن ضمیر اور دعوت علم تکسیر اور علم کیمیائے اکسیر اور علم تفسیر اور علم معرفت میں صاحب نظیر ہوتے ہیں۔ اور باطن کی صفائی سے یہ سب مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ اور فقیر پہ ظاہر ہوتے ہیں۔ جب ہر ایک کا الگ الگ امتحان ہوتا ہے اُس وقت حال کا انکشاف ہوتا ہے۔

اقسامِ ذکر

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ ذکر چار اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلا ذکر:۔ ذکرِ رسم ہے۔

دوسرا ذکر:۔ ذکرِ قلبی ہے۔

تیسرا ذکر:۔ دماغ متحرک ہے۔

چوتھا ذکر:۔ تصوّر اسم اللہ ہے۔

پہلے ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ ذکر رسم کے موافق ہے۔ جس میں دم کا باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ باندھنا اور دل کو دم کے ساتھ پیٹنا اور پھیرنا ہے۔ اور جو لوگ مردہ دل ہیں

وہ اللہ کے ذکر سے بے خبر رہتے ہیں۔ اور تفکّر کے ساتھ اللہ کا نام لینا دل کی زبان سے ہے۔ پس اس ذکر میں طیر و سیر طبقات اور خلق کی طرف رجوع اور دنیا کی عزّت و ناموس کا پاس مقصود ہوتا ہے۔ پس اس طریق سے ذکر نور معرفت الٰہی سے محروم رہتا ہے۔

دوسرا ذکر قلبی ہے جس میں نگاہِ مرشد کی توجّہ سے دل میں جنبش آتی ہے اور دل زندہ ہوتا ہے۔ اور سلطان الاذکار دائمی طور پر جاری رہتا ہے۔ اور ما سوا اللہ کی طلب اس کے دل سے دُور ہو جاتی ہے اور طریق و اذکر خام الہام مذکور پر نہیں پہنچتا۔ اور اس کا ذکر ایسا ہوتا ہے جیسا کہ دیگ کا جوش۔ لیکن مطلق جہالت خود فروشی کے ساتھ ہوتی ہے۔

تیسرا ذکر جو کہ دماغ میں متحرک ہوتا ہے۔ اور شب و روز آنکھوں میں نیند سی رکھتا ہے۔ اور آنکھوں کو بند نہیں ہونے دیتا۔ اسی طریقہ سے ذاکر پریشان اور مجنون ہو جاتا ہے اور مشاہدۂ وصال حقیقی سے محروم رہتا ہے۔

چوتھا ذکر تصوّرِ اسم اللہ ہے۔ جس سے مشاہدہ اور تجلّیات مطلق حاصل ہوتی ہیں۔ یہ مقام توحید کا ہے۔ جس میں اِلَّا اللّٰہ کی آواز اس کے وجود میں ہویدا ہوتی ہے۔ اور اس کی تاثیر سے ذاکر کا وجود پاک اور نورٌ علیٰ نُور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا کھانا اور پینا نُور اس کا دل نُور اور اس کی نظر نُور اور اس کا وہم نُور اور اس کا خیال نُور اور اس کا کلام سراسر نُور اور توجّہ پُر نُور ہو جاتی ہے۔ اور اسی طریقہ سے اس کا وجود کامل اور مکمّل ہو جاتا ہے۔

پس ہر ایک ایسا ذاکر خواہ واقف ہو یا نہ ہو باطن میں ہمیشہ مجلسِ نبوی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں موجود رہتا ہے۔ اور جبکہ وجود نور اور وجود جسد حضور اور جثہ ظاہر اور جثہ باطن ایک وجود ہو جاتا ہے۔ اسے باطنی مراتب کہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے ارشاد فرمایا:۔

لِيَغْفِرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہوں کو بخش دے گا۔

صوفیائے کرام ان مراتب کو خلاصۂ فقر محمدی فی امان اللہ کہتے ہیں کہ جو منتہی اولیأ اللہ کا مرتبہ ہے۔ جن کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مرشدِ کامل کون؟

جاننا چاہیئے کہ مرشد کامل وہ ہے کہ جو طالب اللہ کو اوّل روز بغیر رنج و ریاضت کے تصور اسم اللہ کی تاثیر سے وجود باوجود کو پُرنور کر دے۔ اس حرص و حسد و کبر و عجب اور ریا کو اس کے وجود سے دُور کر دے۔ اور جو مرشد کو اوّل روز طالب کور کو نور حضور کے مقام میں نہ پہنچا دے۔ اسے مرشد نہیں کہنا چاہیئے۔

اور صوفیائے کرام کا قول ہے کہ مرشد وہ ہے کہ جو کبھی مقام ازل کے مشاہدہ میں اور کبھی مقام ابد کے مشاہدہ میں رہے۔ اور دُنیا اور دنیا داروں سے دل سرد رکھتا ہو بلکہ دنیا سے تائب ہو۔ اور ہمہ وقت اس کو حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک کی حاضری میسر ہوتی ہے۔ اور بعض کو تصور اسم اللہ سے وہ

خزائن کہ جو زمین میں ہیں روشن اور واضح ہوں بلکہ ظاہر ہو جائیں اور وہ بغیر اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم کے کسی چیز کو خریداری کی نظر سے نہ دیکھے۔ اور بعض کو تصور دیکھنے اسم اللہ سے ایسا استغراق مع اللہ ذات میں پیدا ہو کہ دائمی طور پر لا کلام ہو اور اسرارِ باطنی کے ساتھ سلوک تمام ہو ؂

اسم اللہ ذوق بخشد باوصال
بے زباں گوید سخن بس قیل و قال

اللہ کا ذکر وصال کا ذوق بخشتا ہے اور بغیر زبان کے بات کرتا ہے اس کے سوا سب قیل و قال ہے۔

اور تصور دیکھنے اسم اللہ کو جس طرح کہ آئینہ مشاہدہ میں مدنظر رکھتے ہیں۔ اور حرم کعبہ اور پیش نظران کے تجلی شمسی و قمری میدانِ ازل کی رہتی ہے بلکہ عرصہ گاہِ محشر اور عرصاتِ ابد اور بہشتی دروازہ کو مثل روضہ انور کے جس کے دروازے پر بخط جلی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ تحریر ہے۔ اور اس آئینہ جمال میں ہر ایک چیز کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

کافر کون؟

پس اے سچے طالب! جو شخص کلمہ طیبہ لا اِلٰہ الاّ اللہ محمد رسول اللہ اور اسم اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے کیونکہ اسم اللہ طریق تحقیق ہے۔ اور اسم اللہ کے مشاہدہ والا باتوفیق ہے کہ اسم اللہ اس کا رفیق ہے ؂

اسم اللہ رہبر است در ہر مقام
از اسم اللہ یافتند فقرش تمام

اللہ کا نام ہر مقام میں رہبری کرتا ہے فقر کے مکمل مقام کو اسم ذات سے پاتے ہیں۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ فقر قرب، وجد اور دیوانگی کے ساتھ دوسرا ہے۔ اور نظر مذکورہ مشاہدہ حضور دوسری چیز ہے۔ نظر کامل اور تماشائے ارض و سماوات طبقات کی دوسری چیز ہے۔ اور نظر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور مصافحہ ہر دلی اور دینی چیز ہے۔ اور نظر سے آتش اور گرمی جو اللہ کے ذکر سے پیدا ہو اور طالب اللہ اس میں جل کر مر جائے دوسری چیز ہے۔ اور نظر رجوعات مخلوقات اور درجات کی ترقی کا اور دنیا کی عزت وجاہ اور چیز۔ اسی لیے مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ

جس نے رب کو پہچانا اُس کی زبان گنگ ہو گئی۔

یعنی اسرار مشاہدہ نور اللہ باطنی کے احمق و ناداں اور مردہ دل کے سامنے خدا سے غافل ہو ظاہر کرنا نقصان کا موجب ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ یعنی جس نے پہچانا اپنے رب کو اس کی زبان گونگی ہو گئی۔ اور جو کچھ کہتا ہے وہ حق کہتا ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ یعنی عارف دائمی طور پر مقام لاہوت میں رہتا ہے۔ اور ناسوت کی قیل و قال سے لب بستہ اور سکوت میں ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانَہٗ کیونکہ کلام غیر سے گویائی اور شنوائی عارفین کو پسند نہیں ہوتی۔ بدیں وجہ کہ عارف سوزش عشق اور حرارت حیرت کے ساتھ ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ تَحَیُّرًا۔ یعنی اے اللہ زیادہ کر مجھ کو تحیر

کہ یہ حیرت حضوری سے ہے اور حیرت کا مقام بھی چند اقسام میں منقسم ہے۔

مغز معرفت

اے طالب صادق! اب میں تجھے حیرت کے مقامات کی سیر کراتا ہوں۔ اس لیے معلوم ہونا چاہیئے کہ مقامِ حیرت حرزِ جان ضروری ہے اور حیرت رُوح مغفوری ہے۔ اور جذب وجد سروری ہے۔ اور حیرت نفس کے لیے لذت وطلب دنیا اور عزۃ وجاہ کی مغروری ہے۔ اور حیرت سِرّ مطلق حضوری ہے۔ اور حیرت وصال اللہ اور مغز معرفت وحقیقت ہے۔ پس مطلب اس قدر ہے کہ عارف کا دل جبکہ ذکر کے ساتھ گفتگو کرتا ہے تو گویائی مطلق سے اُس کی زبان مردہ ہو جاتی ہے اور مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ اور یُحِیُ الْقَلْبَ وَیُمِیْتُ النَّفْسَ ہو جاتا ہے۔

اقسامِ عارف

جاننا چاہیئے کہ عارف پانچ اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ عارفِ عالمِ رب۔

دوسری قسم:۔ عارف زاہد۔ جو فی سبیل اللہ عبادت کرے۔

تیسری قسم:۔ عارف متقی۔ جو فی سبیل اللہ تقویٰ اختیار کرے۔

چوتھی قسم:۔ عارف ذاکر۔ جو فی سبیل اللہ ذکر کرے۔

پانچویں قسم:۔ عارف عابد۔ جو فی سبیل اللہ عبادت کرے۔

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ عارف مذکور نے جو عبادت کی وہ فی سبیل اللہ عبادت نہیں کی۔ اور عالم نے علم پایا نہ معرفتِ خداوندی حاصل کی۔ اور زاہد نے جنت حاصل کی نہ خدا کی معرفت حاصل کی۔ اور ذاکر نے ذکر سے سوختگی اور شوق پایا نہ معرفت حاصل کی۔ اور مذکور نے قربِ وصال پایا نہ معرفتِ حق۔ چونکہ مجموعہ عرفان کا مقام فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے فیض سے ہے۔ اور صاحب مشاہدہ دائمی طور پر اسم اللہ کی ذات میں غرق رہتا ہے جیسا کہ مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ ہے۔

دو چشم پوش و جاں از جاں بدر کن
بہ سیرے لامکاں سیرے سفر کن

دونوں آنکھیں بند کر اور جان کو جان سے جُدا کر اور مکاں کی سیر کے لیے سفر اختیار کر۔

بچشم سرّ حق معراج دیدہ
چنیں مرد خدا باحق رسیدہ

اسرار کی آنکھ سے معراج میں حق کا دیدار ہوتا ہے۔ ایسا آدمی خدا رسیدہ ہوتا ہے۔

دو چشم کور کہ بیند صفائی
دل از خطرات گرداند جُدائی

دونوں اندھی آنکھوں والا صفائی کب دیکھ سکتا ہے۔ دل خطرات میں گھرا ہوا جدائی کر دیتا ہے۔

پس اے طالبِ صادق! جب فقیر معرفتِ حق دل کی آنکھ کھولتا ہے تو ہر وقت مشاہدۂ دیدار کے ساتھ رہتا ہے۔ اس سبب سے کہ زندہ دل آدمی دائمی طور پر بیدار ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

يُنَامُ عَيْنِيْ وَلَا يُنَامُ قَلْبِيْ

میری آنکھ سوتی ہے، اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔

پس جاننا چاہیئے کہ طالبِ مولیٰ کی طلب میں جان کے فدا کرنے کو ہر وقت تیار ہے۔ چونکہ مرشد کامل ایک دم میں معرفتِ خداوندی سے فیض یاب کر دیتا ہے پس جو طالب صادق نہیں اور مرشد کامل نہیں ہے وہ دونوں جہان میں ذلیل و خوار رہتے ہیں اور معرفتِ خداوندی سے دور رہتے ہیں۔

عارفِ حقیقی کون؟

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ جس طالب کا وجود باوجود ہوا و ہوس سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ وہ مقام ہمہ اوست میں غرق ہو کر مقام فنا فی اللہ کا مغز و پوست بن جاتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ (جس نے پہچانا اپنے رب کو اس کی زبان گونگی ہو گئی)۔ اسے دل اس کا سربسجود رہتا ہے۔ چونکہ ؎

فرض و سنت واجب و ہم مستحب
دل نمازِ دائمی از بہر رب

تمام فرض۔ سنت۔ واجب۔ مستحب۔ دل اللہ کے لیے ہمیشہ نماز میں رہتا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص ان مراتب پر پہنچتا ہے تو باطن کے سلک سلوک میں اس کو فاضل اور فیض بخش معرفتِ الٰہی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ راہ عرف شے کے ساتھ متعلق ہے۔ بلکہ عرفانِ حق کے ساتھ۔ پس اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اس مقام فنافی اللہ میں پہنچاتا ہے۔ اس لیے معرفت کی راہ میں گفت وشنید نہیں ہے اور نہ اس کا اس سے واسطہ ہے۔ پس جس کسی پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے وہ شخص عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

مسمٰی آنکہ باشد لازوالے
نہ آنجا ذکر و فکرے نے وصالے

مقام فنا وہ ہے کہ اس کو زوال نہیں ہے نہ اس جگہ ذکر و فکر ہے نہ وصال ہے۔

بود غرقش بوحدت عین آنی
فنا فی اللہ اسرار لہانی

جب تو وحدت میں غرق ہو گیا تو عین ہو گیا فنافی اللہ ہو گیا اور اسرار عیاں ہو گیا۔

یعنی تفرقہ کی مصیبت سے باہر ہو اور معرفت حق کے ساتھ رفیق اور دریائے وحدت کا غریق ہو۔ اور حقیقت میں عارف باللہ اور ہے۔

ازاں بعد سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ میں نے غلط کہا۔ عارف باللہ ہونا ایک مشکل کام ہے کیونکہ غوث، قطب، ابدال اور اخیار عارف باللہ کے مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر سکتے۔

نفس نتواں کشت با عقل و شعور
عارف از نفس بر آید غرق نور

نفس کو عقل و شعور کے ساتھ نہیں مار سکتا۔ عارف نفسانی خواہشات کو چھوڑ کر نور میں غرق ہو جاتا ہے۔

شہ رگ نزدیک شد ہمرہ رحمٰن مرا
چوں زدم نعرہ بہ فریادم چرا

رحمٰن میری شہ رگ سے زیادہ قریب ہے میں فریاد کا نعرہ کیوں ماروں۔

ایں بود تعلیم و تلقین از خدا
با دلیلش ہادیئے حق رہنما

اللہ کی طرف سے تعلیم و تلقین اس طرح ہوتی ہے۔ دلیل سے اس کو ہدایت ہوتی ہے اور حق رہنمائی کرتا ہے۔

عاقلی گم شد دریں گمنام باش
از علائق دور شو آرام باش

اگر تو عقلمند ہے تو گم ہو جا اس دنیا میں گمنام رہ۔ مخلوق سے دور رہ اور آرام حاصل کر۔

عارف باللہ بجز مولیٰ مجو
ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو

اگر تو عارف باللہ ہے تو مولیٰ کے سوا کسی چیز کی جستجو مت کر اللہ کے غیر کو دل سے دھو ڈال۔

مرتبہ کہتر و بہتر

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ جو شخص عارف باللہ ہو وہ مراتب غوثیت، قطبیت، ابدال، اوتاد اور اخیارہ کے مراتب اختیار نہیں کرتا۔ اس وجہ سے کہ ہر مرتبہ مذکورہ بالا مولیٰ سے جُدا ہے اور غرق مع اللہ ہونا دلیل یکتائی ہے۔ اور ہر مرتبہ کہتر ہے۔ پس مرتبہ مولیٰ اولیٰ اور بہتر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بہتر اور کہتر کون سے مراتب ہیں۔ جو عارف باللہ کے ساتھ مقیّد ہے وہ بہتر ہے اور رجوعاتِ خلق کے ساتھ ہے۔ مریدین اور کشف و کرامات کے طالبین کے ساتھ ہے وہ کہتر ہے۔ اس مرتبہ کا تعلق خدا کے ساتھ جُدا ہے بلکہ اس کا تعلق اور تعیّن استدراج پر ہوتا ہے کہ جو مخلوق میں بہت ہی بُرا ہے۔ پس اے طالب جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔

نفسِ امّارہ

چونکہ نفس امّارہ کو ذائقہ کی قوّت اور گناہ کی طلب ہمیشہ رہتی ہے۔ اور دائمی طور پر اس میں پھنسا رہتا ہے۔ بلکہ نفسِ امّارہ کے لیے پیشہ گناہ و مطلق کی راہ ہے۔ اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر آدمی شب و روز طاعت و عبادت میں رہتے ہیں جیسے نماز روزہ بلکہ تمام رات کی عبادت اور ہمیشہ کا روزہ دار۔ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں۔ مگر نفس امّارہ ان پر گناہ سے باز نہیں آتے بلکہ گناہ کی طلب میں شب و روز لگا رہتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اس کی

خصلت گمراہ ہے۔ مگر جس بندہ کو توفیق حق رفیق ہوتی ہے۔ وہ اس پر غالب آجاتا ہے۔
اور بعض آدمی علمِ فقہ اور مسائل اور ریاضت اور تقویٰ اور تلاوتِ قرآن مجید اور حدیث
شریف کے مطالعہ میں شب و روز رہتے ہیں۔ ان کا نفس امارہ بھی گناہ سے باز نہیں
آتا ہے۔ چونکہ ان کے دل میں طلبِ دنیا اور نفسِ امارہ کی خواہش ہوتی ہے۔ اور شیطان
ان کے ساتھ ہوتا ہے۔

تجلّیاتِ الٰہی کی تخلیق

جاننا چاہیے کہ بکثرت لوگ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں، ذکر و فکر، مراقبہ و
محاسبہ، مکاشفہ و کشف القلوب اور کشف القبور میں رہتے ہیں۔ اور مراتبِ
غوثیت و قطبیت کے رہتے ہیں۔ جب بھی نفس امارہ ان کا گناہ سے باز نہیں
آتا ہے۔ اور دائمی طور پر گناہ کی طلب میں رہتا ہے۔ کیونکہ نفسِ امارہ کی نظر
ہمیشہ گناہ پر رہتی ہے۔ اور جس وقت آدمی کے دل میں دریائے وحدت جوش
مارتا ہے۔ اور اس کو غرق نور اللہ کے ساتھ حضوری اور قرب کا ملتا ہے۔ اور
تجلیاتِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ شعلہ کی طرح اسم اللہ کے ذات مطلق ہے۔ اس
وقت عارف باللہ مقام فنا فی اللہ میں پہنچتا ہے۔ اس مقام پر نفس کو گریہ وزاری
ہوتی ہے۔ اور گناہ سے باز آتا ہے۔ اور قدرتِ الٰہی کا الہام بغیر کام د زبان
کے پیدا ہوتا ہے۔ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا اقرار ساتھ
تصدیق قلب کے ہوتا ہے۔ اور گناہوں سے باز آکر نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے اور
راستی اختیار کرتا ہے۔ اور دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مراتب ولی اللہ

میں منتہیٰ ہوتا ہے۔ اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کا مصداق ہو جاتا ہے یعنی نفس کو مقامِ معرفتِ الٰہی کی منتہا میں پہنچاتا ہے۔ اور رب کو نفس مقام امتحان انتہائے الہام ربانی سے پہچانتا ہے۔ اور نفس میں نفسانیت اور خوئے شیطانی نہیں رہتی۔ ازاں بعد اگر نفس کے گرد بہشتی نعمتیں اور حور و قصور وغیرہ کی لذات لائی جائیں۔ اور اگر تمام دنیا کی زیب و زینت اکٹھی کر دی جائے تو نفس ہرگز ان دونوں کو قبول نہیں کرتا۔

حاصل کلام یہ کہ جو مرشد طالب کو پہلے ہی دن مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے مقام میں پہنچا دیتا ہے۔ وہی مرشد لائق ہدایت ہوتا ہے۔ اس لیے کہ آدمی کا وجود گلستان کی طرح ہے۔ اور اس کے وجود میں خزانہ دل ہے۔ اور اس گنج پر یہ نفس مثل سیر طلسمات کے ہے۔ پس اس سیر طلسمات کو طلسمات والا ہی جان سکتا ہے اور اس کی عشق کی آگ میں جل سکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایک دم اور ایک قدم بھی مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ سے غافل رہے۔ پس طالب اللہ عارف باللہ ہے اور خاموش مرشد ہے۔

مسکین و غریب کون؟

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ عارف باللہ کسے کہتے ہیں۔ عارف باللہ مسکین کی طرح ہے۔ اور مسکین وہ ہے جو خاکسار ہو۔ اور اس کی ملک اسی قدر خاک ہو جس پر وہ بیٹھا ہو۔ اور لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا اس کا خطاب ہو۔ اور بعض صوفیہ کے نزدیک مسکین فقیر کو کہتے ہیں۔ اور فقیر کو غریب کا خطاب بھی دیا جاتا ہے۔

غریب وہ ہے کہ جس کے وجود میں غیرت و غصّہ و غضب و غرور اور دنیا و آخرت کا غم سوائے ماسوائے اللہ کے باقی کچھ نہ رہے۔ پس جو کوئی ان صفات کے ساتھ موصوف ہو وہ عارف باللہ اور معرفت مولیٰ کا مجموعہ ہو سکتا ہے۔ صوفیہ اسے خضر باطنی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اس لیے کہ حضرت خضر علیہ السّلام کی حیات آب حیات کے پینے کا سبب ہے۔ اور خضر باطن کی زندگی آبِ حیات اسم اللہ اور محبت ذات سے ہے۔ پس اے طالب! جس نے یہ بادۂ توحید پی لیا وہ اللہ کا دوست یعنی ولی اللہ ہو گیا۔

اللہ رب العالمین جلّ مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اَوْلِیَآئِی تَحْتَ قَبَآئِی لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِی

تحقیق میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں ان کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔

کا مصداق ہو گیا۔ اور مخلوق خضر نبی اللہ کی طلب میں ہے ؎

ہر یکے بگذار زاں چہار
و ز دوئی بگذشت یکتا مرد کار

ان چاروں میں سے سب کو چھوڑ دے۔ دوئی سے گزر کر کام کا آدمی بے مثل بن جا۔

پس جو کوئی ان مراتب تک رسائی حاصل کر لے وہ وہم و فہم میں نہیں سماتا۔ اور اس کی نہایت لانہایت ہو۔ پس وہ مادر زاد عارف ہے جو گود سے قبر تک اور شروع سے آخر یعنی ابتداء سے انتہا تک کما حقّہٗ فنائے نفس اور بقائے رُوح

کے ساتھ فقیر دل کا لباس زیب تن کیے ہوئے ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ فقیر اور شجاعت و سخاوت و مصلحت ہر ایسے شخص کی کہ جس کا وجود کرم کے کریم اور حیا کے ساتھ باحیا ہو۔

اے طالب! میں اب اس کی تشریح کرتا ہوں کہ عارف باللہ کی تشریح یہ ہے کہ آدمی نے طاعت کے سبب سے نفس کو شناخت کیا۔ اور نفس کو پہچاننے والا ہوا۔ مگر عارف باللہ نہ ہوا۔ اور نفس کی پہچان سے آدمی صاحب دل حق نہ ہوا۔ اور دل کی پہچان سے صاحب رُوح ہوا۔ مگر عارف باللہ نہ ہوا۔ اور رُوح سے صاحب راز ہوا مگر عارف باللہ نہ ہوا۔

اللہ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ

انسان میرا راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں۔

پس یہ چہار مقامات تن، طاعت اور عبودیّت نفس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کے مطابق اس مقام میں نفس کی پہچان و تحقیق کی۔ اور جب نفس کو تحقیق کر لیا تو نفس فانی ہوا۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ بِالْفَنَآءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ بِالْبَقَآءِ

جس نے اپنے نفس کو فنا کے ساتھ شناخت کیا پھر اس نے اپنے رب کو بقا کے ساتھ پہچانا۔

خلق را طاعت بود از کسب تن
عارفاں را طاعت است از ترکِ تن

مخلوق کی فرمانبرداری جسم کے کام سے ہے اور عارفوں کی فرمانبرداری خودی کو ترک کرنے سے ہے۔

پس اے طالب صادق! تن کی طاعت میں حرص اور طمع نفسانیت اور اشتہائے ناری ہے۔ اور طلب میں رجوعاتِ خلق اور شہرت و خواری ہے۔ اور جب اشتہائے ناری اور غوغا و خواری سے باہر ہوا پس وہ مرتبۂ ربوبیت معرفتِ خداوندی میں داخل ہوا۔ پس اس مقام میں عارف باللہ کا نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دل صاحبِ مشاہدہ ہو جاتا ہے۔

نفس کی تشریح

جاننا چاہیئے کہ نفس کی تشریح دونوں عالم میں اس سے زیادہ بڑی اور کہتر نہیں ہے۔ پس جس کسی نے معرفتِ خداوندی حاصل کی۔ وہ نفس کو دائمی طور پر ذلیل و خوار رکھتا ہے۔ اور خود کو خودی میں گم کرتا ہے۔ اور جس کا نفس رفیق ہوا وہ نفس میں پھنس گیا۔ اور خواہشات میں مست ہوا۔ پس صوفیائے کرام اس نفس کو سرکش و خود پسند کہتے ہیں۔ اور مخلوق کے نزدیک صورتِ انسان ہوتا ہے۔ اور خدا کے نزدیک خوک، خرس، سگ، دیوانہ اور بوزنہ کی طرح ہوتا ہے۔ گو صورت میں آدمی اور سیرت میں حیوان ہوتا ہے۔ پس حیوان سے بات کہنا مناسب نہیں ہے۔ پس شیطان سے صاحبِ نفس اللہ تبارک و تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہے۔ پس طالبِ حق ہمیشہ حضور کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اہلِ نفس سے دور رہتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اہلِ حدیث کون؟

اے طالبِ صادق! معلوم ہونا چاہیئے کہ ان فقراء کا نفس جو ذکر الٰہی اور پاس انفاس کے ساتھ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ اور مقبول اخلاص کی مثال یوں خیال کیجئے جیسا کہ کاغذ و حروف و سطور اور سیاہی ہوتی ہے۔ اور جن فقراء کا دل حضوری میں ہو۔ ان کا دفتر معرفت خداوندی سے ہوتا ہے۔ اس لیے عارفین کا کوئی گناہ ظاہر و باطن کے دفتر میں فرشتے نہیں لکھتے۔ کیونکہ ان کے دل میں ذکر اللہ اور زبان پر مطلق قال اللہ اور قال رسول اللہ ہوتا ہے۔ یہ لوگ اہلِ حدیث ہوتے ہیں۔ اور دنیا کی طلب میں ابلیس خبیث کے متمنی نہیں ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ عارف معشوق اللہ کی طرح ہیں بلکہ ان کا گناہ ثواب ہوتا ہے اس وجہ سے عشق الٰہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ اور ان کے اور اللہ کے مابین کوئی پردہ نہیں رہتا۔ کیونکہ عارف ربانی کا دل نور سے بھرپور رہتا ہے۔ اور عارفِ ربانی دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی حضوری میں ہوتا ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ غلبات کی وجہ سے آتش شوق ہر ایک گناہ کو آہ کے ساتھ ہر دم اور ہر ایک ساعت ایسا جلا دیتی ہے اور عارفین کا وجود ذکر الٰہی اور اسم الٰہی کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور عارفین ہمہ وقت اسم الٰہی سے برانگیختہ رہتے ہیں۔ پس کسی آدمی کو قدرت نہیں کہ اسم الٰہی پر غالب ہو۔ اور صاحبِ اسم الٰہی ہر ایک چیز پر غالب رہتا ہے۔ کیونکہ مولیٰ کی طلب میں طالب ہے۔

طالِب کون ؟

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ طالب وہ ہے جو دونوں جہان کے مراتب طے کرے۔ اور مقام حق میں مستغرق ہو۔ اور جو طالب معرفتِ خداوندی میں بصارت رکھتا ہو۔ وہ طمع نہ رکھے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے نفس شیطان اور دنیا گویا ان تینوں کو آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے۔ اور ہیبت و قہر کے لیے نہیں پیدا کیا۔ ؎

نفس نیک و بد بود ہادی وہم باہوا
نفس عارف نفس رہزن باخبر شو۔ باہوا

نفس اچھا اور بُرا ہدایت یافتہ اور خواہشات سے پُر ہوتا ہے۔ عارف کا نفس باخبر ہوتا ہے اور ڈاکو کا نفس خواہشات سے پُر ہوتا ہے۔

اور آدمی کو عزت، بزرگی، قرب اور نعمتِ الٰہی کے دیدار اور بہشت کی نعمتیں اور قربِ حضوری اور نور اللہ اور وصالِ الٰہی کی تجلیات اور ولایت ہدایت اور فضل وعنایت کی وجہ سے نفس کے مرتبہ کی برکت سے ملتے ہیں۔ الحاصل کلام کہ اگر نفس نہ ہوتا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تک کوئی رسائی حاصل نہ کرتا۔ اور معرفتِ الٰہی کسی کو بھی نہ ملتی۔

پس نفس مونس اللہ تعالیٰ کے قریب رہا۔ اور آزاد ہوا۔ اور نفس امارہ معذب اور دشمن اور خونخوار ہوا۔ نفس غوث، نفس قطب، نفس عارف باخدا ہوا۔ اور نفسِ امارہ کافر اور نفس فرعون ہوا۔ اور نفس شیطان ہوا وہوس کا سبب

خصائلِ نفس

اے طالبِ صادق! نفس چار خصائل میں منقسم ہے۔ جو چاروں نفوس سے شناخت کی جاتی ہیں۔ پس جن کفّارہ ومنافقین، کذّابین کے ساتھ رفافت ہو۔ اُس کا نفس امّارہ کفر کی عادت رکھتا ہے۔ اور جس کو مولیٰ کی طلب ہو اور وہ دائمی طور پر طلب میں مبتلا ہے اور دنیا کو ترک کرے تو اُس کا نفس ضرور مومن ہے اور عارف باللہ ہے۔ اور جس کسی کو علم کی طلب اور اس پر عمل وتقویٰ اور ریاضت میں دائمی طور پر کوشاں ہو اُس کا نفس مسلمان ہے۔ اور جس کسی خوف رہتا ہو اور ہر وقت رجاء میں رہے۔ پس اس کا مضمون صدیق ہے۔ پس اے طالب! اگر تحقیق کی نظر سے دیکھا جائے تو اگر نفس نیک ہو، تو دونوں جہان میں نفس کے مساوی کوئی دوسرا بزرگ بہتر نہیں۔ اور جس کا نفس بُرا ہو تو دونوں جہان میں اُس سے بُرا اور کہتر کوئی نہیں ہے۔ ؎

گنج را بے رنج از دل یافتم
صد ہزاراں گنج در دل ساختم

خزانہ کو بغیر تکلیف کے دل کے اندر میں نے پایا ہے اور ایک لاکھ خزانے دل سے پیدا کیے ہیں۔

وز ہزاراں چلہ یک دم سوز بہ
از خدائے معرفت تحقیق شد

ایک گھڑی کا سوزشِ عشق ہزارہا چلّوں سے بہتر ہے اللہ کی طرف سے معرفت کی یہ تحقیق ہوتی ہے۔

عارفاں را تقویٰ از توفیق شد
از خدائے معرفت تحقیق شد

عارفوں کو پرہیزگاری اللہ کی توفیق سے ہوتی ہے اور خدا کی معرفت جستجو سے ہوتی ہے۔

عارفاں را تقویٰ شد از صدق دیں
تقویٰ غوغا ظاہر در خلقش مبیں

عارفوں کو تقویٰ دین کی صداقت سے حاصل ہوتا ہے۔ تقویٰ کو مخلوق میں ظاہری شہرت سے مت دیکھو۔

دل بہ دریائے محیط است کبریا
موج دم دُرّے است لُولُوبے بہا

دل کبریا کے دریا کو احاطہ کیے ہوئے ہے۔ سانس کا تموج بے قیمت موتی ہے۔

روحِ عارفاں

جاننا چاہیے کہ عارف باللہ کی رُوح نور اور سِرِّ نُور اور اسرارِ الٰہی سے ہوتی ہے۔ لیے کہ عارف باللہ بقا باللہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ وارد ہے فَقَدْ عَرَفَ ...بِالْبَقَآءِ یعنی اس کے وجود میں ہوس میں نہیں رہتی۔ بلکہ اس کے وجود میں ...ب طالب اور محبت مرید ہو جاتی ہے۔ یہ تمام مراتب معرفت الٰہی والوں کے بیان ...ے گئے ہیں۔ مثل حضرت رابعہ بصری اور حضرت سلطان بایزید بسطامی کے۔

نفس و رُوح کا موازنہ

اے طالب صادق! تجھے یہ معلوم نہیں کہ تیرے وجود میں نفس یزید ہے اور رُوح بایزید ہے۔ پس جو کوئی یزید کا دوست ہے وہ بایزید کا دشمن ہے کیونکہ اہلِ دنیا مثل یزید عنید کے ہیں۔ اور فقرِ محمدی علی صاحبہا التحیۃ والثناء والوں کی مثال بایزید سے ہے۔

پس اے طالب! اس راہ میں مرشدِ کامل وہ ہے جو معبود برحق کے ساتھ اُنس رکھتا ہو۔ اور ماسوا طریقہ اسم اللہ اور مقام فنا فی اللہ اور مراقبہ بقا باللہ اور مشاہدہ غرق مع اللہ مذکور حضور حق کے طریقہ ماسوی اللہ کے دوسرا کوئی ذکر نہ رکھتا ہو۔ ؎

مذکور طلب چہ خواہی از ذکر
ایں است ہمہ خلاصہ فکر

مذکور ذکر کی طلب کب چاہتا ہے۔ یہ حقیقت میں فکر کا خلاصہ ہے۔

پس اے طالب! یہ مذکور بے زبان ہے کہ جو حضور دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس وجہ سے کہ کلام اور نطق سے یہاں پر ایک حرف زبان پر نہیں لاتا ہے۔ اور

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زبان گونگی ہو گئی۔

اس کے بارے میں ایک حکایت بیان کی جاتی ہے۔ جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ جس کی جو اصل ہوتی ہے وہ اُسی کی جانب رجوع کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص کہیں عطر بیچنے والوں کے محلّہ میں جا کر رہا۔
حکایت عجوبہ:۔ اور ہر طرف سے اُس کے دماغ میں عطروں کی مہک پہنچی۔ اس سبب سے اس کے ہوش اُڑ گئے اور وہ شخص بے ہوش ہو گیا۔ اور خوشبو نے اس کے دماغ میں یہاں تک سرایت کیا کہ اس کی حالت سکرات کی طرح ہو گئی۔ جب اہلِ محلّہ نے یہ خبر سُنی تو سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور عطر و گلاب اس پر چھڑکنے لگے اور کسی نے لخلخہ سونگھایا مگر کچھ فائدہ نہ ہُوا۔ بلکہ وہ کچھ اور بدحواس ہوتا جاتا تھا۔ اس درمیان میں ایک حکیم کا بھی وہاں سے گزر ہُوا۔ اور اس حکیم سے اس شخص کی حالت بیان کی گئی۔ حکیم صاحب نے مریض کو دیکھ کر یہ رائے قائم کی کہ اس کو غلیظ اور بدبودار چیز سونگھاؤ۔ چنانچہ جب وہ غلاظت اور بدبودار چیز اس کی ناک پر رکھ دی تو اُسی وقت وہ ہوش میں آ گیا اور بالکل تندرست ہو گیا۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ بدبودار چیز سے مراد گندگی دنیا ہے۔ اور اس کی شرمندگی۔ اور عطر سے مُراد اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے کہ جو کامل مرد ہیں وہ عطر بیچنے والوں کے قرب و جوار میں رہتے ہیں۔ اور اسم اللہ کی خوشبو سے سرمست رہتے ہیں۔ ؎

نیم نظر فقیر بہ از کیمیا
زاں نظر واصل شود عارفِ خُدا

فقیر کا نیم وا آنکھوں سے دیکھنا کیمیا سے بہتر ہے کیونکہ اس نظر سے عارف باللہ واصل باللہ ہو جاتا ہے۔

پس اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ آدمی کے قلب پر ستّر ہزار حجاب ظلمانی

اور شیطانی تار عنکبوت کی طرح ہیں کہ جو دل کے اردگرد تنے ہوتے ہیں۔ اور ان کے وساوس و خطرات کی تخلیق منی کے پانی سے ہے۔ جن کی وجہ سے حضرت آدم و حوّا میں جنت میں فساد ہُوا تھا۔ اور جن کے بہکانے کی وجہ سے وہ دونوں جنت سے علیحدہ کیے گئے۔ چونکہ ابلیس خبیث ہے۔ اس لیے اس کی تاثیر کفر اندرونی اور شرک اندرونی ہے۔ اسی بناء پر صوفیائے کرام کا قول ہے کہ دو لاکھ سترّ ہزار زنّار، عُجب، کبر، حسد، بغض، نفاق، قہر و غضب، حرص و کفر، اور شرک حجابِ شیطانی کے پردے ہیں۔

حجابات کی دُوری

اب یوں سمجھنا چاہیئے کہ حجابِ شیطانی کے پردے، کفرِ نفسانی کے زنّار، علم و فضیلت، مسائل فقہ، تلاوتِ قرآن مجید، حج، زکوٰۃ، نماز، روزہ، ریاضت، تقویٰ، وعظ، حدیث، وظائف وغیرہ سے الگ نہیں ہوسکتے۔ جب تک کہ کامل تصوّر اسمِ اللہ نہ ہو۔ اور توفیق رفیق مرشد کامل اکمل نہ ہو۔ اس کے بغیر کہ اسم اللہ کا تصوّر کیا جائے اور باطن میں اِلاَّ اللہ کا ذکر ہو۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ ماسوا اس صورت کے کوئی دوسری صورت ان حجابات کے طے کرنے کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ تصوّر دل کی آگ کو اس طرح روشن کرتا ہے کہ خود بخود حجابِ شیطانی اور زنّارِ نفسانی دفع ہو جاتے ہیں۔ اور جب تک مرشد کامل فنافی اللہ اور بذکر اللہ کی نظر کا وسیلہ نہیں ہوگا۔ یہ مراتب ہرگز طے نہیں ہوں گے۔

پس جو شخص ان مراتب تک رسائی حاصل کرلے اور حجابِ شیطانی اور زنّارِ نفسانی کو نہ توڑے تو وہ شخص مسلمان اور درویش نہیں۔ اور جو اس کے بغیر دعویٰ کرے کہ میں

عارف باللہ ہوں۔ اور سچا مسلمان ہوں تو وہ شخص جھوٹا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ فَوَیْلٌ لِّلْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُھُمْ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ

اللہ نے جس کا اسلام پر سینہ کھولا سو وہ اُجالے میں ہیں اپنے پروردگار کی جانب سے۔ اور ان کے لیے خرابی ہے جن کے دل سخت ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ بہکے ہوئے پھرتے ہیں۔

یعنی مردہ دل آدمی ذکرِ شیطانی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور زندہ دل آدمی ذکرِ اللہ اور تصورِ اسمِ اللہ سے ہوتا ہے۔ یہ لوگ ماسواحق کے دیگر کسی شخص سے بات کرنا باعثِ خسارہ جانتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

شَیْطَانُ الْاِنْسِ اَشَدُّ مِنَ الشَّیْطٰنِ الْجِنِّ

انسان کا شیطان جنات کے شیطان سے زیادہ سخت ہے۔

آدابِ سکوت

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ عارف باللہ کا کسی غیر شخص سے کلام نہ کرنا آدابِ خاموشی ہے۔ اس لیے معلوم ہونا چاہیئے کہ جو عارف باللہ معرفتِ خداوندی پر پہنچے اُس کی علامت یہ ہے کہ اُسے راگ رنگ کی آواز اچھی نہیں لگتی اگرچہ وہ خوش آوازی کے ساتھ ہو۔ لیکن اس کو وہ آواز مکروہ معلوم ہو۔

حقیقتِ علم

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ معلوم ہونا چاہیئے کہ فقیر حسد کی وجہ سے نہیں کہتا بلکہ حساب کے طور پر کہتا ہے کہ علم کے معنی جاننا علم فقہ، مسائلِ فرض و واجب و سنّت و مستحب کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا حلال و حرام اور مکروہات کا ہے۔ اور علم کے معنی جاننا فرق درمیان اسلام و کفر کے ہے۔ اور علم کے معنی حق و باطل کی شناخت کرنا ہے۔

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ علم کا مطلب کیا ہے۔ علم کا مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے آداب پر نظر رکھے۔ اور علم کا مطلب یہ بھی ہے کہ آدابِ شریعت اور آدابِ علماء پر نظر رکھے۔ ان تمام کا واسطہ اعمالِ ظاہری عبادت کے ساتھ ہے۔ جس طرح کہ ظاہری طور پر ظاہری بدن عبادت اور طاعت کے لیے ہے۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کہا۔ یعنی اے رب دیکھ مجھ کو کہ میں تیری جانب دیکھ رہا ہوں۔ اس ذات سے تجلّی ہوئی۔ کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام بیہوش ہو گئے۔ اور طور پہاڑ جل کر خاک ہو گیا۔ اور حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو حبِّ خداوندی غارِ حرا میں لے گئی اور آپ کو یہی حبّ معراج پر لے گئی۔

طلبِ الٰہی کا انکشاف

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ عالم فاضل طلب خداوندی نہیں کر سکتا

اس لیے کہا گیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی ساری زندگی علم کے مطالعہ میں گذاری۔ ازاں بعد علم کے سامنے عرض کی کہ اے اللہ تعالیٰ کے کلام مجھے معرفتِ خداوندی اور تجلیاتِ باری تعالیٰ باطن کے طریقہ سے تعلیم کر۔ اور حضور چہرہ نُور شافع یوم النشور احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دیدارِ پُرانوار سے مشرف فرما۔ تو علم کی جانب سے کوئی جواب نہیں ملتا۔ اس سبب سے کہ علم تعلیم طاعت کا رفیق ہے اور ماسوا اس کے کہ اُس کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ مگر علم کہتا ہے کہ مرشد سے طلب کر، کیونکہ علم قال اور ہے اور علم حال اور ہے۔ پس مرشد سے حال اور معرفت وصال کا ذکر حاصل کر۔

ازاں بعد حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نہیں نہیں میں نے غلط کہا علم وہ ہے کہ اس سے جاننے کے مقام تک رسائی حاصل ہو۔

جاننا کیا ہے؟

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ "جاننا" کیا ہے اور اس سے فقیر کی کیا مراد ہے۔ پس جاننا چاہیئے کہ علم جب وجود میں داخل ہو اُس وقت وجود میں جہالت، شرک، کفر، عجب حجاباتِ ظلمانی کے ساتھ نہ رہیں۔ اور علم وہ ہے کہ حجاب سے بے حجاب کرے۔ بلکہ علم سے معرفت کا انکشاف ہو اور نفس کا محکوم ہو جائے۔

آفریں بہ نفس مرکب زیر بار
می رساند معرفت با کردگار۔

شاباش ہے اُس کو جو نفس پر سوار ہے اور اپنا بوجھ اس پر لادھا۔ ایسا نفس اسے سوار کو بارگاہِ خدا تک پہنچاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔

اور اے سچے طالب! یہ جو بکثرت لوگ کہتے ہیں کہ قرآن، فقہ اور مسائل کو وسیلہ سمجھنا چاہیئے وہ بھی سچ کہتے ہیں۔ لیکن فرق اتنا ہی ہے کہ قرآن مجید کلام اللہ کو جو مخلوق نہیں ہے اور مرشد ہادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق ہیں۔ پس جن لوگوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بیعت کی وہ صاحب مخلوق ہیں۔ اور وہ ایک دوسرے سے بمرتبہ ولایت وہدایت کے سلسلہ کو ابدالآد تک جاری رکھتے ہیں۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ مرشد اہل ہدایت ہے اور اللہ کے ذکر کے وسیلے کو طلب کرنا فرض وواجب، سنت ومستحب ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ لَّمْ یُؤَدِّ فَرْضَ الدَّوَامِ لَمْ یَقْبَلِ اللّٰهُ فَرْضَ الْوَقْتِ

جو شخص ہمیشہ کے فرض کو ادا نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِلَّا الْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ قَائِمُوْنَ

مگر نماز پڑھنے والے جو اپنی نماز پر قائم ہیں۔

ظاہر و باطن کے فرائض

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ فرض باطن کیا ہیں۔ ایک فرض ظاہر

اور ایک فرض باطن۔ پس دونوں درجۂ قبولیت میں ہیں۔ ان میں سے ایک فرض وقتی ہے اور ایک فرض سالی ہے اور ایک فرض فصلی ہے۔ جس کو مفصل طور پر آگے بیان کیا جائے گا۔ اور ایک فرض عمری ہے۔

فرض عمری دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ یہ کہ اس کا حکم بالغ ہونے کے اُوپر ہے یعنی ایک دفعہ کلمۂ شہادت پڑھنا اور ذکرِ نبی زبان سے کرنا، رسالت کی تصدیق کرنا۔ پس اس کی گردن سے یہ فرض ساقط ہوُا۔

دوسری قسم:۔ یہ کہ سن بلوغت کے بعد ایک دفعہ کعبہ شریف کا حج ادا کرنا شرط یہ کہ طاقت رکھتا ہو۔ پس یہ فرض بھی ساقط ہوُا۔

فرض وقتی سے مُراد پانچوں نمازوں کا ادا کرنا ہے۔ اور فرضِ ماہی سے مراد رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ اور فرض سالی سے مراد زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اور فرض فصلی سے مُراد ہر فصل کے غلہ سے دسواں حصّہ فی سبیل اللہ دینا ہے۔ یہ ظاہری فرض ہیں۔

پس جاننا چاہیئے کہ باطنی فرض کیا ہیں۔ وہ یہ کہ باالحق کے فرض کتنے ہیں۔ پہلا ذکر ذکرِ خفی ہے۔ ذکر خفی اسے کہتے ہیں کہ اس کا ذکر ظاہری کو ترک کردے۔ اور ذاکر کے ذکر زیادہ تر اٹھائے۔ اور سوتے جاگتے اس سے غافل نہ ہو۔ اس ذکر سے مراد ذکر پاس انفاس ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

جَعَلْنَا الشَّیْخَ الْکَامِلِ نَافِعُ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ

اٰخِرِ الزَّمَانِ وَجَعَلْنَا شَیْخَ النَّاقِصِ خَاسِرِ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطٰنِ۔

ہم نے شیخ کامل کو انسان کے لیے نفع پہنچانے والا بنایا ہے۔ جیسا کہ ہم نے آخر الزمان نبی کو بنایا۔ اور شیخ ناقص کو انسان کے لیے نقصان پہنچانے والا شیطان جیسا بنایا۔

اسی لیے کہا گیا ہے ؎

مرد مرشد می برد در ہر مقام
مرشدے نامرد طالب زر تمام

مرشد کامل ہر مقام پر مرید پر پہنچا دیتا ہے۔ جعلی ناقص پیر مرید سے پیسوں کا طلبگار رہتا ہے۔

اور دوسرا فرض یہ ہے کہ حاجی بغیر حجاب کے دل کے گرد جو دائمی طور پر طواف کرے اور جواب باصواب حاصل کرے۔

اور تیسرا فرض یہ ہے کہ عاجزانہ طور پہ ہمیشہ کی نماز ادا کرتا ہو۔ اور ہستی اور حرص کے ساتھ مشغول نہ ہو۔

چوتھا فرض۔ محشر تک دنیا سے روزہ رکھنا۔ یعنی شریعت کی پابندی کے ساتھ گزر جائے۔

پانچواں فرض وجود کی زکوٰۃ ادا کرنا۔ یعنی خود کو اللہ کے لیے فدیہ کر دے۔ اور اپنے حال کو الا اللہ کی راہ میں معرفت حق کے ساتھ صرف کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کے رازوں سے باخبر ہو۔

عالموں اور فقیروں میں امتیاز

اے طالب صادق! اب میں تجھے عالموں اور فقیروں میں امتیاز بتاتا ہوں
شخص جس نے عالموں کی تعلیم حاصل کی ہو۔ اور وہ شخص جس نے فقیروں کی تعلیم
سے معرفت کا علم حاصل کیا ہو، ان دونوں میں کیا امتیاز ہے۔ پس تجھے
جاننا چاہیئے کہ علماء علم کے طالب ہوتے ہیں اور فقیر لوگ اللہ تبارک وتعالیٰ
کے طالب ہوتے ہیں۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

علم نہ علم است کہ بر ارباب جاہ
جادو است آں از پئے تسخیر شاہ

ذی وقار درباری لوگوں کا علم علم نہیں ہے بلکہ بادشاہوں کو مسخر کرنے
کے لیے جادو ہے۔

خواجہ بتکرار بسے زاں رود
تا شودش خو کہ بہ سلطاں رود

خواجہ تکرار بسیار سے اس جگہ پہنچ جاتا ہے تاکہ اس کی عادت ہو کہ بادشاہ
کے حضور حاضر ہو سکے۔

صوفیائے کرام کے نزدیک اہل علم کے سر پر علم کا نام ہے۔ اور علم کی شناخت
یعنی اپنے مدعا کی شناخت کو نفس کا تابع کہا گیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی
طاعت میں نفس کو تابع کرنا صرف الا اللہ کی معرفت سے ہے۔ پس جس کسی نے

علم کو اس کے سوا جانا وہ باعمل عالم نہیں ہو سکتا بلکہ وہ جاہل ہے۔ اور فقیر کے سر پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور فرمان الٰہی ہے کہ ما سوی اللّٰہ کے گرد خط کھینچ اور موت وحیات کے میدان میں قدم رکھ۔

پس اے طالب! جو اہل علم دانستن کے صیغہ میں ہیں وہ دانستن ہی میں رہتے ہیں۔ اور فقیر لوگ کہ مولیٰ تعالیٰ کے طالب ہیں۔ فنا ہو جاتے ہیں۔ وہ بقا باللہ میں ذات ہو جاتے ہیں۔ جس طرح قطرہ دریا میں مل جاتا ہے۔

پس اے طالبِ صادق! یہ فرض صرف بزرگی اور دسیلہ کی وجہ سے ہے یعنی مرشد کامل مرشد صاحبِ معرفتِ الٰہیہ، زندگی اور موت میں نجات کا وسیلہ ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْحِبْرَ السَّمِیْنَ وَبَیْتَ اللَّحِمِیْنَ

بیشک اللہ تعالیٰ دانش مند فربہ کو دشمن رکھتا ہے اور گوشت پکانے والوں کے گھر کو۔

اقسامِ جسم

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ صوفیائے کرام کے نزدیک جسم دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ پہلی قسم یہ کہ جو طاعت و اشغال اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ضرب لا الٰہ الا اللہ میں مشغول ہو۔ وہ جسم، جسمِ نوری کہلاتا ہے۔

دوسری قسم:۔ دوسری قسم یہ کہ جو دنیا کی حرص میں پھنسا ہوا ہو۔ اور دنیا کی خواہش

میں ذلیل وخوار ہو وہ جسم نوری نہیں بلکہ وہ جسم ناری ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ نوری جنّت اور ہے اور نارِ جہنّم اور ہے۔

اقسامِ علم

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ علم تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ پہلی قسم یہ کہ جس کا تعلّق قیل وقال سے ہے اور جو اہلِ علم کو کسب سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مغفور ہے اور اس کا قاری بھی مغفور ہے۔ اور جس طرح علم فقہ فرض، واجب، سنّت اور مستحب ہے۔ یعنی مقام فقر اور معرفتِ ادب کو جس طرح کسی نے پایا پس علمِ فقہ سے پایا۔ اور حقیقت میں اہلِ علم یعنی علماء صاحبِ ادب اور صاحبِ فضیلت کا نام ہے۔

دوسری قسم:۔ دوسری قسم علم فیض کی ہے جو شعراء کو حاصل ہے کہ وہ خال وخط اور مطرب وساقی سے محض اپنے شعور سے کام لیتے ہیں۔ اور تصویر خیالی معشوق کو ہر وقت پیشِ نظر رکھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ علم نفس کو زندہ کرتا ہے اور مردہ دل لوگ صرف شعر کے سننے پر مردہ ہو جاتے ہیں۔

علم را تحقیق کردم از علم
علم خاص الخاص خلق با علم

یعنی جس قدر اس علم میں قرب ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قرب کی معرفت کی طرف لے جائے گا۔

تیسری قسم :۔ تیسری قسم یہ کہ علم عارفان باللہ کا علم لدنی ہے۔ پس یہ عالم بفضل اللہ کے ساتھ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے مدنظر رہتے ہیں۔ اور جو اس علم سے جُدا رہتے ہیں۔ وہ خوار ہوتے ہیں۔

حروفِ فقہ

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ فقہ تین حروف میں منقسم ہے :۔

پہلا حرف :۔ ف ہے۔

دوسرا حرف :۔ ق ہے۔

تیسرا حرف :۔ ہ ہے۔

حرف ف سے فضیحت مراد ہے۔

حرف ق سے قباحت مراد ہے۔

حرف ہ سے ہوائے نفس پرور مراد ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ علم فقہ کا سیکھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا ہر ایک مسلم پر فرض عین ہے۔

حروفِ فقر

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ لفظ فقر بھی تین حروف میں منقسم ہے :۔

پہلا حرف :۔ ف ہے۔

دوسرا حرف :۔ ق ہے۔

تیسرا حرف :۔ ر ہے۔

حرف ف : علم فقھی حرف ف سے فنائے نفس کرتا ہے۔ اور اس کی خواہش میں گرفتار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی اس کا تابع ہوتا ہے۔ ماسوا عبادت جو سرمایۂ ایمان اور سعادت بالیقین ہے۔ کسی کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ بلکہ تقویٰ کے ساتھ ارادت کے اختیار کرتا ہے۔

حرف ق : علم فقھی حرف ق سے دین کا قوی ہونا۔ اور دین کو ملک دنیا اور بادشاہی کی تکمیل کے ساتھ بدل نہ کرنا مراد ہے۔

حرف د : اور حرف د سے عالم فقیہہ کا ہونا۔ ہدایت، وعظ و نصیحت کے ساتھ مراد ہے۔ یعنی رہنمائے خلق ہوتا ہے۔ پس جو کوئی اس صفت سے موصوف ہو اس کو عالم باعمل کہتے ہیں اور وہی شخص صاحب تقویٰ ہو سکتا ہے۔ کہ جس کی ذات آبِ حیات کی طرح ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق اس کے فیض سے فیضیاب ہوتی ہے۔

ساغرِ معرفت

اے طالبِ صادق! پس جو کوئی معرفت کا پیالہ پی لیتا ہے اور وہ ہمیشہ کے لیے نہیں مرتا بلکہ ہمیشہ کے لیے زندہ ہو جاتا ہے۔ اور یا یہ کہ ذکر اللہ مثل رحمت کی بارش کے ہر ایک زمین پر برستا ہے۔ اور اس کے برسنے میں کسی جگہ اختلاف نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر رہتا ہے کہ جس کا جس قدر ظرف ہوتا ہے۔ اسی قدر وہ اس رحمت کی بارش سے مستفیض ہوتا ہے۔ لیکن کھاری زمین میں خار و خس پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو زمین خالص ہوتی ہے اس پر گلاب اور چنبیلی پیدا ہوتے ہیں۔ فرق صرف اپنے اپنے ظرف کا ہے۔

عقیدہ

پس اے طالب! جاننا چاہیئے کہ اکثر لوگوں کا قول ہے کہ "اعتقاد من بس است دپیر من خس است" اس کو اس طرح خیال کرنا چاہیئے کہ ہر ایک کام کے لیے ایک وقت ہوتا ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ عام لوگوں کے لیے الگ اور خاص لوگوں کے لیے الگ ہوتا ہے۔ پس جبکہ میرا پیر منتہائے مقام معرفت میں احقر ہے تو میرا عقیدہ بس ہے یعنی کافر ہے۔

اَقسامِ شعراء

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ شعراء دو اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم:۔ وہ جو معرفتِ خداوندی اور حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نعمت کو والٰہی کہتے ہیں۔ اور اسی کو دونوں جہان کی سعادت سمجھتے ہیں۔

دوسری قسم:۔ وہ جو اللہ و رسول کے بغیر کسی دوسرے کی تعریف میں زبان نہیں کھولتے۔ ایسے شعراء کے بارے میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ اِنَّ تَحْتَ الْعَرْشِ کَنْزٌ وَ مِفْتَاحُھَا لِسَانُ الشُّعَرَاءِ۔ بیشک عرش کے نیچے ایک خزانہ ہے اور اس کی چابی شعراء کی زبان ہے۔

تفکّر کی تشریح

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ تفکر چار حروف میں منقسم ہے:۔

پہلا حرف ، ت ہے۔

دوسرا حرف ، ف ہے۔

تیسرا حرف ، ک ہے۔

چوتھا حرف ، ر ہے۔

۱۔ حرف ت سے ترک ہوا ہے۔

۲۔ حرف ف سے فنائے نفس ہے۔

۳۔ حرف ک سے کرامتِ رُوح ہے۔

۴۔ حرف ر سے رازِ حق مراد ہے۔

جو یہ حروف نہ رکھتا ہو۔ وہ تفکر سے خالی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ دونوں جہان سے پاک و منزہ ہے۔ اس لیے کہ فقر کا اصل خطاب قتال ہے اور وصال لی مع اللہ میں غرق رہتا ہے۔ اور ہر ایک حالات میں طالبین کے احوال سے خبردار رہتا ہے۔ پس ایسا شخص لائق ارشاد ہے۔ اور مرشد کامل مکمل صاحبِ ارشاد ان صفات کے ساتھ موصوف ہوتا ہے۔ جس کی مثال سورج سے ہے کہ اس سے سارا جہان فیضیاب ہوتا ہے۔ اور سورج خود کو ہر جگہ موجود رکھتا ہے۔ اگرچہ ایک روٹی کے برابر ہے۔ مگر فیض تمام دنیا کو پہنچاتا ہے۔

محک الفقراء

اے سچے طالب! اب میں تجھے اپنی کتاب محک الفقراء یعنی فقیروں کی کسوٹی کا حال بتاتا ہوں کہ اس کتاب کی اہمیت کیا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ یہ وہ کتاب ہے

کہ اس کے سامنے کس کو قدرت ہے جو اس کے آگے دم مار سکے۔ یعنی یہ کتاب اولیائے کرام کا تذکرہ ہے۔ یعنی یہ کتاب شروع سے آخر تک وحدانیت کی راہ ہے۔ پس کسی انسان کی کیا مجال ہے کہ جو اس کے روبرو دم مارے۔ یہ کتاب نزہۃ الارواح ہے۔ یعنی دانا اور خبردار راہ۔ یعنی یہ وہ ہے کہ جس کے مطالعہ سے انسان کبر و ہوا سے محفوظ رہتا ہے۔ پس اے سچے طالب جبکہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ ہے تو تو کسی دوسرے سے خوف نہ کر۔ اور کسی سے اُمید مت کر یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کو اپنے ساتھ جانتا ہے پھر وہ کسی دوسرے کی شناخت نہیں کرتا۔ پس جس شخص نے دوسرے کو جانا اور شناخت کیا وہ بیگانہ ہوا۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو یکتا و یگانہ اور حاضر و غائب و یکتا جانے۔ جس طرح کہ طالب صادق اپنے مرشد سے مال و جان تک کی بھی دریغ نہیں کرتا بلکہ ہر دم اپنے آپ کو فدائے مرشد خیال کرتا ہے۔ اور ہر دم مرشد کا جلوہ پیشِ نظر رکھتا ہے۔ آخر کو فنا فی الشیخ ہو کر عظیم الشان مرشد بن جاتا ہے۔ پھر اسی شان میں فنا ہو کر مقام فنا فی الرسول حاصل کرتا ہے۔ بالآخر فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔

کامل مرشد کون؟

جاننا چاہیئے کہ کامل مرشد وہ ہے کہ پہلے طالب کو نظرِ کامل سے معرفت الٰہی میں پہنچائے۔ ازاں بعد طالب کے مال کو تصرف میں لائے تو جائز ہے۔ اور اگر مرشد اور طالب دونوں اس صفت کے ساتھ موصوف نہ ہوں تو دونوں خام خیال ہیں۔

از وصال مست باشد لازوال
ابتدائے مست باشد بے وصال

وصال سے ہمیشہ کے لیے مست ہو جاتا ہے۔ شروع میں مستی حصول وصال کے لیے ہوتی ہے۔

پس جاننا چاہیئے کہ جو مرشد کامل ہوتا ہے وہ دائمی طور پر دریائے معرفت میں مستغرق رہتا ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے۔ ایسا مرشد جو آدمی کے وجود میں داخل ہو کر باہر آئے۔ پس ایسے مرشد مردہ دل طالب دنیا ہے۔ خواہ اس میں عالم ہو یا فاضل ہو۔ صوفیائے کرام کے نزدیک ایسا مرشد شیطان ہے۔ یعنی مرشد کا کام ہے کہ جو توجہ کے ساتھ طالب کے وجود میں داخل ہو۔ اور اس کے دل پر شہادت کی انگلی سے اسم اللہ لکھ دے۔ اور توجہ باطنی سے طالب میں ایسی آگ پھونک دے کہ ظاہری طور پر بخار سا معلوم ہو۔ اور اس کے مکمل جسم میں ایک لرزہ پیدا ہو جائے۔ اور اس کے دل میں خود بخود ذکر الٰہی پیدا ہو جائے یہاں تک کہ وہ جاں بلب ہو جائے بلکہ وہ طالب اُس وقت یہ کہے کہ اے مرشد مجھے اندر کی آگ جلا رہی ہے۔ ازاں بعد مرشد کامل کے لیے ضروری ہے کہ دوسرے ساتھ دوسری دفعہ میں طالب کے وجود میں داخل ہو اور اس کے قلب کو پارہ پارہ کر دے اور دل کے کھولنے میں روشنضمیری سے کام لے۔ جس وقت طالب کے دل کی آنکھ کھل جائے گی تو اُس وقت وہ طالب روشنضمیر اور صاحب معرفت اور صاحبِ جمعیّت خاطر ہو جائیں گے۔ اور سر سے لے کر پاؤں تک طالب اللہ نور سے بھر جائے گا۔ اور تجلیات کا مشاہدہ کرنے لگے گا۔

پس اے طالب! یہ مراتب جو میں نے بیان کیے ہیں۔ سو یہ مراتب طالب مع اللہ یا اخلاص کے مراتب ہیں کہ جو مرشد کامل اپنی توجہ باطنی سے اس طریقہ سے ایک گھڑی میں وصال کے مقام تک رسائی کردا دیتا ہے۔ ازاں بعد ظاہری طور پر طالب کے ساتھ باہم گفتگو کرتا ہے۔ اس کا مؤدب ہونا اور بول چال شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا ہے۔ پس اے طالب! جو مرشد ان صفات سے موصوف نہ ہو وہ مرشد نہیں ہے:

عالم کی حقیقت

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ عالم باعمل اُسے کہتے ہیں کہ جو ابتدا سے انتہا تک جو قید علم کے ساتھ ہو اور اُس پر وہ عمل پیرا ہو۔ اور علم مناظرہ اور مطالعہ سے جُدا ہو۔ پس علم کی ابتدا الف سے ہے۔ اور یا ب سے کہ تمام برکت و عظمت کی انتہا ہے۔ اور علم کی انتہا ی ہے اور ی سے مراد یگانہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کی معرفت کے ساتھ ہو۔ ان علمائے کرام کا مقام ارفع و اَدنیٰ ہے۔

فقیر کامل کون؟

اے سچے طالب! کامل فقیر اُسے کہتے ہیں کہ جس قدر وہ تصرف کرے وہ کم نہ ہو بلکہ دنیا و عقبیٰ میں اللہ بس اور ماسوی اللہ کو ہوس خیال کرے۔

مست را ہوشیار گرداند وصال
مست مطلق وہم باشد و خیال

مجذوب کو وصال ہوش میں لے آتا ہے اور مطلقاً مستی وہم اور خیال ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے خام! وہم و خیال کو چھوڑ۔ اور وصال کی طرف توجہ کر تاکہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے دیدار پُرانوار کے لائق ہو۔ ؎

طالباں را با طلب مطلوب خویش

ہر مطالب آئینہ بنمود پیش

طالبوں کو اپنے مطلوب کی ہی طلب ہوتی ہے۔ ہر خواہش کے شیشہ میں اس کو اپنے سامنے دیکھتے ہیں۔

رنگ و روئے خویش بیں در آئینہ

رو نما آئینہ طلب در آئینہ

اپنے رنگ اور چہرہ کو آئینہ میں دیکھ۔ آئینہ چہرہ دکھلانے والا ہے تو آئینہ کو طلب کر۔

طلبِ الٰہی

اے طالبِ صادق! طلبِ الٰہی بہت دشوار ہے۔ اور نفس کی مخالفت ایسی ہے جس طرح کہ سر پتھر پر مارنا۔ اس لیے کہ نفس کے ساتھ جنگ کرنا انتہائی دشوار ہے ؎

حربہ جنگی راحت است از بہر تن

نفس توئی نفس خود را خود بزن

جنگی ہتھیار سے جسم کو آرام ملتا ہے کہ رُوح نکل جاتی ہے تو خود نفس سے تم اپنے نفس کو خود ہی قتل کر۔

کے تواند کشت نفس خویش را
خویشتن کشتن ابتداء درویش را

اپنے نفس کو کون مار سکتا ہے۔ اپنے آپ کو مارنا درویش کی عادت ہوتی ہے۔

ایں نہ درویش اند با خود پسند
بلکہ آں باشند کہ در عالم پرند

اپنے برابر کسی کو نہ سمجھنے والے یہ درویش نہیں ہیں بلکہ یہ تو چاہتے ہیں کہ جہان میں پرواز کریں۔

بہر لقمہ نان ہر دم انتظار
ایں چنیں درویش بسیار اند خوار

ہر وقت روٹی کے لقمہ کا انتظار کرنے والے درویش بہت زیادہ ذلیل وخوار ہوتے ہیں۔

با دل ریشیدہ درویشے کجا
رسوا کردند نفس را بہر از خدا

رنگین دل والا درویش کب ہو سکتا ہے۔ درویش تو اپنے نفس کو خدا کے لیے ذلیل کرتا ہے۔

بے نیاز و گنج در رنج و ذائقہ
ذائقہ لذت دہد با فائقہ

وہ خزانہ دولت رنج اور مزے دار اشیاء سے بے نیاز ہوتا ہے۔ مزہ اور لذت بلند مرتبہ اُمراء کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔

با فضل با رحمت درویش کو
ہر کہ باشد غیر حق از دل بشو

اس کے فضل اور رحمت سے اے درویش کوشش کر۔ اللہ کے سوا جو کچھ دل میں ہے اس کو دھو ڈال۔

روسیاہی بہتر آں درویش را
بہر لقمۂ نان دواند خویش را

اُس درویش کا منہ کالا ہونا بہتر ہے جو روٹی کے ایک نوالہ کے لیے دوڑتا پھرتا ہے۔

بہر درویشاں خلق قائم مقام
ایں بمظلوم اند لائق دہ طعام

درویشوں کے نزدیک مخلوق اس کے قائم مقام ہے۔ یہ درویش مظلوم ہیں ان کو کھانا دے یہ اسی کے لائق ہیں۔

درویش کون؟

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ درویش کون سی صفات کا حامل ہوتا ہے۔ درویش وہ ہے جس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّأَسِيرًا یعنی اپنی حب کے مطابق مسکین، یتیم اور

اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں۔

دُنیا اور معرفتِ الٰہی کا بیان

جاننا چاہیئے کہ دنیا کی زندگی کی مثال سجّین کے مقام سے ہے اور معرفتِ خداوندی کی مثال علیّین کے مقام سے ہے۔ پس اے طالب! جب اللہ تعالیٰ کے دوستوں کے قلب میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت جاگزین ہو جاتی ہے اور غلبات سکر اور معرفتِ خداوندی کے بموجب ہر دم موت اس کی متلاشی ہوتی ہے۔ تو دنیا کی زندگی نظر میں مقام سجّین اور مطلق عذاب معلوم ہوتی ہے۔ اور معرفتِ خداوندی اس کو مقامِ علیین کا مزہ دیتی ہے۔ پس اے طالب! جب کسی کو بعد از موت مقام علیّین اور مجلس نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحبتِ اولیائے کرام میسّر ہوتی ہے تو اسے دنیا کی حیاتی اچھی نہیں لگتی۔ اور عالمِ ناسوت کی طرف اس کی رُوح توجہ نہیں کرتی۔ چونکہ دنیا کی حیاتی جب اس کی نگاہ میں سجّین سے زیادہ سخت ہے تو علیّین کی حیاتی تو اس کو بدرجۂ اولیٰ اچھی اور بہتر ہو گی۔ اور صوفیائے کرام کا قول ہے کہ بعض عشاقوں کو دیدار کے سوا کوئی مقام اچھا نہیں لگتا وہ خواہ علیّین ہو یا سجّین ہو۔

نوم العروس

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ کو ان کی قبور میں مردہ مت خیال کیجئے کیونکہ ان کے لیے قبر آرام کرنے کی جگہ ہے جیسا کہ نوم العروس ہے۔ یعنی

محشر تک ایک لحظہ ان کے لیے خواب کی مثل ہے۔ پس جس کا وجود بذکر اللہ خاک کے نیچے سوتا ہے۔ اس کی قبر کی زیب و زینت اور نقش و نگار کی کیا حاجت ہو۔ اور اگر اللہ کے دوستوں کو موت میں زندگی اور موت خواب کی طرح اور مجلس نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزہ نہ ہوتا۔ تو ہرگز وہ موت کو اختیار نہ کرتے۔ اسی لیے زندگی میں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ، کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

اَہلِ دُنیا کی قبر

اے طالبِ دنیا! اہلِ دنیا کی موت ایسی ہوتی ہے جس طرح کہ کتا مرجاتا ہے اور اگر انہیں کسی گڑھے میں ڈال دیتے ہیں۔ اور وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کے عذاب میں پھنسے رہتے ہیں۔ گو ان کی قبور پر نقش و نگار انہیں کچھ فائدہ نہیں دیتے بلکہ اس کی وجہ سے ان پر اور عذاب ہوتا ہے۔ اسی لیے شارع علیہ السلام نے قبور کے پختہ کرنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ اگر خام قبر کی فضیلت بتائی ہے کہ شاید اس کی قبر پر کوئی سبزہ پیدا ہو جائے۔ یا کسی اولیاء کا قدم اس پر پڑھ جائے۔ جس کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف ہو جائے۔ اور مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَھُوَ مِنْہُ ہے ؎

آں روز یاد کن کہ یارے تو کس نباشد
جز عمل او ایماں او دیگر بکس نباشد

قیامت کے دن کو یاد کر کہ اس دن تیرا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ ایمان اور عمل کے سوا تیرا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

باہو بکس نباشد یکبار گفتن اللہ
اللہ کہ بس ترا شد خطے بکش مع اللہ

باہو ایک بار اللہ کہنے سے اللہ کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بس اللہ کو تو نے پالیا ہے تو اللہ کو دل پر نقش کرے۔

حروفِ مولیٰ

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ لفظ مولیٰ چار حروف میں منقسم ہے:۔

پہلا حرف:۔ م ہے۔

دوسرا حرف:۔ و ہے۔

تیسرا حرف:۔ ل ہے۔

چوتھا حرف:۔ ی ہے۔

پس طالبِ مولیٰ وہ ہے جو ان چار چیزوں کو اختیار کرے۔

م حرف سے موت کو اختیار کرے۔ یعنی جس کسی نے اپنی زندگی میں موت کو اختیار کیا۔ اور موت کو کثرت سے یاد کیا وہ ہمیشہ کی زندگی پا گیا۔

و حرف سے واحد میں فنا فی اللہ ہو کر گوشہ خلوت اختیار کرنا ہے۔

ل حرف سے دنیا پر لعنت کرنا ہے۔

ی حرف سے یگانہ خدا ہونا ہے۔

پس اے طالب! جو شخص اس صفت سے موصوف ہے وہ طالب مولیٰ ہے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ مولیٰ کا راستہ اور فقرِ محمدی کا راستہ علم سے نہیں ملتا

کیونکہ علم ایک نقطہ ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ۔ علم ایک نقطہ ہے۔ اور اس کے حروف کے معنی ہم نے پہلے بیان کیے۔ یعنی جو حرف عین سے واقف نہ ہو اور مقام عینیت تک رسائی حاصل نہ کی وہ شخص نابینا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

جو یہاں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہی رہے گا۔ ؎

ہر کہ ایں جا ندید محروم است
در قیامت ز لذّتِ دیدار

جس نے اس دنیا میں نہ دیکھا وہ قیامت میں دیدار کی لذت سے محروم ہے۔

اور حرف ل سے اپنی خاطر کی نفی نہ کرنا اور دل سے لاالحتاج نہ ہونا۔ اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے واقف نہ ہونا۔ اور م سے خود کو دنیا مراد سے الگ نہ کرنا اور نفس کا مبتلا ہونا ہے۔

فقر کا قول ہے کہ جو شخص حضرت علم کے فرمان کی اطاعت نہ کرے۔ حرفِ عین سے عاق۔ حرف ل سے لادین یعنی کہ بے دین کہتے ہیں کہ جو رشوت کھانے والا اور سود کھانے والا ہو۔ جس کی وجہ سے دنیا میں ذلت اور عاقبت میں خواری ہو اور حرف م سے مردود فی النفس ہو ؎

علم از عین است عینش عین دان
سی ہزاراں علم از قرآں بخواں

علم عین سے ہے تو اس کی حقیقت کو ذات میں تلاش کر۔ تیس ہزار علم قرآن سے حاصل کر کے پڑھ لے۔

جس طرح سورہ علق سے اشارہ ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا نور نورِ حق سے پیدا ہوا۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سورۂ علق کے سب سے پہلے تعلیم دی گئی۔ اور فرمایا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ اور ازاں بعد حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح پر فتوح کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے کام و بے زبان کے تعلیم فرمایا۔ پھر غارِ حرا میں وحی کا نزول ہوا پس حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے علم و کلام اور اسرارِ معرفت سے خبردار فرمایا۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا سے ممتاز فرمایا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْكَ کی تعلیم فرمائی۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ جس دن حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کو اللہ ربّ العزۃ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ اقرأ کو تعلیم فرمایا۔ اس وقت آپ پر دس لاکھ ستر ہزار مقامات کو جو عرش کے اوپر تھے، آپ پر کھُل گئے اور مقام قابَ قوسین اور سدرۃ المنتہیٰ آپ کی نظر سے گزرا اور اللہ تبارک سے بے حجاب ملے۔ اور اب بھی اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیہ والثناء سے کوئی سورۂ کو پڑھے تو وہ اسم اللہ، ذکر اللہ اور معرفتِ اِلَّا اللّٰہ تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ مگر قاری کامل و مکمل ہو اور دائمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کا جلیس ہو۔ ما و شما کا یہ کام نہیں ہے کہ طوطا کی طرح پڑھا دے۔

پس اے طالب! معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام قرآن سورہ اقرا میں ہے. چونکہ تمام قرآن اقرأ میں ہے. جو شخص سورہ اقرار کے خلاف کرے وہ شیطان ہے. بایں وجہ کہ قرآن بسم اللہ کی ب سے شروع ہے اور والنّاس کی س پر ختم ہوتا ہے. پس یہ دونوں ملانے سے بس ہوتے ہیں. جس کے معنیٰ یہ ہوئے کہ قرآن دو جہان کے لیے بس ہے. باقی باللہ بس اور ماسوی اللہ ہوس ہے.

حکمتِ قرآنی

اے طالبِ صادق! قرآن کے سمندر کی گہرائی کی ابتدا ب سے ہے اس قرآن کی ابتدا کے دریا میں اسم اعظم موتی کی طرح ہے. پس جو عالم و فاضل صاحبِ تحصیل قرآن کے دریا میں غواص نہ ہو. اور اسمِ اعظم کا موتی قرآن کے دریا سے نہ پائے. اور قرآن کی انتہا سے معرفتِ الٰہی کے سر یعنی س سے صاحبِ اسرار اور عالم و فاضل نہ ہو اُسے عالم و فاضل کیسے کہہ سکتے ہیں ؎

از پیمبر باہو را تلقین شدہ
با ہدایت رازِ رحمت دیں شدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے باہو کو تلقین ہوتی ہے. ان کی ہدایت سے رحمت کا راز اس کا دین ہو گیا ہے.

شد اجازت باہو راز مصطفیٰ
خلق را تلقین بکن بہر خدا

باہو کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت ہے کہ خدا کے لیے مخلوق خدا کو دین کی تلقین کر.

چوں بہ بینم طالباں را زر طلب
طالبِ دنیا بود از اہلِ طلب

جب میں طالبوں کو سونا طلب کرتا ہُوا دیکھتا ہوں تو وہ طالبِ دنیا ہوتا ہے طالبِ حق نہیں ہوتا۔

ہر کہ طالب ہو بہ ہو باہو یار شد
رفت عجب و لائق دیدار شد

جو کوئی ہُو سے ہُو کا طالب ہے تو وہ باہو کا یار ہے۔ خود پسندی روانہ ہو گئی اور وہ زیارت کرنے کے لائق ہے۔

کم کسے طالب ز بہر راز ربّ
ذکر و فکر و غرق وحدت با ادب

رب کے راز تک طالب بہت کم پہنچ پاتے ہیں وہ اَدب کے ساتھ ذکر و فکر اور دریائے وحدت میں غرق رہتے ہیں۔

ہر کہ طالب ہُو ز باہو می رسید
ماسوی اللہ غیر را ہرگز ندید

جو کوئی ہُو کا طالب ہو وہ ہُو تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ اللہ کے سوا کسی کو کبھی نہیں دیکھتا ہے۔

ہر کہ طالب ہُو بہ ہُو بہ بیں
از تصوّر ہُو شود حق الیقین

جو کوئی ہُو کا طالب ہے وہ ہُو سے ہُو کو دیکھتا ہے۔ وہ ہُو کے تصوّر میں رہتا ہے اور مقام حق الیقین پا لیتا ہے۔

ہر کہ از باہو طلب اللہ کند
در مقام غرق فی اللہ جان دہد

جو کوئی باہو سے اللہ کے وصل کی خواہش کرتا ہے تو وہ فنا فی اللہ کے مقام و مرتبہ پر پہنچ کر جان دیتا ہے۔

فقر کی اِبتدا و انتہا

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ معرفت و فکر کی ابتداء، ذکر و فکر و مراقبہ و مکاشفہ و منزل و مقامات، کشف و کرامات اگرچہ تجلیات نور کے کے لیے خون جگر کا پینا بہت مشکل ہے۔ مگر معرفت پر ابتداء نہ کی۔ جیسا کہ قبض و بسط و سکر و صحو دائمی طور پر خون کھانا۔ عشق کی آگ میں جلنا۔ مولیٰ کی محبت کی آگ میں مبتلا ہونا۔ اس واسطے طلبِ دیدار کے مشتاق اور پریشان رہنا۔ اور شب و روز انتظار کرنا۔ وعدۂ عقبیٰ پر وصال کی موت کا اور ذات کی ملاقات کا اشتیاق حد سے زیادہ رکھنا۔ اور اپنی جان کو اس پر نثار کرنا۔ یہ سب معرفتِ الٰہی اور فقر کی ابتداء ہے۔ اور فقر کی انتہا یہ ہے کہ مشاہدۂ ربوبیت کا اللہ کے نور کے نور کے غرق سے ان کا سے کرے کہ ان سے ذوق شوق توحید کے غرق کا اور وصال فنا فی اللہ اور بقا باللہ کا ہوتا ہے۔

فقر را دریاب بایک دم بدم
ابتداؤ انتہا فقرش ختم

ہمہ وقت فقر کو حاصل کرنے کی کوشش کر کیونکہ ابتداء و انتہا فقر ہے اور فقر پر ختم ہے۔

غیب کیا ہے؟

اے عزیز! جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ غیب ہے۔ اور ایسے وجود آدمیت میں اس کی معرفت غیب ہے۔ اور ذکرِ خفی بھی وجود میں غیب ہے۔ اور نور اللہ کے انوار کی تجلیات سے بھی وجود میں غیب ہے۔ اور اللہ کی ہدایت بھی وجود میں غیب ہے۔ پس جس شخص کو مرشد کامل کی نظر سے اور اسم اللہ کی برکت سے یہ غیب باطن کے وجود میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو سمجھنا چاہیئے اور جو اس پر اعتبار نہ کرے وہ کافر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لَا رَیْبَ فِیْہِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ

اس میں کوئی شک نہیں اہلِ تقویٰ کے لیے ہدایت ہے جو غیب پہ ایمان لاتے ہیں۔

ہاں اہلِ تقویٰ کے لیے ازل کے دن سے ہی ہدایت ہے نہ کہ علم پڑھنے اور فضیلت کے حاصل کرنے سے معرفت کا فضل اللہ، فضل انبیاء و اولیاء سے عقیدت کا نتیجہ اللہ ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ٥

علم با عمل است بشنو ہوشمند
نیست بر تو کتب خواندن فرض چند

اے ہوشمند سن علم عمل کے ساتھ ہے۔ تجھ پہ کتابیں پڑھنا بالکل فرض نہیں ہیں۔

زاں علم عالم شوی صاحب شعور
علم یک حرف است روشن ہم چو نور

عقلمند اس علم کو پڑھ کر حاضر ہوتا ہے۔ علم ایک حرف ہے اور وہ نور کی مثل روشن ہے۔

نظرِ مولیٰ می برد با مصطفےٰ
واقف اسرار گردد از اِلٰہ

مولیٰ کی نظر کرم سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی پاتا ہے اور اللہ کی طرف سے اسرار کا واقف کار ہو جاتا ہے۔

ختم گرد علم و حلم ہر مقام
ایں چنیں تحصیل عارف شد تمام

جس مقام پر علم و حلم ختم ہو جاتے ہیں ان مقامات کو حاصل کر کے عارف کامل ہوتا ہے۔

رفت عمرش در مطالعہ با رقم
معرفت حاصل نشد افسوس ہم

لکھی ہوئی کتابوں کے مطالعہ میں تیری تمام عمر گزر گئی۔ افسوس اس پر ہے کہ معرفت رب حاصل نہیں ہوتی۔

اے طالب حق! جس علم میں معرفتِ خداوندی نہیں وہ علم شیطانی ہے۔ اور جو کہ مولیٰ کی طلب نہ کرے وہ حیوان ہے۔ ان اوقات پر لعنت ہے کہ بغیر اسم ذات اللہ کی مشغولی کے غفلت میں بسر ہوں۔

در تفکر طیر و سیر و ہر مقام
ہر کہ اند در تفکر مرد خام

فکر میں اُڑنا اور سیر کرنا تمام مقاموں کا جو کوئی صرف تفکر میں ہے
وہ ناقص آدمی ہے۔

تفکّر کی تشریح

تفکّر کی انتہا پہنچنا ہے۔ نہایت دشوار مراحل سے تفکر کے راستہ میں مرشد کامل اور فقیر دستگیر کامل چاہیئے نیز تفکّر کی تشریح یہ ہے کہ جب مرشد نے طالب کو اللہ کے نام کے ساتھ اور ذکر کے ساتھ تفکّر بخشا۔ اور صاحبِ تصور و تفکّر آپ سے بے خود ہوُا۔ اور مراقبہ میں کہ جو خواب کی طرح ہے دونوں جہان کی زینت یعنی دنیا و عقبیٰ کی صاحب تفکّر کے آگے لائی گئی ہے۔ اور صاحبِ تفکّر اللہ کا اشغال اور اسم اللہ کا اور اسم اللہ کا دونوں جہاں سے بہتر جانتا ہے۔ اور اس کے مقابلے میں دونوں جہان کو بہت چھوٹا سمجھتا ہے۔ تو نور غیر مخلوق آدمی مخلوق ایسا اپنی جانب کھینچتا ہے کہ غیر کی جانب ماسوی اللہ جانے نہیں دیتا۔ اس کا اقتیار حق الحق کے ساتھ آمنا و صدقنا پکارتا ہے۔ اور جو شخص وحدتِ خداوندی کا منکر ہو وہ اہلِ شرک ہے۔ اور نتیجہ انبیاء و اولیاء کا ہے۔ اور تفکّر صورت کا سردار ہے جس کہ آدمی کے وجود میں ایمان ہے۔ نور اللہ سے اور اولیائے کرام کی موت کے بعد وہ صورت جسم سے نکلتی ہے۔ بلکہ اپنے جنازہ کو اہلِ جنازہ کے ساتھ بلاتی ہے۔ اور ماسویٰ اہل معرفت باللہ اور اولیاء اللہ کے کوئی نہیں جانتا ہے۔ اور ایمان کی صورت جس کسی کی رُوح

پاک کے ساتھ ہے۔ اس کو اہلِ حساب سے کیا ڈر ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔

خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

اور صورتِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم سر تفکر دائمی طور پر معراج میں حضور میں صورت شجرہ النور مغفور کی کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ مشہور تھی۔ اے سچے طالب اغیب پر غیب مت لے جا کہ یہ راہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے جو اس میں شک کرے وہ دائرہ کفر میں ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اور جو کوئی ایمان اور صورت نور اللہ پر ایمان اعتبار کے ساتھ نہ رکھے۔ شاید کہ اپنا ایمان برباد کر دیتا ہے۔ منافق اور بے ایمان ہے۔

مراتبِ تفکر

جاننا چاہیئے کہ جب صاحبِ تفکر منتہی غرق فی اللہ دائمی سلامتی کے ساتھ ہے۔ اس صاحبِ تفکر کی برکت سے دونوں عالم سلامت رہتے ہیں۔ اس لیے کہ ایک دن حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا نے ایک ہاتھ سے پانی کا پیالہ اور ایک ہاتھ سے آگ لی تھی۔ لوگوں نے کہا اے رابعہ! یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آگ سے بہشت جلا دوں گی اور پانی سے دوزخ بجھا دوں گی۔ اس لیے کہ یہ دونوں لوگوں کو اپنی اپنی جانب لے جاتے ہیں۔ اور مولیٰ کا طالب کوئی نہیں ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔
تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔
ایک ساعت کی فکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

تفکّر کی اقسام

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ تفکر تین اقسام میں منقسم ہے :۔
پہلی قسم :۔ تفکّر مبتدی ہے۔
دوسری قسم :۔ تفکّر متوسّط ہے۔
تیسری قسم :۔ تفکّر منتہیٰ ہے۔

تفکّر مبتدی :۔ پس تفکّر مبتدی کا ایک سال کی عبادت ہے۔ کہ اس ذکر فکر کی ابتدا سے صاحب تفکّر کو مطلق موت کا خوف پیدا ہوتا ہے کہ مرگ کے مطالعہ سے کسی وقت خالی نہیں رہتا۔ اور دنیا کی زندگی سے اُمیّد قطع کر دیتا ہے۔ اور خود کو ہر ساعت اور ہر دم اور ہر شب دن مسافر جانتا ہے ؎

خاصہ خلوت خانہ باشد قبور
از جدائی خلق با خالق حضور

خواص کے لیے خلوت کا گھر قبر ہوتی ہے کہ وہ مخلوق سے دُور اور خالق کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔

عارفاں را قبر از حق شد خبر
شد وجودی ذکر عارف سر بسر

قبر کی خبر عارفوں کو اللہ کی طرف سے ملتی ہے۔ عارف کا وجود مکمل ذکر ہوجاتا ہے۔

اور حضرت عزرائیل علیہ السّلام جسے ملک الموت کہا جاتا ہے اس بات کی خبر نہیں رکھتے کہ اللہ کے دوستوں کو موت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حیاتی اور دائمی طور پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کے ساتھ اس کے نور میں مستغرق رہتے ہیں۔ پس جس شخص کو زندگی اللہ کے اسمِ پاک سے تجلّیات کے ساتھ حاصل ہے۔ اور ذاتِ خداوندی میں فنا ہے۔ وہ شب و روز ڈرتا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ جو زیادہ عارف ہے وہی زیادہ عاجز ہے۔ اسی لیے کہ کبھی خوف اور کبھی غیرے اُمید غیرتِ دوام کے ساتھ ساتھ حیرت، اور یہ حیرت ان کے حق کی حضوری سے ہے۔

حیرت اندر حیرت است حیرت چہ چیز
حیرت برحق برد اے جانِ عزیز

حیرت کیا چیز ہے یہ حیرت در حیرت ہے۔ اے پیارے دوست حیرت حق کے ساتھ واصل کر دیتی ہے۔

تفکر متوسط کا فکر جو ذکرِ سلطانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور

تفکر متوسط:- اس کو سیرِ سِرّ مشاہدہ نورِ الٰہی مطلق رحمانی کہا جاتا ہے۔ اور اور فکر سات سلطنت سلطانی ایک وجود ہوتا ہے۔ بعد ازاں ذکرِ سلطانی منہ دکھاتا ہے۔ چنانچہ سلطان العارفین، سلطان الواصلین، سلطان الصّابرین، سلطان العاشقین، سلطان الذاکرین کی کیا علامت ہے کہ ذکرِ سلطانی مطلق عین العنانی ہے۔ بلکہ قدرت اور سِرّ سبحانی ہے کہ

سلطان الذاکرین خطراتِ شیطانی اور نفسانی وہموں سے فارغ ہے ۔ یہ ذکر رُوح سے تعلّق رکھتا ہے ۔ اور صاحب ذکر رُوح کو سختی اور رنج و مصیبت ایسی خوش معلوم ہوتی ہے اور خوش وقت ہوتی ہے جس طرح کہ بچوں کو شرینی اور حلوہ کھانا۔ اس کو دل قوی کہتے ہیں ۔

اقسامِ دِل

یاد رہے کہ دل بھی تین اقسام میں منقسم ہے ؛۔

پہلی قسم :۔ دل محبان پہاڑ کی طرح ہے نہ ہلتا ہے نہ کانپتا ہے ۔

دوسری قسم :۔ دل صدیقاں درخت کی طرح ہے کہ اس کی جڑ مضبوط ہے اور شوق کی زمین سے الگ نہیں ہوتی ۔

تیسری قسم :۔ دلِ عاشقاں درخت کے پتّوں کی طرح ہے کہ عاشق کی گرمی اور حرارت کی بادِ خزاں جب چلتی ہے کبھی برہنہ کبھی ڈھکا ہوا ۔

چنانچہ یار کے ساتھ بہار کا کیا کام ۔ دل جاگتا ہے ذکر اشغال اللہ کے ساتھ اور دل مردہ کفر میں زنار دار ۔ ایسے دل سے ہزار بار توبہ و استغفار پڑھنا چاہیئے کہ صاحبِ معرفت کے لیے ضروری ہے کہ معرفت کی چشم دوسری ہو ۔ اس کی آنکھ کی بینائی سر کے دیدہ کی نظر سے جُدا ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ اسرار رکھتی ہے ۔ اگرچہ معرفت کی آنکھ دوسری ہے ۔ لیکن بواسطہ عام لوگوں کی دلداری ہے کیونکہ اہل معرفت جو کچھ دیکھتے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کے نُور سے دیکھتے ہیں ۔ نہ مخلوقات سے مگر اس کے حسن سے ۔ اے صاحب علم معرفتِ الٰہی طلب کر کہ کُن

تجھے مقامِ کُن پر لے جائے اور یہ پیشہ اور فکر اندیشہ ذکرِ سلطانی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور ذکرِ سلطانی یہ ہے کہ تمام وجود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے ساتھ سیراب کرے۔ گمراہی اور گناہ کو وجود میں راہ نہ دے۔

ذکرِ سلطانی مندرجہ ذیل چار اذکار کا مجموعہ ہے:۔

پہلا ذکر ذکرِ زباں ہے۔

دوسرا ذکر ذکرِ قلبی ہے۔

تیسرا ذکر ذکرِ رُوح ہے۔

چوتھا ذکر ذکرِ سرّ ہے۔

ذکرِ سلطانی کے تفکرّ میں ایک ساعت کی عبادت ستّر سال سے بہتر ہے۔ اگرچہ اس تفکرّ میں کبھی غیرت کے ساتھ اور کبھی جذب جلالی اور کبھی وجد جمالی کے ساتھ رہتا ہے۔

اے صاحبِ مشاہدہ ان احوال میں باخبر رہو۔ کہ اس مقام میں شرک وکفر اور اَنا ذکر کے غلبات سے اور سکر بہت ہے۔ اور بعض اَنا سے شیطان کی طرح راندۂ درگاہ ہوگئے ہیں اور اثباتِ قدم کی راہ کے لازم یہ ہیں کہ اسم اللہ پر ہمیشہ نظر اور حق الیقین پر ہے۔

تیسر انتہٰی کی فکر۔ اور وہ یہ ہے کہ فقیر جہان کے فکر سے یعنی فکر اَزل اور فکر اَبد اور فکر عقبیٰ سے خالی ہوجائے۔ اور جو فقیر چہار ذکر جیسا کہ ذکر زبانی عادت اور ذکر دل بہ ارادت اور ذکرِ رُوح عبادت اور ذکرِ سرّ سعادت۔

دم بھی چار قسم کے ہیں:۔

پہلا دم دمِ ناسوت ہے۔

قلم کے نزدیک اور قلم ایک قطرہ ہے کرسی کے نزدیک اور کرسی ایک قطرہ ہے عرش کے نزدیک اور عرش اعظم کے بے شمار کنگرے ہیں اور ہر کنگرہ پر ذکر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور ہر کنگرہ پر ایک قندیل لٹکی ہوئی ہے۔ اور ہر قندیل میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے چودہ طبق ہیں۔ زمین و آسمان کے ساتھ طبقاً عن طبق میں اٹھارہ ہزار عالم اور سب کوئی زبان سے بولتے ہیں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عرش اعظم اور قنادیل دل کے نزدیک قطرہ ہیں اسپند کے دانہ کے برابر ہے۔

اے عزیز! سن لیجیے جو شخص کہ مسلمان اور عارف باللہ کے دل کو ستاتا ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم بلکہ کل مخلوقات عرش و کرسی سب جنبش میں آتے ہیں اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ حاملانِ عرش و کرسی اس طرح کیوں ہلتے ہیں۔ ان کے حامل عرض کرتے ہیں کہ مومن کا دل جلالیت میں جنبش کرتا ہے اس کو کسی نے ستایا ہے اس سبب سے جنبش ہے۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ کا قہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

توحید کا انکشاف

کہتے ہیں کہ کسی ایک بزرگ نے حاضرین مجلس سے سوال کیا کہ توحید کیا ہے؟ اہلِ مجلس سے ایک عورت نے جواب دیا اَلتَّوْحِیْدُ ھُوَ الْوَاحِدُ۔ توحید ایک ہے بزرگ نے کہا جواب بہت خوب دیا۔ اے عورت تو کیا کام کرتی ہے جواباً کہا کھیتی باڑی کا کام کرتی ہوں۔ بزرگ نے کہا کھیتی باڑی مردوں کا کام ہے اور میں تمہیں اس کام میں نہیں دیکھنا چاہتا۔ پس تو کس طرح کھیتی باڑی کرتی ہے۔ عورت نے

کہا کہ میں نے اپنے نفس کو بیل بنایا ہے اور حکمِ الٰہی سے جفت رانی کرتی ہوں۔ اور اپنے سینہ کو زمین بنایا ہے اور عبادت و معرفت کا بیج بوتی ہوں۔ اور اپنے تمام کھیت کی تمام رات جاگ کر نگرانی کرتی ہوں اور گریہ وزاری سے پانی دیتی ہوں۔ جب بزرگ نے یہ باتیں سنیں تو کہا اے عورت باغ میں بوستان سے بھی الفت ہے۔

عورت نے کہا۔ ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

خَلَقَ اللّٰهُ عَشَرَ بَسَاتِيْنَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ

اللہ تعالیٰ نے دس باغ مومنین کے قلوب میں پیدا کیے ہیں۔

پہلا باغ :۔ توحید ہے۔

دوسرا باغ :۔ علم ہے۔

تیسرا باغ :۔ حلم ہے۔

چوتھا باغ :۔ تواضع ہے۔

پانچواں باغ :۔ سخاوت ہے۔

چھٹا باغ :۔ توکّل ہے۔

ساتواں باغ :۔ قسمت ہے۔

آٹھواں باغ :۔ سنّت ہے۔

نواں باغ :۔ خوف ہے۔

دسواں باغ :۔ رجا یا رضا ہے۔

پھر باغ کی حفاظت کی شرط یہ ہے کہ جب صبح ہو اپنے باغ میں باغباں کو تلاش کرے اور جو خار و خس ہو اُسے جھاڑے اور باہر ڈالے اور سوائے نہالِ اصلی اور

شوق اصلی کے کچھ نہ چھوڑے۔ جس طرح کہ جو مومن توحید کے باغ میں آتا ہے کفر و شرک کا خار باہر کرتا ہے۔ اور جب علم کے باغ میں آتا ہے سرکشی و بے ادبی کا خار نکال دیتا ہے۔ اور جب تواضع کے باغ میں آتا ہے تو نخوت و غرور کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب سخاوت کے باغ میں آتا ہے تو حرص و بخل کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب توکل کے باغ میں آتا ہے تو لالچ و حسد کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب تسلیم کے باغ میں آتا ہے تو خصومت و نفاق کا خار دُور کرتا ہے۔ اور جب سنّت کے باغ میں آتا ہے تو بدعت و ریا کے باغ گرا دیتا ہے۔ اور پھر خوف کے باغ میں آکر نخوت و غرور اور بے ہیبتی کے خار کو دُور کرتا ہے۔ اور جب رجا کے باغ میں آتا ہے تو غیبت اور رشوت کے خار دُور کرتا ہے۔ جب اس عورت نے ان دس باغات کو بیان کیا تو بزرگ نے آہ ماری۔ عورت نے کہا اے شیخ! تو بیمار ہو گیا یا کوئی درد تمھیں پہنچا ہے کہ آہ کرتا ہے۔ شیخ نے کہا کہ حقیقت ہے کہ میرے کام میں بہتر مرض ہے، میرے کام میں غور کر۔ عورت نے کہا اے بزرگ تقویٰ کی ہرڑ لا۔ اور اپنے دونوں لب مضبوطی سے بند کر۔ اور آنسوؤں کا پانی ندامت کے اخلاص کے ساتھ اس میں ڈال کہ بے عملی اور نافرمانی کیوں کی۔ اور پیٹ کی دیگ میں بھر کر اور اس کے نیچے عشق کی آگ جلا۔ اور ہر صبح و شام اس دوا سے غریبی کا زہر کھا تا کہ کامل صحت حاصل ہو اور دنیا کی مشقت سے نجات حاصل ہو۔ یہ نسخہ مجرب اور آزمایا ہوا ہے۔

حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ وجود انسانی اللہ تعالیٰ کی کان ہے اور اس کان میں پتھر ہے۔ دل کے پتھر

میں لعل ہے۔ بے بہا کہ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدرت کا خزانہ کہتے ہیں۔ جس طرح کہ سورج کی نظر دائمی طور پر پہاڑ پر پڑتی ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر اہل معرفت کے دل پر پڑتی ہے یا یہ کہ آدمی کا وجود ظلمات کی طرح ہے اور ظلمات میں آبِ حیات اور آبِ حیات کا طالب سکندر چاہیئے اور مرشد حضرت خضر علیہ السلام کی طرح اور نفس مادہ اسپ کی طرح ہے۔ جبکہ حضرت خضر سکندر کو ظلمات میں لے گیا اور حضرت خضر علیہ السلام نے کہا اے عزیزو! آبِ حیات کسی نے پیا نہیں ہے لیکن مصلحت یہ ہے کہ آبِ حیات کے گرد جو پتھر پڑے ہیں وہ اُٹھالو۔ پس جن اصحاب نے حضرت خضر علیہ السلام کا فرمان مانا اور پتھر اُٹھا لائے اور ظلمات سے باہر آئے۔ پس حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ان پتھروں کو توڑ دو۔ جب اُنھوں نے پتھر توڑے تو ان میں سے بہت سے لعل نکلے اور جو لائے تھے انھیں بھی افسوس ہوا کہ بہت سے کیوں نہ اُٹھائے اور جو ان پتھروں کو نہ لائے تھے اُنھوں نے اپنے سر پر مٹی ڈالی۔ پس دنیا کی طرح یہی ظلمات ہے۔ اور فقر پتھر کے لعل کی طرح بھرا ہوا ہے اور اس کی حقیقت کا علم قیامت کے دن ہوگا اور دل اور دل کے ذکر کی وہاں استعانت کرے گی۔ اگر اس مرتبہ پر پہنچے نفس سے خبردار رہے۔ اگر گناہ سے اگر تھوڑا ہی ہو ڈبو دیتا ہے۔ نفس اور چیونٹی کو پیشاب کا بھی سیلاب ایک بہت بڑا دریا ہے اور کمینہ و رذیل کے لیے دنیا کے اسباب عقبیٰ سے زیادہ اچھے ہیں جس طرح کہ چوہے کے لیے گوبر کی بو عنبر کی خوشبو سے بہتر ہے۔

نگاہِ باری تعالیٰ

معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہُ الکریم کی نظر عرش، کرسی، لوح

قلم، صورت انسانی، علم زبانی، ظاہری عبادت، اعمال، جن اور فرشتوں پر نہیں ہے بلکہ انسانِ کامل کے دل پر ہے۔ اور انسان کامل انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمٰن ہیں کہ اُن کا قلب اللہ کے شغل میں مشغول رہتا ہے اسی لیے قلب وسیع ہے تمام مخلوق سے عظمت، کرامت اور معرفتِ خداوندی کی وجہ سے۔ اور تفکرِ دل کا اور صاحبِ دل کا اور قلب کے مراتب تک رسائی بہت مشکل ہے۔

ہیچ نقشے نیست کز آئینہ دل پنہاں کہ ہست
دل چو روشن گشت کتب و دفتر در سینہ است

کوئی ایسا چھپا ہُوا نقش نہیں ہے جو دل کے آئینہ سے پوشیدہ رہ سکے۔ جب دل روشن ہو گیا تو تمام کتابیں اور دفتر اس کے سینہ میں ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْقَلْبُ عَرْشُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ

دل اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا عرش ہے۔

اور کرم اور رحمت قلب ازلی ہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کا خزینہ ہے۔

اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ اجل مجدہ الکریم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

خَزَائِنِیْ اَعْظَمُ مِنَ الْعَرْشِ وَاَوْسَعُ مِنَ الْکُرْسِیِّ وَاَلْطَفُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَاَزْیَنُ مِنَ الْمَلَکُوْتِ وَاَرْضُہَا الْمَعْرِفَۃُ وَسَمَاءُہَا الْاِیْمَانُ وَشَمْسُہَا الشَّوْقُ وَقَمَرُہَا الْمَحَبَّۃُ وَنُجُوْمُہَا الْخَوَاطِرُ وَسَحَابُہَا الْعَقْلُ وَمَطَرُہَا الرَّحْمَۃُ وَاَشْجَارُہَا الطَّاعَۃُ وَ

اَنْہَارُھَا الْاِخْلَاصُ وَ اَجْدَارُھَا الْیَقِیْنُ وَ مَکَانُھَا الْھِمَّۃُ وَلَھَا اَرْبَعَۃُ اَرْکَانِ التَّوَکُّلُ وَالتَّفَکُّرُ وَالْاُنْسُ وَ الذِّکْرُ وَبِھَا اَرْبَعَۃُ اَبْوَابٍ اَلْعِلْمُ وَالْحِلْمُ وَ الصَّبْرُ وَالرِّضَا فِی الْقَلْبِ۔

میرا خزانہ عرش سے عظیم اور کرسی سے زیادہ وسیع ہے اور بہشت سے بہت پاکیزہ اور ملکوت سے بڑھ کر زینت والا ہے۔ اس کی زمین معرفت ہے اور اس کا آسمان ایمان ہے اور اس کا سورج شوق ہے اور اس کا چاند محبت ہے اور اس کے ستارے خطرات اور اس کا بادل عقل اور اس کا مینہ رحمت اور اس کے درخت بندگی اور اس کی نہریں اخلاص اور اس کی دیواریں یقین اور اس کا مکان ہمت اور اس کے چار ارکان ہیں توکل اور تفکر اور اُنس اور ذکر اور اس کے چار دروازے علم اور حلم اور صبر اور رضا قلب میں ہیں۔

پس عرش کی عزت یہ ہے کہ اس کو عرش رحیم و کریم کہا جاتا ہے بہت بڑی ہے اور وہ عرش بھی دل ہے کہ اس کی تعریف بیان سے باہر ہے ؎

حدیث دل اگر گویم بصد دفتر نمی گنجد
کمالِ وصفِ دل ہرگز بہ بحر و بر نمی گنجد

اگر میں دل کی حقیقت بیان کروں تو سو دفتروں میں تحریر نہیں ہو سکتی۔ دل کے اوصاف اور کمال تری اور خشکی میں نہیں سما سکتے۔

بیا اے طالب از اسرارِ خدا اغافل است
دل نباید گفت کہ [illegible] است

اے طالب آتو اللہ کے اسرار سے غافل ہے جن کو ایک مشتِ خاک سے نہیں جاننا چاہیئے۔

دل کہ از اسرارِ خدا غافل است
دل نباید گفت کہ مشتے گل است

جو دل اللہ کے اسرار سے بے خبر غافل ہے اُس کو دل نہیں کہنا چاہیئے وہ ایک مشت مٹی ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مرشد کامل سے پہلے دن لوحِ طفل خوانی کی دل کی سیر ہے اور توحید کی راہ کا آغاز دل سے چاہ کے صاحبِ دل ہرگز صاحب نہیں ہوتا اور قلب بہت سی اقسام میں منقسم ہے جیسے کہ قاری کا دل اور قلب سر الاسرار خداوندی کہ صاحبِ قلب کو دائمی مطالعہ قلب اور قلب مطلق محرمیّتِ معرفت اور احدیّت صمدیّت جادۂ حق کے اور انتہائے قلب کو کوئی نہ پہنچا ہوگا ماسوا حضور نبئ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے اور کوئی دوسرا نہ ہو۔ عطا و کرم حضور نبئ کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے ہے۔

اقسامِ قلب

حضور نبئ کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَنْوَاعٍ

دل کی تین قسمیں ہیں۔

قلب کی پہلی قسم :۔ قلبِ سلیم ہے۔
قلب کی دوسری قسم :۔ قلب منیب ہے۔
قلب کی تیسری قسم :۔ قلبِ شہید ہے۔

قلبِ سلیم کیا ہے؟ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِیْمُ ھُوَ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْهِ سِوَی اللّٰہِ لیکن قلبِ سلیم وہ ہے کہ اس میں ماسوا اللہ دوسرا نہیں ہے۔

قلب منیب کیا ہے؟ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ ھُوَ الَّذِیْ فِیْهِ مَعْرِفَةِ اللّٰہِ۔ اور لیکن قلبِ منیب وہ ہے کہ جس میں معرفتِ خداوندی ہو۔

قلبِ شہید کیا ہے؟ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّھِیْدُ ھُوَ الَّذِیْ یَکُوْنُ فِیْ طَاعَةِ اللّٰہِ اور لیکن قلبِ شہید وہ ہے کہ دائمی طور پر اطاعتِ الٰہی میں ہو۔ جس طرح کہ اسرار العارفین میں ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قلب صفائی، صدق اور دوستی کی کان ہے اور نور الٰہی سے بھرپور ہے کہ اس میں کذب و نفاق و سیاہی فریب کی نہ سمائے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

کُنْ ثَابِتًا وَّ مَعْدِنِ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَکُنْ مِنْ مَعْرِفَةِ الْکَاذِبِیْنَ

ثابت اور کان اخلاق کا رہ اور فرقۂ کذاب سے مت ہو۔

اور جو دل کہ ذکر الٰہی سے اور نام الٰہی سے ہو۔ ایسے خصائل کبر، کذب، نفاق،

اور طلبِ دنیا اس سے مطلق مرجائیں گی۔ ؎

ذکر و فکرش در دلم پر نور شد
رفت ذکرش معرفت مذکور شد

اُس کے ذکر و فکر سے میرا دل نورانی ہو گیا۔ اس کا ذکر گزر گیا مذکور کی معرفت حاصل ہو گئی۔

ایں مقام عین را زاں راز بیں
عیں را زاں عین ہست حق الیقیں

اس خاص مقام کو رازوں میں سے ایک راز جان۔ تیری ذات اس کی ذات سے وابستہ ہے یہ یقیناً حق ہے۔

باھُوا چوں شد یقین عین الوجود
روزِ ازلش کردہ ام باحق سجود

باھو جب عین الوجود کا یقین ہو گیا تو یومِ ازل میں میں نے اللہ کو سجدہ کیا ہے۔

مست فقراء نے اَلَسْت کے روز سے اس کی سماعت سے قَالُوْا بَلٰی قبول کیا۔ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ اب تک جیسے کہ تھے ویسے ہی ہیں۔ دنیا کا منہ تک نہیں دیکھا ہے۔ ؎

ہر کہ دارد ملک خود نامِ خدا
نامِ اللہ می برد مصطفیٰ!

جو کوئی اپنی ملک میں صرف اللہ کا ہی نام رکھتا ہے تو اللہ کا نام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

ہر کہ دارد ملک خود دنیا تمام
قدم دنیا می برد دوزخ مقام

جو مکمل دنیا کو اپنی ملکیت میں رکھتا ہے تو یہ دنیا اس کے قدم کو دوزخ کے اندر لے جاتی ہے۔

پس جو شخص کہ بوقت نزع اور بروز محشر کا حساب اور میدانِ محشر پل صراط اور ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ ملاپ کو یاد رکھتا ہے وہ جو چیز کہ اس کی ملکیت میں ہوں۔ مال اسباب مکان وغیرہ سب کا سب فی سبیل اللہ خرچ کر دیتا ہے اور دم نہیں مارتا

از نام باہو دنیا بگریزد دوام
زانکہ باہو غرق باہو ہر مدام

باہو کے نام سے دنیا ہمیشہ بھاگتی ہے اس لیے کہ باہو ہمیشہ باہو میں فنا رہتا ہے۔

سو بار اس کی والدہ پر آفرین جس نے آپ کا نام باہو رکھا۔ اور باہو کی والدہ محترمہ کا نام نامی اسم گرامی بی بی راستی ہے۔ اور ہُو سے نکاح ہُوا ہے۔ ے

رحمت و غفران بود بر راستی
راستی از راستی از آراستی

رحمت اور مغفرت سچائی پر منحصر ہے۔ سچائی سچائی سے زینت حاصل کرتی ہے۔

باہو راشد دست بیعت از ازل
گشت فارغ ترک دادہ از خلل

باہو نے یوم ازل میں بیعت کی ہے وہ فارغ ہوگیا ہے اور نقصان اس سے دُور ہے۔

نہ قبائے حق بہ درویش و فقیر
می شناسد چشم زاں روشن ضمیر

درویش اور فقیر کے لیے جبہ و دستار یا چولہ کا ہونا ضروری نہیں روشن دل والا ان کو ان کی آنکھوں سے شناخت کرتا ہے۔

دل ز دل سختش بود باہم سخن
عارفاں را زیں سخن شد انجمن

عام آدمیوں کا دل بحث و مباحثہ سے سخت ہوجاتا ہے۔ عارفوں کی گفتگو سے محفل جم جاتی ہے۔

صاحبِ دل کے مراتب یہ ہیں ؎

دل چو جنید می جنباند عرش را
عرش را دل فرش سازد زیرِ پاد

حضرت جنید بغدادی جیسا دل عرش کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ اولیاء کا دل عرش کو مسند کی طرح پاؤں کے نیچے کر دیتا ہے۔

تو نمی دانی کہ صاحب دل عظیم
عرش را عزّت بود از دل سلیم

تو نہیں جانتا اہلِ دل زندہ دل والا کتنی عظمت رکھتا ہے۔ سلامتی والے دل سے عرش کو عزّت حاصل ہوتی ہے۔

قلب سلیم کی اہمیت

جب قلبِ سلیم اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے زبان کھولتا ہے تو آواز بلند سے حاملانِ عرش قلب ذکرِ الٰہی سے کہتے ہیں۔ حاملانِ عرش فرش کے ساتھ حرکت و جنبش میں آتے ہیں اور ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے حاملانِ عرش قلبِ سلیم کی حرکت سے اور ذکر قلب سلیم کا اور ذکر قلب کا۔ اور قلب کی صفائی اور قلب کی کشادگی اور قلب کا کشف اور روشنی میری نگاہِ رحمت سے ہے۔ اور دل کے ہر بار کے جنبش میں اللہ کے نام کے ساتھ ثواب ستر ہزار ختم قرآن کا ہے۔ قلب با حضور وسوسہ اور خطراتِ شیطانی سے خاص ہے۔ اور قلب اللہ کا عرش روشن دونوں کی عظمت کا رونما ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دنیا مردار بدبودار کے طالب کتے ہیں۔ صاحب دل اللہ کا فرش وہ ہے کہ لائق دیدار دوام کے اللہ کے نور کے مشاہدہ کے ساتھ ہو۔ اور وہ دل ہر دم مشاہدہ نما ہے۔ نہ وہ دل کہ جس میں حُبِ دُنیا ہے اور سراسر خواہشات ہے۔

یاد رہے کہ قلبی ذاکر ہونا آسان کام نہیں ہے بلکہ ذکر قلب میں اللہ تعالیٰ کے نُور کا مشاہدہ اسرار کا سِر اور ایک بڑا اشتہار ہے کہ دونوں عالم زُبر دہیں اور عارف باللہ کا دل اللہ کے نُور کے ساتھ عرشِ اعظم ہے اور توحیدِ باری تعالیٰ کے ساتھ اور حضور پُرنُور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس کے ساتھ اور انبیائے کرام اولیائے عظام کے ساتھ شامل ہے اور یکتا ہے۔

چنانچہ ایک حرف ب حرف س حرف اور حرف م کے ساتھ بسم اللہ الرحیم ہے۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ قلب کا ذکر بیگانوں کو نہیں دیتا ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ صاحبِ دل دلوں پر تصرف رکھتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اگر تمام جہان کو شفقت کی نظر کرے ہر جاہل کو اپنی نظر میں عالم باعمل اپنے اثر کے فیض سے بنا دے۔ اور اگر صاحبِ تصرف دل کی نظر جہان کے علماء پر کرے تو ایک نظر میں ان کے دل سے علم رسمی اور علم کسبی اُٹھا لے کہ مطلقاً ایک حرف نہ پڑھ سکیں۔ اور یہ بھی ادنیٰ مراتب ہیں بلکہ حجاب الٰہی ہے۔

حجاب دو اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ حجابِ ظاہری　　　۲۔ حجابِ باطنی

۱۔ حجابِ ظاہری:۔ حجابِ ظاہری ابتدائے علم کے پڑھنے سے اور انتہائے علم سے نکلنے دعے سے دُور ہوتا ہے۔

۲۔ حجابِ باطنی:۔ حجابِ باطنی ابتدائے ذکر کے پڑھنے کی اور انتہا نکلنے کے ذکر سے۔ پس علم اور ذکر سے آدمی عارف باللہ ہو جاتا ہے۔

حقیقتِ عارف

اے طالب صادق! عارف چار حروف میں منقسم ہے:۔

ع　　الف　　ر　　ف

حرف ع کی حقیقت:۔ حرف ع عبادتِ عین ہے اور عبادت عین وہ ہے کہ اس کا ع وحدانیّت میں غرق ہو۔ اور اس تجلّی سے عین اللہ کا نور پائے۔ جس نے عین کو پا لیا اُس نے پروردگار کو پہچان لیا۔ عین عارف باللہ ہو گیا۔

حرف الف کی حقیقت:۔ حرف ا سے دوسرے سے ماسوی اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبّت نہ کرے۔

حرف ر کی حقیقت:۔ حرف ر سے راز میں حق الیقین ہو۔ یعنی کما حقّہٗ یقین ہو۔

حرف ف کی حقیقت:۔ حرف ف سے ظاہری عبادت فوت نہ ہو۔ فرض و واجب و سنّت و مستحب جو اس صفت سے موصوف ہو، عارف رب کا ہو ورنہ کتّے بے ادب کی طرح ہے۔

پس عارف ہونا بہت مشکل ہے بلکہ معرفت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے بہت بڑے راز ہیں۔

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ جب قلندر زندگی کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نور کے مشاہدہ سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ذکر سے بیدار نہ ہو۔ ازل سے ابد تک ہرگز خواب و غفلت میں نہ پڑے اور صلب نہ ہو اور ہرگز موت نہ آئے ؎

عارفاں را خواب از بیدار بہ
خواب ایشاں جنّت دیدار بہ

عارفوں کی نیند دوسروں کی شب بیداری سے بہتر ہے اور ان کا خواب جنّت کے دیدار سے بہتر ہے۔

زندہ جان مردہ تن را نیست خواب
خواب نتواں گفت مطلق بے حجاب

جس نے اپنے نفس و جسم کو مار کر روح کو زندہ کر لیا اور اس کو خواب نہیں کہتے وہ تو مطلق بے حجاب ظاہر میں دیکھتا ہے۔

اور ذکرِ قلبی غریق کلبۂ توفیق مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ہے۔ یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

عقلِ کُل کا انکشاف

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ عقلِ کُل وہ ہے کہ اس میں ہر علم اور ہر مراتب اور ہر کلام پیچیدہ نہ ہو۔

اور علم کُلّی وہ ہے یعنی علمِ لُدنی انبیائے کرام علیہم السّلام اور اولیائے رحمٰن اور عارف باللہ کا نتیجہ ہے۔ اور علمائے کرام کی عقل و علم مطالعہ سے بہت زیادہ ہوتی ہے اور کفّار کی عقل اور علم جنونیّت شیطانی سے ہے کہ اس عقل میں دنیا کی ترقی کی خواہش کی ہے۔ ارشاد گرامی ہے:

وَ ھَوَاءُ النَّفْسِ فِی السَّقَرِ
اور نفس کی خواہش دوزخ میں ہے۔

اور دہقان جہلا کی عقل وحشی ہوتی ہے اور صاحبِ غریق جو کہ قلب اس کا قالب میں غریق ہو اور رُوح دونوں لباس پہنے۔ اور جب رُوح کا لباس پہنے تو دل کے عظیم ملک میں سر اور مشاہدہ کے ساتھ آئے۔ چنانچہ باطن دیکھے اور ظاہر

دکھلائے اسے صاحب دل کہتے ہیں کہ دلیل و توجہ اس کی عقل کے مطابق نقل کے ہے۔
اس لیے کہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات نے دل کو دریا فرمایا ہے ؎

دل بتدبیر خود نتواں یافت
بگذر از خود کہ بخود نتواں یافت

دل کی حقیقت کو اپنی تدابیر سے معلوم نہیں کر سکتا۔ اپنے آپ کو فنا کر دے کہ تو خود کو بھی نہ پا سکے۔

بہ چراغے کہ شوی روئے براہ
می کند در دودت خانہ سیاہ

وہ چراغ بہتر ہے کہ تجھ کو راستہ دکھلائے ورنہ تو اپنے گھر کو اس کے دھوئیں سے کالا کرتا ہے۔
بہتر یہ ہے کہ آپ کو تو جلائے کر تحصیل کے ساتھ چراغ منور کرے۔
حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کیا خوب فرمایا ؎

ہر کتاب نقطۂ از دل کتاب
دل کتاب دفترِ حق بے حساب

تمام کتابیں دل کی کتاب کا ایک نقطہ ہیں۔ دل اللہ تعالیٰ کے بے حساب دفتروں میں سے ایک کتاب ہے۔

دلے از معرفت سرِّ الٰہی
دلے کاغذ باسرارِ سیاہی

دل اللہ تعالیٰ کے اسرار کی معرفت کے لیے ہے۔ دل کاغذ ہے اس کے اسرار سیاہی ہیں۔

سیاہی سر درونت نور گردد
دو چشمے یک نظر منظور گردد

تیرے اندر کی سیاہی نور میں تبدیل ہو جائے گی۔ دونوں آنکھوں کی ایک نظر ہوتی ہے اگر منظور ہو جائے۔

کہ بے کاغذ سیاہی دل کتاب است
مطالعہ دل کتاب بے حجاب است

بغیر کاغذ اور سیاہی کی کتاب دل ہے۔ دل کی کتاب کا مطالعہ کہ جس پر کوئی پردہ نہیں ہے۔

کسے زاں علم عالم علم خواند
بہر دو عالمے آں زندہ ماندہ

جس کسی نے اس عالم کے علم کو پڑھا۔ وہ دونوں جہان دنیا و آخرت میں زندہ رہتا ہے۔

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور بندہ کے درمیان میں دیوار، پہاڑ اور کوسوں کی راہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان پیاز کے پردے کے برابر پردہ ہے اور پیاز کا پردہ چیرنا کو نسا دشوار ہے مرشد صاحبِ راز کی نگاہ سے لیکن شرط یہ ہے کہ طالب ہونا ضروری ہے۔ ان آثار کے ساتھ عالم، فاضل، حافظ، متقی اور پرہیزگار۔ اس لیے کہ ایک نقطہ کا منکشف کرنا

ظاہری علم اور باطنی علم سے بہت مشکل ہے۔ واللہ ہزار دل جہلا کو ایک نظر میں دیوانہ اور مست بنا دینا بہت مشکل کام ہے اس لیے کہ طالب مولیٰ کی طلب کے ساتھ ماسوا امتحان مشاہدۂ حقیقی اور سر الاسرار معرفتِ خداوندی کی تحقیق ہر گز نہ ہو اور طالب مولا جب راہِ باطنی صفا دیکھتا ہے تو سب سے بہتر ہوتا ہے۔

قلبِ مومن کی اہمیّت

جاننا چاہیئے کہ مومن کا دل عرش اعظم ہے۔ اے سچے طالب یہ مراتب بھی صاحب قلب کے ہیں. حدیثِ قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قَلْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالیٰ

مومن کا دل اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی

اللہ تعالیٰ نے عرشِ اعظم پر جلوہ فرمایا۔

اور آدمی ہر گز مراتب فقر تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ سلطان الفقر اس کے باطن میں صورت سر کے نہ ہے۔ اس آدمی کو بغل میں نہ لے اور منہ نہ دکھلائے اور تلقین نہ کرے اور تعلیم نہ فرمائے۔ اگر محنت سے ساتھ سر پر پتھر مارے اور ماسوا اشارہ سلطان الفقر کے ہرگز اس کو فقر نہیں پہنچتا کہ سلطان الفقر دائمی حضور پر حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین انیس الغریبین شفیع المذنبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی صحبت سے ہے۔ یہ استعانت بھی فقرائے محمدی سے ہے۔

ستونِ دین

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو کوئی ان دو طائفہ کو یعنی میری اُمت کے علماء و فقراء جو کہ دونوں دین کے ستون ہیں۔ ان کے ساتھ ہم صحبت ہو اور ان سے تعلیم و تلقین قبول کرے وہ بروزِ محشر پریشان نہ ہوگا۔

جاننا چاہیئے کہ جاہل عابد کو معرفتِ خداوندی ہرگز نصیب نہیں ہوتی اور جو غیب کا کشف کہے جنونیت و استدراج ہے۔ بیس ہزار عابد جاہل سے ایک عالم فقیر بہتر ہے۔ جیسا کہ عابد قائم اللیل اور صائم الدہر شب زندہ دار اور دن کو روزہ رکھنے والے۔ اگر بیس ہزار عالم فقیہہ کو تو جمع کرے تو ہرگز ایک عارف باللہ کے مراتب تک رسائی نہیں حاصل کر سکتے۔ اور عارف باللہ وہ ہے کہ ابتداءً عامل عالم اور انتہاء میں فقیر کامل ہو۔ اور کامل وہ ہے کہ جو کچھ دنیا اور کلام الٰہی اور معرفتِ الٰہی ہو اس میں تصرّف کرے۔ کم نہ ہو۔ کمالیت سے کامل یہ ہے کہ کامل صاحب علم بالیقین ہے نہ مثل جاہل کے بے دین ہے۔

حقیقتِ شیخ

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ تھا اور اُس کا پیر کامل تھا۔ بادشاہ نے کسی سے کہا کہ جا کر دیکھو کہ میرا پیر کس کام میں مشغول ہے۔ اُس شخص نے جا کر دیکھا کہ مصلح پر شیخ کی جگہ کتا بیٹھا ہوا ہے۔ یہ خبر بادشاہ کو دی گئی۔ پھر بادشاہ نے کسی دوسرے شخص کو کہا کہ جا کر دیکھے کہ میرا شیخ کیا کرتا ہے۔ دوسرے شخص نے جا کر دیکھا

کہ مرشد کے مصلّٰی پر سؤر بیٹھا ہوا ہے۔ بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی۔ بادشاہ خود گیا اور جا کر دیکھا کہ مصلّٰی پر شیخ بیٹھا ہے۔ یہ تمام واقعات بادشاہ نے مرشد کی خدمت میں عرض کر دیئے۔ شیخ نے یہ سُن کر کہا اے بادشاہ وہ آدمی جس نے مجھے کتا دیکھا وہ طالبِ دنیا ہے۔ اور وہ آدمی جس نے سؤر دیکھا وہ دیو شیطان ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقراء آئینہ کی طرح ہیں جس صورت میں فقیر کو دیکھے حقیقت اپنی صورت کی نظر کے آگے دکھائی دیتی ہے پس جو شخص کہ فقیر کو بے برکت اور خالی سمجھے وہ دونوں جہان میں بے برکت اور خالی ہے لیکن فقیر کے لیے ضروری ہے کہ نفس پر امیر ہو نہ خود پرست ہو۔ اللہ بس ماسِوَی اللہ ہوس۔

اے طالب! یہ خطاب قلب کا ہے اور اہلِ قلب کی راہ تصدیقِ قلب ہے اور محبت ایک صورت رکھتی ہے جیسا کہ صورت انسان کی بھوک سے جان کا گوشت کھا لیتی ہے اور پیاس سے جگر کا خون پیتی ہے اور برہنگی سے عبرت اور حیرت کا لباس پہنتی ہے۔ محبت ایسی صورت ہے کہ پاؤں کا طالب رکھے اور سر کا خیال رکھے اور سینہ بے کینہ صفا رکھے اور آنکھ میں معرفتِ خداوندی ہو۔ اور قلب رحیم روشن ضمیر سلیم ارادت کے ساتھ اور یقین کے ساتھ رکھے۔ یقین کیا ہے جو عبادت صاحبِ یقین ہو کر۔ اور یقین مقام منتہیٰ ارواح مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا ہے یعنی جو کہ یقین کے مقام تک رسائی حاصل کرے اس کی مجلس انبیائے کرام اور اولیائے عظام کے ارواح کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور یقین مقامِ موت کو کہتے ہیں کہ بعد از موت مقامِ یقین کے مراتب کا ہوتا ہے۔ یا مقام سجین یا علیین

پس یقینِ خاص حق کے یگانگت ہے۔ اور صاحبِ یقین کو زبان ہر مقام کی کنجی رکھتی ہے اور ہاتھ کریم رکھتا ہے۔ گویائی، شنوائی آواز اور اشتیاق دیدار کے مشتاق کا اپنے پروردگار کا رکھتا ہے۔ اور اس کی نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نظر کی تاثیر رکھتی ہے۔ اور اس کا دم دمِ ربانی۔ محبت کی آہ حرارت کے ساتھ ہے اور محبت کی آگ آہِ سوز ہے، آتشِ دوزخ سے سخت تر ہے۔ چنانچہ اُس کی سوزش شب و روز دکھائی دیتی ہے۔ گوشت، پوست اور ہر رگ وجودِ اعضاء کو اس طرح دکھاتی ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو کھاتی ہے۔

پس اے زاہد مُدعی طلب ریاضت باطنی کی کر۔ کہ ریاضتِ باطنی خاص و عام اور ریاضتِ ظاہری غوغا اور ریا کے ساتھ ہے ؎

دلِ با حضوری شکم پر طعام
کہ ایں است معراج واصل تمام

دل اس کے حضور حاضر ہے اور پیٹ کھانے سے پُر ہے کہ واصل باللہ کی یہ معراج ہے۔

اس لیے کہ واصلِ منتہی کی سیری اور گرسنگی یکساں ہے ؎

دلِ پر خطر شکم بے طعام
ریاضت بناموس کفر است تام

دل وسوسوں اور تفکرات سے لبریز ہے اور پیٹ کھانا سے خالی ہے تو ایسا مجاہدہ و ریاضت جو نیک نام حاصل کرنے کے لیے ہو وہ مکمل وسواس ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔ اَلرِّیَاءُ اَشَدُّ مِنَ الْکُفْرِ ریا کفر سے زیادہ سخت ہے۔

معرفتِ مولیٰ

معلوم ہونا چاہیئے کہ کوئی ریاضت و مجاہدہ محبت اور عشق کی آگ اور مخفی ذکر کی گرمی سے سخت تر نہیں ہے۔ وہ شخص علم رکھتا ہے کہ ان مراتب پر معرفتِ مولیٰ کے قریب پہنچا ہے۔ اللہ محبت الٰہی اور اشتیاقِ خداوندی قبول کیا ہے اور صاحبِ محبت محرم رازِ خداوندی اور بے محبت معرفتِ موسیٰ سے گمراہ ہے۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

با کسے گردد محبت حق مدام
موت آنجائے نیاید والسّلام

جس کسی کو اللہ کی محبت میں ہمیشگی و دوام حاصل ہو گیا اُس کو موت نہیں آتی وہ سلامتی والا ہے۔

موت ان کی وصل ہے۔ اور وصل اُن کا اللہ کے نام سے اصل ہے۔ صاحبِ معرفت کو ہمیشہ معرفتِ مولیٰ کی معراج ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

مردہ تن اور زندہ دل اللہ کے ساتھ۔

اس طریقہ کے مراتب خفیہ ذکر کے ہیں اور خفیہ ذکر کو بعض بسر کہتے ہیں

کہ ذکر سر تیز ہوا کی طرح درخت وجود ذاکر کو پاؤں تک ہلا دیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر خفی نہ دم سے نہ قلب سے نہ روح سے نہ سر سے کوئی تعلق رکھتا ہے بلکہ ذاکر خفیہ اسم باری تعالیٰ غیر مخلوق تصور سے اسم اللہ دیکھنے کے ساتھ اسم اللہ سے تجلی نور اللہ کے مشاہدہ ربوبیت کا نور اللہ تعالیٰ کے جمال کا دیدار برکت سے ذکر خفی کہ دل روشن اور انتہا کہ مثل اس کی بستہ نہ ہو۔ کسی آثار ربانی سے ذکر خفیہ باطن غرق اور ظاہر باشریعت ہوشیار کہ صاحب شریعت دیدار کے لائق اور صاحب بدعت لائق جہنم اور نار کے۔ اور جو کہ غرق نور اللہ کے ساتھ ہو باخبر ہوشیار ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا اُس کی زبان گنگ ہو گئی۔

جس کو اس طریقہ سے ذکرِ خفی حاصل ہوا اُسے ذکرِ دوام صاحبِ وصال کہتے ہیں۔ جو اس طریقہ سے ذکرِ خفی نہ کرے۔ اس کا ذکر خواب وخیال کی طرح ہے۔ اور دوسری ذکرِ مخفی کی خاصیت یہ ہے اس کو اہلِ حقیقت دینی و دنیوی سے دل سے آگاہی ہو۔ آگاہی کی راہ سے جس طرح کہ کہے اسی طرح سے ہو۔ نیز ذکرِ مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ اس کا دل کسی شے سے میل نہ کرے اور بجز اللہ تبارک تعالیٰ کسی سے محبت نہ کرے۔ نیز ذکرِ مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ اُس کے منہ سے قَالَ اللہ اور قَالَ رَسُوْلُ اللہ نکلے کہ بالیقین ہے اور نور تاباں پیشانی پر ہے۔ اور ذکرِ مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ اگر اُس کا قلب کوئی مجلس انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے کرام کی طلب کرے۔ مراقبہ میں یا خواب میں

میسر کرے اور ملاقات پائے اور جواب باصواب حاصل کرے۔ اور ذکر مخفی مخلوق میں اس طرح ہی گم اور پنہاں ہو۔ جس طرح کہ اسم اعظم قرآن مجید میں پنہاں اور شب قدر میں پنہاں ہے ؎

می شناسد مرد را از راہِ راز
چوں شناسد شاہ دراز بے نیاز

راستہ کے رازوں کو مردِ حق پہچانتا ہے جیسے بادشاہ ان لوگوں کو پہچانتا ہے جو اس سے بے نیاز ہیں۔

اے عزیز! جاننا چاہیئے کہ ذکر مخفی پند و نصائح، آواز و صورت نہیں ہے بلکہ ذکر مخفی معرفتِ خداوندی مشاہدہ قربِ سرکا ہے۔ اور ذکر مخفی صاحبزادا اور صاحب آزاد ہے اور باطن آباد ہے اور شوق شغل اللہ کے ساتھ شاد ہے اور ذکر خفی عالم عامل، فقرا اور معرفتِ خداوندی میں کامل اور حوصلہ وسیع باربردار حق کے ساتھ حامل۔ نیز ذکر مخفی کی خاصیت یہ ہے کہ چار نظر رکھتا ہے جس طرح کہ نظر ازل اور نظر ابد اور نظر دنیا اور نظر عقبیٰ کی۔ پس جس کسی کے ساتھ کہ راہ اخلاص سے دل نظر کرے طالب اللہ کو نظر کے ساتھ مطالب پر ہر ایک مراتب کے پہنچائے اور خود دائمی طور پر توحید میں غرق ہو۔ یہ ہے ذکر باشریعت اور ذکر مخفی کو نہ خوف نخوف سے، نہ رجا رجا سے دائمی طور پر اللہ تعالیٰ میں غرق۔ اور ذکر مخفی مراتب اولیاء اللہ کے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

خبردار! بتحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

شغفِ دِل

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ الف ایک حرف ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام سے کہ دونوں جہاں اسی حرف سے ہے۔ محبّت اور معرفت بھی اسی حرف ہے کہ لطیفہ شریفہ غیب الغیب کا دل سے اُٹھتا ہے اور دل کو مطلقاً خواب نہیں آنے دیتا اور دل عارفین کے جاگنے والا ہے۔ اَزل سے اَبد تک، گود سے قبر تک اور اس راہ میں جاہل مردہ دل خلافِ شرع اور طالب دنیا نہیں چل سکتا کہ دل محمّد کی چابی سے مزیّن ہے اور وہ چابی حضور پُر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دستِ پاک میں ہے۔ پس ماسوا دستِ رحمۃٌ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے اور اجازت وتصرف وارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اور ذکرِ قلب حاصل نہیں کر سکتا۔ اگرچہ کوئی شخص تمام عمر ریاضت کے پتھر سے سر مارے واصل نہ ہوگا۔ اور اس طریقہ کو شغفِ دل کہتے ہیں۔ جو دل کہ اللہ کے نُور سے پُر ہو۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔
قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا۔ تحقیق اُن کو مشغول کر لیا ہے حب کی وجہ سے۔ اور جو کہ دل اللہ کے نُور کے تفکّر اور ذکرِ خیر سے بھرپور رہو۔ ایسا تفکّر نہ ازل سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ابد سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی دنیا اور آخرت سے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَذَّةُ الْاَفْكَارِ خَيْرًا مِّنْ لَذَّةِ الْاَبْكَارِ

اذکار کی لذّت باکرہ عورتوں کی لذّت سے بہتر ہے۔

یہ تفکرِ منتہی خاصہ خاص الخاص محمدی کا ہے۔ غرق مع اللہ! بخدا کہ نفس کو ہوا کی طرف لوٹنے نہیں دیتا ہے۔

اَب جاننا کہ نفس کیا ہے اور قلب کیا ہے؟ اور رُوح کیا ہے اور سر کو کیا خطاب دیا ہے؟ پس نفسِ امارہ کی تشبیہ جو کہ سگ اور خوک اور ریچھ اور بچھو اور سانپ اور خر سے ہے۔ پس نفسِ امارہ کو موافق عمل کے حُبّ پہچاننا چاہیئے چنانچہ طمع، حرص، بغض، بخل، کذب، کذب و عجب اور کبر، کبر اور قلب اللہ کے ذکر کی محبت سے پہچانا جاتا ہے اور غیر ذکر اللہ کے نفرت کرنے سے۔ اور رُوح کو پہچانا جاتا ہے۔ اَمرِ خدا سے کہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام نے اللہ تعالیٰ کے تمام اُمور کو قبول کیا ہے۔ اور سرّ کو پہچانا ہے۔ سرا پردۂ اسرارِ معرفت الٰہی سے یہ معرفت اور محبتِ اہلِ عرفان اور عاشقوں کو نصیب ہے ؎

عشق دانی چیست کشتن نفسِ خویش
روز و شب شورش بود دل راز ریش

تو جانتا ہے عشق کیا۔ سُن وہ اپنے نفس کو مارتا ہے۔ دن رات اُس کا شور رہتا ہے دل اس سے زخمی ہوتا ہے۔

اے درویش! سوچ کہ اندیشہ سبحان کے لیے ہے نہ کہ فرزند اور نان کے لیے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا

زمین میں کوئی جاندار ایسا نہیں جس کا رزق اللہ پر نہ ہو۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ۔

ہم نے اُن کے رزق کو دنیا کی حیاتی میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ہم نے بعض کو بعض پر اُٹھا دیا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ۔

بیشک اللہ تعالیٰ رازق اور مضبوط قوت والا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَ فِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ

اور آسمان میں تمھارا رزق ہے اور جو عہد کیا گیا ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

اور جانداروں میں سے کون ہے کہ اپنا رزق نہیں پاتا۔ ان کو اللہ ہی رزق دیتا ہے اور تم کو اور سمیع وعلیم ہے۔

مرشد وہ ہے کہ ظاہر طالب کو تابع کرے، موکل اور یا باطن سے فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم بخشے کہ اس کا دل با جمعیت متوکل ہو۔ جو کہ مراتب کے موکل نہ رکھے اور مراتب متوکل کے۔ اس لیے کہ ریاضت راز کے لیے ہے۔ اور

مراتب متوکل کے اس لیے کہ ریاضت راز کے لیے ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کے لیے۔ اور عبودیت ربوبیت کے لیے ہے اور سر، سراپردہ اسرار کے لیے ہے۔ اور طالب مولیٰ دیدار ہے اور معرفت محرمیت کے لیے ہے۔ اور محبت سوزِ عشق کے لیے ہے۔ اور ذکر فیض اللہ اور فکر کے لیے ہے۔ اور فنا فی اللہ بقا باللہ کے لیے ہے اور نفس محاسبہ کے لیے ہے۔

پس جو مرشد کہ روزِ ازل سے شروع تلقین سے یہ سب مقامات و احوال نہ کھولے۔ پتہ چلا کہ وہ مرشد خام ناقص ناتمام ہے۔ اور جو چاہے کہ طالب اللہ حال پر ہے حرارتِ شیطانی اور ہوائے نفسانی سے جمعیت پکڑے۔ ذکر اللہ کے ساتھ وہ مطلق قدرت بحانی ہے۔ اور اعتقاد اللہ کے طالب کا فاسد نہ ہو۔ اور وصال میں لازوال رہے۔ اول مرشد، طالب پر اسم اللہ سے علم بخشے۔ ایک اسم اللہ کا اور دوسرا محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ اس میں مطلق تاثیر ہے یا تفسیر روشن ضمیر کی ہے اور دوسرا علم دعوت بخش اور علم دعوت عالمگیر علم تکسیر ہے۔ جو طالب کہ علم تاثیر اور تکسیر رکھے بے پرواہ اور غیر محتاج ہوتا ہے۔

قرآن کی دعوت

دعوت کی تشریح یہ ہے کہ خاصیت دعوت قرآن مجید کلام اللہ کی کہ پیشوا اور دونوں عالم کا ہادی و رہبر ہے۔

دعوت کی تشریح جُدا جُدا ہے۔ دعوت جز و دعوت کل دعوتِ فکر، دعوتِ تجلیات نور اللہ اور دعوت قرآن سے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو دوست رکھتا ہے ان کو اندھیرے سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

اور دعوت قرآن خواں صاحب نظر تمام عالمگیر اولیاء اللہ ہو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

خبردار! تحقیق اولیاء اللہ کو نہ خوف ہے اور نہ غم گین ہوں گے۔ ؎

مردم مرشد اہل دعوت حق حضور

مرشد خود بیں بود اہل الغرور

اہل دعوت آدمی اللہ کی حضوری والے ہوتے ہیں۔ خود پسند پیر مغرور لوگوں میں سے ہوتا ہے۔

اور صاحب دعوت منتہی اگر کسی کو قہر و غضب کی نظر سے کھینچے۔ بحکم باری تعالیٰ موت کا لقمہ ہو جائے کہ قہر فقراء کا نمونہ خدا کا قہر ہے۔ اور اگر کسی طرف اخلاص کے ساتھ جذب کرے تو وہ شخص اسی وقت زندہ دل اور خاص طالب مولیٰ اور خدا کے ساتھ با اخلاص ہو۔

اکثر اصحاب کا قول ہے کہ :۔

پیر من خس است مگر اعتقاد من بس است ؛ میرا پیر تنکہ ہے مگر میرا اعتقاد کافی ہے

اسے جاننا چاہیئے کہ ایسا کلمہ کج فہمی، بے عقلی، جہالت اور نادانی کے باعث کو کہتے ہیں۔ پس اس کا وہ حرف ہے کہ میرا پیر صاحب اسرار خاص الخاص الخاص

ہے اور میرا اعتقاد بہت ہے۔

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ دعوت قید میں لانا جنونیت اور موکلات کا ہے اور دعوت حضوریات، سخرات، حاضراتِ اَرواحِ مقدس ہر انبیائے کرام، اولیائے عظام، صوفیائے کرام، مقتدائے دین، غوث و قطب، شہدار خاک پائے اسلام سے ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دعوت خوانِ کامل، عامل شہسوار، رات کے وقت قبر کے نزدیک جائے اور اس قبر کے ارد گرد پڑھے۔ پس اگر روحانیت حاضر ہو یا وہم و خیال کے ساتھ ہر طریقہ سے مشرف کرے۔ اس کے سب کام مطلب کو پہنچے۔ اور جو نہیں معلوم ہُوا کہ صاحب قبر غالب ہے اور یا اس کو کلام اللہ کی نعمت کی بدولت اللہ کا نور پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے کام میں سستی کرتا ہے پس قاری کو چاہیئے کہ قبر پر سوار ہو جس طرح گھوڑے پر سوار ہوتے ہیں اگرچہ قبر پر سواری گناہ ہے مگر اسلام میں مہم کے لیے اور مسلمانوں کے نفع کے لیے مردم خاص اور عام مطلق کے ساتھ صواب کی راہ سے ہے۔ جو کوئی بحرِ قرآن کو پڑھے اور غوطہ نکال کر لائے۔ علم عامل سے اور صاحبِ دعوت تکبیر کامل سے مکمل ہو۔ چنانچہ قرآن کو شہید یا فقیر کی قبر کے نزدیک یا فقیر فنا فی اللہ کی قبر کے نزدیک پڑھنا ایسا کمال رکھتا ہے کہ صاحبِ دعوت کو دعوت الٰہیہ کے حکم سے ایسی عظمت، اَمر، قہر، جلالیّت اور جبر راہ لے جاتی ہے کہ اُس وقت پڑھنا صاحبِ دعوت کو ایسا توفیق بخشتا ہے کہ اگر آہ کھینچے تو عرش سے تحت الثریٰ جو زمین و آسمان اور کعبۃ اللہ اور مدینہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

سب زیر و زبر ہو ئے۔ پس اور کیا ہو اور اگر اس طریقہ سے صاحب دعوت بحکم الٰہی کسی کو اپنی جانب نظر سے کھینچے، مغرب سے مغرب تک حضرت عزرائیل علیہ السّلام کی طرح ایک لحظہ میں جان قبض کرے۔ اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے ؎

باہُوا بہرِ خدا بہر رسول

اطّلاعِ زیں مدہ اہل الوصول

باہو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اہلِ وصول کو ایسی خبر مت دے۔

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ جو لوگ ایسی دعوتِ کامل میں لاتے ہیں مردم آزاری کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، کسی کو نہیں ستاتے اور اپنے ہر حال پر خبر رکھتے ہیں اور ہوشیار رہتے ہیں کیونکہ فقیر صاحب دعوت، صاحب قوّت ہے بے قوت نہیں ہے اس لیے کہ طالبِ الٰہی دونوں عالم پر غالب ہے۔ ایسا کون ہے جو اس، دشمنی کرے ؎

ملک و فلک بہ زیر پایہ فقیر

جاودانی بہ زیر سایہ فقیر

زمین و آسمان و فرشتے فقیر کے پاؤں کے نیچے ہیں۔ فقیر کے سایہ میں ہمیشہ رہنا بہتر ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسَ

بہتر آدمی وہ ہے جو آدمی کو نفع پہنچائے۔

قبر پر سوار ہونے سے روحانی کو پہاڑ سے زیادہ بوجھ غالب آتا ہے اور وقت پڑھنے کے ایک تنکا ہاتھ میں لے اور کوڑے کی طرح قبر پر مارے، وہ روحانی کو ایسا زخم کرتا ہے کہ تیر، تلوار، نیزہ، چھری اور بندوق کے زخم سے زیادہ ہوتا ہے۔ اور زخم کھا کر وہ روحانی حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں فریاد لے کر جاتا ہے۔ اور بحکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے کرم سے اس کا ہر کام بخوبی حل ہو جاتا ہے اور پڑھنے والا بہت جلد مقصد حل کر لیتا ہے۔ پس اس طرح دعوت پڑھنے کو تیغ برہنہ کہتے ہیں اور دعوت خواں سیف زبان، زندہ دل، مردہ نفس اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے حضور سے رخصتی ہوتی ہے ؎

ہر کہ را رخصت نباشد از رسول
ایں مراتب کے روی وحدت وصول

جس کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے اجازت نہ ملے وہ ان وحدت اور وصل کے مرتبے تک کب پہنچ سکتا ہے۔

بلکہ اس حدیث پاک کے موافق کہ دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ اپنے نفس کو چھوڑ آؤ۔ اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اُقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ بِسَيْفِ الْمُجَاهِدَاتِ

اپنے نفس کو مجاہدہ کی تلوار سے قتل کرو۔

لیکن نفسانی کو کیا قدرت ہے کہ روحانی قبر کے نزدیک جا کر لڑائی کرے۔ یہ ایک راہ ہے۔ روحانی کی حقیقت، روحانی کی غالب الاولیاء اچھے طریقہ سے

جانتا ہے اور پڑھتا ہے کہ اسم اللہ سے مجاہدہ کی تلوار ایک مرتبہ میں ہرگز نہ رواں نہیں ہوتی ہے اور عمل میں آتی ہے۔

مراقبہ کی اہمیّت

بجز مذکورہ بالا طریقہ کے صاحب دعوت، دعوت کا آغاز کرے اور دعوت خوانی کے وقت ذات باری تعالیٰ کو حاضر و ناظر جانے اور حضور سیّد العالمین رحمۃٌ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنائ کو شفیع لائے اور حضرت محبوبِ سبحانی قطب ربانی سیدنا سید شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا امین کرے اور خود منصف ہو اور مراقبہ کی طرح آنکھیں بند کرے اور تفکر میں آئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے کون سی چیز بہتر ہے کہ میں اس کے لیے پڑھتا ہوں اور اس کو مسخر کروں۔ اگر جانتا ہے کہ تمام مخلوق کمتر ہے اور خالق سب سے بہتر ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس پر مہربان ہو گا اور دونوں عالم اس کے تابع اور خدمت کرنے والے کر دے گا۔ جو کوئی اس مرتبہ تک رسائی حاصل کرے اس کی نگاہ میں خاک اور سونا برابر ہے کہ اسم اللہ سے کلیہ تاثیر اور اسم اعظم سے روشن ضمیر اور ہر ملک و ولایت پر امیر کہ ہر ولایت قاف سے قاف تک اور مشرق سے مغرب تک اس کی قید اور حکم میں ہوتی ہے اس لیے کہا ہے کہ بادشاہ ظل اللہ یعنی اللہ کا سایہ، تابع اللہ یعنی اللہ کا حکم ماننے والا، اطاعت خداوندی میں ہے۔ اور جس نے فتح و نصرت اور بادشاہی پائی فقیر اور درویش سے پائی ہے۔

بر در درویش رو ہر صبح و شام
تا ترا حاصل شود مطلب تمام

ہر دن صبح اور شام کو درویش کے دروازے پر پڑا رہ تاکہ تجھ کو تیرے تمام مطلب حاصل ہو جائیں۔

یاد رہے کہ نگاہِ درویش میں مٹی اور سونا برابر ہے کہ اس کا قدم خزانۂ بے رنج پر ہے۔

شانِ فقر

جاننا چاہیئے کہ فقیر ماسوی اللہ کسی کا محتاج نہیں جیسا کہ حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہے:۔

اَلْفَقْرُ لَا یَحْتَاجُ اِلَّا عَلَی اللہِ

فقیر ماسوی اللہ کسی کا محتاج نہیں۔

یاد رہے کہ فقیر اور درویش میں چھ حروف سے چھ خصلتیں پائی جاتی ہیں:۔

الف:۔ سے اللہ بس۔

ب:۔ سے بابرکت تمام۔

ت:۔ سے ترک ماسوی اللہ۔

ث:۔ سے ثابت قدم رہنا۔

ج:۔ سے جاہل نہ ہونا۔

ح:۔ سے حلاوت نہ دے نفس کو۔ اور نفس آدمی کے وجود میں غائب ہے۔

اسے تیغ غائب سے کہ مطلق ذکر خفیہ ہے، مار رینا چاہیئے اور ذکر خفیہ اس عالم کی روٹی کھاتا ہے اور اس جہان کا کام کرتا ہے

این جہاں و آں جہاں است یک نفس
کے تواند کشت نفس بد ہوس

ایک یہ دنیا ہے دوسری آخرت ہے۔ نفس ایک ہے۔ ہوس پرست نفس کو تو کیسے بدل سکتا ہے۔

کار مرداں است تقویٰ باطنی
ہر کہ ایں تقویٰ نداند رہزنی

کامل لوگوں کا کام باطن کا تقویٰ ہے۔ جو یہ تقویٰ نہیں جانتا وہ ڈاکو ہے۔

تقویٰ صبر و شکر راضی با خدا
ایں چنیں تقویٰ بود باطن صفا

تقویٰ صبر ہے شکر ہے اللہ کی رضا پر راضی ہونا ہے۔ ایسے تقویٰ سے باطن دل صاف ہو جاتا ہے۔

باہوا بہر خدا بے کام باش
لب بہ لب بستہ زماں آرام باش

باہو خدا کے لیے تمام کاموں کو چھوڑ دے۔ ہونٹ پر ہونٹ رکھ کر منہ بند کرے زمانہ سے آرام پالے۔

دعوتِ فقر

معلوم ہونا چاہیے کہ دعوت فقیر کی اللہ تبارک و تعالیٰ کی حضوری کی حجت ہے اور فقیر کی ہر بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ہے۔ اور ہم جلیس فقیر کا رب جلیل کے ساتھ جلیس ہے اور ایسے ہی نور اللہ کا فقیر جہان میں قلیل ہے۔ ہاں جو باطن صفا رکھتا ہے وہ دل جام جہاں نما رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے بھرپور ہے۔ ہونٹ اس لیے باندھے ہیں کہ رب جلیل کے ساتھ پیوستہ ہیں۔ حق کے بغیر بات نہ کرے کہ بات کرنے سے دو عالم کا غم پیدا ہوتا ہے ؎

در جہانش کم بود بے غم بود
غم مرا غم می برد غم غم خورد

جہاں میں ایسے آدمی بہت کم ہوتے ہیں کہ جن کو کوئی غم نہ ہو۔ میرا غم غموں کو دور کرتا ہے۔ میرا غم غموں کو کھا جاتا ہے۔

یاد رہے کہ دنیا کا نام غم ہے اور فقیر کا نام اللہ کی غنیمت۔ اس لیے اہل غم اور اہل غنیمت کی مجلس راست نہیں آتی اور فقیر صاحب دعوت منتہی قوت ظاہری و باطنی کے ساتھ لارجعت و لازوال ہے۔ اس کے پڑھنے والے کے لیے قرب و وصال کے مراتب حاصل ہیں۔ منتہی صاحبِ دعوت کو کیا حاجت ہے ستاروں اور بروج کے شمار کی اور کیا حاجت ہے شمار اور عدد ساعت سعید اور نحس کی کہ لَاتَخَفْ وَلَاتَحْزَنْ قبر کے نزدیک مراقبہ میں جاتے ہیں۔ اور آپ سے بیہوش ہوتے ہیں اور روحانی سے جواب باصواب لیتے ہیں۔ اور اگر باخبر ہوں تو

قبر سے خبر دل کی راہ سے لیتے ہیں کہ باطن کی دلیل شریعت کی رو سے ہے۔ ظاہری فقیر مذکر صاحب دعوت وجود صفا قلب طاہر ہو۔ ایسے قاری کو قاتل کہتے ہیں کہ نظر اور توجہ سے قتل کرتا ہے اس لیے کہ نظر اور توجہ تیز تلوار ہے۔ مرد فقیر قتال وہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے موذی نفس کو قتل کرے بحکم باری تعالیٰ سے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اُقْتُلُوا الْمُوْذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیْذَاءِ

موذیوں کو ایذا سے پہلے قتل کر دو۔

ایسا فقیر اللہ کی تلوار اور صاحب حکم ہوتا ہے۔ کبھی تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ کے مرتبہ میں آتا ہے اور کبھی تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ کے یعنی تو ہی عزت دینے والا ہے اور تو ہی ذلت دینے والا ہے۔ مطلب یہ ہے محبت بھی اللہ کے لیے اور دشمنی بھی اللہ ہی کے لیے ہونی چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ بعض دعوت خوانی میں عامل اور بعض کامل کی اجازت دیتے ہیں۔ اور صاحب دعوت وہ ہے کہ عامل و کامل دونوں ہوں۔ پھر باریاضت و با اجازت و باارادت و باسعادت ہوں۔

عجوبۂ فطرت

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ اگر کوئی چاہے کہ کفار کو مغلوب رکھوں اور رافضیوں بے دینوں کو قید کروں تو اس پر لازم ہے کہ یہ چھ نام کاغذ کے دو ٹکڑوں پر تحریر کرے وہ چھ نام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ نمرود ۲۔ شداد ۳۔ قارون

یہ تینوں نام ایک کاغذ پہ لکھے اور دوسرے تینوں نام دوسرے کاغذ پر لکھیے

۱۔ فرعون ۲۔ ہامان ۳۔ ابلیس

پھران دونوں کاغذ کے ٹکڑوں کو دونوں پاؤں کے نیچے دے اور دو رکعت نماز حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی روح پاک کے لیے پڑھے۔ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ انا فتحنا پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں سورۂ یٰسین پڑھے اور سلام کے بعد سجدہ میں جا کر یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

اے اللہ اس کی مدد فرما جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مدد کی اور ہم کو بھی ان کا ساتھی کر دے اور اس کو چھوڑ دے جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو چھوڑ دیا اور ہم کو ان کا ساتھی نہ بنا۔

اس کے بعد دوگانہ کو حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات مع صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ارواح پاک کو بخشے۔ تو اس ترتیب سے دعوت خوانی سے کاربستہ کھل جائے اور بہت جلد مقصد حاصل ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا کلام برحق ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر کوئی جلدی جلدی پڑھے اور دونوں رکعت کے مابین قرآن مجید ختم کرے۔ مسلسل تین رات دن عمل اس کا قیامت تک نہ ٹوٹے اور یہ دعوت تیغ برہنہ وہ شخص پڑھے جس کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم اور حضرت

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور شاہ محی الدین سے رخصت ہو کہ مرد شہسوار ظاہر اہل قبور پر اور باطن دوام مجلس محمدی میں حضور اس صفت سے موصوف ہو ۔

شہسوارم شہسوارم شہ سوار
غوث و قطب ہمچوں مرکب زیر بار

میں شہسوار ہوں میں شہسوار ہوں شہ سوار ہوں ۔ فریادرس ہوں دل سواری کی طرح بوجھ سے لدا ہوا ہے ۔

اہلِ قبور سے استعانت کرنا

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے ۔

اِذَا تَحَيَّرْتُمْ فِي الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِيْنُوْا مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ

جب تمھیں کسی کام سے پریشانی لاحق ہو تو اہل قبور سے استعانت طلب کرو ۔

اس اَمر کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے کہ قبر کی دعوت میں اگر مردہ دل اور زندہ تن بے قوت اولیائے رحمٰن زندہ جان مردہ تن زندہ خاک زندہ شوق کی قبر کے پاس جاتا ہے اور قبر کے پاؤں کی طرف سے یا قبر کے سر کی طرف سے یا قبر پر سوار ہو کر پڑھتا ہے تو اُسی وقت ہلاک ہو جاتا ہے بلکہ جاں بلب ہو کر مر جاتا ہے یا رجعت ہو جاتی ہے یا بیمار یا دیوانہ ہو جاتا ہے ۔ اگر قاری غالب قوت والا اولیاء اللہ کی طرح غالب قبر کے پاس جاتا ہے تو اہل روحانی اس کے پاس اس کی عظمت سے ہو جاتے ہیں ۔ اور وہ باطن صفا قوت والا

قبر پر جس طرح چاہے پڑھے۔ خواہ بالا خواہ زیر۔ پس قبر کی ہم نشینی بہت ہی مشکل ہے ہر ایک اس کام کے لائق نہیں ہے۔ اس کے لائق صاحب دعوت عامل ہے۔ صاحب دعوت قبر پر ہر قبر سے خزانہ لیتا ہے۔ اور جو شخص کہ قبر کی دعوت میں عامل نہ ہو قبر کی بیماری سے مر جاتا ہے ۔

با تو گویم بشنو اے اہل یقین
لا تخف باشند او از صدقِ دین

اے اہلِ یقین میری بات غور سے سُن۔ ان کو کسی کا خوف و خطرہ نہیں ہوتا وہ دین میں صادق ہوتے ہیں۔

رُوح بالا عرش قالب زیرِ خاک
احتیاجے نیست روضۂ جانِ پاک

اُن کی رُوح عرش کے اُوپر اور جسم زمین کے اندر ہوتا ہے۔ اُن پاک جانوں کو گنبد کی ضرورت نہیں ہوتی۔

گم قبر گمنام و گم نام و نشان
جسم را با خود برد در لا مکان

قبر لا پتہ نام غائب نشان تک موجود نہیں۔ وہ جسم کو اپنے ساتھ لامکان میں لے جاتا ہے۔

اولیاء را قبر ہمچوں جسم و جاں
اولیاء را در قبر خفتہ بداں

اولیاء کی قبر جسم اور جان کی طرح ہوتی ہے۔ اولیاء کو قبر میں سویا ہوا جان۔

خفتگاں را از قبر بیدار کُن
ہم سخن ہم باکلامش یار کُن

قبر میں سوئے ہوئے کو بیدار کر۔ ان سے بات کر کے ان کو اپنا دوست بنالے۔

دل ز دل سخنش بود باہم کلام
ایں چنیں سخنش ز الہامے مدام

اس سے بات کر کے دل دوسرے کے دل سے ہم کلام ہوتا ہے۔ ایسی گفتگو کرنا الہام سے ہمیشہ کے لیے حاصل ہو جاتی ہے۔

ہر دمے سخنش بود از دل بدل
اولیاء داں زندہ اندر زیرِ گل

ہر وقت دل کی بات دل سے ہوتی ہے۔ اولیاء کو زندہ جان مٹی یعنی قبر کے اندر۔

وقت مشکل یاد کن از عہدِ او
طرفہ زد حاضر شوند تو رو برو

مشکل کے وقت ان کے زمانہ کو یاد کر۔ پلک جھپکنے میں تیرے سامنے موجود ہوں گے۔

صد ہزاراں با موکل گرد گرد
ایں چنیں دعوت بود در عمل مرد

سو ہزار موکل تیرے چاروں طرف حاضر ہوں گے۔ کامل آدمی کی دعوت اور عمل میں یہ تاثیر ہوتی ہے۔

ابلِ رجعت کے شناسد دل سیاہ
لاتخف دعوت بود سرّ اِلٰہ

پیچھے لوٹ جانے والا دل کی سیاہی کو کب جانتا ہے تو خوف مت کھا
اللہ کے اسرار کو دعوت دیتا رہ۔

باہوا بہ زیں نباشد در جہاں
خود پرستی را مبیں جز عین داں

باہو اس سے بہتر دنیا جہان میں کچھ نہیں۔ خود پرستی مت کر۔ خود کو مت
دیکھ حقیقت کا جز جان لے۔

اے طالب صادق! معلوم ہونا چاہیئے کہ سب سے پہلے قرب و وصال حضور
ہوتا ہے پھر قبر پر دعوت کے قابل ہوتا ہے اور جو اس طریقہ سے نہیں پڑھتا بیشک
وہ رجعت کھاتا ہے، بیمار اور دیوانہ ہو جاتا ہے۔
معلوم ہونا چاہیئے کہ بعض اولیائے رحمٰن ایسے ہوتے ہیں کہ آدمی انھیں خواب
میں جانتے ہیں اور ان کا ظاہری جسم مست اَلست پڑا ہوا ہے اور باطن مشاہدۂ خداوندی
اور حضور میں غرق ہوتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں کہ ظاہری آنکھ خواب میں دل بیدار
مثل ذکر دل کے اور مردہ دل کی طرح ہے۔ خواب ظاہر و باطن غفلت کے ساتھ
خراب ہے۔

دعوت کی تشریح

اے طالب! معلوم ہونا چاہیئے کہ دعوت کے مندرجہ ذیل سات خزانے ہیں:

پہلا خزانہ :۔ خزانۂ الٰہیہ عرش اعظم کے زیر یں ہے۔

دوسرا خزانہ :۔ سیم وزر کا ہے جو زمین کے زیریں ہے۔

تیسرا خزانہ :۔ دنیا پر ہے۔

چوتھا خزانہ :۔ عقبیٰ پہ ہے جس کو بہشت کہتے ہیں۔

پانچواں خزانہ :۔ خزانۂ ازل ہے۔

چھٹا خزانہ :۔ خزانۂ ایمان ابدی ہے۔

ساتواں خزانہ :۔ معرفت خداوندی کا خزانہ۔

یہ ہفت خزائن اولیائے رحمٰن کی قبر کے خزانہ کی کان سے کھولتے ہیں۔ چنانچہ دعوت خواں مذکر کار گزار شہ سوار ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ فقیر کو رجعت باری تعالیٰ کے ترک سے پیدا ہوتی ہے اور دوسرے کے پیچھے رجوع لانے سے اور اہل علم کی رجعت علم کے خلاف ہے۔ اور دنیادار کی رجعت بخل سے ہے اور جاہل کی رجعت شرک سے ہے اور بادشاہ کی رجعت بے عدلی سے ہے۔ اور صاحب دعوت فقیر ہے کہ نظر کے ساتھ اور تمام رجعتوں کو دُور کرے۔

جاننا چاہیئے کہ قبر کی دعوت کا عمل وہ آدمی جانتا ہے کہ قبر کی دعوت کے مراتب کو پہنچا ہو کیونکہ قبر مثل شیر ہے۔ قبر پہ وہ سوار ہو سکتا ہے کہ شہ سوار نر شیر ہو اور قبر کوہ طور کی طرح ہو اس پر وہ سوار ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح جائے اور اگر قبر آگ کی طرح ہے وہ آگ میں جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہو۔

جاننا چاہیئے کہ قبر کے ایک جانب آتش ہوتی ہے۔ اور ایک جانب قبر۔ پس قبر پر قدم رکھنا آتش پر قدم رکھنا ہے۔ لیکن قبر کا عمل تین اشیاء کے لیے درکار ہے:۔

پہلی شے:۔ جب کافر بادشاہ سے لڑائی لڑے۔

دوسری شے:۔ جہاں ملحد ہوں۔

تیسری شے:۔ جب اسلام کی عزت نہ ہو۔

ان تینوں وجوہات کی بناء پر جائز ہے کہ قبر پر سوار ہو اور جہاں تک قرآن مجید کا علم ہو پڑھے مگر یہ کام بہت مشکل ہے۔ جان کی بازی لگانا ہے۔ بہت ہی مشکل ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ

اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں ایک گھر سے دوسرے کی طرف چلے جاتے ہیں۔

حقیقتِ موت

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ

موت ایک پل ہے کہ حبیب سے ملا دیتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اولیائے رحمٰن کی زندگی مطلق فراق ہے اور ممات عین وصل ہے۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ حضوری اور ملاقات۔ اور اگر اولیائے رحمٰن اپنے باطنی مراتب کا حال دنیا میں دیکھیں تو وہ اپنے ہاتھ سے پیٹ چیر کر خود کو ہلاک کر ڈالیں اور اگر دنیا دار اپنے باطنی حال کو

دیکھیں پھر تمام عمر بجز نام خدا اور کچھ نہ کہیں اور نہ دنیا سے ایسے سرد ہوں کہ موت اختیار کریں اور دنیا کی طرف توجہ نہ کریں اس لیے کہ دنیا مغفوبہ اللہ کی دشمن خدا کی۔ دوستوں کے گھر میں اگر کوئی لاتے تو اللہ تعالیٰ کے دوست انہیں دشمن تصوّر کرتے ہیں اور ایک درم میں بھی لیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ۔

اسم باہو بیک نقطہ یاہُو شود
ورد باہو روز و شب یاہُو شود

باہو کا نام ایک نقطہ لگانے سے یاہُو ہو جاتا ہے۔ باہو کا ورد رات دن یاہُو ہوتا ہے۔

اسم ہُو سیف است باہو بر زبان
قتل کُن ایں نفس کافر ہر زماں

باہو زبان پر ہُو تلوار کی طرح ہے۔ اس تلوار سے اس کافر نفس کو ہمہ وقت قتل کر۔

اسم یاہُو گشت باہو راہبر
پیشوائے شد محمدؐ معتبر

اسمِ یاہُو باہوؒ کا راہبر ہو گیا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم قابل اعتبار پیشوا ہیں۔

باطنی دعوت کی ترتیب ذکر و فکر سے ہو، پاس انفاس مطلق، مطلق راہ باطنی خاص الخاص ہے۔ حق طلب زندہ دل دعوت میں غرق اور جذب اللہ کے نام کے ساتھ اور دعوتِ تجلّی اسم اللہ کے اسمِ ذات سے ہوں۔ اُن سے نُور کی بوندیں

مینہ کی بوندوں کی طرح اللہ کے حروف کے درمیان سے ٹپکتی ہیں۔ چنانچہ حرف اللہ اور حرف ل اور دوسرا ل حرف ہ سے ٹپکتی ہیں۔ اور ان کے دیکھنے سے دل کی آنکھ عین الیقین اور ظاہری آنکھ معرفتِ خداوندی کا راز علم الیقین کی طرف لے جاتا ہے اور جو اس یقین سے بے یقین ہو۔ بیشک کافر ہو۔

تحقیق تجلّی

یاد رہے کہ تجلّی کی تحقیق محمدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء طریق سے کرنا چاہیئے اور ورودِ تجلّی کے برسنے کے وقت ارد گرد ناری شیطان بکثرت ہوتے ہیں۔ آدمی کو بدعت، شرک واستدراج اس مقام میں بے خبر دار رہ۔ اس مقام اور احوال میں مرشد دستگیر باخبر کھینچتا ہے زیر و زبر ہونے سے کہ گمراہی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اسم اللہ رفیق ہو جاتی ہے۔ پس متاعِ مشک کو ترک کر کے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء ابتدا و انتہا میں تمام و کمال ہاتھ میں لے کہ یہی دین ہے اور دوسری دعوت ریاست ہے اور دوسرا راز ہے ؎

دم مرداں باشد بمثل تیغ تیز
دعوت چوں تیر وہم از دل بخیز

سانس تیز تلوار کی طرح جاری رہتا ہے۔ اس کی دعوت جب دل سے نکلتی ہے تو تیر کی طرح ہوتی ہے۔

اس دعوت کو ننگی تلوار کہتے ہیں اور بیان کی کیا ضرورت ہے۔ کامل فقیر کو شروع کرنا چاہیئے اس میں کل مخلوقات اور انبیائے کرام اولیائے عظام کی

ارواح اور تمام مسلمانوں کی ارواح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے قاری ہیں اور حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیمات صحابہ کرام کے ساتھ کہ ایک لاکھ ستر ہزار اصحاب صفّہ اور اصحابِ بدر اور اہلِ عرب اور اہلِ عجم ہیں حاضر ہوتے ہیں اور موکل اور فرشتے اور اٹھارہ ہزار عالم حرکت میں آتے ہیں اور تمام طبقات اس کی قید میں ہو جاتے ہیں۔ اس دعوت سے کوئی دعوت سخت نہیں اگر بکثرت متواتر پڑھے تو قسم بخدا کہ ملائکہ اس ملک اور سرزمین کو ہلا کر پس پشت ڈال دیں اور اوپر نیچے کر دیں۔ اس دعوت کو کم از کم ایک دن اور اگر دشوار کام ہو تو تین دن پڑھے اور اگر زیادہ پڑھے تو قیامت تک عمل باقی رہے گا۔ جو شخص کلام الٰہی اور دعوت میں دعائے سیفی پر شک کرے وہ کافر ہے اس لیے کہ کلام ربّانی کی دعوت حقیقت پر مبنی ہے لیکن شرط یہ ہے کہ پارہ کشتہ نہیں ہوتا۔ اور بود سے نابود نہیں ہوتا اور کیمیا کے قابل نہیں ہوتا بجز کیمیا گر کابل کے۔ لہٰذا یہ دعوت بجز ہم نشینیٔ قبر اولیاء اللہ کے دستیاب نہیں ہوتا اور نہ اس کی رجعت ہو مرشد کی اجازت کے بغیر۔

تکثیر و اکسیر

معلوم ہونا چاہیے کہ صاحب دعوت عامل کامل کے لیے کچھ دشوار نہیں ہے کہ کسی بات کا قبضہ میں لانا اور تابع کرنا۔ علم اکسیر سے علم تکثیر زیادہ ہے۔ اَلْعِلْمُ تَکْثِیْرُ فَوْقُ الْاَکْسِیْرِ جو اس طریقہ سے دعوت دیتا ہے ظاہر محتاج اور باطن

میں غنی ہو جاتا ہے ؎

نفس را رسوا کند بہر از گدا
بر ہر درے قدمے زند بہر از خدا

فقیر ہر دروازے پر جا کر نفس کو ذلیل کرتا ہے۔ خدا کے لیے ہر دروازے پر جا کر قدم رکھتا ہے۔

اے سچے طالب! جاننا چاہیئے کہ قبر کی ہم نشینی سے قرآن پڑھنا مشکل کھول دیتا ہے اور باطن میں مجلس روحانی اور انبیائے کرام اولیائے عظام سے ملاقات حاصل ہوتی ہے اور مراتب حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام قم باذن اللہ اور اسم اعظم کے اولیاء اللہ کی قبر سے ملتے ہیں۔ اور الہام وحدانیت اور جاری ہونا ذکر و فکر قرآن سے حاصل ہو جاتا ہے۔ علم لدنی اور معرفتِ خداوندی اور علم کسی و رسمی قرآن مجید اور اولیائے رحمٰن کی قبر سے حاصل ہوتا ہے۔ اور تمام ملک مثل حضرت سلیمان علیہ السلام کے قید میں لانا اور ہر ظاہری و باطنی مقام اور عالمگیر بادشاہی دنیاوی قرآن سے اولیائے رحمٰن سے ظاہر اور حاصل ہوتی ہے اور آدمی عالم و عارف ہو جاتا ہے لیکن کامل مرشد کی اجازت سے کہ مراتب باطنی اولیاء اللہ صاحب دعوت کے بہت ہیں۔ اور دائمی طور پر باطنی چار لشکر اس کے اردگرد حفاظت کرتے ہیں اگرچہ وہ ظاہری آنکھ سے نہیں دیکھتے۔ اور وہ چار لشکر مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلا لشکر:۔ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اصحابِ کبار اور جمیع احباب کی روح کے ساتھ۔

دوسرا لشکر :۔ شہداء اور جمیع امامین شہیدین ابی محمد الحسن و ابی عبد الحسین۔
تیسرا لشکر :۔ فرشتوں کا جو موکل ہیں۔
چوتھا لشکر :۔ جنات کا۔

اور صاحب دعوت ولی اللہ ہر ہتھیار تیغ اور تیر کمان کے ساتھ اور سنان اور نیزہ اور کارد اور بندوق وغیرہ سے آراستہ ہوتا ہے۔ غیب الغیب سے جس کسی پر جذب و غضب و قہر کرے اس کا دشمن غیب سے جان پر زخم کھائے اور اسی ورد سے لقمہ جان ہو جائے۔ لیکن فقیر کو چاہیئے کہ باخبر، خدا ترس بار بردار رہے اور کسی کو تنگ نہ کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے :۔

مَنْ حَضَرَ ابِیْرَ الْاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ

جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے خود اس میں گرتا ہے۔

اللہ سے محبت و دشمنی کرنا

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے بغض کرے۔

جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کے دوستوں کو تنگ کرے گا دونوں جہان میں خستہ حال ہوگا۔ اور یہ کہ بعض لوگ دنیا والوں پر دعوت پڑھتے ہیں جیسا کہ کوئی شخص سانپ پر منتر پڑھے اور اپنے حکم میں لائے ایسا آدمی اللہ تعالیٰ کا دوست نہیں ہے جادوگر ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے کلام کو مخلوق کے رجوع کیلئے پڑھتے ہیں اور یہ مطلب

دل میں رکھیں کہ مسخر ہوں اور ان کے درم دینار نذر کے طور پر لیں صرف روزی اس طرح رکھیں اور رب تعالیٰ پر اعتبار ویقین نہ رکھیں وہ شرک و ریا میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے اور اس فرقہ سے نگاہ رکھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا

میری آیات کو کم داموں میں مت فروخت کرو۔

اگر نصیب دنیا میں ہوتا تو فرعون کا نصیبہ بہتر موسیٰ علیہ السلام سے بہتر ہوتا۔ نصیب والا وہ ہے کہ تمام عمر آپ کو ظاہری و باطنی عبادت میں تصرف کرے۔ چنانچہ معرفت نماز کی عبادت نماز کی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجیے کہ متاعِ دنیا بہت کم ہے۔

اور درم و دینار بخیل لوگ جمع کرتے ہیں۔ ؎

ہر کہ بر دینِ محمد شد فنا
می رسد در مرتبۂ اولیاءُ

جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین پر جان دے دی۔ وہ اولیاء کے مرتبہ و مقام کو پہنچ گیا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ تَکَلَّ بِغَیْرِ اللّٰہِ فَقَدْ ھَلَکَ

جس نے اللہ کے سوا کسی دوسرے پر بھروسہ کیا وہ ہلاک ہوا۔

جاننا چاہیئے کہ صاحب دعوت جو کامل ہو، زکوٰۃ و نصاب دور بدور اور بدل ختم کی ضرورت نہیں ہے اور قرأت کا وقت پہچاننا اور قیام کی جگہ، رجعت، عدد، نیک و بد کا حساب، ترک حیوانات جمالی، جلالی اور کمالی کہ یہ تمام وساوس و خطرات رجعت ناقصوں سے پیدا ہوتے ہیں اس لیے کہ حاجت کے مابین حسبتہ اللہ، اللہ کا نام لاتے اور مخلوق کے لیے پڑھتے ہیں اور روپیہ پیسہ لیتے ہیں ۔

با موکل دائرہ عدد و حساب
از بروج کوکبش شد اکتساب

موکل کے لیے حصار ہے عدد اور حساب ہے۔ اس کے ستارے کے برج سے اس کو حاصل کرتا ہے۔

بہتر آں باشد کہ با حق راز کن
تا ترا حاصل شود آواز کن

سب سے بہتر یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ راز داری کرے تاکہ تجھ کو کُن کی آواز سننا میسر ہو جائے۔

کُنہ حق دریاب دریا دل شوی
در ہر قدم ہمچو حبابش می روی

حق کی حقیقت کو حاصل کرنے کی کوشش کر تاکہ تیرا دل دریا ہو جائے کہ ہر قدم کے ساتھ بلبلہ کی طرح تیرتا ہوا چلا جائے گا۔

ہر ز موجش دُرّ از دریا کشی
موج دم دُر یک شود یکتا شوی

حُجرۂ دل

جاننا چاہیئے کہ ذکر، فکر، مراقبہ، محاسبہ اور حجرہ خلوت یہ تمام مراتب خام اور ناتمام ہیں اس لیے کہ حجرۂ دل اور خلوت حجرۂ خاک اور خلوت سے بہتر ہے۔ کیونکہ حجرۂ خاک کمتر ہے جس نے پایا حجرۂ دل سے پایا اور جس نے پایا دل سے یا گل سے دُور ہو گیا بلکہ گل کے حجرہ میں چالیس دن بیٹھنا جہالت ہے، شرک و کفر ہے کس لیے کہتے ہیں کہ یہ بات مجھے چلّہ سے حاصل ہوئی ہے۔ خدا کو بھول جاتے ہیں اس وجہ سے حجرہ اور خلوت تمام استدراج ہے بہتر نہیں ہے کہ شریعت ظاہرہ کے ساتھ نماز، سنّت، جماعت اور باطنی طاقت کے ساتھ طریقت و حقیقت و معرفت ظاہر بخلق اور باطن خالق کے ساتھ۔ ہاں چار مرشد ہونے چاہئیں:

مُرشدِ اوّل: شریعت محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلم۔

مُرشدِ دوم: مُرشدِ طریقت ہے۔

مُرشدِ سوم: مُرشدِ حقیقت ہے۔

مُرشدِ چہارم: مُرشدِ معرفت ہے۔

اور اگر ایک ہی مُرشد سے یہ چاروں مقام حاصل ہوں تو اُسی سے یکتائی کا سبق حاصل کرے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

معرفتِ خداوندی کا تمام ہونا یہ ہے کہ فقرِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلم وہ راستہ ہے کہ وہ راستہ حضور نبی پاک صلّی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

گر بنگرم گر بنگرم جاں رود چوں بنگرم
حیراں در کارے شدم یا بنگرم یا جاں دہم

اگر میں دیکھوں۔ اگر میں دیکھوں تو جان چلی جاتی میں جب بھی دیکھوں تو اس معاملے سے حیران ہوں کہ دیکھوں یا جان دُوں۔

جاننا چاہیئے کہ راہِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلم تماشا دیکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ مخلوق کے شور اور ہرزہ گردی میں ہے کہ فقیرِ محمّدی سے بہت دُور ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ

تم پھر اس زندگی کے بعد مر جاؤ گے پھر تم قیامت کے دن اُٹھائے جاؤ گے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ کے نام کے ساتھ مشغول رہ کیونکہ بروزِ محشر ذاکر، عارف قبر سے ذکرِ خداوندی کرتے ہوئے اٹھیں گے اور بغیر حساب اور بغیر عذاب جنّت میں داخل ہوں گے کلمۂ طیّبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ محمد رسول اللہ کی برکت سے۔

علمِ تکثیر

دعوت کی دوسری ترتیب یہ ہے کہ اوّل علم دعوت آدمی کو چاہیئے۔ علم دعوت علمِ تکثیر کا نام ہے اور جو علمِ تکثیر میں عامل ہو نہ اُسے رجعت ہو نہ اُسے زوال ہو علمِ تکثیر سے مندرجہ ذیل چار علوم کا انکشاف ہوتا ہے :۔

پہلا علم :۔ علمِ تفسیر ہے۔

دوسرا علم :۔ علمِ اکسیر ہے۔

تیسرا علم :۔ علمِ تاثیر ہے۔

چوتھا علم :۔ علم کلیہ تزکیہ، تصفیہ اور تخلیہ ہے۔

یہ وہی روشن ضمیری اور مراتب کیمیا نظری ہیں کہ نظر کے ساتھ مردہ دل کو زندہ کرتے ہیں کہ اس کا دل آوازِ بلند کے ساتھ اللہ اللہ پڑھتا ہے۔ اور کیمیا نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں جاہل کو عالم بنا دے۔ اور ایسا علم عطا کرے کہ ہر علم سے کشف ہو۔

نظرِ کیمیا

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں یہ نگاہ کیمیا نہیں ہے نگاہ کیمیا وہ دل ہے جو دل کو زندہ کرے اور دل کبھی نہ مرے، نور کو ذکر سے منور کرے جو کوئی، نور، نور کو پہچانتا ہے تو وہ حضور پُر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نور سے مشرف ہو جاتا ہے یعنی حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی تمام متابعت کو اُٹھا دے یعنی سنتِ محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والثناء کو زندہ کرے اور بدعت کو مارے اسے ماسوا اطاعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جادۂ حق کے اور آپ کے راز کے کچھ بھی چھا نہ لگے۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسندیدہ ہے اور معرفتِ خداوندی تک پہنچا ہوا۔ درحقیقت یہی فقیری ہے۔

علماء و فقراء کی تخلیق

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے۔

خُلِقَتِ الْعُلَمَآءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَآءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

علمائے کرام کو میرے سینہ سے پیدا کیا گیا اور سادات کو میری پشت سے پیدا کیا گیا۔ اور فقراء کو نور الٰہی سے پیدا کیا گیا۔

اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ۔ یعنی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ بموجب اس آیہ کریمہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔

اور تو اپنے نفس کو صبر میں ڈال دے ان لوگوں کے ساتھ کہ بلاتے ہیں اپنے پروردگار کو صبح و شام خاص اس لیے اور مت ہٹا آنکھ اپنی ان سے کہ ارادہ کرتے ہیں دنیا کی زینت کا زندگی کے لیے اور ان لوگوں کی اطاعت نہ کر کہ جن کا ذکر ہمارے ذکر سے غافل ہے اور اپنی خواہشات کے تابع ہیں اور اس کا امر ہے۔

مسکین کون؟

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ۔

اے اللہ مجھے مظلوم بنا اور ظالم نہ بنا۔ مجھے مسکین رکھ اور مسکین مار اور میرا

حشر مساکین کے زمرہ میں کر۔

مسکین وہ ہے کہ ماسویٰ اللہ نام کے اپنے ملک میں کچھ نہ رکھے یا یہ کہ اس کا ملک خاک ہے زمین پر جہاں بیٹھ جائے۔ پس مسکین فقیر عارف باللہ کو کہتے ہیں اور اولیاء مفلس فی اللہ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حلالُھا حسابٌ وحرامُھا عقابٌ۔ مشہور ہے۔ اور ولی اللہ مفلس ہے کہ وہ کسی کو شمار میں نہیں لاتا اور نہ کچھ رکھتا ہے اور نہ منہ حساب کے میدان میں لاتا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ

خبردار! تحقیق اللہ کے دوستوں کو کچھ خوف نہیں اور نہ غمگین ہونگے۔

اور اولیاء اللہ ان احوال سے پہچانا جاتا ہے کہ دائمی طور پر اللہ کے ساتھ غرق ہو اور سر سجدہ کے لیے اور تن اطاعت کے لیے اور زبان ثناء کے لیے اور دل ذکر کے لیے اور آنکھ دیکھنے کے لیے ارواح فکر و فیض کے لیے جیسا کہ آفتاب کا واسطہ ہے اور قدم مومنین کی زیارت کے لیے اور کمر ہر امر معروف کے باندھنے کے لیے اور کان اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کے لیے رکھتا ہو۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

پس ولی اللہ عارف باللہ کو سرود اور نغمہ مطرب اور حسن پرستی مطلق خلاف ہے کہ ان ناشائستہ امور کے وجود میں کہاں جگہ دے ؎

غیر مولیٰ نیست در دل جائے من
ہر چہ بینی غیر مولیٰ راہزن

اللہ کے سوا میرے دل میں کسی کے لیے جگہ نہیں ہے۔ اللہ کے سوا جو کسی اور چیز کو دیکھے وہ ڈاکو ہے۔

ایں سرود نغمہ ہست از نفس ہوا

طالباں ایں ہوا دُور اَز خدا

یہ نغمہ اور راگ نفسانی خواہش ہے۔ اس خواہش کے طلب گار خدا سے دُور ہیں۔

اور جو شخص معصیت سے باز نہ آئے اور شب و روز پشیمان نہ ہو اور توبہ کرے معلوم ہوا کہ اس پر نفس غالب ہے۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ ہر روز اسم اعظم پڑھے۔ اور دل میں فکر کے ساتھ ذکر کرے کہ اس کی لذّت سے اور ذکر کے غلبہ سے مغلوب ہو اور تمام عمر گناہ نہ کرے اور جو معرفت کی راہ سے سلب ہُوا ہو یا معرفت کی راہ اس کو نہ کھولے اور ہر ذکر اور ہر عبادت سے اس کو حجاب ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ اسم اللہ کا تصور زبان کے ورد کے ساتھ اور رُوح کے ورد کے ساتھ پکڑے اور پڑھے۔ اس کا حال، حال پر اور کشائش پر ہو جائے گا اور معرفتِ خداوندی حاصل کرے گا۔ وہم و فہم میں نہیں سمائے گا۔ اور جس کسی کی دعوت جاری نہ ہو اور جو پڑھے رجعت پیدا ہو۔

طریقِ ذکرِ الٰہی

اس کا طریق یہ ہے کہ آدمی رات کو جنگل میں جائے اور دریا کے کنارے پہنچے اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی رُوحِ پاک کے لیے دوگانہ پڑھے

اور لفظ اسم اعظم اللہ کا اسم محمد کے ساتھ چند بار تکرار کرے تا کہ اس کے دل کی سیاہی دور ہو۔ اور موکلان جنونیت اہلِ اسلام خاکیوں کے ارواح کے ساتھ باطن میں اس کے ساتھ مصافحہ کریں اور مقصد کو پہنچیں اور اس کا نفس اطاعت گزار ہو۔ ے

نفس چوں غالب شود بر دل کہ تعبیرش میرس
شحنہ چوں ظالم شود دہ را خرابی اکبراست

جب نفس دل پر غالب ہوتا ہے تو دل کی حالت کو مت معلوم کر کہ جب کو توال ظالم ہو جائے تو دہات کی بہت بڑی خرابی کا سبب ہے۔

تین مقام

جاننا چاہیئے کہ مندرجہ ذیل تین مقامات سے نکلنا نہایت مشکل ہے :۔

پہلا مقام :۔ دنیادار سے تارک و فارغ ہونا مشکل ہے جس طرح کہ کفار کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ کہنا مشکل ہے۔

دوسرا مقام :۔ اہلِ کشف کو ہر مرد کے ساتھ اخلاص کرے رجوعاتِ مخلوق کے لیے اور دنیا کی زیادتی۔ یہ طریقت کا مقام ہے اور طریقت کے مقام میں بالکل نفس کی آسائش ہے نام و ناموس کے ساتھ۔ حقیقت معرفت کی شناخت بہت محال ہے کہ اہلِ طریقت آپ کو حضور جانتے ہیں لیکن بہت دور ہیں بجز مرشد کامل کی دستگیری کے کب حضور رہو سکتا ہے۔

تیسرا مقام :۔ دعوت خواں کا وجود خام کو مشکل ہے کہ بعض دعوت خوانی سے

مؤکلین جنونیت دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض پریشان و سرگردان دائمی طور پر سیر و سفر میں اور بعض دعوت سے اہلِ بدعت اہلِ شرب بے نمازی مطلق جنونیت عالم غیب سے خراب اور بعض کو فقر مکب۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرِ الْمُکِبِّ۔ میں اللہ کے ساتھ مکب سے پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :۔ اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ۔ فقر دونوں عالم کی روسیاہی ہے۔ اور بعض کو دنیا دعوت سے حاصل ہوتی ہے جیساکہ خزانہ ظاہر و باطن۔ یہ بھی دعوت سے رجعت کھاکر ہوتا ہے کہ دنیا کا تمام وکمال ہونا فرعون کے مراتب ہیں کہ وہ اور شرک میں پڑ جائے کہ کسی مفلس نے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی "میں تمہارا رب ہوں" نہیں کہا اور دعوت دریائے عمیق ہے اور صاحبِ توفیق کے لیے پڑھنی ضروری ہے اور صاحبِ توفیق ولی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حرف کے تصور میں رہے حتیٰ کہ بیہوش ہو جائے اور اس کے گہرے دریا میں غرق ہو جائے اور مشاہدۂ تجلیات کی تحقیقات کرے کہ اس کا باطن ظاہر ہو یا اُس کے حروف سے دل میں الہام ہو۔ پھر جب اس حال پہ پہنچے تو جان لے کہ یہ حرفِ اعظم ہے۔

پس اے طالب! معلوم ہونا چاہیے کہ تیس حرف عرشِ اعظم کے اردگرد جو تحریر ہیں پس انھیں تیس حروف سے تیس ہزار علم پیدا ہوئے ہیں اور ان علوم کو ماسوا حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے دوسرا نہیں جانتا۔

حرف الف کا کمال

یاد رہے کہ علم کشف، علمِ معرفت اور علم لدنی کو بغیر حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی اجازت حاصل نہیں ہوتا اور نہ بغیر مطالبہ حرف و عرش کے کسی کو حاصل ہوتا ہے۔ پس جو کوئی ان میں سے ایک حرف کو عرش کے حروف سے حاصل کرے تو اُس پر لازم ہے کہ حرفِ الف سے حاصل کرے پس جو کوئی حرفِ الف سے حاصل کرے گا وہ ہرگز کامیاب و کامران نہ ہوگا اور نہ ہی منزلِ مقصود پر پہنچے گا۔

صوفیائے کرام کا قول ہے کہ حرف الف کا تعلق ذات سے ہے اور باقی جو حروف ہیں وہ تمام کے تمام الف کی صفات ہیں۔ پس جب طالب کو ذات سے تعلق پیدا ہو جائے گا تو صفات خود بخود حاصل ہو جائیں گی اور سراپردہ ظاہری و باطنی آنکھ کا اس علم سے واضح اور روشن ہوتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ اس علم کے تیس حروف سے ایک حرف مثل دائرہ حاضرات روحانیات کے کشف و کرامات اور مقاماتِ ذات و صفات اور صفات کل و جز کا قصور اور تصرف میں ہے اور ان تیس حروف کی تیس کلید ہیں۔ ان کلید وں کو صاحبِ خزانہ جانتا ہے اور کیا جانے اہلِ تقلید سے کہ یہ وہ راہ ہے اگر کسی کو نصیب نہ ہو تو وہ بے نصیب ہے پس نصیب تیس حروف کے علم سے ہے اور جو کوئی اس علم کو شب و روز مطالعہ میں لاتا ہے تو یہ مطالعہ لوحِ محفوظ پر لے جاتا ہے اور لوح کے مطالعہ سے اللہ میں غرق ہوتا ہے اور اللہ میں غرق ہو کر عارف باللہ ہو جاتا ہے اور عارف باللہ

کا بہت اُونچا مرتبہ ہے جو وہم و فہم میں نہیں سماتا ہے

فرشتہ گرچہ دارد قرب درگاہ
نہ گنجد در مقام لی مع اللہ

فرشتہ اگرچہ اللہ کی بارگاہ میں مقرب ہے مگر وہ لی مع اللہ کے مرتبہ تک رسائی نہیں رکھتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ

مجھے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ اس میں مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں سماتا۔

اور علمِ منطق، علم معانی اور جو علم جس کا تجھے علم ہے اور پڑھتا ہے۔ علم ظاہری، علمِ باطنی اور معرفتِ خداوندی سے ان تیس حروف میں سے کوئی چیز بھی باہر نہیں ہے۔ لیکن مرشد و اُستاد کا کامل ہونا ضروری ہے جس طرح سورہ مزمل پڑھنے والے سے، جو کوئی سورہ مزمل پڑھتا ہے وہ دونوں جہان میں کامل ہوتا ہے اور مکمل بنتا ہے۔ وہ تیس حروف مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱	۲	۳	۴
تصور ا	تصور ب تصرف	تصور ت تصرف	تصور ث تصرف
۵	۶	۷	۸
تصور ج تصرف	تصور ح تصرف	تصور خ تصرف	تصور د تصرف

۹	۱۰	۱۱	۱۲
تصوّر ذ تصرف	تصوّر ر تصرف	تصوّر ز تصرف	تصوّر س تصرف
۱۳	۱۴	۱۵	۱۶
تصوّر ش تصرف	تصوّر ص تصرف	تصوّر ف تصرف	تصوّر ط تصرف
۱۷	۱۸	۱۹	۲۰
تصوّر ظ تصرف	تصوّر ع تصرف	تصوّر غ تصرف	تصوّر ف تصرف
۲۱	۲۲	۲۳	۲۴
تصوّر ق تصرف	تصوّر ک تصرف	تصوّر ل تصرف	تصوّر م تصرف
۲۵	۲۶	۲۷	۲۸
تصوّر ن تصرف	تصوّر و تصرف	تصوّر ہ تصرف	تصوّر لا تصرف
	۲۹	۳۰	
	تصوّر ع تصرف	تصوّر ی تصرف	

یہ تیس حروف عرش کے گرداگرد رقم ہیں اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات اس میں دائمی طور پر رہتے ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے بغیر جاری نہیں ہوتے اور عمل میں نہیں آتے اور تاثیر نہیں کرتے ایک یہ کہ سات حروف تلوار کے لیے ملک کے بادشاہ کو قید میں لانے کے لیے اس لیے کہ بادشاہ اللہ کا سایہ ہے اور سات حروف مطلق کلید ہیں کہ خزائنِ الٰہیہ ظاہر و باطن فقیر صاحبِ ظہیر اولیاء رحمٰن کے حوالے ہیں۔ اور سات حروف دعوت

موکل اور جنون اور ارواح خاکیوں مسلمانوں کی قید میں لانے کو اور ہر علم کی کشائش اور دنیا کے درجات کی ترقی کو کہ یہ بندوں کے مراتب ہیں اور ان میں سے ہر ایک مرشد کامل عرش اعظم کے حضور میں، خواب میں یا مراقبہ میں لے جا کر اگر لوح سے واقف نہ کرائے اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اجازت نہ دلائے اور مطالبہ کو پہلے روز سے نصیب نہ کرائے تو وہ مرشد نہیں ہے۔ مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے بلکہ مرشدی اور طالبی میں اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا راز ہے۔ اللہ بس ما سوی اللہ ہوس۔

حروف کی اقسام

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ تیس حروف چار اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم:۔ سات واسطے توحیدِ خداوندی مراتب باطنی کے۔

دوسری قسم:۔ سات حروف واسطے کے علم ظاہری اور تفسیر قرآن مجید کے۔

تیسری قسم:۔ سات حروف واسطے علم دعوت تکثیر کے۔

چوتھی قسم:۔ نو حرف واسطے اکسیر کیمیا کے۔

جو ان حروف کو پڑھے موکل حاضر ہوں۔ آواز دیتے ہیں اور ترتیب کیمیائی درست کرتے ہیں کہ اس کے ہرگز خلاف نہیں ہوتا۔ سب کام آسان ہے اور دنیا فانی قابلِ اعتبار نہیں۔ اور شب و روز ہے اور ہمیشہ ہوس کیمیائی کی طلب میں مرے ہیں اور مطلب تک رسائی نہیں ہوئی اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں پس مولیٰ کی طلب کر جو مولیٰ کو طلب نہیں کرتا وہ مجنون محجوب و مجذوب ہے۔

دعوت کی دوسری ترتیب

دعوت کی دوسری ترتیب یہ ہے کہ ویرانہ میں جائے کہ جہاں ریگ ہو اور اس میں روضۂ پاک آراستہ کرے اور قبر مبارک بنائے۔ نمونہ کے طور پر درج کیا گیا ہے جو روضہ انور کے گرد تحریر ہے۔ انشاء اللہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پاک کی حرمت سے ہر کام میسر ہوگا جو شک کرے وہ کافر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ اور پڑھتے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوح پاک حاضر ہوتی ہے بلکہ شرح مطہرہ کے مطابق پڑھنے سے زیارت خداوندی ہوتی ہے اور جواب بھی پاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	الٰہی بحرمت روضۂ مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاحب جود و کرم کارم دینی و دنیاوی رد المقصود	لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] الٰہی بحرمت حضرت عثمان	الٰہی بحرمت مدینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزار سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ مزار سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جانب پا — مزار مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ ... آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا	[illegible] امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم الٰہی بحرمت حضرت علی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم	الٰہی بحرمت پنجتن پاک و چہاردہ معصوم و دوازدہ امام مقصود دارین حاصل گرداں	لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
[illegible]	و بحرمت سیدنا محمد عبد اللہ ابن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف علیہ الصلوٰۃ والسلام	[illegible]
حق	و بحرمت مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادھما اللہ تعالیٰ شَرَفًا و تَعْظِیْمًا۔	ھو

دعوتِ علم اکسیر

جاننا چاہیئے کہ اگر کوئی خواہش مند ہو کہ دینی اور غیر دینی اُمور علم اکسیر کی طرح اشارہ کے ساتھ بہت جلد مقصود کو پہنچے، مہم اور کار بستہ اس طریقہ کے ساتھ پڑھنے سے ایک دم میں یا ایک لحظہ میں شب و روز میں یا انتہا ایک ہفتہ تک حاصل ہو تو لازم ہے کہ رات کے وقت یا دن کے وقت کسی ریگستان میں جائے اور اس ریگ پر قبر بنائے اور پھر اس کے اردگرد پانچ اسماء تحریر کرے اور ہر چہار طرف حضور پُر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا نام مبارک تحریر کرے۔ اور پھر چاروں طرف صحابہ کرام کے اسمائے مبارکہ مثل حضرت ابوبکر صدیق، حضرت فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہم اور بعد ازاں دوگانہ نفل نماز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع صحابہ کرام شروع کرے۔ پہلی رکعت میں چھ دفعہ سورہ یٰسین اور دوسری رکعت میں پانچ دفعہ پڑھے اور نماز کے آغاز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مع صحابہ کرام حاضر جانے جو نیت ہوگی اس کا پھل حاصل ہوگا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

جانب سر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ

دعوت کا طریقہ

ط طالب طمع از جان بر دارد و از حرف ط طاعت بسیار کند	ا- طالب صادق صدق الاصفیا باشد از حرف ا ارادہ صادق دارد	ل- طالب لایحتاج لاف زند از نفس انصاف دہد از حرف ل لائق لقاء رب العالمین شود	ب- طالب بد نخش از دہانش بزاید مثل آئینہ رونماید و از حرف ب دائم با ادب باشد
م مرشد، از حرف م مرد میدان ازل و ابد پہلوان دفع کند و از خاک و نفس شیطان محو معرفت عارف باللہ	ر و از حرف ر رازبخش رب العالمین	ش و از حرف ش شاہد حال در وصل حق لازوال	د و از حرف د دوام غرق بحق باشد

مرشد کی تشریح

جو مرشد طالب الٰہی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر کروادے وہ مرشدِ حقانی ہے ورنہ وہ شیطانی کی طرح ہے۔ صاحبِ نظر مرشد چار نظر سے ناظر ہوتا ہے:۔

پہلی نظر:۔ اللہ کے وصال کو حضوریٔ حق کہتے ہیں۔

دوسری نظر:۔ صاحب نظر متوجہ رازِ حقیقی ہے۔

تیسری نظر:۔ علماء کی طرف عامل نظر کرے تو علم باطن معرفتِ خداوندی واضح ہو۔

چوتھی نظر:۔ بغیر ریاضت، بغیر محنت بغیر ذکر و فکر بغیر مراقبہ بغیر محاسبہ اور بغیر مکاشفہ صاحبِ خزانہ ہوں اور علم معرفت کو سینہ میں لائے۔ علم رسمی سینہ سے زبان کھل جائے۔ اور اگر صاحبِ نظر توجہ سے سرِّ الا اللہ کے جاہل کی طرف نظر کرے تو ظاہری علم اس پر ظاہر ہو جائے جس طرح کہ حضرت خضر علیہ السلام پر ظاہر ہوئی۔ اگر صاحبِ نظر دنیا دار کی طرف نظر کرے تو اس کے دل پر خوفِ خداوندی اور حساب کے روز کا خوف ایسا پیدا ہو کہ بیک وقت دنیا کو ترک کر دے اور فقیری میں قدم رکھے اور تمام عمر فقرِ محمدی میں قدم رکھے اور واصلین خداوندی سے ہو جائے اور اگر مفلس و عاجز کی طرف نظر کرے تو ایسا غنی ہو جائے کہ تمام عمر کسی غیر کا محتاج نہ ہو۔ مگر ایسا ناظر خام ہے کیونکہ دنیا کی بسیاری خواری ہے۔ ناظر اُسے کہتے ہیں کہ اس سے ناظر کے تمام مطالب پیدا ہوں۔ ایک نظ

میں اپنے طالبین کو اسرارِ ربوبیت پر پہنچائے۔ مثل مجموعہ پانچ نظر کے بالا مرقوم ہوا۔ اس کی ایک نظر میں ہو۔ ؎

چوں پنج نظرش یک نظر شد یک وجود
از پنج پنجہ پنج گنج یافت زود

جب پنج تن اس کی نظر میں ایک وجود ہو گئے تو ان پنج تن سے ہاتھ میں بہت جلد پانچ خزانے پائے گئے۔

ہر کہ خود را داد نظرش باخدا
نظر اللہ می برد آنرا آنحضرت مصطفٰے

جس نے خود کو اس کے سپرد کر کے اللہ پر نظر رکھی اس کا اللہ پر نظر رکھنا دربار مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء تک پہنچا دے گا۔

جو یکتائی سے نظر کی یکتائی کے ساتھ اللہ تبارک و تعالٰی تک پہنچا تو خودی اور بدخوئی اس کے وجود سے اُٹھ جاتی ہے۔ مرد ہے زندہ ہوتا ہے کہ اس مقام میں ہستی مع اللہ ثواب اور نیستی مطلقاً عذاب ہے۔ یعنی ہستی اسلام برحق ہے اور نیستی کفر باطل ہے۔

کامل مرشد وہ ہے کہ جو اللہ تبارک و تعالٰی کی طرف لے جائے اور ناقص مرشد شیطان ہے وہ باطل کی جانب کھینچتا ہے یعنی حق اور باطل سے۔

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ حق کس کا نام ہے اور باطل کیا ہے یعنی حق فقرِ محمدی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے اور باطل دنیا ہے جو فرعون کا مال ہے۔ جس پر فرعون نے فخر کیا ہے اور شیطان و انسان کی مجلس اچھی نہیں لگتی۔

حقیقتِ شیخ

اللہ ربّ العالمین جل مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا :۔

جَعَلْنَا شَیْخُ الْکَامِلَ نَافِعَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا نَبِیَّ اٰخِرِ الزَّمَانِ

وَجَعَلْنَا شَیْخُ النَّاقِصَ خَاسِرَ الْاِنْسَانِ کَمَا جَعَلْنَا رَجِیْمَ الشَّیْطَانَ

ہم نے شیخ کامل کو نفع پہنچانے والا انسان پیدا کیا جیسا کہ آخر الزمان نبی کو پیدا کیا۔ ہم نے ناقص پیر کو خسارہ میں ڈالنے والا انسان جیسا کہ رجیم شیطان۔

جاننا چاہیئے کہ سات سالہ خدمت مرشدِ کامل کی بہتر ہے تمام عمر کی عبادت سے جو عبادت بکثرت ہو۔ مرشد کی اطاعت سے انسان ہو جاتا ہے پس ایک ساعت ساعتِ دوام سے بہتر ہے کہ کسی وجہ سے نفس مخالف نہیں چلتا۔ اور آدمی کو نفس سے چھٹکارہ نہیں ہوتا ماسوا خاص اخلاص کے حصول کے۔

حدیث قدسی میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے :۔

کُلُّ الْعَالَمِیْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْعَامِلِیْنَ وَکُلُّ الْعَامِلِیْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْخَائِفِیْنَ وَکُلُّ الْخَائِفِیْنَ اَمْوَاتٌ اِلَّا الْمُخْلِصِیْنَ۔

تمام جہان مردہ ہیں مگر عامل اور تمام عامل مردہ ہیں مگر ڈرنے والے اور تمام ڈرنے والے مردہ ہیں مگر خالص لوگ۔

یاد رہے کہ خالص خاص وہ ہے کہ اس کے وجود میں مخفی ذکر بے قیاس ہو جیسا دریا چلنے پانی کا بلکہ اس کی ہر رگ ایک دریا اور ہر رونگٹا ایک موج مارے۔ اللہ اللہ

اللہ اللہ کی خود آواز سنے اور دوسروں کو بھی سنائے۔

لفظ طالب کی شرح مندرجہ ذیل ہے:۔

ط سے طیرِ وجود، جو کہ طیرِ وجود کے ساتھ ہے وہ ایک وجود واجب الوجود کے ساتھ ہے۔

الف سے امان اللہ ہے۔

ل سے لایحتاج ہے۔

ب سے نفس سے بہرہ نہ ہونا ماسوا اپنے وجود کے گوشت کھانے کی لذت کے۔

لذتِ گوشت

جاننا چاہیئے کہ دنیا میں چار گوشت اور چار اس کی لذات ہیں جیسا کہ واقع ہوا ہے:۔

لَحْمٌ بِاللَّحْمِ وَ لَحْمٌ فِی اللَّحْمِ وَ لَحْمٌ فَوْقَ اللَّحْمِ وَ لَحْمٌ کُلُّ اللَّحْمِ۔

ایک گوشت گوشت کے ساتھ اور ایک گوشت گوشت میں اور ایک گوشت گوشت پر اور گوشت کل گوشت۔

ہر کہ بخورد گوشت جان خویش را
صد ہزاراں لذتِ درویش را

جو اپنی جان کے گوشت کو کھاتا ہے تو ایسا درویش ایک لاکھ ذائقہ پاتا ہے۔

جو کوئی واحدانیت کی تحقیق سے ظاہر و باطن میں ہر چہار ذکر کے ساتھ ایک وجود

نہیں ہوتا وہ ذاکر نہیں ہے۔ جو کوئی حب دنیا سے سرگرداں ہو کر نہ نکلے تو شب و روز اس کو حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کی ملازمت میسر نہیں ہو سکتی۔ اور لائق ارشاد مرشد وہ ہے کہ جو طالب الٰہی کو سات اشیاء سے نکل دے:۔

پہلی چیز:۔ گانے بجانے کے شوق سے اگر آواز داؤدی لحن کی کیوں نہ ہو۔

دوسری چیز:۔ غفلت سے اور غفلت ملکِ دنیا سے ہے۔

تیسری چیز:۔ بخل سے اگرچہ بخیل کے پاس قارون جیسا خزانہ ہو پھر بھی سیر نہ ہو۔

چوتھی چیز:۔ قیل وقال سے۔ اگرچہ قیل وقال علم وفقہ کے مسائل کی ہو۔

پانچویں چیز:۔ ہوا سے۔ اگرچہ ہوا عرش کی سیر کی ہو۔

چھٹی چیز:۔ نماز چھوڑنے سے۔ اگر نماز چھوڑنے والا شیطان کی طرح ہو اور صاحبِ شراب کو بھی نظر سے سیراب کرا دے۔

ساتویں چیز:۔ علم کے حصول سے اگرچہ علم بلعم باعور کا ہو۔

مراتبِ معرفت

معرفتِ خداوندی کے مراتب پر ایسا مستغرق ہو کہ ظاہری طور پر زبان بستہ ہو اور اگر زبان کھولے تو اللہ تعالیٰ کے نام سے کھولے۔ مرشدی اور طالبی میں بڑا اسرار ہے۔ حرکتِ قلب صوتِ جہر کے ساتھ ذکرِ قلبی نہیں ہے بلکہ یہ دل کی بیماری میں داخل ہے حتیٰ کہ دل سے سر ربوبیتِ حقیقی کے مشاہدہ کا پیدا نہ ہو اور ذکر جاری نہ ہو کچھ نہیں ہے۔ اور اگر طالب مرشد سے مولیٰ کی حضوری طلب نہ کرے تو وہ طالبِ مولیٰ نہیں ہے۔ اور جو مرشد کہ طالب کو ہمیشہ کی حضوری حاصل نہ کرائے وہ

مرشد نہیں ہے۔ اگر طالب مرشد کو ظاہر و باطن میں اپنی شہرگ سے نزدیک نہ جانے تو مقصد حاصل نہیں ہوگا۔ مگر حضوری کی اسمِ ذات کے تصوّر سے اور اسم محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصوّر سے یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور جو کوئی راہِ حق کے حضور سے منکر ہوا وہ کافر ہوا۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

دعوتِ اسمِ اعظم

اگر کسی شخص کو کوئی مشکل در پیش ہو اور کسی طرح آسان ہو تو لازم ہے کہ انگشت نر کے ناخن پر اسم اعظم تحریر کرے اور اُس پر نگاہ رکھے اور چند دفعہ پڑھے اور سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر پڑھے حقیقت کا علم ہو جائے گا اور اگر متواتر پڑھے گا تو کار بستہ کی کشائش ہو گی اور ہر مقصد بر آئے گا اللہ تبارک کی بخشش سے۔ اس دعوت کو طرفۃ العین کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص طالب الٰہی اسمِ اللہ کے تصوّر سے یا اللہ تعالیٰ کے فیض کی عطا سے یا مرشدِ کامل سے تزکیۂ نفس اور تزکیۂ قلب اور تجلیہ رُوح اور مشاہدۂ سر حاصل کرے تو ان علوم کی برکت سے طالب کا باطنی پردہ منکشف ہو جائے اور چشمِ معرفت ظاہر ہو جائے اور پردۂ ظلماتی کی تاریکی سے اسم ذات کی برکت کے ساتھ باہر آئے اور مشاہدہ طبقات زمینی و آسمانی کا عرش سے تحت الثریٰ تک نمودار ہو اور جو چیز آدمیوں پر مخفی ہے شرح کے طور پر اُسے دیکھے پھر باطن میں ظاہر ہو اور معرفتِ مولیٰ کی راہ سے ہر ایک کو شرح بتائے اور اُس کے احوال کو موافق قرآن و حدیث بیان کرے مگر تحقیقات کی راہ سے اسم ذات سے ایک مرتبہ ہاتھ میں آنا آسان نہیں ہے لیکن معرفتِ توحید کا دریا شروع سے آخر تک نظر رکھنا

دشوار ہے کہ معرفتِ خداوندی کے دریا میں دل کے ساتھ موج مارے اور طغیانی میں جوش وخروش سے رہے اور عارف باللہ خاموش۔ عارف مرد وسیع حوصلہ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کا صحبت یافتہ دریا پی جاتا ہے مگر اِن مقاماتِ معرفتِ خداوندی کو کم حوصلہ خود فروش کیا جانے اور عارف کا ہر رونگٹا شوق کے لشکر کا فوج فوج ہے ؎

مرد آں باشد بپوشد خویش را
راہِ عرفاں ایں بود درویش را

مرد کامل وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھے۔ درویش کے عرفان کا بس یہی ایک راستہ ہوتا ہے۔

طالب حقیقی کون؟

جاننا چاہیئے کہ ہر ایک مقام اس منزل کا مصائب سے پُر ہے کیونکہ راہِ فقیر باطنی کا طے کرنا آسان نہیں ہے بلکہ اس راہ میں کئی ہزار غار ہیں۔ یہاں کامل مرشد چاہیئے کہ صاحب صدق، یک دل، یک رنگ ہو لیکن صدق ویقین طالب کا ہمیشہ نفس کی نیکی وبدی ہے اور جو نیکی وبدی مرشد کا طالب وجاسوس ہے۔ وہ مدّعی سرکش مرشد کی جان کا دشمن ہے۔ مرشد کے اختیار سے نہیں ہوتا ہے۔ ایسے طالب مردود وبے مقصود کو طالب نہیں کہنا چاہیئے۔ اور طالب حقیقی حق کا پجاری، وحدانیتِ باری تعالیٰ کا مست ہزاروں میں ایک ہوتا ہے۔ ورنہ یوں تو شمار سے باہر ہیں۔ طالب ہونا آسان کام نہیں ہے۔ طلبِ مولیٰ میں بڑا راز ہے ؎

بیت

طالباں را از طلب معلوم کن
زاں طلب معلوم کردن ہر سخن

طالبوں کا حال ان کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنی طلب سے مجبور ہو کر ہر قسم کے سوالات کرتے ہیں۔

حقیقتِ طالب

جاننا چاہیئے کہ طالبین کو طلب سے معلوم کر اور اس سے ہر بات معلوم کر۔ طالب مردار دنیا مردار کے بے شمار ہیں اور خواہشات کے پجاری بھی بہت ہیں۔ طالبِ مولیٰ مثل مٹی کے اور مردہ نفس اور زندہ دل اور پاک رُوح ہوتا ہے۔ مرشد کے پاؤں کی مٹی پلکوں سے جھاڑتا ہے۔ اُس کا نفس نگاہِ مرشد سے کھنچ جاتا ہے۔ اگر طالب جانفشاں نہ ہو تو وہ طالب اپنے مطلب کا ڈاکو ہے۔

اے باہو! خبردار ہو جا۔ بُری صفت والا طالب مت بن۔ شیطانی کی صورت فریب دہ ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ بُرے کردار والے طالب اور عورت قحبہ خار سے دو عالم کی خرابی ہے بلکہ دشمنِ ایمان اور دوسرا شیطان ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

اے بنی آدم شیطان کی پوجا مت کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

حقیقتِ علم

جاننا چاہیئے کہ علم سے ہر چیز حاصل ہوتی ہے۔ اور علم کے معنی جاننا ہے۔ اور اس نے جانا دیکھا۔ اور جس نے دیکھا اعتقاد و اعتبار لایا۔ یعنی جاننے سے اور دیکھنے سے معرفتِ خداوندی حاصل ہوتی ہے اور وہ چشم اور چشمِ حق بین ہو جاتی ہے۔ اور علم بھی کئی اقسام میں منقسم ہے۔ علم رسمی یعنی زبان سے پڑھنا اور آنکھ سے دیکھنا اس میں سراسر شور و فغاں ہے۔ اور علم معرفتِ باطنی توحید خداوندی بغیر زبان کے پڑھنا اور بغیر آنکھ کے دیکھنا، مراقبہ میں غرق، مشاہدہ مطلق کے ساتھ سکوت۔

جاننا چاہیئے کہ فقر کی یہی راہ ہے کہ ابتدا میں دعوت اور مجاہدہ کرے۔ طالبِ الٰہی مجاہدہ کار دعوت سے عامل کامل ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے اس کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے کہ خون زبان سے نکل جاتا ہے، ہو جاتا ہے۔ اور جب طالب خداوندی مقامِ ذکر مقامِ فکر، مقامِ مراقبہ میں عامل کامل ہو جاتا ہے۔ از اں بعد مقامِ توجہ میں آتا ہے اور توجہ کا تعلق وہم سے ہے اور وہم خیال سے اور خیال قربِ وصال سے۔ مشاہدہ غرق فنا فی اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور جو اس مقام پر پہنچتا ہے اس کے وجود میں چون و چرا، غرور، خودی نہیں رہتی۔

کہتے ہیں کہ جو بادشاہ کا مصاحب بادشاہ سے کلام کرے وہ آدمیوں سے کلام نہیں کرتا۔ اگر زبان کھولتا ہے تو سوائے بادشاہ کی گفتگو کے اور کچھ اس کی زبان پر جاری نہیں ہوتا۔ پس عارف باللہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے ہم سخن ہوتا ہے دوسرے سے بات نہیں کرتا۔ خدا سے بات کرتا ہے۔ خاموشی اور تنہائی سے جگر

کے خون کو پیتا ہے اور خود سے بیہوش رہتا ہے اور دوسرے سے فراموش، بات ماسوا حق کے ادا نہیں ہوتی۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ

پس تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں۔

دوسرے کے ساتھ گفتگو کرنا باعثِ نقصان ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

ان لوگوں کی شان میں ہے اور ان کے مراتب اور احوال سے دنیادار مردہ دل اور پریشان ہے۔

محرومیتِ ذکر

معلوم ہونا چاہیئے کہ بکثر لوگ آپ کو ذاکر کہتے ہیں حالانکہ پانچ آدمی ذکرِ خداوندی سے محروم ہیں:۔

پہلا آدمی:۔ صاحبِ شُرب ہے۔

دوسرا آدمی:۔ طالبِ دنیا ہے۔ اگرچہ حلال رزق سے ہو۔

تیسرا آدمی:۔ جو فقر سے دوستی نہ رکھتا ہو یعنی بارگاہِ صمدیت میں فدا نہ ہو۔

چوتھا آدمی:۔ وہ جو اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول کو دنیا سے بہتر نہ جانے اور

اللہ کی راہ میں تصرف نہ کرے۔

پانچواں آدمی:۔ جو امر بالمعروف سے منکر ہو۔

حُبِّ دنیا کی خرابی

حضرت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

آلرِّیَاءُ وَالزِّنَاءُ وَشَرْبُ الْخَمْرِ وَحُبُّ الدُّنْیَا یَاکُلُ الْاِیْمَانِ کَمَا تَاکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔

ریا اور زنا اور شراب نوشی اور حُبِّ دنیا ایمان کو اس طرح چباتی ہے جیسا کہ آگ لکڑی کو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا عَلَی النَّارِ اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا۔

جس دن وہ لوگ پیش کیے جائیں گے جنہوں نے کفر کیا آگ کے سامنے کہ لے جاؤ تم اپنے طیّبات کو جو دنیا کی زندگی میں کیے تھے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بروز محشر بیگانوں کو کہ کوئی آرزو دل میں نہ چھوڑی ہو نہ حلال سے نہ حرام سے ان لوگوں کو آگ میں جلائیں اور کہو:۔

اَذْھَبْتُمْ طَیِّبٰتِکُمْ فِیْ حَیٰوتِکُمُ الدُّنْیَا

تم اپنے طیّبات کو لے جاؤ جو دنیا کی حیاتی میں کیے تھے۔

تمام مسرتیں اور تمنائیں جو دنیا میں تھیں تم نے دیکھیں آج بروزِ محشر تمہیں کفران

نعمت کی وجہ سے خوار کرنے والا عذاب ہے کہ تمہیں ہم خوار کریں۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ:۔

ترک دنیا مقامِ اعلیٰ اور قربِ خداوندی ہے جو اس مقام میں پہنچتا ہے وہ وہم وخیال میں نہیں سماتا۔

مرشدِ حقیقی کون؟

جاننا چاہیئے کہ مرشدِ حقیقی وہ ہے جو وجود باری تعالیٰ کے طالب کا اللہ کے نام سے ملائے اور مع اللہ میں شامل اور مقامات جزو کل ابتدا و انتہا طرفۃ العین میں ہر طریقہ سے دکھائے اور صاحب احوال بنائے۔ یہ طریقہ کامل مرشد کا ہے ورنہ مرشد خام ہے اور مرشدِ خام کا دستِ بیعت کرنا حرام ہے ؎

مرد مرشد فیض بخشد باعطا
مرشدِ نامرد ناقص خود نما

پیر کامل اللہ کی عطا سے فیض یاب کرتا ہے۔ پیر ناقص خود نمائی کرتا ہے اور نقصان پہنچاتا ہے۔

طالباں را طلب باید سرِ راز
ایں چنیں طالب بود چوں شہباز

طالبوں کو اسرارِ الٰہی اور رازِ خداوندی کی طلب ہونی چاہیئے۔ ایسا طالب شہباز کی مثل ہوتا ہے۔

چنانچہ سراپردہ ظاہری و باطنی کا اسم ذات اللہ سے ہے اور ہر حقیقت آیت قرآنی

سے اور علوم سے پہلے دل ظاہر اور روشن نہ کرے ناقص ہے۔ معلوم ہوُا کہ مرشدِ ناقص ناسوتی عامی آدمی ناقص و ناتمام ہے ؎

نفس دانی چیست دیو بس بزرگ
بر مسلمان تاختہ مانند گرگ

نفس کو تو جانتا ہے کہ وہ کون ہے وہ بہت بڑا شیطان ہے۔ وہ مسلمانوں پر بھیڑیئے کی مانند دوڑ کر حملہ آور ہوتا ہے۔

رُوح دانی چیست امر حق گذار
مطلع وے نیست جز آں کردگار

تو رُوح کو جانتا ہے کہ کیا ہے وہ اللہ کی معرفت کا خزانہ ہے۔ اللہ کے سوا رُوح کی حقیقت سے کوئی خبردار نہیں ہے۔

قلب دانی چیست گنج معرفت
از لطیفہ غیب شد در وے صفت

تو دل کو جانتا ہے کہ کیا ہے وہ اللہ کی معرفت کا خزانہ ہے۔ غیبی لطائف سے دل میں اوصافِ حمیدہ پیدا ہوتے ہیں۔

علم دانی چیست رہ دریافتن
پس بداں رہ سوئے حق بشتافتن

تو علم کو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے وہ راستہ حق کو معلوم کراتا ہے۔ اس کے بعد اس راستہ پر اللہ کی تلاش میں دوڑتا ہے۔

عقل دانی چیست نور روغن است
تیرگی دل ازاں روشن تر است

تو عقل کو جانتا ہے کہ وہ کیا ہے وہ نور کے لیے تیل کی مثل ہے کہ دل کی سیاہی اس نور سے نورانی و روشن ہو جاتی ہے۔

جذب دانی چیست بودن سوئے دوست
مشتغل بودن دراں در فکر اوست

تجھے معلوم ہے جذب کیا ہے وہ دوست کے ساتھ ہونا ہے۔ اس حالت میں اس کی فکر میں مشغول رہنا ہے۔

قال دانی چیست دائم ذکر دوست
مشتغل بودن دراں در فکر اوست

تجھے معلوم ہے قال کیا ہے وہ ہمیشہ دوست کا ذکر کرنا ہے۔ اس کو ہمیشہ اس کی فکر میں مشغول رہنا ہے۔

حال دانی چیست در حق گم شُدن
سر خود یکبار زیں عالم زدن

تجھے معلوم ہے حال کیا ہے وہ نُورِ خدا میں گم ہونا ہے اپنے آپ کو ایک مرتبہ اس عالم اسرار میں داخل کرنا ہے۔

صحو دانی چیست راہ پیمودن است
ہر زماں با سالکاں آسودن است

تجھے معلوم ہے صحو کیا ہے وہ اس کی طرف راہِ نوردی ہے۔ ہمہ وقت سالکوں سے مخلوقِ خدا کو آرام پہنچتا ہے۔

سکر دانی چیست مرگ معنوی
ہر زماں سوئے عدم دریا روی

تجھے معلوم ہے سکر کیا ہے وہ نفس کی باطنی موت ہے۔ ہمہ وقت عدم کے دریا کی طرف روانگی ہے۔

اُنس دانی چیست استغفار غیر
فارغ آید از سواد شر و غیر

تجھے معلوم ہے اُنس کیا ہے وہ غیر اللہ سے پناہ و دوری چاہتا ہے۔ وہ غیر اللہ کے شر اور محبت سے فارغ ہو جاتا ہے۔

کشف دانی چیست دیدن انجمال
محو گشتن در جمال ذوالجلال

تجھے معلوم ہے کشف کیا ہے وہ اس جمالِ جہاں آرا کا دیدار ہے۔ ذوالجلال کے حسن و جمال میں محو و گم ہو جانا ہے۔

سکر دانی چیست باشی مست اُوے
نیست گردے بعد ازاں در ہست وے

تجھے معلوم ہے سکر کیا ہے کہ تو اس کے دیدار سے مست و مدہوش رہے اس کے ہوتے ہوئے تیرے قریب اور کوئی کیا بلکہ تو خود بھی نہ ہو۔

ذوق دانی چیست خود را سوختن
شوق دانی چیست خود را در زدن

تجھے معلوم ہے ذوق کیا ہے وہ اپنے آپ کو آتش عشق میں جلانا ہے۔ تجھے معلوم ہے شوق کیا ہے وہ خود کو اس میں فنا کرنا ہے۔

شکر دانی چیست عجز و فکر اُو
بر عطائے کہ بخشید است اُو

تجھے معلوم ہے شکر کیا ہے عاجزی و انکساری سے اس کی فکر کرنا ہے۔ اس پر عطیات جو تجھ کو اسے عنایت فرمائے ہیں

سر دانی چیست بشنو یارِ من
بر سرِ کونین پشت پا زدن

تجھے معلوم ہے سر کیا ہے تو میرے دوست سُن لے دونوں جہان کے سر اور پیٹ پر لات مارنا ہے۔

جود دانی چیست جاں دادن بود
ترک غیرے اوست اندر جستجو

تجھے معلوم ہے جود کیا ہے وہ اپنی جان کا نذرانہ اس کی خدمت میں پیش کرنا ہے اس کی تلاش میں غیر اللہ کو ترک کر دینا ہے۔

جواب مصنّف ؒ

باھوا کثرت بود سلک و شمار
تا نہ گردد مرد فی اللہ جاں نثار

باھو سالکوں میں شمار اکثر اس طرح ہوتا ہے کہ مرد حق اپنی جان کی قربانی اس کی راہ میں کرتا ہے۔

راہ می شناسم از نظر
عارفاں حق بدند بہ از خضر

میں اس کی راہ کو ایک نظر میں جان لیتا ہوں کیونکہ عارف باللہ خضر سے بہتر ہوتے ہیں۔

خود شناسی

جاننا چاہیئے کہ اللہ ربُ العزۃ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم کی عارفین سے کسی طرح راہِ معرفت مولیٰ کی اور مشاہدہ تجلیات مخفی نہیں ہے کیونکہ عارف باللہ روشن ضمیر کیمیا تاثیر صاحبِ نظر اللہ تعالیٰ تک پہنچا ہُوا ہے۔ نادیدہ نہیں ہے۔ جس نے رب تعالیٰ کو پہچان لیا اس نے نامِ خداوندی میں خود کو مخفی کر لیا اور توحید میں غرق کر لیا۔ ؎

ہر کہ پوشد خویش را آں باخدا
ہر کہ خود با خود فرد شد سر ہوا

جو اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتا ہے وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ جو اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے وہ نفسانی خواہشات کے تابع ہوتا ہے۔

تا توانی خویش را از خلق پوش
عارفانے کے پسندد خود فروش

جب تک ہو سکے اپنے آپ کو مخلوق سے پوشیدہ رکھ۔ عارف حضرات اپنا سودا کرنا بیچنا کب پسند کرتے ہیں۔

عارف باللہ دائمی طور پر اسم باری تعالیٰ کے ساتھ ہم سخن ہے۔ اگر عارف باللہ کا کوئی سر گردن سے جُدا کر دے تو دم نہیں مارے گا اور کسی سے کلام نہیں کرے گا بجز حکمِ خداوندی دستِ بیعت اور تلقین قبول کرنا مرشد کامل سے فرض، واجب اور مستحب کے لیے ہے کہ ذاکر زندہ دل کے دل پر شیطان غالب نہ ہو۔ ذاکر اللہ تعالیٰ کے وجود میں شیطان داخل نہیں ہوتا۔ کیونکہ ذکرِ خداوندی آگ کی طرح ہے اور

شیطان کوڑے کی طرح ہے اور کوڑے کو آگ جلا دیتی ہے۔ شیطان ذاکر کے قریب تک بھی نہیں آتا اور مردہ دل پر شیطان سوار رہتا ہے خواہ عالم فاضل ہو۔ بے عمل رشوت خور، خواہ جاہل ہو کہ شیطان سوتے وقت فرصت پاکر بعض کے منہ میں منہ دیتا ہے اور بعض کی آنکھ میں آنکھ اور بعض کے کان میں کان اور بعض کے شرمگاہ میں اس کے پیشاب کی تاثیر سے حواسِ خمسہ شیطانی گناہ کی طرف کھینچتے ہیں اور ان کا منہ نیکی سے بند ہو جاتا ہے۔

خاکِ قبر

معلوم ہونا چاہیئے لائق ارشاد مرشد وہ ہے کہ اگر اس کے طالب بعضے تمامیت کی طرف کھینچے اور بعض شریعت میں اور طریقت میں خاک ہیں۔ بعد از موت مرشد صاحب ہدایت خام کو باطن میں معرفتِ خداوندی کی تلقین تمام بخش دے اور نشان مرشد کامل فقیر کا یہ ہے کہ جو اس کی قبر سے خاک لے اور آنکھ میں سرمہ کی طرح لگائے تو عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک روشن ہو جائے اور زندہ دل ہو جائے ذکر خداوندی کے۔ اور اس کا دل کبھی مردہ نہ ہو اور جو خاک اپنے سینہ پر ملے تو اس کا سینہ صاف ہو جائے کہ اُسے کشف القلوب اور کشف القبور حاصل ہوں۔ اور اگر سخت بیماری والا اُس خاک کو اپنے جسم پر ملے تو کلی صحت پائے تاکہ پتہ چل جائے کہ اُس کی خاکِ قبر یعنی قبر اور خاک ذکرِ نامِ خداوندی سے پاک ہے۔

مرشد ناقص و مرشد کامل

معلوم ہونا چاہیئے کہ مرشد ناقص کے طالب مخلوق کی نگاہ میں مقبول ہیں اور خالق

سے خود شناسی نہیں ہے۔ اگر کامل ہوں۔ اور طالب مرشد کامل کے اگر ناقص و مردود ہوں تو بہتر ہیں۔ کامل مرشد کے طالبین نا رسیدہ سے، اس لیے کہ بروز محشر کامل مرشد بحکمِ خداوندی اپنے مردود طالبین کو مقبولین میں جمع کر لے گا اور بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں پہنچا دے گا اور داخل کر لے گا۔ جو مرشد ایسا نہ ہو تلقین کرنا حرام ہے کہ بروز محشر ناقص مرشد شرمندہ ہوگا اور سیاہ رو ہوگا۔ اور طالب الٰہی کے لیے بھی ضروری ہے کہ کامل مرشد سے دست بیعت اور تلقین حاصل کرے اور ناقص مرشد کے پاس نہ بیٹھے دور بھاگے جیسے تیر کمان سے بھاگتا ہے۔ اور اگر طالب نے مرشدِ ناقص سے تلقین حاصل کی ہو تو اُسے چھوڑ دے اور کامل مرشد کی جانب اخلاص کا منہ لائے۔ ناحق عمر ضائع نہ کرے کہ جائز ہے اور جو طالبِ مولیٰ نہ کرے وہ خواہشات ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۙ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ۔

اللہ تعالیٰ شاہد ہے کہ کوئی معبود نہیں بجز اُس کے اور فرشتے اور علم والے عدل کے ساتھ قائم ہیں۔

اقسامِ علم

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ علم تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ علم الیقین ہے۔

دوسری قسم:۔ عین الیقین ہے۔

تیسری قسم :۔ حق الیقین ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ علمائے کرام کو علم پر یقین ہے اور درمیان میں علم مشاہدہ ہے اور وہ مقامِ مجذوب ہے۔ عین الیقین اللہ تبارک وتعالیٰ کی تجلیات سے نور خداوندی کو دیکھتا ہے مگر وسیع حوصلہ نہیں رکھتا اور معرفتِ خداوندی کی طاقت کی برداشت نہیں رکھتا اور غلبات کی کثرت اور عشق ومحبت کی آگ سے پریشان، دیوانہ، مجنوں اور مجذوب ہو جاتے ہیں اور آخر میں حق الیقین ہے جس نے حق الیقین حاصل کر لیا حق کی طرف ہو گیا کہ بجز حق کے اُس کے وجود میں باطل نہیں رہتا سر تا پا حق ہو جاتا ہے۔

علم مندرجہ ذیل تین مراتب میں منقسم ہے :۔

پہلا مرتبہ :۔ محجوب ہے۔

دوسرا مرتبہ :۔ مجذوب ہے۔

تیسرا مرتبہ :۔ محبوب ہے۔

فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید وہ ہے کہ مرتبۂ محجوب میں پہلے روز طالب محجوب ہو۔ اور مرشد مجذوب سے پہلے روز طالب مجذوب اور مرشد محبوب سے پہلے روز طالب عارف باللہ محبوب ہو۔

درویش کی اقسام

اے سچے طالب! درویش دو اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ بعض مخلوق کو پسند اور بعض مخلوق کو ناپسند۔

دوسری قسم :۔ بعض اللہ تعالیٰ کو پسند اور بعض مخلوق کو پسند۔

؎

ہر کہ باشد پسندِ خالق پاک

ورنہ باشد پسندِ خلق چہ باک

جو اللہ تعالیٰ کا منظورِ نظر ہے اُس کو اگر مخلوق بھی پسند کرے تو کیا ڈر ہے۔

اس حالت میں اگر طالب خداوندی، ہجر میں آتا ہے شورش کی آگ سے قوت نہیں پاتا ہے اور اگر وصال میں آتا ہے تو حوصلگی سے بوجھ نہیں اُٹھاتا ہے ؎

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

اینہا دانند سیاہی سلطانی

مقربین بہت زیادہ حیران رہتے ہیں کیونکہ یہ لوگ بادشاہ اور سپاہی دونوں کے مقام کو جانتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ۔

تحقیق میں نے اپنے چہرے کو اس کی طرف متوجہ کیا اس لیے کہ پیدا کیا جس نے ارض و سماوات کو اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

پس معلوم ہوا کہ ہجر و وصال میں بے جمعیتی ہے اور بے جمعیتی میں زبان سے فریاد نکلتی ہے اور اس راہ میں دم مارنا کفر و شرک ہے ؎

طالب وصل شدن غایت کوتہ نظری است

یار در دل چو مقیم است چہ ہجراں چہ وصال

وصل کا طالب ہونا انتہائی تنگ نظری ہے کیونکہ یار دل میں ہے تو ہجر و وصال برابر ہے۔

جاننا چاہیئے کہ سلک تصور کی غرق مع اللہ کے تصور کے ساتھ سر کی راہ سے اسرار کھولتی ہے۔ فقیر صاحبِ اسرار کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے نور کے ساتھ دائمی سرور رہتا ہے ؎

سِرّ دانی وحدت فی اللہ فنا
راز توحیدش دور ماند سر ہوا

تجھے وحدت کے اسرار معلوم ہیں وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے توحید کے راز سے نفس پرست محروم رہتا ہے۔

حضوری کی قسمیں

اے طالب! مستغرق قربِ الٰہی کی حضوری تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ ابتدائے وصال قربِ الٰہی کی حضوری وہ ہے کہ ایک حبس کے ساتھ ہو۔

دوسری قسم:۔ مراقبہ کے ساتھ ہو۔

تیسری قسم:۔ دم کے ساتھ چالیس سال استغراق میں گزاریں۔ اور اس کا مابین یہ ہے کہ خاموشی سے قیل وقال سے فنا فی اللہ میں غرق ہوں۔ اور اس کی منتہی یہ ہے کہ دائمی طور پر فنا فی اللہ میں غرق رہیں اور بقا باللہ حاصل ہو اور مشاہدہ وانوار ہیبت کا رہے ؎

میانِ ہجر و وصلش فقر اعلیٰ
فنا فی اللہ شود با حق تعالیٰ

اس کے تجرد وصال کے درمیان فقر کا اعلیٰ مقام ہے کہ فنا فی اللہ ہو کر واصل باللہ ہو جا۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ جب طالب الٰہی، آغاز میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے شغل میں مشغول ہوتا ہے تو ابلیس ہنستا ہے اور ہر نوع حجت نفسانی اور زینتِ دنیا کے روبرو لاتا ہے اور معرفتِ خداوندی کی ابتدا و انتہا میں ابلیس کئی ہزار حجاب کرتا ہے۔

یاد رہے کہ کامل مرشد وہ ہے جو کہ طالب الٰہی کی ابتدا و انتہا ایک کر دے کہ وہ طالبِ خداوندی کی طلب میں ایسا ہو کہ بجز مولیٰ نفس و شیطان کو نہ جانے اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اندرونی اور بیرونی چور

معلوم ہونا چاہیئے کہ آدمی کو ظاہری محنت کے ساتھ مخلوق میں عزت و عظمت کرامت و شرافت، آداب و غوغا، نام و ناموس کا اشتہار ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے نفس خوش وقت اور رُوح عاجز و خوار ہوتی ہے

جاننا چاہیئے کہ نفس امارہ اندر کا چور اور شیطان باہر کا چور ہے۔ دونوں دشمن ایمان کے چور ہیں۔ ایک ساتھ اتفاق مشکل ہے اور جس کا نفس امارہ بند ہو جاتا ہے اُس کی مثال یہ ہے کہ چور کو گھر میں قید کر لیا اور باہر کا چور یعنی شیطان اُس سے بھاگتا ہے اور قریب نہیں آتا اور دونوں میں مفارقت ہوتی ہے اور نفس شیطان سے الگ نہیں ہوتا اور ہرگز نہ تابع مسلمان نہیں ہوتا۔

تجھے علم ہے کہ شیطان آدمی کا دائمی دشمن ہے جیسا کہ دم جان کے ساتھ ہے۔

دشمنِ ابلیس با تو روز و شب
قتل کن ابلیس با تیغِ ادب

تیرا دشمن شیطان دن رات تیرے ساتھ ہے تو شیطان کو ادب کی تلوار سے قتل کردے۔

بادشاہ اور وزیر کون؟

معلوم ہونا چاہیئے کہ انسان کے وجود میں نفسِ امارہ بادشاہ ہے اور شیطان اس کا وزیر ہے اور اعضاء اس کی رعیت ہیں۔ جس وجود میں گمراہی اور خلل قبول کرتا ہے نفس امارہ بار رہتا ہے اور رُوح کی چڑیا ایک گھر میں۔ اور اگر رُوح بادشاہ کے وجود میں اور دل اس کا وزیر اور رعیت اس کے اعضاء ملک کی جمعیت کے ساتھ امن والے گھر میں اور نفس پریشان ہوتا ہے جیسا کہ وجود میں رُوح کے ساتھ شہباز ہوتی ہے اور نفس کی چڑھیا عظمت و ہیبت سے دم نہیں مار سکتی۔ رُوح کے ساتھ شہباز کے آگے نفس مردار کی چیل مردار ہے۔

نفس را دریافتم بازارِ حق
کس نیاید نفس از تقویٰ دلق

میں نے اللہ کے بازار میں نفس کی حقیقت کو معلوم کر لیا ہے۔ کوئی آدمی نفس کو تقویٰ کا لباس و گدڑی نہیں پہنا سکتا۔

نفس گر سیر است سرت سرِ ہوا
گر گرسنہ می شود دشمن خدا

اگر تو نفس کا شکم سیر کر دے تو اس کی عادت مزید خواہش کرنے کی ہے اگر تو اس کو بھوکا رکھے تو اللہ کے ساتھ دشمنی کرتا ہے۔

باہوا در داشتن بہ نفس را
تا نیاید بوے از چون و چرا

باہو نفس کو قید میں رکھنا بہتر ہے تا کہ وہ چون و چرا (کیوں کیسے) نہ کر سکے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

ایمان خوف و رجا کے مابین ہے۔

مردہ سے جو باطن صفا ہے اور جس کا باطن صفا ہے وہ دائمی طور پر حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں داخل ہوتا ہے

مارا برائے نفس ستم گرچہ ماتم است
دشمن اگرچہ بفاقہ بمیرد کرا غم است

مجھ کو ظالم نفس کی موت کا کیا غم ہے کہ ماتم کروں۔ اگر دشمن موت سے مر جائے تو غم کی کونسی بات ہے۔

تنہا نہ حاتم است کہ جودے کند بخلق
ہر کس کہ از کسے نہ ستاند او حاتم است

صرف اکیلا حاتم ہی نہیں کہ اس نے مخلوق پر سخاوت کی ہے۔ وہ آدمی بھی حاتم کی مثل ہے جو کسی سے سوال نہیں کرتا نہ لیتا ہے۔

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

عالمے حاتم علم باجود بخش
عارف حاتم بحق مقصود است

عالم بھی حاتم ہے کہ وہ علم کی سخاوت و تقسیم کرتا ہے۔ عارف بھی حاتم ہے کہ اس کا مقصود اللہ تعالیٰ ہے۔

سخی کون؟

یاد رہے کہ سخی وہ ہے کہ آج ایک بارہ کل دوبارہ اور ہر روز اسی طرح دگنا دیتا رہے اور بروز محشر تک اُس کی بخشش جاری رہے وہ کماحقہٗ سخی ہے اور اُس کی سخاوت شب و روز دریا کی طرح جاری ہے ؎

سخاوت کہ ہرگز نہ ماند بیاز
یکے اسم اللہ دگر اسم ساز

صرف ارادہ کرنے سے سخاوت نہیں میسر ہوتی۔ وہ ایک اللہ کا نام دوسرا اس کے نام کی دعوت ہے۔

حقیقت میں سخی وہ ہے کہ جو چیز دل کو عزیز ہو کہ اس سے عزت پائے اُسے بخش دے۔ پس اللہ کا اسم اعظم عزیز ہے اور دنیا و عقبیٰ میں فقیر عارف باللہ کے برابر کوئی سخی نہیں ہے کہ اللہ کا نام بخش دیتا ہے اور اسم اللہ کا وجود میں جود و کرم کے ساتھ تاثر کرتا ہے۔ علم تفسیر علم تاثر میں آتا ہے اور ہر علم و سعادت علم میں تاثر کرتی ہے۔ پس فقیر معرفت خداوندی کا علم اس وجود میں ہے کہ اس سے وجود میں کرم

نعمت، عظمت، عزت و ایمان کی ہیبت کے ساتھ حرمت و حیا آتی ہے۔ سخاوت وہ ہے کہ فرقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ذوق بخشے۔ درم و دینار کا بخل اور خواہشات کو دور کرے بلکہ فقیر سر برہنہ سر تاج ہے کہ فقیر کو غرق مع اللہ دائمی طور پر معراج ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت کے ساتھ۔

مرد را راہے بود از راہ صفا
ذکر و فکر و معرفت با مصطفےٰ

مرد کامل کا راستہ صفا کا راستہ ہے۔ ذکر و فکر کرنا اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا۔

طالب الٰہی کو معرفتِ خداوندی کے ذکر و فکر سے جو اس کو ہوتا ہے وہ اس کے نفس سے نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللہ

جب فقر تمام ہوتا ہے وہی اللہ ہے۔

بقا باللہ پر پہنچ جاتا ہے۔

شناختِ فقیر

جاننا چاہیئے کہ فقیر مندرجہ ذیل پانچ خصائل سے شناخت کیا جاتا ہے:۔

پہلی خصلت:۔ علم کو جہل دریا سے نکال دے اور خدا کی طرف لے جائے۔

دوسری خصلت:۔ حلم کی حلیمی ہو اور حلیم اسمِ ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔

تیسری خصلت:۔ مخلوقِ خدا کو فیض بخشنا۔

چوتھی خصلت:۔ شب و روز فی سبیل اللہ سخاوت کرنا۔

پانچویں خصلت:۔ فقر کو اختیار کرنا کہ اس کی نگاہ میں سونا اور مٹی یکساں ہو۔

فقیر کی اقسام

جاننا چاہیئے کہ فقیر مختلف دس اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ فقیر تحقیقی ہے۔

دوسری قسم:۔ فقیر حقیقی ہے۔

تیسری قسم:۔ فقیر دریائے عمیقی ہے۔

چوتھی قسم:۔ فقیر توفیقی ہے۔

پانچویں قسم:۔ فقیر رفیقی ہے۔

چھٹی قسم:۔ فقیر طے طبقات طریقی ہے۔

ساتویں قسم:۔ فقیر اہل شرب تارک الصّلوٰۃ ہے۔

آٹھویں قسم:۔ فقیر بے عمل ہے۔

نویں قسم:۔ فقیر بے علم جاہل ہے۔

دسویں قسم:۔ مخالف شرع۔ یہ فقیر اہل بدعت ہے اور زندیقی ہے۔

پس کوئی فقر کے نام سے فقر کو پہنچا ہے، کوئی فقر سے فقر اقتدام کو پہنچا ہے، کوئی فقر کے مقام سے فقر کو پہنچا ہے۔ اس کی ہزاروں مثالیں ہیں اور کوئی ایسا ہے جو فقر سے فقر تمام کو پہنچا، پس جو فقیر کہ فقر سے تمام کو پہنچا بحکم خداوندی تمام جہان دنیا و

آخرت اس کے حکم میں ہے۔ دنیا اور دنیا دار اس کے غلام اور نفس فرمانبردار قدم کے نیچے ہے اور اس کی روح اس کی مصاحب ہے، اس کا دل زندہ ہے، شیطان اس سے بیزار ہے۔ نہ مدعی اور مدعلیہ کا دعویٰ۔ شہوت و خواہشات اس کے قدموں کے نیچے ہے، اس کی عقل اس کی خدمت گزار ہے، طاعت اس کی رفیق، معرفتِ خداوندی اس کی رفیق۔ عجب ہے اس قوم سے کہ معرفتِ خداوندی اور فقرِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس طرح بھاگتا ہے جس طرح تیر کمان سے بھاگتا ہے اور مخلوقِ خدا کی طرف درم و دینار کے لیے رجوع کرتا ہے اگرچہ ایمان رہے نہ رہے کافر ہو جائے۔ مگر دنیا سے فرعون کی طرح منہ نہ موڑے۔ جو شخص دنیا اور دنیا داروں سے سیر نہ ہو اور فقر حاصل نہ کرے اور فقیری کا دعویٰ کرے اور محتاج ہو وہ فقیر کاذب، بے حیا اور خود کو بیچنے والا ہے ؎

چہ دانی التجائے ما فقر باشد تمام
احتیاج از کس نباشد فقر محتاج تمام

میری ہمیشہ یہی آرزو رہی ہے کہ میں فقر میں مکمل ہو جاؤں۔ کسی آدمی سے کسی چیز کی ضرورت نہ ہو۔ فقر تمام محتاجوں کو پورا کر دے۔

چہار اشیاء کی اہمیت

معلوم ہونا چاہیئے کہ انسان چار اشیاء سے خوار اور چار اشیاء سے ابرار ہوتا ہے۔ چنانچہ اشیاء خوار اربعہ عناصر ہیں کہ ہر ایک کی الگ الگ تاثیر ہے۔ پانی کی یہ تاثیر ہے کہ ایک روز میں سو بار اس کا یقین پھر جائے اور دل قرار پر نہ رہے

تو قمع طمع اس میں پیدا ہے اور خواہشات کی تاثیر یہ ہے کہ بیہودہ گوئی بکثرت کرے۔ اور آگ کی یہ تاثیر ہے کہ ظلم و غضب اس میں بکثرت پیدا ہو اور طعام بکثرت کھانے اور مٹی کی تاثیر یہ ہے کہ نیند بکثرت آئے اور غلبۂ شہوت بکثرت دن بہ دن ہو اور محشر کے روز کا غم اور خوفِ خدا نہ رہے۔

وجودِ مومنین

مصنف کا قول ہے کہ مومنین، مسلمین، صدیقین، صالحین، درویش، عارفین، اصلین، عاشقین کا وجود معبود اربعۂ عناصر سے نور الٰہی کے ساتھ مبدل ہو جاتا ہے۔ ان کا مقام لاہوت ہے۔ در مقامِ لاہوت کی علامت یہ ہے کہ جو اس مقام پہ پہنچتا ہے اربعۂ عناصر کے ناسوت سے بھاگتا ہے اور دل اہلِ لاہوت کا پُر از نورِ معرفت ہے اور دم دائمی طور پر إِلَّا اللّٰه کے شوق کے ساتھ اور رُوح پاک و مقدس اللہ کے دوست اور نفس مطمئنہ عارف باللہ ہے۔

حقیقتِ تقویٰ

جاننا چاہیئے کہ اولیائے کرام کا لباس تقویٰ ہے اور تقویٰ وہ ہے کہ حواسِ ظاہریہ بند کرے اور بجز حق کے دوسرے کو نہ لے۔ اور تقویٰ کا لباس وہ آدمی پہنتا ہے کہ معرفتِ خداوندی کا پیالہ پی لیتا ہے۔ مرد کو ایسے تقویٰ سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ باطن حق کی حضوری ہے اور تقویٰ مخلوق کی مزدوری اور نفس امارہ کی مغروری ظاہر کرتا ہے اور تقویٰ باطن سے بے خبر ہے۔

تقویٰ ظاہریہ

جاننا چاہیئے کہ تقویٰ ظاہریہ سے مخلوقِ خدا میں غلغلہ اور نام کی بلندی، خود پسندی اور نفسِ امّارہ زندہ اور فربہ ہوتا ہے اور ریا و کفر ہاتھ دیتا ہے، شرک دامن گیر ہوتا ہے، شیطان مصاحب بنتا ہے، دنیا مہربان ہوتی ہے، اس سے رُوح پژمردہ اور نفس لوامہ، نفس ملہمہ، نفس مطمئنہ پریشان۔ جو باطنی ریاضت کرتا ہے اُس کے وجود میں معرفتِ خداوندی کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اُس کا نفسِ امّارہ خراب ہوتا ہے اور مرجاتا ہے اور رُوح زندہ ہوتی ہے اور نفسِ ملہمہ صدق قبول کرتا ہے اور لوامہ خستا ہے اور مطمئنہ قبول کرتا ہے۔ یہ تمام مراتب تقویٰ کے ہیں۔ متقی صاحب معرفت عارف باللہ روشنضمیر ہوتا ہے۔ اہل تقویٰ فقیر کا نفسِ امارہ خواہشات سے فنا اور رُوح اللہ کے ساتھ بقا پاتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

فنا فی النّور

اے طالب جو ان مراتب پہ پہنچے اس کو مجموعہ فقر جان اور اس پر دونوں عالم قربان ہیں۔ اور ان مراتب کو فنا فی النّور محمد مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کو فنا فی النّور کہتے ہیں اور جو فنا فی النّور الٰہی کو پہنچتا ہے مَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ہو جاتا ہے مراتبِ اولیائے رحمٰن کے مولیٰ کے ساتھ فرید یعنی یکتا ہوتا ہے۔ وہ شخص عیب اور معصیت اور دونوں عالم سے فارغ ہوتا ہے۔

پانچ نظر پانچ علوم

معلوم ہونا چاہیئے کہ طالبِ الٰہی کو مرشد پانچ نظر اور پانچ علوم کے ساتھ صاحبِ حضوری کر دیتا ہے:۔

پہلی نظر:۔ یہ کہ مقامِ شریعت میں متوجہ ہو کہ طالب کے لیے علمِ شریعت کھل جائے

دوسری نظر:۔ یہ کہ نظر سے علمِ طریقت کا انکشاف کرے کہ کشف القلوب حاصل ہو۔

تیسری نظر:۔ یہ کہ نظر سے علمِ حقیقت کہ کشف الارواح منہ دکھائے۔

چوتھی نظر:۔ یہ کہ نظر سے پچاس نظر ظلمانی حجاب اور پچاس ہزار شیطانی حجاب جو کہ باطن میں ہیں۔ اور پچاس ہزار نفسانی خناس کے سونڈ کے حجاب سے۔ بلکہ تمام کے تمام حجاب کل و جزو مرشدِ کامل سے ایسے جل جائیں جس طرح کہ لکڑی آگ سے اور علم روشن ہو اور صاحبِ نظر ہو جائے ؎

علمے کہ راہ بدست حرف زاں بخواں
آں در کتاب نیست ز اسرار دل بداں

جو علم دوست کی جانب راہ لے جائے اُس علم کو حاصل کر وہ علم کتاب میں نہیں ہے وہ علم دل کے راز دل سے ہے۔

اگر مرشد صاحبِ نظر ہزار دل اس طریقہ سے زندہ اور بیدار کر دے تو یہ نظریں نظرِ خاص ربّ تعالیٰ جل مجدہ الکریم سے نہیں لانا چاہیئے۔ نظریں کرنا مبتدی ناقص اور ناتمام کا کام ہے۔ حقیقت میں مرشد وہ ہے کہ صاحبِ نظر دل کی آنکھ کے ساتھ متوجہ ہو کر دل کی توجہ سے طالبِ الٰہی کو ہر ایک مقام سے کھینچتا ہے اور مقام

نوراللہ میں غرق کر دیتا ہے۔ یہ نظر بہت آسان ہیں دشوار نہیں ہیں۔ اور نظر توجہ دل کی بھی عام ہے۔ صاحب نظر مرشد وہ ہے جو دیدۂ دل کی نظر سے سرّ (راز) کا امین بنادے اور طالب کو حق الیقین کے مقام پر پہنچائے کہ ایک بار صاحب یقین ہو جائے۔ اَلْمُرِیْدُ لَایُرِیْدُ مرید ارادہ نہیں کرتا ہے۔

قسمت و توکّل کا بیان

جاننا چاہیئے کہ قسمت بھی چار اقسام میں منقسم ہے۔ فقراء جو قسمت کا کھاتے ہیں اس سے نورِ معرفتِ خداوندی کا بیان وجود میں پیدا ہوتا ہے اور ان کا رزق توکّل پر ہے۔ اور توکّل وہ ہے کہ ہر طریقہ سے ان کو اللہ تعالیٰ رزق پہنچائے وہ اسے اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف لے جائیں۔ بعض کا خیال ہے کہ رزق کسب سے ہے۔ اور بعض رزق کے لیے علم حاصل کرتے ہیں اور بعض رزق کو غربار سے ظلم و تعدّی سے لیتے ہیں۔

الحاصل کلام

حاصل کلام یہ ہے کہ فقر ایک دولت ہے اور سعادت (نیکی) عزّت ہے اور فقر ارفع و اعلیٰ مراتب ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فقر صاحبِ عظمت اور اپنے فرید (یگانہ) کو عطا کرتا ہے اور بیگانے فقر کا منہ نہیں دیکھتے

با تو گویم بشنو اے جان عزیز
از خدا بہتر نباشد ہیچ چیز

اگر جان سے زیادہ عزیز دوست میں ایک بات کہتا ہوں غور سے سُن کہ اللہ سے بہتر کوئی چیز نہیں ہو گی۔

مخلوق رزق کی آرزو رکھتی ہے اور فقیر رازق کے خواہش مند ہیں۔ مخلوق کی نگاہ سونے چاندی پر ہے اور فقراء کی نگاہ قادر اکبر ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ مَاتَ فِی حُبِّ اللّٰهِ فَقَدْ مَاتَ شَهِیْدًا

جس نے حب الٰہی میں جان دی اُس نے شہادت کی موت پائی۔

دنیا کے طالب مولیٰ کی طلب سے بے نصیب ہیں اور مولیٰ کی طلب کے برابر دونوں عالم میں اُدنیٰ واعلیٰ کوئی شے نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ

آپ کی طرف جو وحی کی گئی کتاب سے اس کی تلاوت کریئے اور نماز قائم فرمایئے بیشک نماز فحش اور بُرائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

عادت وارادت

زبان کا ذکر عادت ہے اور دل کا ذکر ارادت ہے اور رُوح کا ذکر عبادت ہے اور سر کا ذکر سعادت (نیکی) ہے۔ اور سعادت سے میراغشادہ اللہ کی معرفت کا منکشف ہوجاتا ہے۔

ہر کہ را باطن بود با دل صفا
باطن آں را مے برد با مصطفٰے

جس کا باطن یعنی دل صاف ہو۔ باطن اس کا درگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچا دے گا۔

ہر کہ باطن می برد حاضر رسول
آں ترا مرشد شود وحدت وصول

جو کوئی تجھ کو باطنی طور پر بارگاہِ رسالت میں حاضر کر دے وہ ہی تیرا پیر ہے اور مقامِ وحدت تک تجھ کو واصل کر دے گا۔

بزرگی کا حقیقی راز

جاننا چاہیئے کہ آدمی کی بچوں جیسی عادت ہے کہ اس کے وجود سے مجموعہ حرص وحسد وطمع وبغض کا ہرگز نہیں نکلتا اور جو علمائے کرام لڑکپن میں علم حاصل کرتے ہیں یا بچوں کو علم حاصل کرواتے ہیں۔ صحبت کی تاثیر ہوتی ہے کیونکہ بچوں میں مانگنے کی رسم ہوتی ہے۔ وہ بیٹ کر لیتے ہیں۔ پس عالم بھی لڑکپن کے مراتب سے ہرگز نہیں نکلتا حتیٰ کہ جب عارف باللہ کی مجلس میں نہ جائے گا۔ باعظمت نہ ہوگا۔ اور عارف باللہ کی عظمت اللہ تعالیٰ کے باعظمت اسمائے گرامی سے ہے۔ ہاں اگرچہ بمصداق اُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ کہ علم کے درجات تمہیں دیئے گئے ہو۔ لیکن مراتب فنا فی اللہ کو نہیں دیئے گئے۔

حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

چوں بعقل و علم درکار شدم
گفتم کہ اگر محرم اسرار شدم

جب مجھ کو علم اور عقل کی ضرورت ہو تو میں کہتا ہوں کہ میں محرم اسرار ہو جاؤں۔

ہم عقل و غفلیہ بود ہم علم حجاب
چوں دانستم از ہر دو بیزار شدم

عقل میں غفلت اور علم پردہ ہے۔ جب میں نے یہ بات جان لی تو دونوں سے بیزار ہو گیا۔

علم کو رب تعالیٰ نہیں دیکھتا جیسا کہ اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔

بیشک اللہ تعالیٰ نہیں دیکھتا تمھاری صورتوں اور تمھارے کاموں کو لیکن دیکھتا ہے تمھارے دلوں اور نیتوں کو۔

پس اگر تو علم سے رفیق اور عمل سے تحقیق حاصل نہ کرے اور ذاتِ احدیت کی طرف نہ آئے لیکن اگر علم کو ترک کر دے اور شریعت سے منہ موڑے اور طریقت میں قدم رکھے اور خواہشات کے ساتھ کوشاں رہے تو شیطان کی پیروی کے آثار ہیں یعنی شیطان کی طرح کیونکہ شیطان آدمیوں پر ڈاکہ ڈالتا ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ باطن کی شریعت میں قرب خداوندی اور قرب وصالِ الٰہی کی معرفت کا عارف کو درستی و ہوشیاری اور مکمل بندگی ہے اور بغیر شریعت اللہ تبارک و تعالیٰ سے دوری اور بارگاہِ محمدی سے قہر۔ استدراج کما حقہٗ گندگی ہے جو مخلوق خدا کو دکھاتا

دکھاتا ہے صرف دعویٰ ہے۔

حقیقتِ عشق

حضرت محبوب سبحانی شہبازِ لامکانی قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی نے بارگاہِ خداوندی میں سوال کیا اے اللہ العالمین عشق کیا ہے ؟ بارگاہِ رب العزت تبارک و تعالیٰ سے جواب ملا کہ عشق وہ ہے کہ جو غیر سے ہو، تمام دل جل جائے اور ناچیز کر دے۔ جیسا کہ فرمان ہے :۔

اَلْعِشْقُ نَارٌ فِیْ قُلُوْبِ یُحَرِّقُ مَاسِوَیِ الْمَحْبُوْبِ

عشق قلوب میں ایک آگ ہے جو محبوب کے غیر کو جلا دیتی ہے۔

اور عارف باللہ کو صاحبِ معراج اور دوام کہتے ہیں۔ اس طریقہ سے کسی وقت حال سے آپ کو فارغ نہیں رکھتا۔ چنانچہ نمازِ معراج، تلاوتِ قرآن، ذکر و فکر معراج اور مستغرق نور اللہ معراج ہے۔

اقسام معراج

جاننا چاہیئے کہ معراج دو اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلا قسم :۔ معراج خداوندی کی معرفت جو حضوری قلب سے متعلق ہے۔

دوسری قسم :۔ معراج عرش پر کہ اس سے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات مشرف، سرفراز و ممتاز ہوئے۔

پس معراج محمدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء خواب میں یا مراقبہ، مراقبہ میں محمدی رفاقت

سے ہوتی ہے اور طالب الٰہی اس کو پہنچتا ہے۔ معراجِ خداوندی کا نشان یہ ہے کہ صاحب معراج کو چون و چرا نہیں رہتی اور یہ بھی مرشد کامل کی بخشش و کرم سے ہے

کاملم ہم عارفم ہم عالمم باطن صفا
عاشقم معشوق ہم واصل بحضرت مصطفیٰ

میں کامل عارف عالم صاف دل والا ہوں۔ میں عاشق و معشوق اور دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر باش ہوں۔

خزائنِ الٰہیّہ

جاننا چاہیئے کہ کامل مرشد وہ ہے کہ جس کے حکم میں کل و جزو مقامات ذات و صفات و خداوندی کے حکم سے ہوں۔ اور جو مقام طالب اس سے طلب کرے بے رنج اور بلا ریاضت اسے عطا کرے اور بخش دے۔ ایسے مرشد کو خزائنِ الٰہیّہ کہتے ہیں۔ ہاں جس وجود میں اسم اللہ ذات کی تاثیر آتی ہے اس میں دنیا کی نفسانیت کا کوئی اثر نہیں رہتا۔ جو وجود فنافی اللہ ہو جاتا ہے اُسے اللہ کی مخلوق میں کشف و کرامات دکھانے کی ضرورت نہیں رہتی:۔

منہاجِ قادریّت

جاننا چاہیئے کہ منہاجِ قادریت دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ زاہدی صاحب مجاہدہ اور ریاضتِ عوام النّاس اور ضرب جہر ضرب و فکر کے ساتھ اور محاسبۂ نفس کے ساتھ اور ورد و وظائف کے ساتھ شب زندہ داری

ہو اور دن کو روزہ رکھیں ۔ باطن کے مشاہدہ سے بے خبر صاحب قیل و قال کے ساتھ ہو۔

دوسری قسم :۔ قادری سروری خراب حال قربِ وصال کے ساتھ صاحبِ مشاہدہ ایک نظر میں طالب کو پہنچادیں اللہ کے ساتھ حق الیقین، اس پر اعتبار ہونا چاہیئے کہ قاتلِ نفس پیش رواں سالار کار از ہیں۔

توحید و توکّل

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلتَّوَکُّلُ وَالتَّوْحِیْدُ تَوْاَمَانِ صِدْقُ الْمَقَالِ وَاَکْلُ الْحَلَالِ

توحید و توکل ملی ہوئی ہے ۔ سچ بولنا اور حلال کھانا۔

معرفت خداوندی سے وہ شخص شناسا ہوسکتا ہے جو حلال روزی کھائے اور سچی گفتگو کرے اور سروری وہ ہے جو حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم سے دست بیعت ہو اور وہ شخص اپنے وجود میں ملائکہ جیسی خو اور بو رکھتا ہو۔ شریعتِ محمّدیہ کا رفیق ہو اور شریعت شہر کی طرح ہے۔ اور اس شہر میں جو راہ آتی ہے وہی فقر اور شرع محمّدی ہے۔ جو طریقت اور مقامِ توحید سے آگاہ ہو وہ شہنشاہ ہے جو شریعت محمّدیہ کا مخالف ہو وہ گمراہ اور مردود ہے۔ اس میں نگاہ کرنا سو معصیت کے برابر ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے :۔

لَا تُجَالِسُوْا مَعَ اَھْلِ الْھَوَاءِ وَالْبِدْعَۃِ فَاِنَّ فِیْھِمْ عِزَّۃٌ

كَفَرَةِ الْحَرْبِ۔

اہل ہوا اور بد عقیدوں کے ساتھ مت بیٹھو کیونکہ بیشک ان میں کفارِ حرب کا غلبہ ہے۔

پس مومن اہلِ علم کو دائمی طور پر خاموشی اور درستی چاہیئے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

مَنْ سَكَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَاهُ

جو سکوت میں رہا سلامت رہا جو سلامت رہا وہ ناجی ہوا؛

پھر ارشادِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے:۔

اَلْمُؤْمِنُ لَا يُكَذِّبُ

مومن وہ ہے جو جھوٹ نہیں بولتا۔

اور پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

عَلَيْكَ بِالصِّدْقِ وَتَرَىَ الْعَجَائِبَ

تو صدق کو لازم پکڑ اور عجائب کا مشاہدہ کر۔

ہر حدیث و آیتے تو بشنوی
مرد عارف آں بود بر دیں قوی

جو آیت اور حدیث کو سُنے۔ عارف کا دین اس سے مضبوط ہوتا ہے۔

نیز قادری سروری وہ ہے کہ شیر نر پر شہسوار ہو۔ اور غوث و قطب اس کے زیرِ ...ں یہ مراتب قادری مریدین کو روزِ اوّل ہوتے ہیں۔ ماہ سے ماہی تک اس پر روشن

ہوتا ہے اور نیز حقیقت و ماہیت سروری قادری کی وہ ہے کہ ہر طریقہ کے طالب کو کامل و عامل بنا دے اور مکمّل کر دے۔ کیونکہ اسم اللہ کے تصوّر سے اس طریقہ میں تمام تاثیر ہو جاتی ہے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تعلیم سے یہ افتخار پاتا ہے۔

مراتب سروری قادری

معلوم ہونا چاہیئے کہ مادر زاد ولی اللہ، فقیر فنا فی اللہ اور وزیر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے عارف اللہ اور معشوقِ الٰہی کے پیر دستگیر حضرت محی الدین قطب بقا باللہ اور غوث الاعظم خطاب اس وجہ سے کہ طالبین و مریدین سروری قادری کو پہلے دن اسم اعظم نصیب اور مجلس حضور پُرنُور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حبیب غالب الاولیاء بنا دیتے ہیں۔ اس طریقہ سے طالب و مرید باطن صفا دائمی طور پر حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں حاضر ہیں۔ سروری قادری صاحب ہدایت اور راز دان عنایت بے غایت ہیں اور دنیا و آخرت سے بے غم ہیں۔ دونوں عالم کا تماشا کرتے ہیں۔ ہر ایک سانس میں صاحب جود و کرم ہیں۔ کشف و کرامات سے ننگ رکھتے ہیں۔ ان کی نگاہ دائمی طور پر واحدانیتِ خداوندی پر ہے۔ یہی بادشاہ ہیں کہ معرفتِ خداوندی کے رازوں کے واقف ہیں ؎

غوث و قطب و پیر باشد زیر پیر
پیر باید ایں چنیں مالک امیر

وہ غوث وقطب کا پیر ہو اور وہ اس کے ماتحت ہوں۔ پیر ایسا ہونا چاہیئے جو مالک اور حاکم وقت روحانی ہو۔

آں وزیرِ مصطفیٰ داں با خدا
ہر مقامے زیرِ گامش کردہ پار

خدا کی قسم اس کو مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وزیر جان۔ تمام مقامات کو اس کے پاؤں کے نیچے کر دیا ہے۔

غوث قطبے شد مریدش از مریدانِ مرید
ہر کہ منکر شد ازیں مطلق بداں اورا یزید

اس کے مرید غوث وقطب ہوئے بلکہ اُس کے مریدوں کے مرید ہوئے جو کوئی ان کا منکر ہوا اُس کو مطلقاً یزید جان۔

بندہ باہو ہمچو گوید ہر کہ میراں شد غلام
ہم جلیس شد محمدؐ شد برد دوزخ حرام

باہو بندہ اس کو کہتا ہے جو میر میراں کا غلام ہوا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب ہُوا اور اُس پر دوزخ حرام ہو گئی۔

یہ مراتب بھی سروری قادری کے ہیں۔ جس شخص کو سب سے پہلے حضور خاتم الانبیاء رسول رب العلا نواز دیتے ہیں۔ پھر باطن میں حضور غوث الثقلین محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی وگیلانی کے سپرد کرتے ہیں اور آپ اُسے نوازتے ہیں۔ اور آپ سے جُدا نہیں کرتے ہیں۔

سروری قادری کے خطاب

جاننا چاہیئے کہ سروری قادری چار خطاب میں منقسم ہے۔ سروری قادری دائمی طور پر صدیق باطن صفا حضرت محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں رہنے والا ہے۔ صاحب توجہ طے فی الدارین غرق مع اللہ کہتے ہیں اور مشاہدہ بیں حق الیقین قوت القوی بھی کہتے ہیں۔ اور صاحب سرائر اور نظر نظارہ بر شیر نر شہ سوار بھی کہتے ہیں۔

قادری سروری کے طالب کو ایک نظر میں اس کے مقصد پہ پہنچا دیتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس پاک میں موجود کر دیتا ہے اور نظر سے توحید میں غرق کر دیتا ہے۔

لائق ارشاد مرشد وہ ہے جس کسی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم سے اور حضور پرنور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی اجازت سے اور پیر دستگیر سے رخصت ہو۔ اس کی تلقین سے طالب صاحبِ یقین مشاہدہ میں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے حکم، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور بے رخصت پیر دستگیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کے آپ سے تلقین کرے۔ اس کا طالب بدعتی، گانا بجانا سننے والا، حسن کی پوجا کرنے والا خواہشات نفسانی میں مستغرق، مست و مغرور، ذلت و شرمساری اور سیاہی بروز محشر اٹھائے گا۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔

درویش کی قسمیں

جاننا چاہیے کہ درویش پانچ اقسام میں منقسم ہے۔

پہلی قسم :۔ درویش کشف القلوب جو دل کے تمام حالات و ارادہ سے واقف ہو۔

دوسری قسم :۔ درویش کشف القبور جو باطنی راہ سے اہلِ قبور سے باتیں کرتا ہو۔

تیسری قسم :۔ درویش اوتاد جو مشرق سے مغرب تک کی خبر رکھتا ہو۔ چنانچہ مشرق و مغرب کے ایک بیضۂ مرغ اس کی نگاہ سے مخفی نہ ہو۔

چوتھی قسم :۔ درویش قطب جو ہر طبقاتِ ارض و سماوات سے خبر دیتا ہے۔

پانچویں قسم :۔ درویش غوث جو ایک سو ساٹھ قطب کے برابر ایک غوث کا مرتبہ ہے وہ ہے جو عرش پر ستر ہزار حجاب ہیں اور غوث اس سے فوق کی خبر دیتا ہے۔ اور ایک سو ساٹھ آدمی جو تمام عبادت میں مشغول ہوں اوتاد کے مرتبہ کو نہیں پہنچتے اور اوتاد پیر نہیں ہے غوث پیر ہے۔ پس جو پیری کا دعوے کرے اور وہ غوث و قطب نہ ہو۔ اس کا دعویٰ جھوٹا اور لغو ہے۔ اور بروزِ محشر سیاہ رو اور شرمسار ہوگا۔

مصنف کا قول ہے کہ غوث، قطب اور اوتاد کے مراتب عرش کے اُوپر سے زمین کے نیچے تک جس قدر طبقات ہیں اس کی سیرگاہ ہیں۔ پس مرشدی اور پیری کے لائق وہ ہے کہ طالب و مرید کو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لے جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اسے تلقین و ہدایت کریں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت حاصل کرے۔

پیر ہمچو پیر من نائب رسول
ہر مریدے را کند باحق وصول

خضرِ ظاہری خضرِ باطنی

یاد رہے کہ پیر کہنے سننے اور پیغام میں نہیں ہے بلکہ پیر تلقین میں سرِ اسرار معرفت خداوندی کا نام ہے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا ہے پیر اُسے کہتے ہیں جو دنیا کے لباس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور دنیا کا دامن چاک کر دے اور نظر پاک رکھے کہ وجود کا مس ایک نگاہ میں زرِ خالص بنا دے۔ نہیں نہیں میں نے غلط کہا۔ یہ مراتب بھی اَدنیٰ ہیں لائق ارشاد پیر و مرشد وہ ہے جو طالبین و مریدین کو پہلے دن مرتبہ خضرِ باطنی عطا کرے کہ خضرِ ظاہری کو باطن کی بینائی سے ان کے مرتبہ کی صفائی نہ پہنچے۔ پس خضری سے کیا حاصل اور خضرِ باطنی کیا ہے؟

سلطان الفقراء کون؟

یاد رہے کہ نگاہ سے خضرِ ظاہری جو علم ظاہری رسمی جو کسی اور خزانہ ظاہری جو سونا چاندی ہے اور حضرت خضر علیہ السّلام کی مجلس حاصل ہوتی ہے اور جو خضر باطنی سے ملتا ہے اور خضرِ باطنی کا نام سلطان الفقراء ہے۔ اگر خضرِ باطنی کسی کے ساتھ ملاقات کرے علم ظاہری فراموش ہوتا ہے اس لیے کہ علمِ باطنی سے معرفت اور توحیدِ خداوندی تجلی نور کے ساتھ ایسا باطنی معمور قرب و وصال میں حضور ہوتا ہے کہ خضرِ ظاہری کی خبر نہیں رکھتا اور نہ ہی سونے چاندی کی خبر رکھتا ہے اور نہ نفس، شیطان، دنیا اور مخلوق سے باخبر ہے۔

اس کو ایک وجود کہتے ہیں۔ ظاہر شریعت دائمی طور پر اور باطنی طور پر معرفتِ خداوندی تمام۔ پس پیر و مرشد جو خضرِ باطنی کے مراتب پر پہنچا دے وہ مرشد حقیقی اور پیر مرد ہے ورنہ وہ پیر کہلانے کا مستحق نہیں ہے بلکہ ڈاکو ہے وہ بروز محشر شرمسار اور خوار ہوگا۔

حقیقتِ مرشد

معلوم ہونا چاہیئے کہ مرشد صراف اور زرگر کی طرح ہے کہ ہر ایک صدق و کذب کو نگاہ سے پرکھے۔ جاننا چاہیئے کہ دل ریاضت سے اور معدہ خالی رکھنے سے پاک ہوتا ہے۔ ریاضت سے طیر، سیر اور زمین و آسمان کے مشاہدہ کے طبقات ماہ سے ماہی تک اُڑنا مکھی کا مرتبہ ہے، پانی پر چلنا خس و خاشاک کا مرتبہ ہے۔ اور یہ دونوں مراتب حبسِ دم سے پیدا ہوتے ہیں اور حبس کفار کی رسم سے عبس ہے۔ سیر و طیر و مشاہدہ آسمانی کے مراتب زندیق اور کفار بھی رکھتے ہیں۔ ان کو مراتب ہدایت، مراتب غوثیت و قطبیت نہیں کہہ سکتے بلکہ مطلع استدراج ہے۔

یاد رہے کہ غوث و قطب دو اقسام میں منقسم ہیں۔ غوث و قطب جو ریاضت کے ساتھ ہو۔ یہ مراتب اسمِ ذات سے حاصل ہوتے ہیں۔ پس جو کفار کا راستہ ہو اُس سے خلاف چاہیئے۔ مرد وہ ہے جو کفار کی مخالفت کرے اور شریعت مطہرہ کو مضبوطی سے تھام لے اور باطن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیرو ہو۔ جو آپ حکم فرمائیں اس پر عمل پیرا ہو اور بال برابر بھی خلاف سنت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جانے۔

میں اس قوم سے متعجب ہوں کہ سونے چاندی کے طالب اور اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے غافل ہیں۔ علم فضیلت ناتمام اور علم میں جہلا کی طرح ہیں۔ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ سیاہ دل باطن بے وفا دنیا کے طالب دونوں جہان میں پریشان ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ۔

اے ایمان والو! میرے دشمن کو مت دوست بناؤ جو کہ میری بندگی کے لائق نہیں تمہاری دوستی کے قابل نہیں ہیں۔

دنیا اس کے اہل اور نفس شیطان اور کافر اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو اس سے ترک چاہیئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں نیک کردار اور پرہیزگار ہوں اور امت صاحب تکلیف سے بیزار ہوں۔ اور دنیا سراسر تکلیف ہے۔

روی مَعْقَلَ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُقَرَآءَ اُمَّتِیْ لَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ قَبْلَ اَغْنِیَآءِهِمْ بِخَمْسِ مِائَةِ عَامٍ۔

معقل بن یسار سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک میری امت کے فقراء امراء سے پانچ سو سال پہلے بہشت میں داخل ہوں گے۔

حکمتِ عجوبہ

جاننا چاہیے کہ غوث، قطب، صاحب طبقات مقامات، صاحب
جاتِ دنیا، نام و ناموس صفات اور ہے۔ غوث و قطب غرق ذات الٰہی اور
ہے۔ غوث قطب تجرید و تفرید اور ہے، غوث و قطب پیر دستگیر و امیر اور ہے
اور فنافی اللہ فقیر اور ہے۔ جو غوث قطب خدا کی وحدت اور مقامِ فردانیت میں
غرق اللہ کے ساتھ اور مجلسِ نبوی میں حاضر کہ اسے صرف سر دفتر ولایت کرتے ہیں
د ہے۔

شانِ ولایت

اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ اجل مجدہٗ الکریم نے حدیثِ قدسی میں ارشاد فرمایا:۔
اَولِیَائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَایَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ
میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں انھیں کوئی دوسرا نہیں جانتا۔
اللہ کے دوستوں کی شان ہے جو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اولیاء اللہ کے بارے
میں عطا فرمائی ہے۔

یاد رہے کہ پیر و مرشد کے مابین کیا فرق ہے اور طالب کون ہے؟ مرشد مراد بخش
اللہ کی محبت کا طالب کے وجود میں نورِ الٰہی سے روشن نگاہِ مرشد سے غرق مع اللہ
آ[illegible] ہے کہ جو تا اور منی سے سب نکل جاتی ہے اور پیر کو لازم ہے کہ سب سے پہلے راہِ
باطن میں مرید کے سر سے سات بال گن کر ہاتھ میں لے اور مقراض سے تراشے

اور سات مراتب پر پہنچائے۔ چنانچہ سب سے پہلے بال کے تراشے سے مرید کے وجود کو جمعیت بخشے کہ دل غنی ہو اور حرص نہ رہے اور دوسرے بال تراشنے سے ذکر حاصل نہ ہو اور حسد نہ رہے۔ پھر تیسرے بال کے تراشنے سے معرفتِ خداوندی مُنہ دکھائے اور غرور نہ رہے۔ پھر چوتھے سے نورِ خداوندی کی تجلیات اور روشن ضمیری ہو اور بغض نہ رہے۔ پھر پانچویں بال کے تراشنے سے مشاہدہ ظاہر ہو اور عُجب نہ رہے۔ پھر چھٹے بال تراشنے سے انبیاء و اولیاء کی مجالس حاصل ہو اور غصّہ نہ رہے۔ پھر ساتویں سے مشاہدۂ حقیقی اور لذتِ حقیقی حاصل ہو اور اللہ اور اس کے مابین پردہ اُٹھ جائے۔ یہ مرشد کامل کی نگاہ سے حاصل ہوتا ہے جو مرشد خود مردار دنیا کا طالب ہے وہ ذلیل و خوار ہے اور گاؤ عصار کی طرح ہے۔

پیر و مرید کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ سب سے پہلے پیر مرید کو ظاہر و باطن مردار نہ کھانے دے اگر اتفاق سے کھالے تو اس کے وجود میں قرار نہ پکڑے بلکہ قے یا دستوں سے نکل جائے۔ پیر کے شان کا یہ پہلا نشان ہے نہ پیر دنیا کے لیے پریشان۔

پیر پر لازم ہے کہ سب سے پہلے مرید کو آسمان کے سات طبق ظاہر کرے اور لوحِ محفوظ اس کے مطالعہ میں کردے۔ جو پیر، مرید کے سات بال تراشنے سے ان مراتب پر پہنچادے مکمل پیر ہے ورنہ حجام ہے۔

مصنّف کا قول ہے کہ نہیں نہیں۔ میں نے غلط کہا۔ یہ پیر بھی ناسوتی ناقص

اور ناتمام، اس کے لیے مرید سے نذر و نیاز لینا حرام ہے۔ اس طریقہ سے بے توفیق مرید کے لیے بہت پیر ہیں اور دنیا میں پیر کے کیا مراتب ہیں یعنی دنیا والوں کو مرید کرنا حرام ہے۔ دل سیاہ رات دن گناہ کی طلب میں ہے اور پیر کو مرید سے دنیا کی ترقی و رجوعات اور اُس کے آداب پر نظر رکھنا گویا سیطنت ہے۔ اس لیے کہ جب دنیا دار پیر سے روگرداں ہو جائے تو خواب میں شیطان پیر کی صورت بن کر آتا ہے اور اہلِ دنیا کو چارپائی سے لوٹ دیتا ہے۔ پس جب بیدار ہوتا ہے تو پیر کی ملازمت میں موبازطور پر مشرف ہوتا ہے اور اپنی حقیقت و احوال ظاہر کرتا ہے کہ میرا پیر بڑا زبردست ہے اور وہ حالت سے واقف نہیں ہے۔ پیر جنی باطن سے محروم ہے اور معرفتِ خداوندی سے خلاف ہے اور اس کے مرید اس کی کرامات کی شیخیاں مارتے ہیں۔ جو اس طریقہ پر نہیں چلتا مخلوق اُسے پیر نہیں کہتی خواہ پیر پیغمبر کیوں نہ ہو۔

حقیقی فقیر

معلوم ہونا چاہیئے کہ مرتبۂ فقر یہ ہے کہ اگر دنیا والوں پر نگاہ کرے اور اگر دنیا والے حضرت ابراہیم اَدہم کی طرح ہوں جو بادشاہ تھے۔ جنہوں نے بادشاہیت کو ترک کر دیا اور خاک نشین ہو گئے۔ نہ اوڑھے۔ اور شب و روز ظاہر و باطن میں ذکر اللہ اور طاعت میں کوشاں رہے اور گھر بار ترک کر کے مخلوقِ خدا سے دُور رہتے اور صبح و شام طلب خداوندی میں رہے اور اللہ کے شغل میں مشغول رہے اور دوام مع اللہ ہونے کو غنیمت جانے اور دنیا اور دنیا والوں کی طرف منہ نہ کرے اور شریعت کا لباس پہنے اور سکوت اختیار کرے۔

فوائدِ خاموشی

مصنف کا قول ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فوائد ہیں اور وہ ستر ہزار فوائد سات کلمات میں جمع کیے گئے ہیں کہ ہر کلمہ میں ہزاروں فوائد ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :۔

پہلا فائدہ :۔ خاموشی کی راحت کراماً کاتبین سے ۔

دوسرا فائدہ :۔ خاموشی عبادت بے رنج ۔

تیسرا فائدہ :۔ خاموشی بے زینت لباس ہے ۔

چوتھا فائدہ :۔ خاموشی بغیر سلطنت کے بادشاہی ہے ۔

پانچواں فائدہ :۔ خاموشی بغیر عمارت کے قلعہ ہے ۔

چھٹا فائدہ :۔ خاموشی بے نیاز ہے معذرت خواہ سے ۔

ساتواں فائدہ :۔ خاموشی عیب چھپاتی ہے ۔

مصنف کا قول ہے کہ خاموشی سب میں خود فروشی ہے یہاں تک کہ دل ذکرِ الٰہی کے شور میں اور غرق مع اللہ ہرگز بیہوش نہ ہو۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے رب کو پہچانا اُس کی زباں بند ہو گئی ۔

عارف باللہ کی یہ نشانی ہے جو یہ مکان نہ رکھے اُسے پریشانی ہے ۔ خاموشی کا مطلب یہ ہے کہ جب دل کی زبان کھولے منہ بند ہو جاتا ہے ۔ ہرگز بات نہیں کرتا ۔ اس لیے کہ صاحبِ سکوت خدا کو حاضر جانتا ہے اس آیہ کریمہ کے مطابق وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

خدا تمھارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔ اور جب تجھے معلوم ہو جائے کہ خدا تیرے ساتھ ہے پھر کسی سے کیا خوف۔ اور اگر تجھے معلوم ہو کہ خدا تیرے ساتھ نہیں ہے تو مشرک اور خراب ہو گا۔ نعوذ باللہ منہا۔ یعنی اللہ اپنی پناہ میں رکھے ؎

مُلک و ملک بہ یک ہُو زیادہ چیز کنم
ما کہ در قلزم توحید نہنگ آمدہ ام

ہُو سب سے زیادہ ہے فرشتہ اور دنیا جہاں کوئی چیز نہیں ہیں۔ میں توحید کے سمندر میں مگرمچھ بن کر آیا ہوں۔

جب ہُو کے مطالبہ کے ساتھ دل کا ورق غرق ہو تو اُسے کوئی چیز اچھی نہیں لگتی مخلوق میں بے شعور اور خالق کے ساتھ شعور۔ ؎

باہُوا بردار در دل زاں ناپسند
جز خدا با دیگرے دل را مبند

باہو دل کو ان ناپسندیدہ چیزوں سے اُٹھالے۔ اللہ کے سوا دل کو کسی چیز کے ساتھ مت باندھ۔

جب ذکر ہُو ہو کا وجود پر غالب آتا ہے قید کر لیتا ہے بجز ہُو کے اور کچھ نہیں رہتا۔

دمے بے یاد حق مطلق گناہ است
بخود مشغول بودن کفر راہ راست

ایک گھڑی اللہ کی یاد کے بغیر مطلقاً گناہ ہے۔ اپنے ساتھ مشغول ہونا کفر ہے یہی سیدھا راستہ ہے۔

ترا ہر دم کشد پندار ہستی
سوئے ظلمت سرائے بت پرستی

تجھ کو تیرے موجود ہونے کا تصور ہر وقت کھینچتا ہے۔ بت پرستی اور کفر کی اندھیریوں کی جانب۔

خودی کفر است نفی خویش کن زود
کہ جز در حقیقت نیست مقصود

خودی کفر ہے بہت جلد اپنی نفی کر کہ حقیقت کے سوا اور کچھ مقصود نہیں۔

طلبِ مولیٰ و طلبِ دنیا

جاننا چاہیئے کہ طلبِ مولیٰ پیشوائے پیرِ راہ ہے اور طلبِ دنیا پیر گمراہ ہے۔ جو پیر مریدین کو معرفتِ خداوندی کی طرف لے جاتا ہے وہ ہوشیار ہے اور اُس پیر کے مرید رب تعالیٰ کے دیدار کے لائق ہیں۔ جیسا کہ میرا پیر حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی ہیں جو ہر روز ہزار مرید بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں مشرف کرواتے ہیں اور سات منصب دلاتے ہیں اور توحید میں غرق کر دیتے ہیں اور مرید غوث و قطب سے سبقت لے جاتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ

اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں۔

اور ہرگز دنیا کی طرف منہ نہیں کرتے۔ یعنی دنیا سے بیزار رہتے ہیں۔

سگِ درگاہِ میراں شو چو خواہی قربِ ربانی
کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

اگر تو اللہ کا مقرب بننا چاہتا ہے تو غوثِ اعظم کی درگاہ کا کتا بن جا کہ غوثِ اعظم کی درگاہ کا کتا شیر دل پر فوقیت رکھتا ہے۔

جس کسی نے مرتبۂ غوثیت، مرتبۂ قطبیت کی سعادت و نعمت و ولایت پائی ہے۔ یہیں سے پائی ہے۔ دونوں عالم کی کلید ان کے ہاتھ میں ہے جو ان سے منکر ہوا مردود ہوا اور شیطان ہوا۔ اور جو اللہ کا بندہ مومن و مسلم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمّت ہے وہ آپ کا غلام ہے۔ کوئی ان کی مریدی سے باہر نہیں ہے۔ اور باہر ہے وہ معرفت کی راہ سے غافل ہے۔ اور وہ سلب ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا خطاب غوث الثقلین، غوث الجن والانس والملائکۃ ہے۔ اہلِ عقل کے لیے اس قدر ہی اشارہ کافی ہے۔

قدمِ غوثِ اعظم

جاننا چاہیئے کہ حضور نبیٔ غیب دان خواجہ کونین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ والثناء کا قدم مبارک آپ کی گردن پر رکھا ہے اور تمام اولیائے رحمٰن کی گردنوں پر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کا قدم مبارک ہے۔

ایک دفعہ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ارجمند نے بارگاہِ غوثیتِ مآب میں عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ وصایا فرمائیے، تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقویٰ کو لازم پکڑو، ماسوی اللہ ہرگز کسی سے مت ڈر اور اللہ ہی کو اللہ جان۔ اور اپنی تمام حاجات رب تعالیٰ کے سپرد کر۔ کوئی نعمت اس سے جُدا نہیں ہے۔ پس سب کچھ اُسی سے طلب کر اور بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کسی پر وثوق مت

مت کر اور حیا کو لازم پکڑ۔

حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:۔

"میرے اور تمام اور تمام مخلوق کے مابین اتنا بُعد ہے جیسا کہ ارض و سماوات کے مابین۔ پس مجھ کو کسی پر مت قیاس کر اور نہ کسی کو مجھ پر قیاس کر۔"

فتوح الغیب، مفتاح الفتوح اور بہجۃ الاسرار میں ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی نے فرمایا:۔

"میرا یہ قدم تمام اولیائے رحمٰن کی گردنوں پر ہے۔"

یاد رہے کہ جس طرح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اسی طرح حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہبازِ لامکانی، غوثِ صمدانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی خاتم غوث الثقلین ہیں۔ یعنی آپ کے بعد کوئی غوث الاعظم نہیں ہوگا۔ آپ ہی ختم الفقراء، ختم الفقر، ختم الولایت، ختم الهدایت اور ختم العنایت ہیں۔ بقا باللہ کے برکات کے پہنچانے والے غرق ذات، وزیر حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے دوام حضور کو دونوں عالم کی ظاہرہ و باطنہ کلید عطا کی گئی۔ یہ آپ کا مرتبہ و مقام ہے۔ جو آپ کے مراتب کا زندگی اور موت میں دعویٰ کرے وہ نہایت جھوٹا ہے۔ شاہ جیلانی میرے دین و دنیا کے پیر ہیں اور زندہ جان ہیں۔ میری جان اور جان نزدیک ہے جو کوئی پیر کو اپنی جان سے نزدیک تر نہ سمجھے وہ حقیقت میں مرید نہیں ہے وہ پریشان ہے۔ اور میرے پیر کا قدم شریعت پر ہے کہ شریعت میں ایک حرف

سے حضرت پیر کو تمام شرف حاصل ہے وہ حرف ب ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ب ہے۔ اور حرف ب سے بنائے اسلام ہے اور بنائے اسلام میں مسلمانی مکمل ہے۔ آپ کی کلید قادری گم نہ ہوگی۔ اور آپ کے مرید عارف باللہ اور صاحب کلید ہیں اور توحید میں غرق ہیں۔ منہاج قادریت میں کوئی تقلید نہیں ہے۔ مع اللہ عارف باللہ ہیں۔ کوئی خانوادہ اور طریقہ ابتدائے قادری کو نہیں پہنچا ہے اگر کوئی کہے پہنچا ہے تو وہ بہت بڑا جھوٹا اور لاف زن ہے۔

معصیّت سے رہائی

یاد رہے حضرت محبوب سبحانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے طالبین کو ہر دم اللہ تعالیٰ کے ساتھ جواب باصواب ہے۔ آپ اپنے چاہنے والوں سے چھوٹے بڑے گناہ نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے چاہنے والے دائمی طور پر اپنے حال پہ ہیں۔ اس لیے کہ آپ کے چاہنے والے جو گناہ کرتے ہیں۔ آپ پوشیدہ اور ظاہر دونوں کو معاف کرا لیتے ہیں اور مجلسِ نبوی میں پہنچا دیتے ہیں۔ سب کے سب پیر آپ کے مرتبہ و مقام کے آگے مردہ ہیں اور آپ زندہ سرِ قدرتِ سبحان ہیں۔ عالم، فقیر اور امیر آپ کی مثل مریدین کے ہیں۔ مگر جو عالم اور فقیر کامل اور امیر عادل انصاف والے ہیں۔ اور یہی تین آدمی ہیں باقی سب حیوان کالانعام بَلْ هُمْ اَضَلُّ چوپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ وہ بھی بہت گمراہ ہیں۔ اور حضور غوث الثقلین کے ساتھ ایسے ہیں جیسے جسم کے ساتھ جان ہے اور آفتاب

ذرہ کے ساتھ اور درخت پتّوں کے ساتھ اور مہر نگینہ کے ساتھ اور حضور نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے ساتھ۔ جو پیر اس صفت پر متصف نہ ہو اُس کے مرید خراب اور پیر عذاب میں مبتلا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

خصائلِ پیر

جاننا چاہیئے کہ پیر الست خدا پرست وحدت کا پیالہ پینے والا چاہیئے نہ کہ جدّی پشتی استخوان فروش۔ میرا پیر شاہ محی الدّین ہے جو نائب رسول اللہ ہے۔ آپ کا فرمان ہے کہ میرا مرید ایمان پر مرے گا۔ اے میرے مت ڈر اللہ میرا رب ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بروزِ قیامت تمام انبیائے کرام علیہم السّلام نفسی نفسی پکاریں گے۔ حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناءُ اُمتی اُمتی پکاریں گے اور ہمارے ملجا و ماویٰ حضرت محی الدّین سیدنا عبد القادر جیلانی قدس سرہ النوّرانی مریدی مریدی پکاریں گے۔ اور جس وقت حضور سیّد عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرا قدم تیری گردن پر ہے اور اے محی الدّین تیرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔ تو اس حالت میں تمام اولیائے رحمٰن آپ کی خدمت میں ملتجی ہوئے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے یوں فرمایا ہے توجہ فرمایئے تو حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بارگاہِ رسالت مآب میں ملتجی ہوئے اور آپ نے فرمایا اے علی! حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی میری آل اور تمھاری اولاد سے ہے جو لائق فرزند کے قدم کو اُٹھا کر اور

کاندھوں پر بٹھا کر گردن پر رکھ لے تو عیب نہیں ہے۔ پس سب سے پہلے حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عزت دی۔ اس کے بعد حضرت پیر پیراں دستگیراں نے تمام اولیائے رحمٰن کی گردنوں پر قدم رکھا اور ہر ولی اللہ سعادت مند ہوا۔ اور ہر ایک نے ولایت و ہدایت کا مرتبہ حاصل کیا۔ آپ کے دشمن تین قسم کے ہیں:

۱۔ دشمن کا رافضی ہونا ضروری ہے۔

۲۔ دشمن کا خارجی ہونا ضروری ہے۔

۳۔ دشمن کا بے تشرع راندۂ درگاہ ہونا ضروری ہے۔

اور جس کو آپ نوازتے ہیں بیک نظر اولیاء اللہ بنا دیتے ہیں۔ اور جس کو ڈالتے ہیں اُسے دوسرا اُٹھا نہیں سکتا۔

سماع کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ عارف غرق مع اللہ باخبر کو گانے بجانے کی آواز گدھے کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ گانے بجانے کی آواز کا تعلق شیطانیت سے ہے شیطان حسن کی پوجا کرنے والے، خدا کو نہ پہچاننے والے کو لذت دیتا ہے۔

عارفاں بے نغمہ مطرب مست حال

مستی ایشاں خاص از وحدت وصال

عارف گویئے کے گانے کے بغیر مستی کی حالت میں رہتے ہیں۔ ان کی مستی وحدت کے وصال سے مخصوص ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بارہ سال سے ریاضت و سماع و سرود کا طریقہ اگر کسی کو

روشن ہوا ہو ۔ زیر و زبر اس سے بہتر ہے ۔ سروری قادری بیک نگاہ فیض یاب کرتا ہے جیسا کہ سورج کی نگاہ ذرہ کو روشن کرتا ہے ۔ ؎

بے قراری ذرّہ دانی از کجا
بے قرار از شوق گردد در ہوا

بے قرار ذرہ کو تو جانتا ہے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچتا ہے اس کے شوق میں بے قرار ہوا میں گردش کرتا ہے ۔

ہمچو فانوس است خیال سوزِ او
درمیاں پردہ بیند رُو برو

اُس کے خیال کی گرمی فانوس کی گرمی کی مثل ہے ۔ وہ پردوں کے باوجود اس کو اپنے سامنے دیکھتا ہے ۔

مقام قاب قوسین جانبین جانبین ہے اور ہر طریقہ قادری سے بوئے دنیا آتی ہے ۔ قادری سروری انشاء اللہ الصمد فارغ ہے ۔ ان کا خواب مشاہدہ ، ان کا کھانا مجاہدہ اور مستی ہوشیاری اور دل بیداری میں ہے ۔ عاشقین کی ریاضت خون جگر کھانا اور باطن میں ان کا حال دریافت نہ کرے ؎

توحید چو آفتاب تاباں شدن است
از چہ شیر طبعاں ہراساں شدن است

توحید تو سورج ہے صرف اس کا روشن ہونا ہے ۔ اگرچہ شیر کی خصلت رکھنے والوں سے خائف ہونا ہے ۔

گر خلق اذیت حاجت و عزلت نیست
از کور چہ احتیاج پنہاں شدن است

حضرت سلطان ابراہیم اَدہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے ایک بزرگ کو لکھا کہ حیرانی ہے اس قوم سے کہ جو شب و روز خواب میں رہیں اور قافلہ چلا جائے اور جانتے ہیں کہ منزل و مقام پر پہنچ گئے۔ بزرگ نے جواب دیتے ہوئے لکھا اے میرے بھائی اس راہ میں مردانِ خدا جاتے ہیں کہ شب و روز خواب میں رہیں۔ جب قافلہ منزل کے قریب اور مقام پر پہنچے۔ ان کو زیادہ دیکھے کہ ہزار برس کا راستہ آدھے قدم کے مساوی بھی نہ ہو۔ یہ وہ طائفہ ہے کہ ان کی خواب اور بیداری یعنی سونا اور جاگنا برابر ہے، مستی و ہوشیاری برابر ہے، اکل و شراب اور بھوک برابر ہے۔ ان کے مراتب ایسے ہیں کہ دائمی طور پر انہیں کے لیے سیر و مشاہدہ ہے۔ ان کا جسم دنیا میں ہے اور دل عقبیٰ میں ہے۔

حضرت سلطان العارفین علیہ الرحمۃ کا قول ہے کہ:-

"جو دنیا اور عقبیٰ سے اُٹھ گیا اور راہِ مولیٰ میں غرق ہو گیا وہ مقام علیین میں ہے کہ باطن سے اَدنیٰ ہے۔ سیر ربانی اور مشاہدہ اسرار سُبحانی کرتا ہے، اُس کی آنکھ دل سے ہے، اُس کا وصل راز پر ہے۔ اس کو صاحبِ منتہی کامل غالب بر نفس کہتے ہیں یعنی نفس اُس کا غلام ہے۔ ان مراتب کو حق الیقین کہتے ہیں۔ اُس کا ظاہر درست و صحیح ہے۔ بہرحال معرفت خداوندی کے احوال سے متفرق نہ ہو۔ اگرچہ اُس سے چھوٹے اور بڑے گناہ واقع ہوتے۔ گناہ اُس کے وجود میں

علیہم السّلام کی مجلس میں پہنچتا ہے اور ریاضت اولیائے رحمٰن کی سنّت ہے اور صاحبِ رازِ ریاضت کے ساتھ اولیائے رحمٰن کی مجلس میں پہنچتا ہے ؎

داد راں باور نمی دانند گویا رائے ایں
کیں ہمہ قلب و غل در کار دارد می کند

عقلمند حاکم لوگ اس رائے کو تسلیم نہیں کرتے کہ یہ اُلٹ پلٹ باتیں اس کے حصول میں داخل کرتی ہیں۔

خواب کی اقسام

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں ؎

اہل باطل کے شود باحق شناس
گر دلائل صد بیاری باقیاس

باطل پرست اللہ کو کب پہچان سکتے ہیں۔ اگرچہ تو قیاسی سو دلیلیں پیش کرے۔

دل دفاتر مردہ افسانہ پسند
حرفِ حیرت بخش اللہ سودمند

مردوں کی فہرست میں لکھے ہوئے لوگوں کا دل افسانہ کو پسند کرتا ہے۔ اللہ کے لیے حیرت کا ایک حرف بخش دے تو وہی فائدہ مند ہے۔

جاننا چاہیئے کہ خواب اور اہلِ خواب تین اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم:۔ مردہ دل ہیں۔ اہل دنیا، اہل ظلم اور اہلِ جہل ان کے لیے خواب خیال ہے

یعنی غلبات سیاہی دل وگمراہی ہے اور روسیاہ دل اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم سے محروم ہے۔

دوسری قسم :۔ خواب صاحب خواب عالم علم تفسیر و احادیث کا خواب۔ علم سے خواب احوال قال اعمال کمال ہے۔

تیسری قسم :۔ خواب اور صاحب خواب کو بھی شرح خواب کی جو کہ مجلس جسم کے ساتھ صورت جوان لباس سفید دیکھے مراتب کی ابتدا کی ہے اور جو مجلس روحانی سُرخ لباس اور صورت دو موٹے دیکھے۔ مراتب متوسط ہیں اور جو مجلس صورت نور ریش سفید اور سُرخ لباس شہادت دیکھے منتہیٰ ہے۔

ذکرِ جہر کی اقسام

جاننا چاہیئے کہ ذکرِ جہر دو اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ بعض ذاکر کو جلالیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی جلالیت خالی دماغ سے ہے کہ اُس جلالیت سے اُس کے منہ سے جہالت کی بات اور کفر و شرک کا نکلنا ہے۔ اس میں دانائی یہ ہے کہ ذاکر جہر سرود کے ساتھ جو نام خداوندی کو سرود کے ساتھ کہے خود کو رسوا کرنا ہے۔ اور آسیب شرک و کفر ہے۔

دوسری قسم :۔ بعض کو ذکرِ جہر سے جمعیت کا جوہر پیدا ہوتا ہے اور محبت کا جوہر ہویدا ہے کہ وہ جھاڑو دل اور زبان کی ہے۔

ذکرِ خفی خلوتِ رحمٰن ہے اور ذاکر خفی کا مکان لامکان ہے۔ یہ ذاکر نہیں ہے کہ ذکر کے لیے دنیا سے پریشان ہو۔ شاکر ہیں اور ذکرِ حضور سے شعور نہیں رکھتے ہیں۔

شیطانی وغیر شیطانی خواب

اور پھر اُس خواب کی تشریح کہ کسی بزرگ کی زیارت کے لیے اور مراتب کی تحقیق یا اپنے نصیب کے لیے رخصتی کی اجازت کے لیے یا دینی یا دنیوی کاموں کے لیے نمازِ استخارہ پڑھے اور خواب میں جائے۔ پھر خواب میں کسی خوبصورت شخص کو دیکھے کہ اُسے کسی کام کے لیے رخصتی کا حکم کرتا ہے یا کسی کام سے منع کرے۔ پس کس طرح معلوم ہوگا کہ وہ شخص شیطان ہے یا اولیائے رحمٰن ہے۔ اس سے تحقیق کرنی چاہیئے کہ واقعی وہ شیطان ہے یا اولیائے رحمٰن ہے تو اس وقت فاتحہ خیر پڑھے یا اُس وقت اللہ کا نام انشاء اللہ کہے یا حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم پر درود پاک پڑھے یا کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر کرے یا دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے اللھم استجب دُعا الخیر۔

حقیقتِ بشارت

جاننا چاہیئے کہ اشارۂ بشارت کے ساتھ انبیائے کرام اور اولیائے رحمٰن سے ہے۔ عین مجلس خاص حقیقی سے ہے۔ جو بشارت اس وصف سے موصوف نہ ہو خواب وخیال ہے یا شیطان کا اشارہ ہے۔ پریشان۔ یہ ذاکر فقیر کی خواب نہیں ہے اس لیے کہ غفلت نہ کی بلکہ حق سے الہام اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے الہام رکھتا ہے کہ جواب باصواب ہے اور فقیر کا خواب جو باطن کی کماحقہ خبر نہیں رکھتا اور درویش زندہ دل روشن ضمیر کو خواب ذکر الٰہی اور نام الٰہی سے

وصال اور لازوال مشاہدہ کے ساتھ غرق جمالِ الٰہی کے نُور کے ساتھ عین بعین ہے۔
مطلب یہ ہے کہ خواب کی تشریح کے موافق صاحبِ خواب کی تعبیر طلب کرے عالم
صاحبِ تعبیر سے یا فقیر درویش صاحبِ معرفتِ خداوندی روشن قلب سے طلب کرے۔

حُبّ دنیا

یاد رہے کہ طالبِ دنیا، طالبِ عقبیٰ اور طالبِ مولا کا خواب جو کہ خواب میں حیوانات
کا طیر وحوش سانپ اور بچھو کی طرح دیکھے، اس کا دل سیاہ محبتِ دُنیا سے بھرپور ہے
اور جو خواب میں باغِ بوستاں اور بام بلند خانہ مثل قصور، حور، میوہ درخت وغیرہ
دیکھے۔ معلوم ہوا کہ اس کا دل طالبِ عقبیٰ کا ہے جو کہ خواب میں ذکرِ الٰہی، خانہ کعبہ
یا حرم میں نماز مدینہ کے آفتاب و ماہتاب دیکھے، اور دریا آبِ رواں اور اولیاء و
انبیاء کی مجلس نور اللہ اور ذوق وشوق کے ساتھ تجلیات کا مشاہدہ کرے وہ طالبِ
مولیٰ ہے اور سب سے بہتر ہے۔ پس خواب کی طرح عبادات معاملات اور غرق فی
اللہ اسم ذات ہوا۔ خواب صحیح بیان کے مطابق، خواب حیوان اور خواب حیوان اور
خواب انسان اور خوابِ پریشان اور خوابِ نادان اُس کی تعبیر عقل کے ساتھ عقل
ہی کے موافق ہو۔

اسم اللہ ہمچو در دل آفتاب
ظلمت از انوارِ اُو گردد خراب

اللہ کا نام دل میں سورج کی مثل ہے۔ دل کی سیاہی اس کے نُور سے خراب و
ختم ہو جاتی ہے۔

نام اللہ گشت آساں بر زُباں
کنہ اللہ مشکل است سرّ نہاں

اللہ کا نام زباں سے لینا آسان ہے۔ اللہ کی حقیقت کو جاننا بہت مشکل ہے وہ پوشیدہ راز ہے۔

آدمی کو اللہ کے نام پر اس قدر یقین و اعتبار و عمل چاہیئے۔ جاننا چاہیئے حضرت احمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ و الثناء کے نام پر حد سے زیادہ اخلاص محبت اور یقین ہو کہ اللہ کے نام کی تشریح کے دفتر کے دفتر کتب میں پا سکتے ہیں جو کوئی اللہ اور اللہ کے محبوب صلّی اللہ علیہ وسلم کے نام پر یقین نہ کرے وہ منافق ہے اگرچہ آہستگی سے کلمہ طیبہ پڑھے مگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی قدر اور کلمہ طیبہ کی تصدیق سے واقف نہیں ہے اور اللہ کے نام میں اسمِ اعظم ہے اور حضور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام میں جادۂ حق ہے۔

تمامیّتِ فقر

جاننا چاہیئے کہ تمامیّتِ فقر اور معرفتِ خداوندی پندرہ اشیاء سے تعلّق رکھتی ہے۔ مگر پانچ باتیں شروع کی میں جو مندرجہ ذیل ہیں:۔

پہلی شے:۔ طلب کے ساتھ طلب۔

دوسری شے:۔ ذکر فکر کے ساتھ۔

تیسری شے:۔ فکر حیرت کے ساتھ۔

چوتھی شے:۔ حیرت مطالعہ کے ساتھ۔

پانچویں شے:۔ مطالعہ مرگ کے ساتھ۔

پانچ متوسّط

یاد رہے کہ متوسط پانچ اقسام میں منقسم ہے :۔
پہلا متوسط :۔ صحبت مردانگی کے ساتھ۔
دوسرا متوسط :۔ استقامت مکاشفہ کے ساتھ۔
تیسرا متوسط :۔ محاسبہ نفس کے ساتھ۔
چوتھا متوسط :۔ محاسبہ کشفِ قبور کے ساتھ
پانچواں متوسط :۔ اور محاسبہ کشف نفوس کے ساتھ۔

پانچ منتہی

یاد رہے کہ منتہی کی اقسام پانچ ہیں :۔
پہلی منتہی :۔ معرفت یقین کے ساتھ۔
دوسری منتہی :۔ یقین فنا فی اللہ کے ساتھ۔
تیسری منتہی :۔ فنا فی اللہ بقا باللہ کے ساتھ۔
چوتھی منتہی :۔ بقا باللہ تفکرّ کے ساتھ۔
پانچویں منتہی :۔ تفکرّ مشاہدات کے ساتھ۔

تفکر سیر

یاد رہے کہ تفکرّ چار سیر ہیں اور ان کا مشاہدہ جدا جدا ہے :۔

اول سیر :- سیرِ نفس۔ جس نے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔

دوم سیر :- سیرِ قلب۔ جس نے نفس کو پہچانا وہ کشف القلوب ہوُا۔

سوم سیر :- سیرِ رُوح۔ جس نے رُوح کو پہچانا مجلسِ روحانیت میں کشف القلوب ہوا۔

چہارم سیر :- سیرِ سرّ :۔ جس نے سرّ کو پہچانا، مقامِ مشاہدہ میں اسرارِ الٰہی دریافت کیا۔ اس مقام میں انسان کامل ہوُا اور طلب وارشاد کے قابل ہوتا ہے۔

جس نے ان چہار ولایت کو کہ ولایت نفس، ولایت قلب، ولایت رُوح اور ولایت سرّ ہے۔ طیر وسیر سے طے نہ کرے۔ طالب لائق تلقین نہ ہو اور تفکرّ میں تختگی وجود کے برتن کی نصیحت کے ساتھ نہ نزدیک عارف حق پسند اور صاحب باطن۔

میں اس قوم پر متعجب ہوں کہ قلب کے پارہ گوشت کو تفکرّ کے ساتھ دم باندھ کر ہلاتے ہیں اور پھرتے ہیں۔ احمق و نادان ہیں اور کچے حیوان ہیں۔ یہ راہ نہیں ہیں بلکہ اس راہ و رسم کو نفس کی حیاتی شاہد ہے اور ابھی ضلالت کے صحرا میں دنیا کی عزّت و جاہ میں معصیت ہے۔ اَلعَاقِلُ تکفِیہِ الاِشارۃُ۔ عقل مند کے لیے ایک اشارہ ہی کافی ہے۔ عیاں راچہ بیاں ؎

راہ می باید مرا راہ رسول
ہر دمے عارف شود باحق قبول

مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چاہیئے کہ عارف ہمہ وقت اللہ کو دل وجان سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔

احتیاجے نیست دم بستن ہوا
یک دمے معراج حاضر مصطفٰی

سانس اور خواہش کو روکنے کی حاجت نہیں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری سے ایک لمحہ میں معراج ہوتی ہے۔

صد ہزاراں شکر باہُو باز شد
ابتدا ؤ انتہانش راز شد

ایک لاکھ مرتبہ شکر ہے کہ باہو باز ہو گیا اس کی ابتدا اور انتہا مکمل ہو گئی۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

طبقاتِ ولایت

جاننا چاہیئے کہ نفس کو دنیا کی ولایت ہے، قلب کو آخرت کی ولایت اور بہشت کی محبت، رُوح کو ازل کی ولایت ہے، سر کو مولیٰ کی ولایت، توحید مطلق کو نور کی ولایت۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اللہ تعالیٰ مومنین کا دوست ہے انھیں اندھیرے سے نور کی طرف لے جاتا ہے۔

ذکر و فکر نُور ہے، ذاکر صاحبِ شعور ہے، ذکر و فکر کے ساتھ مشاہدہ خداوندی کی دوام حضور میں ہے۔ جو ذاکر صاحبِ حضوری نہیں وہ ذاکر نہیں بلکہ وہ خدا سے دُور ہے اور معمولی ذکر و فکر کا مزدور ہے۔

راہزن کون؟

جاننا چاہیئے کہ فقیر لایحتاج منتہی ہے جیسا کہ عارف منتہی، صاحب ذکر و فکر منتہی، صاحب مذکور حضور منتہی، صاحب دعوت کامل مکمل۔ دعوت میں مکمل وہ ہے جو موکل فرشتہ و جن کل جز رکھتا ہو رات کو۔ صاحب دعوت کے قسم قسم کے کھانے ہاتھ پر رکھے کھڑے ہیں۔ بعض پانی بعض سونا چاندی بعض نقدی، بعض زیور اور بعض نقش مخلوق کو مسخر کرنے کے لیے اور بعض کمر میں ہتھیار باندھ کر جنگ کے لیے اس کے حکم کے تمام منتظر اور اس کی قید میں رہتے ہیں اور وہ کچھ نہیں لیتا۔ اس کی نگاہ پروردگار پر ہے۔ اور یہ سب راہزن اور گمراہ ہیں۔ فقیر کا پہلا قدم ہی آپ سے الگ کر۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ مرشد مبتدی سے مبتدی مقام حاصل ہوتا ہے جو خام ہے اور متوسط سے مقام متوسط حاصل ہوتا ہے کہ ناقص ناتمام ہے۔ اور منتہی سے مقام منتہی پر مشرف ہے اور عازم تمام ہے۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ طالب عقلمند وہ ہے جو مرشد سے کوئی مقام مبتدی، متوسط اور منتہی طلب نہ کرے بجز کنہ کن کے، جو واحدانیت کی کنہ کو پہنچتا ہے اس کی زبان پر کن کامل ہوتا ہے ؎

کن ساز آں کن شود زاں روز کن
جاوداں در راہ کن از سخن

جس دن اللہ تعالیٰ نے کن (ہو جا) فرمایا تو کن اس کن کا راز ہو گیا۔ کن کے راستہ میں ہمیشگی ہو گی اس بات سے۔

تفکّر کی اہمیّت

معلوم ہونا چاہیئے کہ تفکر دو جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔ جب عارف باللہ تفکر میں آتا ہے تو اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھتا ہے اُس وقت فکر میں آئے کہ اللہ تعالیٰ بہتر ہے دونوں جہاں کے مشاہدہ سے۔ جو دونوں جہان کو کمتر جانتا ہے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہتر جانتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس فکر میں اس کو دونوں جہان کی عبادت سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے :۔

اَلتَّفَکُّرُ سَاعَۃً خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیْنِ

ایک گھڑی کی فکر دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے۔

جس کسی سرّ نہاں ہے وہ دائمی طور پر ہر زمانہ میں حاضر ہے اور اُسے اس سے حیرت ہے اور حیرت میں ترک دنیا پیدا ہوتی ہے۔ دنیا کا ترک کرنا سراسر عبادت ہے۔

ے

زبہر زر چرا کردی خموشی
زبہر زر چرا تو دلق پوشی

پیسے کے لالچ میں حق بات کہنے سے تو خاموش کیوں ہو گیا۔ پیسے کے لالچ میں تو نے گدڑی کیوں پہن لی ہے۔

زبہر زر چرا درویش خوانی
زبہر زر چرا عرفاں مکانی

پیسے کے لالچ میں تو اپنے آپ کو درویش کیوں کہلاتا ہے۔ پیسے کے لالچ میں تو اپنے آپ کو صاحب عرفان کیوں کہلاتا ہے۔

ز بہر زر چرا گریہ کشائی
ز بہر زر چرا صورت نمائی

تو سونے کے واسطے کیوں روتا ہے۔ تو سونے کے لیے اپنی شکل لوگوں کو کیوں دکھاتا ہے۔

ز بہر زر چرا تسبیح خوانی
ز بہر زر چرا اسمی بدانی

سونا حاصل کرنے کے لیے تسبیح کیوں پڑھتا ہے۔ سونا حاصل کرنے کے لیے اس کا نام کیوں لیتا ہے۔

ز بہر زر چرا خلوت نشینی
ز بہر زر چرا مردم گزینی

سونا حاصل کرنے کے لیے شور ڈال کر کیوں بیچتا ہے۔ سونا حاصل کرنے کے لیے اللہ کے نام کو کیوں بیچتا ہے۔

ز بہر زر چرا غوغا فروشی
ز بہر زر چرا اللہ فروشی

سونا حاصل کرنے کے لیے تنہائی و خلوت میں کیوں بیٹھتا ہے۔ سونا حاصل کرنے کے لیے نیک بندوں کی خصلت کیوں اختیار کرتا ہے۔

ز بہر زر چرا تو شاہ طلبی
ز بہر زر چرا تو ذکر قلبی

سونا حاصل کرنے کے لیے تو بادشاہ کی صحبت کا کیوں طلب گار ہے۔
سونا حاصل کرنے کے لیے تو دل کا ذکر کیوں کرتا ہے۔

ز بہر زر چرا تو انتظاری
ز بہر زر چرا ہر دم بخواری

روپیہ پیسہ کا تو انتظار کیوں کرتا ہے۔ روپیہ پیسے کے لیے تو ہر وقت ذلیل کیوں ہوتا ہے۔

ز بہر زر چرا علم و فضیلت
ز بہر زر چرا دنیا دسیت

روپیہ پیسہ کے لیے علم و فضل کو چاہتا ہے۔ روپیہ پیسہ کے لیے دنیا کو کیوں پوجتا ہے۔

حقیقتِ معراج

جاننا چاہیئے کہ حضور نبی غیب دان خواجۂ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء شبِ معراج قاب قوسین کس راستہ سے پہنچے اس کا شاہد کون ہے۔ یہ راہ و رسم اللہ فنا فی اللہ کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری و باطنی صورت نور تھی۔ ابتدا و انتہا حضور اور حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کو جلد معراج حاصل ہوئی آنکھ جھپکنے سے پہلے دونوں عالم سے بجلی کی طرح دل کو اٹھایا۔ اور طرفۃ العین میں وہاں تک پہنچا نا گیا تھا کہ ایک وجود واجب الوجود لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس ذکر معراجِ خداوندی ہے جو ذکر خداوندی کا منکر ہوا کافر ہوا۔

ریاضت کی حقیقت

یاد رہے کہ طالبِ دنیا صاحبِ استدراج ، ذکرِ موت دل پر اس سے زیادہ کون سی ریاضت و عبادت ہے ۔ صدق و خوف سے متوجہ ہو اور ریاضت محبتِ داغ مولیٰ کا دل پر جو اس کی محبت اصل سے دل چاک چاک اور تن پژمردہ خاک خاک ۔ ظاہری ریاضت کچھ کام نہیں دیتی جو ریاضت مخلوق کے لیے ہی ہو ۔ اللہ اپنی پناہ میں رکھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَّا یَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَّا یَخْشَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَّا یُسْمَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَّا تَشْبَعُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ ھٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعُ ۔ شب و روز جان مارے اور پُر درد رہے ۔ اس سے کوئی ریاضت بہتر نہیں ہے ۔ ریاضت دو اقسام میں منقسم ہے ۔

پہلی قسم :۔ عاجزی ہے ۔

دوسری قسم :۔ محتاجی ہے ۔

محتاجی فقرِ محمدی سے دُور ہے کہ فقر کی اصل راہ جماعت سے تعلق رکھتی ہے۔ پس جمعیّت کیا ہے اور اس سے کیا حاصل ہوتا ہے ۔ جاننا چاہیئے کہ جمعیّت کا تعلق چار اشیاء سے ہے :۔

پہلی چیز :۔ ذکر و فکر کی تمامیت ۔

دوسری چیز :۔ باطن کی صفائی ۔

تیسری چیز :۔ تمامیت تصوّر کے ساتھ ۔

چوتھی چیز :۔ تصرف جو انبیاء و اولیاء کا نتیجہ ہے ۔

یہ جو چہار مراتب ہیں اور اس گروہ سے خبردار رہ کہ ظاہر آراستہ صاحب طریقہ اور باطن زندیق۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ جبیہ ۲۔ اولیائیہ ۳۔ شمراخیہ ۴۔ اباحیہ

۵۔ حلوطیہ ۶۔ متکاملیہ ۷۔ الہامیہ ۸۔ حوریہ

۹۔ واقفیہ ۔ یہ تمام وجود میں موجود ہوتے ہیں۔

اسرارِ ربّانی کون؟

جاننا چاہیئے کہ قلب قالب کا سجانی اسرارِ ربّانی خزائن اللہ کو کہتے ہیں۔ دل کا ذکر چار تاثیر رکھتا ہے۔ جس کا دل ذاکر ہے اُس کی جان شب و روز سوز و گداز میں ہے۔ کباب کی طرح بریاں، اُس کی آنکھ دوامِ گریاں اور تن عریاں۔ پس معلوم ہُوا کہ رحمتِ خداوندی دل میں نہیں سماتی اور دل رحمت سے وسیع ہے اور رحمتِ خداوندی دل میں نہیں سماتی اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رحمت کو دل کے نُور سے پیدا کیا ہے نہ کہ دل کو رحمت کے نُور سے پیدا کیا۔

اللہ ربُّ العزۃ تبارک و تعالیٰ نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:۔

لَا یَسْعَنِیْ سَمَآئِیْ وَ الْاَرْضِیْ وَلٰکِنْ یَسْعَنِیْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ

زمین و آسمان نہیں رکھتے وسعت لیکن اہلِ ایمان آدمی کا دل رکھتا ہے۔

جب دل کا نُور، رُوح کا نُور اور سِرّ نور اللہ تبارک و تعالیٰ کے نورِ ذات سے پاک وجود ہوئے تو اس کا دل، رُوح اور سِرّ کو رب تعالیٰ کے ساتھ جلیس کہنا چاہیئے اور جو ذاکر اس مقام تک رسائی حاصل نہ کر سکے وہ شیطان کی گرفت میں ہے۔ ذاکر کا قلب

دائمی طور پر وصال کے مراتب میں ہے۔ اور صاحب قلب کا ایک گھڑی کا وصال کئی سالوں کی ریاضت سے بہتر ہے۔ چنانچہ تفکر کے بارے میں سلطان الفقراء کا فرمان ہے

تفکر باوہام وحدت دہد
رساند بمولیٰ کہ از خود دہد

اوہام میں غور و فکر وحدت تک پہنچا دیتی ہے۔ وہ شخص مولیٰ تک پہنچ جاتا جو اپنے آپ سے گزر جاتا ہے۔

کہ وہم است سلطان تفکر وزیر
تذکر بود شکرت آں دلپذیر

وہم بادشاہ ہے اور فکر اس کا وزیر ہے اور ذکر لشکر ہے جو دل کو پسند کرتا ہے۔

تجرد تفکر بکس زاد راہ
بدیں توشہ ہمت بود عین شاہ

فکر و تجرید آدمی کے لیے راستہ کا توشہ ہے۔ اس توشہ کے رکھنے والے کی ہمت بادشاہ جیسی ہوتی ہے۔

چو وہمت رساند بعالم وصال
تنت عین گردد ز صحبت کمال

جب تیرا وہم تجھ کو عالم وصال تک پہنچا دے تو تیرا جسم اُس کی صحبت کے کمال سے خاص ہو جائے گا۔

چہ اوہام گردد یقین گیر من
جہاں جملہ آید شد بہیر من

جب میرا وہم یقین حاصل کرنے والا ہو جائے تو تمام جہان میرا دشمن ہو جاتا ہے۔

چو سلطانِ ہمت نیابد کمال
بہر ساعت آید بدل صد وصال

جب ہمت کا سلطان کمال نہیں پاتا تو ہر وقت دل سے سو مرتبہ وصال کی آرزو کرتا ہے۔

بدیں وہم خود را چو آراستی
وصول حقیقت بخود یافتی

اس وہم سے اگر تو نے اپنے آپ کو سنوارا ہے تو حقیقت کے ساتھ وصال تو خود پالے گا۔

تجلّیٔ ذات

جو مقام اوہام تک رسائی حاصل کرلے وہ بے قرار رہتا ہے۔ کبھی خوف، کبھی رجا کبھی صحو کبھی سکر کبھی حضور کبھی غیب کبھی جمال کبھی جلال کبھی استغفار، کبھی افتقار کبھی مشاہدہ کبھی مجاہدہ اور عشق و محبت کی حلاوت سے ہمیشہ ہمیش تک منقلب ہے اور اس کا شمار بمشکل ہے ؎

باوہام حابس بر آور تو سیر
اگر وصل خواہی بر دل شوز غیر

جو اس مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے تجلیٔ غیبی جو احدیت کا نورِ ذات جس کی صفت غنا عن العالمین ہے بقدرِ استعداد تجلی کرتی ہے اور دل میں نہیں پاتا خواہ ذاتی ہو یا اسمائی۔ تجلیٔ ذات اور ہے اور اسمائی اور ہے لیکن ذاتی بھی تین درجہ پر مشتمل ہے کہ اسے عطائے ذاتی کا نام دیا جاتا ہے۔ اہلِ ذات سے ہمہ وقت پلتے ہیں جب چاہتے ہیں۔ تجلیٔ کی تین قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم:۔ تجلیٔ وصل ہے۔

دوسری قسم:۔ تجلیٔ بے مثل ہے۔

تیسری قسم:۔ تجلیٔ غرق مشاہدۂ جمال ہے۔

جب جمال الٰہی سالک کے دل پر چمکتا ہے تو دل قرار پکڑتا ہے کہ غیر کی مجال دل میں نہیں چھوڑتا۔ سب ولایت پر خود قابض ہو جاتا ہے اور دل گنجائش کے مقابلہ میں وسعت پاتا ہے اور کوئی دل اور ساعت تجلیٔ کے مشاہدہ سے خالی نہیں رہتا اور ظاہر و باطن حق غالب ہو جاتا ہے اور جہاں کہیں رُخ کرے ؎

بخیالے تو زہر سو کہ نظر می کردم
پیش چشم درو دیوار مصوّر باشد

تیرے خیال میں میں ادھر اُدھر بلا وجہ دیکھا کرتا ہوں۔ میری آنکھ کے سامنے درو دیوار پر مصوّر کی تصویر ہوتی ہے۔

جب یہ نظر سالک کی نظر میں فیض پہنچاتی ہے اور خود میں دائمی طور پر باقی ہے نور حق کی صحبت سے ثابت ہوتی ہے اور جس وقت چاہے اس پر تجلی کا نزول ہوتا ہے اور دل میں مشاہدات کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اسے ابو الوقت کا نام دیا جاتا ہے

اور دل کی تجلی کہ نعرہ سے ایک دم خالی نہیں رہتا۔ لذت بہت اور شوق بیشمار
اور قوت پائیدار اس کے قلب میں ظاہر ہوتی ہے۔ ہر ساعت دوسری حلاوت
پاتا ہے اور دوسرا نور علامتِ تجلی سب سے پہلا یہ ہے کہ صورت واحد ایک ساتھ
دو بار منہ دکھائے اور اس میں ایک صورت کا آئینہ تخلیق ہو۔

کُن اور قُم کی حقیقت کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ بہت کی کیا ضرورت عارف فقط ایک کافی ہے۔ مقامِ
یقین سے جس کو جو یقین حاصل ہوتا ہے۔ منتہیٰ اوّل روز مرشد صاحبِ یقین سے
باعتبار صاحبِ نظار کہ اسے کیا حاجت ذکر فکر یہ تجلی اشتہار، جس نے فنا پائی بقا
حاصل کی اور جس نے بقا حاصل کی نور کے ساتھ نور ہوا۔ جو اپنے درمیان آپ
کو نہ دیکھا کہ اپنے برابر کوئی گیاہ بزرگ تر نہیں۔ جو راز کی خبر رکھتا ہے۔ ہمیشہ
ورق دل کے مطالعہ کے ساتھ اور ہر مقام پر نگاہ ہے۔ اسی طرح اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ
فَهُوَ اللّٰه۔ جب فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے۔ شاہراہ کا شاہباز ہے۔ جب صاحبِ
جمعیت ذکر فکر کی تمامیت کو پہنچتا ہے اس کی نظر کیمیا، اکسیر مطلق ہو جاتا ہے
اسے بھی جمعیت لایحتاج فقیر کہتے ہیں اور دوسرے جو کہ جمعیت کے ساتھ دعوت
پہنچے صاحب تکسیر یعنی ہر دینی کام اور دنیوی کے لیے پڑھنا آتا ہے۔ ایک دم
میں اور ایک قدم اُٹھانے میں یہ بھی لایحتاج اور جمعیت اور جمعیت ہے اور
جو جمعیت کے ساتھ تصور و تصرف کہ اللہ کے نام کو پہنچے اس کو ختم الفقر کہتے
ہیں۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ کے کرم سے کہے اسی وقت ہوتی ہے اور یہ مرتبہ کن کا

کا ہے یعنی کُن فیکُونَ ۔ اور کُن تعلق قُم سے رکھتا ہے ۔ اور قُم بھی دو قسم کا ہے
ایک قُم باذن اللہ بفقر تمام دوسرے قُم باذنی مطلق کفر اور ناقص تمام ہے ۔ اس
مقام میں خبردار رہ جب منصور نے انا الحق کہا فقر کی تمامیت کو نہ پہنچا اور اس
کو دار پر کھینچا ۔ صاحب کُن کو جمعیت اور لایحتاج جمعیت سے حاصل ہوتا ہے
ہر دم درد و سوز میں اور بے خبر گناہ سے ہے یہی راہِ جمعیت ہے اور نگاہ
ذاتِ باری تعالیٰ پر رہتی ہے ۔ اور باخبر رہ جو یہ چہار جوہر وجود میں جمع کرے
مجموعہ جمع بندی کل و جزو ہو ۔ جب دوئی واحد ہو فقیر اس مقام تک رسائی حاصل کرے ۔

ابتدائے فقر

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط

" آج کے روز میں نے تمھارا دین تمھارے لیے مکمل کر دیا اور تم
پر اپنی نعمت تمام کر دی اور دین اسلام سے تمھارے لیے راضی
ہوا "

نفس پر غالب ہو اور نفس اس کا قیدی ہو ۔ اور جب نفس قیدی ہو تو دونوں عالم
پر امیر ہو یہی جمعیت ہے ۔ ارشاد گرامی ہے :۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللہ

جب فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے ۔

جاننا چاہیئے کہ فقر کا آغاز علم سے ہے اور علم کی تمامیت، بیس جزو سے ہے۔ اور متوسط جمعیت علم علم کی ایک جزو ہے۔ پس جب علم کے بیس جز و ایک جزو علم میں آجائیں۔ علم کا واسطہ حلیم سے ہے اور حلیم اسم ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ علمائے کرام کا واسطہ کلام کی سماعت سے ہے اور صاحبِ شنید ہیں اور فقیر معرفت کی دید سے کہ دل کے دیدہ سے صاحبِ دید ہیں۔ علمائے کرام کی اُمید طاعت و ثواب پر ہے اور فقرا کی اُمید فضل الٰہی اور دیدارِ الٰہی پر۔ اگرچہ جنت گل و گلزار مگر عارفین کی نظر میں کانٹوں کے برابر ہے۔ جو عارف مولا کی نگاہ کا منظور ہے اس کو دوامِ حضور ہے۔ اُسے نہ دوزخ یاد ہے نہ بہشت و حور و قصور۔ جس جماعت میں حسد نہیں ہے مطلق بہت ہے اور حاسدین کا طالع جہنم سے بدتر ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے یعنی فنا فی اللہ مطلق توحید و معرفت لیتا ہے اس کو جزو کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ان مراتب تک رسائی حاصل کر لیتا ہے وہ صاحب حقیقت ہے۔

ہر دو چشمے را ببیں در یک نظر
ہر دو چشمے داشتہ ہم گاؤ خر

دونوں آنکھوں کو ایک نظر سے دیکھ کیونکہ دو آنکھیں تو گائے اور گدھا بھی رکھتا ہے۔

چشم باطن دل بود از جاں صفا
تا ترا حاصل شود دیدِ مصطفیٰ

باطنی آنکھ دل کی ہوتی ہے وہ رُوح کی صفائی سے روشن ہوتی ہے تاکہ تجھ کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حاصل ہو جائے۔

علم دیں فقہ است تفسیر و حدیث
ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث

دین کا علم اصل میں تفسیر و حدیث اور فقہ کا جاننا ہے۔ جو اس کے سوا علم حاصل کرتا ہے وہ خبیث ہو جاتا ہے۔

پردہ را بردار عین از عین بین
راہ عرفاں ایں بود حق الیقین

خودی کے پردے کو اُٹھا اور اپنی آنکھ سے ذاتِ حق کا دیدار کر لے۔ حق الیقین عرفان کا یہی ایک راستہ ہے۔

مُراقبہ کی حقیقت

معلوم ہونا چاہیئے کہ مُراقبہ کیا ہے اور غرق کسے کہتے ہیں۔ اور فقر کیا ہے۔ مراقبہ، غرق اور فقر مطلق عین العیان ہیں جو ایک کو تحقیق کرے محققین صاحب کے بیان سے ہے۔ مراقبہ کا آغاز یہ ہے کہ نفس کو خواہشات سے باز رکھے۔ اسے غرق الواحدنیت کہتے ہیں۔

معلوم ہونا چاہیئے کہ مراقبہ مطلوب کیا ہے جس سے باطن میں مطلب ہو اور اس سے باطن میں ملاقات ہو اور جواب باصواب لے۔ اور مراقبہ بجلی کے تیز رو کی طرح ہے اور مراقبہ والا اس پر سوار ہوتا ہے۔ یہ مراقبہ دیدار کے لائق ہے۔ مردار چوہے کے مارنے کی طرف متوجہ ہونا مراقبہ نہیں ہے۔

صاحب مراقبہ کا جینا اور مرنا برابر ہے خواہ دائمی طور پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی مجلس پاک میں رہے۔ خواہ انبیائے کرام علیہ السلام اور اولیائے کرام کی مجلس میں رہے۔ خواہ دائمی طور پر وحدانیت میں غرق رہ کر اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کا وصال کرتا رہے۔

حقیقتِ سکوت

جب اس حضوری سے صاحبِ مشاہدہ کے حالات کا ظہور ہو تو بعض سکوت (خاموشی) میں آجاتے ہیں۔ مراقبہ کی تشریح کے لیے درج ذیل احادیث ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان گونگی ہو گئی۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَصْلُ الْاِیْمَانِ مِنَ السُّکُوْتِ

ایمان کی اصل خاموش رہنے میں ہے۔

اور پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلسُّکُوْتُ تَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ مِنَ السُّکُوْتِ رِضَاءُ الرَّبِّ

خاموشی مومنین کا تاج ہے اور خاموشی میں رب تعالیٰ کی رضا ہے۔

مراقبہ کی تشریح

مراقبہ کی تشریح یہ ہے کہ مراقبہ میں چار چیزیں ہیں کہ ان سے صاحب مراقبہ

کے چار وجود ظاہر ہوتے ہیں اور ظاہر و باطن انبیائے کرام علیہم السلام کی مجلس میں حاضر رہتا ہے۔ حضور مظاہر ظاہر اور حضور مظاہر باطن کون ہے؟
جو صاحب مراقبہ پہلے پہل مراقبہ میں بیٹھے مربعہ کی شکل میں بیٹھے۔ پھر اپنے سر کو زانو پر لے جا کر گہ۔ یا مردہ ہے مولیٰ کی فکر میں ہو۔ مراقبہ اسے اعلیٰ و ارفع مقام پر لے جائے گا۔ اس مراقبہ سے انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ملاقات ہوتی ہے۔ اور یہ مرتبہ اہل اللہ کا ہے۔
یاد رہے کہ مراقبہ دو اقسام میں منقسم ہے۔ بعض کو دل کی درد مند آگ سے اور بعض کو ظاہری جسم سے، چنانچہ جواب اور نماز ہیں۔ اہلِ مراقبہ کے مراتب دیدار کے قابل ہیں۔ جس مراقبہ میں شیطان کا وسوسہ ہو وہ حقیقت میں مراقبہ نہیں ہے۔ عالم کو مراقبہ رحمٰن کی راہ پر لے جاتا ہے۔ اور جاہل کو شیطان کی جانب کھینچتا ہے۔

علمِ ظاہری و علمِ باطنی

معلوم ہونا چاہیئے کہ علم ظاہری و علم باطنی وسیلہ معرفتِ خداوندی کا ایمان و دین کے ساتھ رہے۔ پس عالم علم سے طلب کرے دو چیزیں۔ پہلی چیز حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک کا شرف۔ دوسری چیز معرفتِ وحدانیتِ خداوندی کی نماز کے ساتھ اور روزہ اسلام کی بنیاد اور فقرِ تمام ہے، ذکر فکر تسبیح۔ جو عالم ان دونوں مراتب کو پہنچے ایک مجلس صحیح دوسری معرفتِ خداوندی۔ عالم کو علم ظاہر و باطن اور نیک کردار ہونا چاہیئے۔

یہ نہیں کہ بہت زیادہ علم پڑھ لیا۔ شیطان نے پچاس ہزار سال علم پڑھا اور عالم ہُوا اور پچاس ہزار سال ملائکہ کو تعلیم دیتا رہا۔ اگرچہ علم اس کو کمالِ مرتبت پر لے گیا بالآخر زوال پذیر ہُوا کہ اَنَا سے فنا ہو گیا۔

حقیقتِ معرفت

سُبْحَانَکَ مَا عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ

میں تیری تسبیح کرتا ہوں اے پاک خدا کہ میں نے تمھیں پہچانا حق پہچاننے کے ساتھ۔

وَسُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ

اور اے میرے رب میں تیری تسبیح کرتا ہوں کہ میں نے تیری عبادت حق کے ساتھ نہیں کی۔

جس نے دنیا کو دنیا کا وسیلہ جانا، اُمراء اور بادشاہوں کی طرف متوجہ ہُوا اس کو علم فرعون کے مراتب کا پہنچتا ہے اور دنیا اس کو قارون کا مرتبہ دیتی ہے۔ پس بے عمل عالم کو کیا قدرت حاصل ہے کہ دم مارے۔ اس کے قلب پر شیطان کا غلبہ ہے۔ شیطان کا کہنا ہے کہ جو کوئی نقد روپیہ اپنے ملک مین بچپن میں رکھتا ہے وہ میری دولت ہے اور میرا مرید اور غلام ہے اور اس کا دل میں نے خدا سے پھیر دیا اور خطراتِ دنیا کو اس کے قریب پہنچا دیا۔ وہ مجھ سے نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ دنیا مزرعِ عقبیٰ ہے شب و روز اللہ کی راہ میں صرف کرے جیسا کہ دنیا حضرتِ عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ہے جو قدر مال جمع کیا راہ للہ تقسیم کر دیا۔ جو

ایسا نہ کرے وہ شیطان ہے۔

غرقِ توحید

یاد رہے جس شخص کو خواب میں حضور سیدِ عالم نورِ مجسم اَحمد مجتبیٰ حضرت محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء علم دین کی تعلیم فرماتے ہیں وہ عالم عامل ہوتا ہے اور دنیا کو چھوڑ دیتا ہے اور صاحبِ توکّل ہو جاتا ہے وہ جانے یا نہ جانے۔ پس اہلِ مراقبہ کو ورد و وظائف کی کیا ضرورت ہے۔ صاحبِ استغراق کا خواب اور جاگنا یکساں ہے۔ ان تینوں مراتب کو مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا کہتے ہیں۔ اور غرق توحید وہ ہے جو اسم اللہ اور سکر اسم اللہ کا اس پر غالب ہو اور وحدانیّت میں غرق ہو اور اس کے وجود میں غضب و غصہ دنیا نہ سمائے اور مغرور نہ ہو۔ اس لیے کہ وہ کسی حال میں حضوری حق سے غافل نہیں ہوتا ہے۔ یہی فقرِ محمّدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہے۔

حروفِ فقر

جاننا چاہیئے لفظ فقر تین حروف میں منقسم ہے:

پہلا حرف :۔ ف ہے۔

دوسرا حرف :۔ ق ہے۔

تیسرا حرف :۔ ر ہے۔

حرف ف سے نفس کو فربہ کرے کبر کے ساتھ کہ مقامِ کبریا سے محروم ہو۔

حرف ق سے نفس کو قید کرے۔

حرف سا سے سائل کو رد نہ کرے۔

ارشاد رب العالمین جل مجدہٗ الکریم ہے:

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ

اور سائل کو مت جھڑک۔

درویش و فقیر کے مابین کیا فرق ہے۔ درویش راہ پیش پاتا ہے نہ مریدین کو چاہتا ہے اور نہ ہی سونے چاندی کو چاہتا ہے؎

درویش با درد است دائم دردناک
مِلک خود چیزے ندارد جز بخاک

بغیر درد کے درویش نہیں ہوتا بلکہ وہ ہمیشہ درد میں مبتلا رہتا ہے اور اپنی ملک و قبضہ میں سوائے مٹی کے کوئی چیز نہیں رکھتا ہے۔

فقر دانی چیست فی اللہ باخدا
پوشیدہ چشم، رازِ محرم کبریا

تو جانتا ہے فقر کیا ہے خدا کی قسم وہ فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اس کی آنکھ بند ہوتی ہے مگر وہ اللہ کا رازدار ہوتا ہے۔

نیز فقر تین مندرجہ ذیل حروف میں منقسم ہے جو ہر حرف جدا جدا خوبی کا مالک ہے مثلاً:

حرف ف سے فیض فضل فیاض حق سے۔

حرف ق سے قیامت دل سے فراموش نہ کرے۔ قربِ خداوندی کے ساتھ اور قناعت کے ساتھ، نفس پر قوی اور قادر ہو۔

حرف ما سے رتبہ کو اختیار نہ کرے بجز رضائے خداوندی کے۔

اس طریقہ سے فقیر محقق صاحب حقیقت کہتے ہیں۔ جو اولیائے رحمٰن کہ ان کے ظاہری راز کو مخلوق نہیں جانتی اور نہ خود جانتے ہیں۔ وہ دائمی طور پر خشیت خداوندی میں اور طلب خداوندی میں خاص مومن و مسلمان نفس سے فارغ البال رہتے ہیں اور بعض اولیائے رحمٰن تحقیق حق کو پہنچے ہیں۔ خود کو جانتے ہیں اور مخلوق کو نہیں جانتے۔

صاحبِ خزانہ کون؟

جاننا چاہیئے کہ چار اشیاء خزانہ ہیں۔ ہزاروں میں سے ایک ہوتا ہے جو اس کی انتہا کو پہنچتا ہے اور صاحبِ خزانہ ہوتا ہے۔

پہلا خزانہ :۔ قرآن ہے اور قرآن ہی میں گنج بادشاہ اسم اعظم ہے۔ جو اسمِ اعظم کو قرآن میں پا یا جائے۔ دونوں جہان کا بادشاہ ہو جائے اور جو نہ پائے اس کو عالم فاضل نہیں کہہ سکتے۔ علم رسم رسوم میں مردہ دل اور معدوم ہے۔

دوسرا خزانہ :۔ دل کا ہے بے انتہا۔ جو اس کی انتہا تک رسائی حاصل کرے وہ مقرب حق ہو جائے اور عارف باللہ ہو جائے۔

تیسرا خزانہ :۔ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلسِ پاک میں جو دائمی طور پر ہم صحبت ہو وہ بھی صاحبِ خزانہ ہے۔

چوتھا خزانہ :۔ اولیائے رحمٰن کی قبر کا خزانہ۔ جس کو قبر کی دعوت عمل میں ہو وہ صاحب خزانہ ہے لیکن ہر ایک رسم اسم اللہ کی تہ میں ہے۔ یہ کتاب اور قرآن کو جو نہ

کھوئے اور صفحہ بہ صفحہ مطالعہ میں نہ لائے۔ کلام کے راز سے محروم رہے۔

حُبِّ فقراء

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْفُقَرَاءِ الْغَنِیَّ

بیشک اللہ تعالیٰ بے پرواہ فقرا سے محبّت رکھتا ہے۔

پس ایک طائفہ اہلِ ریاضت کا اہلِ سوال ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

[illegible] بِاللّٰہِ مِنْ فَقْرُ الْمُکِبّ

ساتھ فقرِ مکب سے پناہ مانگتا ہوں۔

ربُّ العالمین جل مجدہٗ الکریم ہے:۔

فَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ

یں اپنا کام اللہ کی جانب سونپتا ہوں بیشک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں دیکھنے والا ہے۔

ن واصل نے اپنا کام اللہ ربُّ العزۃ تبارک وتعالیٰ کے سپرد کیا ہے اور اپنا قدم ی جانب لے گئے ہیں۔ طلبِ مولیٰ وصال ہے اور طلب دنیا سوال ہے۔ پس سال اور اہلِ سوال کی مجلس درست نہیں آتی۔ طالبِ مولیٰ مسرور (خوش) اور طالب بور (غمگین) رہتا ہے اور طالبِ آخرت مزدور ہے۔

حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل

الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَرَّۃً لَمْ یَبْقَ مِنْ ذَنْبِہٖ ذَرَّۃً۔

جس نے ایک دفعہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اس کی معصیت سے ایک ذرہ باقی نہیں رہتا۔

کلمۂ طیبہ کا "ل" یہ اشارہ ہے کہ لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ کہ فنا ہونے والی چیز کو میں دوست نہیں رکھتا اور کئی سالوں کی ریاضت سے ایک دم کا وصال بہتر ہے اور ہزار چلوں سے ایک دن کا راز بہتر ہے۔ اگر تو آنا چاہے تو دروازہ کھلا ہے اگر نہ آنا چاہے تو ذاتِ باری تعالیٰ جلّ مجدہ الکریم بے نیاز ذات ہے۔ اگر ذکرِ خداوندی کی گرمی اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی حضوری سے دل چاک چاک نہ ہو تو مجاہدہ سے اور ظاہری ریاضت سے کب پاک ہوتا ہے۔

قوّتِ باطنی کا حصول

معلوم ہونا چاہیئے کہ ارشاد کے لائق وہ مرشد ہے جو طالب الٰہی کو ہر روز اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے باطنی قوّت عطا کرائے تاکہ طالبِ الٰہی بے ہمیت اور پریشان نہ ہو اگرچہ طالب بکثرت کھائے پیئے اور اچھا لباس پہنے۔ ہرگز اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت اس سے سلب نہ ہو۔

اقسامِ طالب

یاد رہے کہ طالب مندرجہ ذیل دو اقسام میں منقسم ہے:۔

طالب کی پہلی قسم :۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی طرح ظاہری عالم ہے اور وہ ظاہری علم کا طالب ہوتا ہے کہ کلیم ہے اور اس کی نگاہ معصیت پر ہے۔

طالب کی دوسری قسم :۔ حضرت خضر علیہ السلام کی مانند جو علم باطنی رکھتے تھے اور طلب باطن اور نظر راہ پر ہے۔

پس جو علم ظاہر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح اور علم باطن حضرت خضر علیہ السلام کی طرح رکھے ہرگز معرفتِ خداوندی کو نہ پائے اور جس نے دائمی نصیب پایا فقر سے پایا۔

مرشد ایک ہو اور ایک مرشد سے ایک طالب ہو۔

مرد مرشد می برد با مصطفیٰ
باز دارد از گناہ و از ہوا

مرشد کامل اپنے مرید کو دربارِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک لے جاتا ہے اور اپنے مرید کو گناہوں اور نفسانی خواہشات سے دور رکھتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے :۔

مَنْ مَاتَ فِی حُبِّ اللّٰہِ فَقَدْ مَاتَ شَہِیْدًا

جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مرا پس وہ شہادت کی موت مرا۔

حجابِ اکبر کون؟

اے طالبِ صادق جاننا چاہیئے کہ دنیا میں کون سی چیز دشوار ہے۔ کافر کے لیے کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا۔ ایسے ہی دنیادار کے لیے ترک، توکل اور توحید دشوار ہے۔ مال وجان اور اولاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں تصرف کرے اور جاہل

کو علماء کی صحبت دشوار ہے اور جہالت کا دُور کرنا اور علماء کو علم کا ترک کرنا اور معرفت میں محو کرنا آپ کو لہٰذا مشہور ہے کہ علم حجاب اکبر ہے اور کون مشکل ہے۔ ہر مشکل کا مشکل کشا ہے۔ جب زبان دل کی گویا اور ذکر جاری ہو اور اللہ کا نام دل کو قید میں پکڑے۔ زبان گویائی سے مرجاتی ہے اس حدیث کی رُو سے مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ جس نے رب کو پہچان لیا اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔ اور جب زبان ذکرِ خداوندی کی طرف مشغول ہوتی ہے تو آنکھ معرفت کا مشاہدہ کرتی ہے اور دل کے کان میں یگانگت کی آواز پہنچتی ہے اور کلامِ الٰہی کا حجاب اُٹھ جاتا ہے۔

اقسامِ کشف

اے طالب صادق! جاننا چاہیئے کہ کشف مندرجہ ذیل دس اقسام میں منقسم ہے:

کشف کی پہلی قسم :۔ کشفِ ارضی ہے۔

کشف کی دوسری قسم :۔ کشف سماواتی ہے۔

کشف کی تیسری قسم :۔ کشفِ نفسانی ہے۔

کشف کی چوتھی قسم :۔ کشفِ شیطانی ہے۔

کشف کی پانچویں قسم :۔ کشفِ حیرانی ہے۔

کشف کی چھٹی قسم :۔ کشفِ روحانی ہے۔

کشف کی ساتویں قسم :۔ کشف مراتبِ مطلق خوانی ہے۔

کشف کی آٹھویں قسم :۔ کشف خاص الخاص رحمانی ہے۔

کشف کی نویں قسم :۔ کشف القلوب ہے۔

کشف کی دسویں قسم :۔ کشف القبور ہے۔

کشف غرق مع اللہ حضور و ذکر کشف مجموعہ مراتب کشاف رجوعات خلق لاف درلاف کشف مع اللہ حضوری بنفس خلاف از باطن معرفت الٰہی دل صاف مطلق زخاف۔ اور حقیقت کشف کی علم تصوّف سے تلاش کرے۔ جس نے علم تصوف پڑھا خراب ہوا۔

حقیقتِ تصوّف

تصوّف کے معنی توحید کے ہیں اور توحید کے معنی ہُواللہ کے ہیں جو ہُواللہ کے مرتبہ پر پہنچا مَاسوی اللّٰہ سے نکلا بجز لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے اس کے وجود میں غیر نہیں آتا۔ یہی مراتب مسکین فقیر کے ہیں اور کشف حضوری دل کی حرارت سے پیدا ہوتا ہے اور ذکر لازوال مشاہدہ غرق وصال سے تعلّق رکھتا ہے۔

اے طالب جاننا چاہیئے! جب دیکھے کہ کوئی طاقت اور بندگی میں یا ذکرِ معرفت سے حق کے قریب پہنچا، خواب میں آواز دیتا ہے کہ اے فلاں کعبہ کی طرف جا اور حاجی ہو اور طواف کر۔ اور زیارتِ حرم مدینہ سے مشرف ہو اور روضہ اقدس کی زیارت کر۔ جو آدمی حج کو جاتا ہے اور حاجی ہوتا ہے اور روضہ انور کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ وہاں بھی خواب میں آتا ہے اور شیطان لعین کہتا ہے کہ اے فلاں! تجھے اجازت ہے کہ فلاں جگہ ہندوستان یا دوسرے ملک میں فلاں فقیر سے تعلیم و تلقین لے کہ تیرا حصّہ وہاں ہے اور فلاں جگہ ہے وہ فقیر پریشان ہوتا ہے۔ اور ابلیس خواب میں آکر کہتا ہے کہ اگر فلاں آدمی فلاں جگہ سے اجازت لے کر تیرے آگے آتا ہے تو اُسے گمراہی کی تعلیم کر اور

ومعرفت سے باز رکھ اور بدعت ومعصیت میں ڈال۔

اے طالب خبردار! اس راہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء اور مرشد کامل کی امداد چاہیئے ورنہ ابلیس عظیم قوت والا ہے۔ حرم کعبۃ اللہ کے پہنچنے، طواف کرنے اور عرفات کے حج سے بے حجاب ہوتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی حرم میں داخل ہونے، طواف کرنے اور زیارت کرنے سے سیاہی پیدا ہوتی ہے اور تجلی نورالہٰی دور ہو جاتی ہے، طمع وحرص پیدا ہو جاتی ہے۔ حاجی اُسے کہتے ہیں جس کی قید میں اور تصور میں اسمی شریفین اور نفس ہو اور شیطان حکم کے تابع ہو۔ ایسا حاجی بے حجاب اللہ تعالیٰ کو پاتا ہے۔

چار کشف کا انکشاف

جب ان مراتب تک رسائی حاصل کرلے تو اس پر مندرجہ ذیل چار کشف کا انکشاف ہوتا ہے:۔

کشفِ اوّل:۔ کشفِ دنیا ہے۔

کشفِ دوئم:۔ کشفِ عقبیٰ ہے۔

کشفِ سوئم:۔ کشفِ ازل ہے۔

کشفِ چہارم:۔ کشفِ مولیٰ ہے۔

تین کشف کو ترک کر کے کشفِ مولیٰ یکتا کرتا ہے۔ پس مرشد وہ ہے کہ بے محنت اور بے رنج ہاتھ میں لائے اور ایسا دل مولیٰ کے ساتھ بہتر ہے اور اس کو مجموعہ ذات اسم اللہ میں حق الیقین کہتے ہیں۔ جب اس مقام پر پہنچے تو اس

تو اس کا قال قالِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور قالِ محمدی کلامِ الٰہی ہے۔ حدیث اور اعمال یا اعمالِ محمدی ہوئے اور اعمالِ محمدی نماز ہے نیاز کے ساتھ اور اس کا حال حالِ محمدی ہے اور حالِ خلقِ محمدی ہے۔ مخلوق کے ساتھ اور احوال با احوالِ محمدی ہو۔ اور احوالِ محمدی نورِ الٰہی میں غرق ہے اور علم حجابِ اکبر ہے۔

علوم میں تمیز کرنا

اے طالب جاننا چاہیئے کہ علم کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہیں:۔

پہلی قسم:۔ علم دنیا ہے۔

دوسری قسم:۔ علمِ آخرت ہے۔

تیسری قسم:۔ علمِ مولیٰ ہے۔

پس علم دنیا اُسے کہتے ہیں جو دنیا کے مرتبہ کو پہنچائے کہ بادشاہ تا دنیا کا ہو جائے کہ اس سے عدل کی طرف پہنچے۔ علم آخرت علمائے کرام کا علم ہے کہ اس سے علم کے مطابق عمل کی جانب پہنچ جائے۔ علم سب سے بہتر ہے۔ چنانچہ علم دنیا دنیا کی زینت ہے۔ علم آخرت حور و قصور کی زینت ہے۔ دونوں علوم بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں لائے گئے تو آپ نے دونوں علوم کی طرف نگاہ نہ فرمائی۔ جیسا کہ ارشادِ ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

آنکھ نہ جھپکی اور نہ اس نے سرکشی کی۔

وَالْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ

اور علم عظیم حجاب ہے۔

جاننا چاہیئے کہ بندہ اور خدا کے مابین پیاز کے پردہ کے مثل ہے اور اس کا چیرنا نہایت دشوار ہے لیکن نگاہِ مرشد سے چیرا جاتا ہے اس لیے کہ فقیر بے نیاز ہے اور اس کی نگاہ ہر مرتبہ سے باز ہے۔ فقیری نہایت دشوار کام ہے فقیری میں عجب راز ہیں۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔ ؎

با بداں کم نشیں کہ صحبتِ بد
گرچہ پاکی ترا پلید کند

بُروں کے ساتھ بہت کم بیٹھ کر بُری صحبت سے تجھ کو ناپاک کردے گی اگرچہ تم پاک و نیک ہی کیوں نہ ہو۔

آفتابے بہیں چناں کہ بیند
قطرۂ ابر ناپدید کند

سورج کو دیکھ جیسا کہ تو دیکھتا ہے کہ بادل کا ایک ٹکڑا اس کو چھپا دیتا ہے۔

ہیچ نفسے نیست کز آئینہ رو پنہاں کند
دل چو روشن کتاب و دفترے درکار نیست

کوئی نفس ایسا نہیں ہے کہ چہرے کے آئینے کو چھپا سکے۔ اگر کسی کا دل روشن ہوگیا تو اس کو کتاب اور دفتر کی ضرورت نہیں ہے۔

مصنف کا قول ہے ؎

ہر کتابے نقطۂ از دل کتاب
دل کتابے دفترِ نے حق بے حساب

تمام کتابیں دل کی کتاب کے ایک نقطہ کے برابر ہیں کیونکہ دل کی کتاب اللہ کے بے حساب دفتروں کی ایک کتاب ہے۔

ہر کہ حق را بے حساب یاد کند
بے حساب در جنّت مولیٰ رود

جو کوئی اللہ کی یاد بے حساب کرتا ہے وہ اللہ کی جنّت میں بے حساب داخل ہوتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ ذکرِ خداوندی بے حد و بے حساب کرے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ پڑھا وہ بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوگا اور اُس پر کوئی عذاب نہیں ہوگا۔ لوگوں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ! اگر زنا اور چوری کی ہو۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا ہاں ؂

ہر مانع باشد از ذکر خدا
ہست شیطان کافر و پیرِ ہوا

جو چیز اللہ کے ذکر سے روکنے والی ہے وہ شیطان ہے کافر ہے اور نفسانی خواہشات کا پیر ہے۔

ذکر دانی چیست سرِ با رحیم
ذکر و فکر و معرفت راہ مستقیم

تو جانتا ہے ذکر کی حقیقت کیا ہے وہ رحیم کے ساتھ رازداری ہے۔ ذکر وفکر معرفت کے لیے سیدھا راستہ ہیں۔

غیر مُسلم کون:

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ تورات، انجیل، زبور کا ختم قرآن مجید ہے اور ایسے ہی عبادت کا ختم ذکر الٰہی یعنی کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ جیسے خاتم الانبیاء حضرت محمّد رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء اور ختم وحدانیّت فضل اللہ کا ذکر لا الٰہ الا اللہ محمّد رسول اللہ ہے۔ پس جو شخص ذکر خداوندی سے اُنس نہیں رکھتا وہ ذاکر اور مسلمان نہیں ہے کہ خاتمہ بالخیر ذکر لا الٰہ الا اللہ پر ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِیْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصّٰٓئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا۔

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں اور نمازی مرد اور نمازی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں

اور صابر مرد اور صابر عورتیں اور عاجز مرد اور عاجز عورتیں اور صدقہ دینے
والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار
عورتیں اور نگاہ رکھنے والے اپنے خاص مقامات کو مرد اور عورتیں
اور ذکر کرنے والے بکثرت مرد اور عورتیں مقرر کر دیا ہے ان کے
لیے اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا اجر۔

اولیاء اللہ جو نفس پر امیر ہے تمام مخلوقات پر قدیر ہے۔ اس طریقہ سے اولیائے
رحمٰن کو مالک الملک کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ

اور بیشک تم ایک ایک جیسا کہ پیدا کیا ہم نے پہلی دفعہ تم کو۔

عارفِ الٰہی

جاننا چاہیئے کہ تمام آدمی تنہا اور خالی ہاتھ ماں کے بطن سے آئے، تنہا
اور خالی ہاتھ جائیں گے مگر عارفِ الٰہی معرفت کے ساتھ ماں کے پیٹ
سے آئے اور ذکر کے ساتھ قبر میں جائیں گے۔

علمائے کرام دائمی طور پر کتاب کے حروف کے مطالعہ میں ہیں اور فقیر
دائمی طور پر معرفتِ خداوندی میں مستغرق ہے جو ورق سے معرفتِ خداوندی کا
مشاہدہ نہیں کرتا اُس کے لیے ورق نسیان ہو جاتا ہے اور جو معرفتِ خداوندی سے
نکل کر ورق کا مطالعہ کرتا ہے اس کو پھر معرفتِ خداوندی سے ورق نہیں کھولتا۔

غالب الاولیاء کون؟

جاننا چاہیئے کہ غالب الاولیاء مرد وہ ہے کہ دائمی طور پر ظاہر و باطن معرفتِ خداوندی میں غرق رہے۔ غرق ظاہر ورق کیا ہے اور باطن غرق کیا ہے۔ ظاہر ورق پڑھنا اور ایک دوسرے سے بولنا چالنا رسم رسوم ہے۔ اور باطن غرق مشاہدہ میں حق الیقین زندہ اور قائم ہے۔ پس پڑھنے والے اور دیکھنے والے میں کیا فرق ہے۔ صاحبِ ورق مطالعہ میں فریاد کے ہے اور صاحبِ معرفت آزاد ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس ؎

علم رسمی سینہ صافاں رانمی آید بکار
چوں شود آئینہ روشن بے نیاز از جوہراست

یہ ظاہر علم روشن دل والوں کے لیے بیکار ہے۔ جب آئینہ روشن ہوگیا تو وہ جواہرات سے بے نیاز ہے۔

علم معرفت دو جہانوں کا راہنما ہے ؎

گر ترا سر می زند سر پیش نہ
خدمت از بہر خدا درویش بہ

اگر تیرا سر قلم کرنا چاہیں تو سر اُن کے سامنے رکھ دے خدا کے لیے درویشوں کی خدمت سب سے بہتر ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ
ابرار کی نیکیاں مقربین کی سیئات ہیں۔

طالبِ پیغام کون؟

جاننا چاہیئے کہ مرید صادق وہ ہے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اَلْمُرِیْدُ لَایُرِیْدُ. جو شخص مقصد کو پہنچا اُس نے ظاہر و باطن کا مشاہدہ کیا۔ یاد رہے کہ ابتدائے سلوک یہ ہے کہ طالبِ الٰہی اپنے حقائق استعمال کرے اور حضور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف پیغام دے جیسا کہ طالب الٰہی مراقبہ کے ساتھ اسم اللہ کے تصور سے یا اسمِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصور سے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کی تجلیات سے متوجہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس کا ہو۔ اور خود بے خود ہو جائے اور صاحبِ حضوری ہو۔ مشروحاً جواب باصواب پیغام حضور پُرنور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے درستی سے پہنچائے اور پیغام باطنی سے مقصود کی جانب ظاہر ظہور کو پہنچے مقصد کلیہ ہو جو اس طریقہ سے پیغام بر ہو اُسے طالب پیغام کہتے ہیں کہ اس کا ظاہر و باطن ایک ہے۔ دیگر یہ کہ طالب الٰہی کو مرشد راہِ باطنی سے اسم اللہ کے ساتھ یا اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا تجلیاتِ ذکر الٰہی کے ساتھ اللہ کے نبی کا ظہور ہو اور جو اللہ کے نبی سے باطن جواب باصواب پائے خلاف ظاہر معلوم ہوا کہ باطن میں بیشک حضوری ہے لیکن طالبِ الٰہی کے وجود کو ظاہر نہیں ہے۔

صاحبِ ارشاد کون؟

اے طالب! جاننا چاہیئے کہ اگر کسی کا نفس سرکش ہو جو نماز، روزہ، ذکر و فکر

اور شب زندہ داری سے ہرگز قابو میں نہ آئے تو چاہیئے کہ اُسے سر سے پکڑے یعنی تصورِ اسم اللہ اور اسم محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دماغ میں رکھے تاکہ مغز کی ایسی آگ جنبش سے پیدا ہو کہ نفس کے خلاف اور خلاف زطن اور خلاف دنیا اور خلافِ شیطان ہو۔ جب ان چاروں خلاف سے وجود آراستہ ہو تو پھر نفس کا تزکیہ قلب کے تصفیہ کے ساتھ، رُوح کا سر کے ساتھ پیدا ہو۔ جو یہ مقام حاصل کرے وہ صاحبِ ارشاد ہو اور اس کی آنکھ بند کر کے شغل مشاہدہ ربوبیت کے لائق ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

جس کسی کو دوام نظر مشاہدہ کے ساتھ ہو بے نیاز ہے اور طالب کے دل میں کدورت۔ جب دنیا کی گمراہی ہے بایہ کہ اللہ اور محمدؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پر سچا اعتقاد ہو ؎

پیر ما پیغمبر از پیغمبری
پیغمبری پیغامِ اُمّت رہبری

پیغمبروں میں سے میرا پیر پیغمبر ہے اور پیغمبری اُمت کی رہبری ہدایت کے لیے پیغام ہے۔

بعض طالب اللہ صاحبِ پیغام ہیں اور بعض صاحبِ الہام، بعض صاحبِ اوہام۔ اور صاحب اوہام وہ ہے کہ جس کو وحدانیت کا ذوق نہیں ہے ان کا وہم قاتل ہے اور صاحبِ خیال کہ جس کا نور خالص ہے اور حال قبولیت زوال۔ بہر حال یہ افعال سے تعلق نہیں رکھنا قیل وقال سے۔ جو اس مرتبہ پر پہنچا مُرید لایُرید ہے۔

اقسامِ الہام

یاد رہے کہ الہام چار اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- الہام شہ رگ سے بہت نزدیک ہے اور ہر جزو و حقیقت کے ساتھ مشروح ہے۔

دوسری قسم :- الہامِ شیطانی انسانی مطلب دنیا کی راہ کا استدراج خام ناتمام ہے۔

تیسری قسم :- الہام روحانی ہے۔

چوتھی قسم :- قلب کی صفائی ہے۔

پانچویں قسم :- سرِّ پنہاں قدرتِ سبحانی ہے۔

اس طریقہ سے صاحبِ الہام استدراج سے فارغ ہے اور یہ باطنی راہ اسم اللہ کے تصوّر اور اسم محمّد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے تصوّر سے ہے۔

اقسامِ علم

اے طالب صادق ! جاننا چاہیئے کہ علم چار اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- علمِ عاری ہے۔

دوسری قسم :- علمِ قاری ہے۔

تیسری قسم :- علمِ اختیاری ہے۔

چوتھی قسم :- علمِ افتخاری ہے۔

۱:- علم عاری اُسے کہتے ہیں جو دین کو دنیا سے تبدیل کرے جیسا کہ رشوت ،

ریا، کبر و ہوا کو خدا سے دُور کرتا ہے۔

۲۔ علم قاری۔ قرأت اور قرآن کا حفظ کرنا اور پڑھنا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی روحِ مبارک کے لیے۔

۳۔ علم اختیاری۔ فقہ، تفسیر و حدیث ہے۔

۴۔ علم افتخاری۔ تصوّف، معرفت، توحید، تقویٰ، پرہیزگاری، ہدایت اور ولایتِ محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہے۔ ؎

علم باید از عنایت خلق را
ہر یکے پرساں کردن طبع را

اس کی عنایت سے علم چاہیئے مخلوق کی ہدایت کے لیے۔ ہر شخص اس سے اپنی طبیعت کے مطابق سوال کرے گا۔

ہر چہ خوانی حق بخواں بہر از خدا
جہل را جائے نماند چوں چرا

جو کچھ تو پڑھتا ہے درست پڑھ اور خدا کے لیے پڑھ۔ جہالت کے لیے چون وچرا کی گنجائش نہیں۔

زوال پذیر علم

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

مَنْ لَمْ یَتَوَدَّعْ حَالَتَ الْعِلْمِ اِمْتَلَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِثَلٰثَۃِ بِلِیَّاۃٍ اِمَّا اَنْ یَمُوْتُ شَابًا اَوْ اَنْ یَقَعَ فِی الرُّسْتَاقِ اَرِنِیْ بَابِ الْاُمَرَآءِ۔

جو علم پڑھ کر تقویٰ اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ اُسے تین بلاؤں سے پرکھتا ہے یا جوان مرے گا یا محتاج ہو گا یا امراء کے دروازوں پر بھیک مانگے گا۔

مصنف کا قول ہے کہ جو عالم دوام اللہ تعالیٰ کی طلب میں ہے وہ عارف باللہ ہے اور جو دنیا کی طلب میں ہے وہ دنیا کے درجہ تک پہنچا ہے لیکن بہت جلد زوال پذیر ہوتا ہے۔ روزی کے لیے غم نہ کر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۔

اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے رزق کی کشائش کرتا وہ یقیناً زمین میں بغاوت کرتے لیکن اللہ تعالیٰ بقدر اُس کے نازل کرتا ہے کہ چاہتا ہے تحقیق وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور دیکھتا ہے۔

اور مخلوق کے طعنہ سے اے عالم عارف عاجز مت بن۔ ارشاد ربّ العالمین جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَيَقُوْلُوْنَ ءَاِنَّا لَمَرْدُوْدُوْنَ فِی الْحَافِرَةِ ۔

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم تحقیق پہلی مخلوق کی طرف لوٹائے جائیں گے

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ط

اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ کیا ہم تحقیق اپنے معبدوں کو ایک شاعر مجنون کے

سے چھوڑ دیں گے۔

اے عالم عارف اللہ کے ذکر سے مشغول ہو۔

پھر ارشاد رب العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَيَقُولُونَ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْاَوَّلِيْنَ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ۔

وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے پاس لوگوں کا ذکر ہوتا تو ہم تحقیق اللہ کے خالص بندوں سے ہوتے۔

پس اے عالم عارف شیطان دشمن سے باخبر رہ۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔

بیشک شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ پس اسے دشمن سمجھو۔ اس کا گروہ تمھیں بلاتا ہے کہ تم جہنمی بن جاؤ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ اَزْدَادَ عِلْمًا وَّلَمْ يَزْدَدْ وَرْعًا لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا اَوْ مَقْتًا فِي الشَّرْعَةِ

جس شخص نے زیادہ علم پڑھا اور تقویٰ اختیار نہ کیا تو اس کو اللہ تعالیٰ سے شرع میں زیادہ دوری ہوتی ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ لَّمْ یَنْفَعْہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ۔

بیشک اُس شخص کے لیے قیامت کے روز زیادہ عذاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ علم سے نفع نہ دے۔

بارگاہِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم میں سوال کیا گیا یا رسول اللہ عالم شخص کون ہے تو آپ نے فرمایا حقیقت میں عالم وہ ہے جو علم پر عمل پیرا ہو۔ پس علم حاصل کرنا چاہیئے تاکہ کام آئے اور اس سے سنّت کی راہ پائے۔ اور جاننا چاہیئے کہ جب علم حاصل ہوتا ہے تو اُسے چاہیئے کہ خدا سے ڈرے۔ اور جس کو علم زیادہ ہو اور بے خوف ہو تو وہ جہالت میں زیادہ ہوتا ہے اور وہ جہالت ظاہر سے باطن کی جانب پلٹ جائے۔ عالم وہ ہے جو خشیتِ خداوندی رکھتا ہو اور اگر ہزاروں مسائل سے واقف ہو پھر بھی صاحب خشیّت ہو اور اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق عالم نہیں ہے، علم کا حامل ہے اور جو مسئلہ ایک جانے اور صاحب خشیّت ہو اس کا حشر علمائے کرام کے ساتھ ہوگا۔

فقیہہ کون؟

یاد رہے کہ حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ فقیہہ کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا فقیہہ وہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرے اور اس کا خوف کرے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

يَخْشَى اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔

جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور پرہیزگاری کرتے ہیں وہ کامیاب ہوں گے۔

اور بکثرت آدمی کا قول ہے کہ عالم و جاہل اور کفر و اسلام اور رب تعالیٰ کے نزدیک فرق نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ؕ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۝ وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

اور جو لوگ کفر کرتے رہے ہیں دوزخ کی طرف ٹولیاں بنا کر ہانکے جائیں گے
حتیٰ کہ جب دوزخ کے قریب پہنچیں گے تو ان کے لیے اُس کے دروازے
کھول دیئے جائیں گے اور جہنم کے موکل ان سے کہیں گے کہ کیا تمہارے
پاس میرے رسول نہیں آئے کہ وہ تمہارے رب کی آیات تمہیں پڑھ
پڑھ کر سناتے اور تمہارے اس روز کے پیش آنے سے تم کو ڈراتے۔
یہ جواب دیں گے کہ ہاں رسول تو آئے اور انہوں نے ڈرایا بھی مگر
ہم نے ان کی ایک نہ سُنی اور عذاب کا وعدہ کفار کے حق میں پورا ہو کر رہا
پھر ان سے کہا جائے گا کہ دوزخ کے دروازوں میں داخل اور دائمی
طور پر اس میں رہو۔ غرض اکڑنے والوں کا بھی کیا بُرا ٹھکانہ ہے اور
جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے رہے ان کو بھی ٹولیاں بنا بنا کر جنّت
کی طرف لے جائیں گے۔ حتیٰ کہ بہشت کے پاس پہنچیں گے اور ان کے
دروازے ان کے لیے پہلے ہی سے کھلے ہوں گے تو جنّت کے
موکل ان کو سلام علیک کر کے کہیں گے کہ تم مزے میں رہے تو بہشت
میں ہمیشہ کے لیے داخل ہو اور کہیں گے کہ خدا کا شکر ہے جس نے
اپنا وعدہ ہم کو سچ کر دکھایا اور ہم کو سرزمین کا مالک بنایا کہ ہم جنّت
میں جہاں چاہیں رہیں تو عمل کرنے والوں کے لیے بہتر اجر ہے
اور فرشتوں کو دیکھو گے کہ عرش کے اردگرد حلقہ بنائے کھڑے ہیں
اور اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کر رہے ہیں اور لوگوں
کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور بالآخر ہر

طرف سے یہی آواز ہوگی کہ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام عالم کا پالنے والا ہے۔

کیا وہ فقیہ ہے جو خشیت الٰہی رکھے اور تقویٰ اختیار کرے اللہ تعالیٰ کے لیے اور جب نہ ڈرے گا تو قرآن پر تاویلات میں مشغول ہوگا اور حرام و شبہات سے نہ بچے گا اور دنیا کی محبت میں سراسر معصیت میں داخل ہوگا۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَوْ کَانَ الْعِلْمُ دُوْنَ التَّقْوٰی شَرْفًا لَکَانَ الْاِبْلِیْسُ اَشْرَفُ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

اگر علم کو تقویٰ کے بغیر شرف ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیطان زیادہ بزرگ ہوتا۔

مصنّف کا قول ہے کہ جب علم، عمل، تقویٰ اور خشیتِ الٰہی چاروں وجودوں میں جمع ہوں، دل صفا معرفت کے ساتھ ہوگا۔ اور اس صفت والے کو عالم عارف باللہ کہتے ہیں۔

پانچ طبقاتِ علم

جاننا چاہیئے علم مندرجہ ذیل پانچ طبقات میں منقسم ہے:۔

طبقہ اوّل:۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا عہد۔

طبقہ دوم:۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عہد۔

طبقہ سوم:۔ صحابہ کرام کے بعد ایک ایسا عہد ہوگا کہ بہت ہوگا اور علم نہیں ہوگا۔

طبقہ چہارم :۔ نہ علم ہوگا نہ عمل ہوگا۔

طبقہ پنجم :۔ حضرت عیسیٰ رُوح اللہ علیہم السّلام چوتھے آسمان سے بیت المقدس میں اُتریں گے اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم پر عمل کریں گے۔ چنانچہ علم و عمل بکثرت ہوگا۔

علمِ مجمل

جاننا چاہیئے کہ علم مختلف اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ علمِ توحید ہے۔

دوسری قسم :۔ علم شریعت ہے۔

تیسری قسم :۔ علم فقہ ہے۔

چوتھی قسم :۔ مسائل فرض ہے۔

پانچویں قسم :۔ علم واجب ہے۔

چھٹی قسم :۔ علم سنّت مستحب ہے۔

ساتویں قسم :۔ علم معرفت الٰہی مجموعہ علم ہے۔

الغرض علم مثل دریائے عمیق کے ہے اور عالم مثل کشتی کے اور کشتی سوائے دریا کے دوسری جگہ جاری نہیں ہوتی اور عالم عامل مثل ملاّح کے ہے اور فقیر عارف باللہ مثل غواص کے ہے۔ اور غواص جب دریا میں غوطہ لگاتا ہے موتی ملتا ہے اور اس کو نکالتا ہے لیکن غواصی دشوار ہے ؎

غواصی کن گرت گوہر می باید

غواص بر اچہار سر می باید

غوطہ لگا اگر تجھے موتی چاہیئے اور غوطے خور کے لیے چار ہنر چاہیئے۔

سر رشتہ بدست جاں بر کند است
دم ناز دن د پائے سرے باید

رُوح قبض کرنے کا اختیار اُس کے ہاتھ میں ہے تو دم مت مار سر کو اس کے پاؤں پر رکھ دے۔ سر جھکا دے۔

اقسامِ لُقمہ

جاننا چاہیئے کہ علم حقیقی، معرفت و عبادت کا لقمہ ہے اور وہ لقمہ دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ مثل نار جہنم کہ حرام اور مشتبہ ہو، اس سے حرص، غیبت، بغض و عناد، نفاق، ریا، بے حمیت، شیطنت اور نفس پیدا ہوتا ہے۔

دوسری قسم:۔ لقمۂ حلال ہے مثل بہشت کے حصول کے۔ جب وہ وجود میں آتا ہے نار جہنم فرو ہوتی ہے اور تائب ہوتا ہے۔

اقسام توبہ

جاننا چاہیئے کہ توبہ تین اقسام میں منقسم ہے اور اس کے تین علامات ہیں کہ اس سے تین آثار تخلیق ہوتے ہیں:۔

پہلی علامت:۔ جہالت سے توبہ کرنا۔

دوسری علامت :۔ اخلاص سے علم پڑھنا۔
تیسری علامت :۔ علم کا یکبارگی روشن ہونا۔ کہ شروع اور آخر سے عامل ہو۔ اور اگر غفلت سے توبہ کرے اور اخلاص کے ساتھ زبانی عبادت میں مشغول ہو۔ چنانچہ ذکر، فکر، دنیا اور اہلِ دنیا سے طالب نہ ہو بلکہ توبہ کرے فوراً اس کو معرفتِ خداوندی روشن ہو بلکہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو۔ جو اخلاص کے ساتھ فسق و فجور سے تائب ہو وہ مٹی میں جس نیت سے ہاتھ ڈالے اسی قدر اسے سونا چاندی حاصل ہو۔ اس طریقہ سے توبہ قبول ہو۔ تائب محتاج نہیں ہوتا۔

لقمۂ حلال و حرام

اے برادر یہ سب برکت لقمۂ حلال کی ہے۔ علمائے عامل اور فقیر کامل حرام لقمہ کو پہلی نگاہ سے پہچان لیتا ہے اور حلال کو معلوم کر لیتا ہے۔ یہ غذائے نفس، شہوت، رجوعاتِ خلق اور ناموسِ خلق ہے اور دیگر بزرگان کو لقمۂ حرام سے سستی، بندگی، بے لذتی ذکر اور فکر میں بے مزگی پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی خاص مراتب ہیں۔ مردوہ ہے کہ اگر قضاءً لقمۂ حرام وجود میں آئے اور معلوم کیا کہ آیا تو اللہ کے ذکر سے ایسا جلائے کہ مٹی کر دے اور نابود ہو جائے اور تاثیر نہ کرے لیکن اصل حرام پانا یہ ہے کہ جس نے لقمہ حرام کھایا وہ نور الٰہی کا مشاہدہ نہیں کرتا اور جو حلال کھاتا ہے ترقی تجلّی اور مشاہدہ کی زیادتی ہوتی ہے۔ یہ ہر ایک حقیقت علم کمال سے حاصل ہوتی ہے۔

علم رحمانی اور علم شیطانی

یاد رہے کہ علم دو قسم کا ہے۔ ایک علم دین کے لیے جیسا کہ اہلِ تقویٰ کا عمل ہے اور خشیت الٰہی کا اور حرص و حسد سے نکلنا اور عبادت میں مشغول ہونا۔ سعادت و پرہیزگاری اور قلب کی صفائی۔ یہ تما علم رحمٰن کی خاصیت ہیں۔ ان علمائے کرام کو عبد الرحمٰن کہتے ہیں یعنی اہل اسلام کی اطاعت کرنے والے اور دین میں صاحبِ قوت۔ دیگر علم دنیا کہ طمع، بخل، رشوت و ریا ہے کہ حدیث پاک کی رُو سے کفر سے بھی بدتر ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلرِّیَاءُ اِنَّہٗ مِنَ الْکُفْرِ

ریا کاری علاماتِ کفر سے ہے۔

یہ علم شیطان کا ہے کہ علمائے کرام کو حرص و نادانی کی جانب لے جاتا ہے۔

علماء اور فقیر کی ابتدا و انتہا

جاننا چاہیئے کہ فقر کی ابتداء اور علماء کی انتہا ہے۔ اور فقر کی ابتدا کیا ہے اور علماء کی انتہا کیا ہے؟ فقر کی ابتداء ذکرِ الٰہی ہے اور اس کی تاثیر اسم اعظم ہے۔ اور یہ قرآن مجید فرقانِ حمید میں ہے، کشف ہوتا ہے اور اسمِ اعظم کی تاثیر سے تفسیر واضح ہوتی ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ علم ظاہری، علم باطنی جزو کل ہر چہار کتب تورات، انجیل، زبور، فرقان، حدیث نبوی، حدیث قدسی، علمِ معرفت اور مشاہدہ اٹھارہ ہزار جہان کا

سفلی و علوی طیر و سیر، کلمہ طیبہ کی طے میں ہے۔ جو اس سے منکر ہوا مرتد کافر ہے۔

کلیدِ جہانی

جاننا چاہیئے کہ کلمہ دو جہان کی کلید (چابی) ہے۔ جب طالب ترتیب کے ساتھ پڑھے تو اس سے کوئی علم مخفی نہیں رہتا اور کلمہ طیبہ اسم اللہ کی تہ میں ہے اور اسم اللہ اسم اعظم کی تہ میں ہے۔ اسمِ اللہ اور اسمِ اعظم نفع و تاثیر نہیں دیتا بجز وجودِ معظم کے اور دل سلیم مکرم کے۔ پس پیر روشن ضمیر ہاتھ میں لائے جو علم و عمل کے ساتھ دونوں جہان میں امیر کرتا ہے۔ نہ یہ عالم ہیں نہ فاضل ہیں۔ روزی کے حصول میں محتاج ہیں اور خوار ہیں۔ پس معلوم قبر کی دنیا میں اور کتاب کے علم میں اس لیے کہ علم اکسیر توریت، انجیل، زبور، قرآن میں لکھا ہے۔ آیہ شریفہ میں معروف ہے کہ جو عالم آیاتِ قرآنی سے اللہ کا اسم اعظم اور علم اکسیر نہ پائے اور عمل میں نہ لائے اور صاحبِ ثروت ہو۔ پس اعداد و آیات کے موافق وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ اور میں نے تجھے عائل پایا اور غنی کر دیا۔ کیمیا درست نہ کرے۔ معلوم ہوا کہ اس کو حقیقت میں تفسیر معلوم نہیں ہے ہنوز محروم ہے اگرچہ مخلوق کے نزدیک عالم و فاضل ہے اور مخدوم ہے۔ زبردست سیاہ دل اور بے ترس ہے۔ ؎

علم بہر دین بود دین از خدا
نیست عالم آنکہ با رشوت ریا

علم دین کے لیے ہوتا ہے اور دین خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ وہ عالم نہیں ہے جو علم کو ریا کاری یا رشوت خوری کے لیے حاصل کرے۔

جو علم کہ خشیتِ الٰہی اور عقبیٰ کے ڈر سے دنیا کو نہ کھینچے اور جس علم سے نفس درست نہ ہو وہ علم حقیقی نہیں ہے۔

مذمّت دنیا

(مخمس)

دارا برفت حشمت و جاہ از جہاں نبرد

کاؤس ہم فرد شد و کام از جہاں نبرد

دارا جہاں سے چلا گیا اور جاہ و حشمت اپنے ساتھ نہ لے جا سکا

کاؤس بھی نیچے گیا اور کام جہان نہ لے جا سکا۔

جمشید جز حکایت جام از جہاں نبرد

حال است ایں چنیں کہ کسے از جہاں نبرد

جمشید دنیا سے جام کے قصہ کے سوا کچھ نہ لے جا سکا۔ حقیقت حال یہ ہے کہ کوئی بھی دنیا سے کچھ نہ لے جا سکا۔

زنہار دل ببند بر اسباب دنیوی

دنیوی اسباب کے ساتھ ہرگز دل کو مت باندھ۔

یاد رہے کہ جس علم سے حُبِّ دنیا، جہالت، شرک اور کفر نہ نکلے اور جس علم سے دیدۂ دل کی صفائی نہ ہو اور معرفتِ حق نہ کھولے وہ علم وبال اور اس کا عالم حمال جاہل ہے۔

بے علم زاہد

جاننا چاہیئے کہ علم صالح اعمال کے لیے ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :-

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۔ آل داؤد تم عمل اور شکر کرو۔ خطا اُمت کا گناہ ہے اور شفا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عطا اور تفضل ہے۔ علم حقیقی قرآن و حدیث ہے بے علم زاہد ابلیس ہے اور خبیث ہے۔ علم مونس جاں ہے اور زاہد بے علم شیطان ہے۔ علم ہادی و راہبر ہے اور بے علم زاہد گمراہ ہے۔ علم فقہ اور علم فقر اللہ کا فضل ہے۔ دونوں مساوی ہیں اور راہبر ہیں۔ جاننا چاہیئے اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب سے دو شاہد (گواہ) ہیں۔ اور باطل سے نگاہ رکھتے ہیں۔ حلیم اسم ذاتِ باری تعالیٰ ہے اور حضور پُر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو تین دفعہ تعلیم، علم اور تلقین معرفت اور فقر کے لیے، سب سے نور کو آپ کی تعلیم کیا۔ دوسری دفعہ رُوح مقدس کو کہ اس وقت کوئی مخلوق نہیں تھی۔ تیسری دفعہ حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کے جسم اطہر کو اولین و آخرین کے علم سے تعلیم و تلقین کیا۔ پس مرشد کامل تعلیم میں نُور اور رُوح میں جسم چاہیئے۔ نگاہ میں، معرفتِ خداوندی میں، ذکر فکر میں، علم لدنی میں، کشف و کرامات میں اور عقل میں سب میں کامل ہو۔ اور مستغرق باللہ ہو۔ مرشد کامل وہ ہے جو طالب الٰہی کو مندرجہ ذیل تین مراتب تک پہنچائے:

پہلا مرتبہ :۔ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

دوسرا مرتبہ :۔ رُوحِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

تیسرا مرتبہ :۔ جسم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

چنانچہ ارشاد گرامی ہے :۔ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ ۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے۔ جب اصل پر نہ پہنچے وصل پر نہ پہنچے تو مطلق حیوان رہے۔

علم سہ حرف است سہ از بہر سہ
ب و با برکت توکّل ترک ت

علم میں تین حرف ہیں اور تین تین کے لیے ہیں۔ ب سے برکت ہے اور ت سے توکل اور ترک دنیا ہے۔

ہر کہ خواند غیر ازیں دنیا طلب
طالبِ دنیا بود اہل از کلب

جو اس کے سوا پڑھے وہ دنیا کا طالب ہے اور دنیا کا طالب کتوں کی نسل سے ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے :۔
اَلدُّنیَاجِیفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ
دنیا مردار ہے اور اس کا چاہنے والا کتّا ہے۔

حقیقت نورِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی کریم و ما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے نور و رُوح کی تشریح یہ ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی خدائی کا ظہور چاہا تو اپنے نور خاص سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نُور پاک کو جدا۔ اور وہ نور پاک محبت و معرفت کے آئینہ میں اپنا مشاہدہ کرتا رہا۔ اور اس نورِ پاک کا نام نُورِ محمّدی صلّی اللہ علیہ وسلّم ہوا اور اسی لیے آپ کا نام حبیب ہوا کہ اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ نے اپنی لسانِ پاک سے فرمایا۔ اے

میرے حبیب! مجھ سے ہم کلام ہو۔ اس وقت وہ نورِ پاک وجود میں آیا اور کہا یا اللہ!
پس اللہ تعالیٰ کا نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس
نورِ پاک کو دو لاکھ ستر ہزار سال نگاہ رکھا۔ ازاں بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے از روئے
لطف و کرم فرمایا اے نورِ محمد! رُوحِ محمد ہو جا۔ پس وہ نورِ محمدی رُوح کی جانب منتقل
ہو گیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے زبانِ قدرت سے ارشاد فرمایا اے رُوحِ محمد مجھ سے
گفتگو کر۔ پس رُوحِ مقدس نے عرض کیا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
اللہ تبارک و تعالیٰ نے بزبانِ قدرت جواب دیا وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اور کلمۂ توحید کے نور سے نورِ فقر وحدت اور معرفت پیدا ہوا اور ایک صورت پر۔
پس اس صورت نے رُوحِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا السّلام علیک یا
رُوحِ محمد! رُوحِ مطہر نے جواب دیا وعلیکم السّلام یا فقر! پس صورتِ
فقر نے دل میں رُوحِ پاک کی سکونت قبول کی تصدیق قلب وجود محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ تبدل ہوئی۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے زبانِ قدرت سے ارشاد فرمایا
کہ رُوحِ نجیب محمد مجھ سے ہم سخن ہو۔ رُوح نے عرض کیا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ۔ حق
سبحانہٗ و تعالیٰ نے زبان قدرت سے فرمایا محمد رسول اللہ۔ چنانچہ کلمۂ طیبہ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ کے نور سے صورتِ اسلام، ذکر الٰہی اور کلام الٰہی
پیدا ہوا۔ اور صورتِ علم اور اسلام نے روحِ محمدی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے
عرض کیا۔ السّلام علیک یا روحِ محمد۔ رُوحِ پاک نے جواب دیا وعلیکم السّلام یا علم
کلام اللہ، اور رُوحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی تعظیم کی اور علم کے سامنے
کھڑے ہوئے اور بوسہ دیا اور آنکھ پر رکھا۔ علم نے زبان پر اقرار و سکون پکڑا۔

اور آنکھ سے مطالعہ کیا۔ تین لاکھ تینتیس ہزار سال اللہ تبارک و تعالیٰ نے رُوح محمدؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو علم کی تعلیم سے آراستہ کیا اور حافظ کیا کہ ہنوز وحی پیدا نہیں تھی۔

تخلیقِ عالم

ارشاد گرامی ہے:۔

اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ

اُس وقت جیسا تھا تعلیم کیا انسان کو کہ وہ جانتا نہیں تھا۔ جس وقت فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے۔

صاحبِ معرفت اور تمامیت فقر پہنچی، سرفرازی اور فخر یگانہ حضرت احمد مجتبیٰ محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کو۔ محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار وہ ہیں کہ یگانہ ہوا۔ اور مشاہدہ کے ساتھ حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات کی حقیقت سے واقف ہو اس احوال پر بھی کہ فقر لازوال نعمت ہے۔ چنانچہ یہ یہ اقوال میرے حال پر گواہ ہے کہ اس مقام پر نورِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کے وہ آدمی پہنچے اور دست بیعت کر کے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے طالب کا۔ اور اس پر مقام محمدؐ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کھولے اور حقیقت ابتدا و انتہا نور محمدؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی راہ دکھائے۔

حدیث قدسی میں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَآئِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ۔

بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں بجز میرے انہیں کوئی نہیں پہچانتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔

پھر اللہ رب العزت جل جلالہٗ وعم نوالہٗ نے نظر جمالیت دست راست سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف کی اور زبان قدرت سے فرمایا کُنْ فیکون پس کل مخلوقات جنّ وانس اور فرشتے اور اٹھارہ ہزار عالم موجود ہوئے۔ پھر دست چپ کی۔ اس سے شیطانی آگ، دنیا، نفس امارہ پیدا ہوُا اور تیسری دفعہ تعلیم جسد وجسم حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔ چنانچہ معراج کی رات حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات براق پر سوار ہوئے اور مہتر حضرت جبرئیل علیہ السلام آگے آگے ننگے پاؤں جلوہ دار تھے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے اور آپ بالائے عرش گذرے اور قاب قوسین اَوْ اَدنٰی کے مرتبہ ومقام پر پہنچے اور دیکھا جو دیکھا اور سُنا جو سُنا ؎

دید محمد بہ چشم دگر

بلکہ بداں چشم کہ دارد بہ سر

حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار دوسری آنکھ سے ہوتا ہے بلکہ اس آنکھ سے جو عالم اسرار کی آنکھ ہے۔

حرام تلقین

جاننا چاہیئے کہ کامل مرشد وہ ہے جو طالب کو حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین

احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلس پاک میں پہنچادے اور طالب کی رُوح کو مجلسِ رُوحِ محمدی میں پہنچائے اور جسم کو مجلس میں پہنچائے۔ چنانچہ حلیہ مبارک کے موافق ہو۔ اور جو مرشد یہ توفیق نہ رکھے اُس سے تلقین حرام ہے۔

با تو گویم بشنوی اے ہوشمند
ذکر و فکر و عقل آنجا ناپسند

میں تجھ سے کہتا ہوں اے ہوش مند سُن لے اس جگہ ذکر و فکر اور عقل کو پسند نہیں کیا جاتا۔

جسم و رُوح کے رسد آں خاص نُور
تا نہ گردد نور کے باشد حضور

جسم اور رُوح اس خاص نُور تک کب پہنچ سکتی ہے۔ جب تک خود نورانی نہ ہو حضوری نہیں پا سکتی۔

نورِ پیدا می شود از حق نظر
در مطالعہ علم از حق بے خبر

نور اللہ کی نظر رحمت سے پیدا ہوتا ہے۔ جو علم کے مطالعہ میں ہے وہ حق سے بے خبر ہے۔

می شناسد نورِ حق آں زندہ دل
کے شناسد مردہ دل دیوارِ گل

اللہ کے نُور کو زندہ دل ہی جان سکتا ہے۔ مردہ دل کو تو مٹی کی دیوار کو بھی نہیں جانتا ہے۔

باہوا بہر از خدا نورش نما
نور حاصل می شود از مصطفیٰ

باہو خدا کے لیے اُس کے نور کی جلوہ نمائی کر۔ نور اصل میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ اس مقام میں نور مذکور ہے کہ قرآن مجید میں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ ذکر، فکر، عقل، مذکور الہام اور جسم و روح سے تعلق رکھتا ہے اور غرق نور حضور تعلق سر سے رکھتا ہے۔

حقیقتِ فقر

اے طالبِ صادق! یاد رہے کہ فقر دو اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ بعض صاحبِ حال اور بعض صاحبِ جمال۔ مستی حال کا وصال اگرچہ کمال ہے مگر اس کو زوال ہے جیسا کہ کشف و کرامات اور رجوعات خلق اور جنون کی حاضری۔ چنانچہ ذکر، فکر، سکر، صحو، فیض، بسط، سیر، طیر اور طے زمین دو نیم قدم مشرق سے مغرب تک فقرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک یہ سب حال کی بازی گری خام خیال ہے۔

صاحبِ کمال کون؟

یاد رہے کہ صاحبِ ریاست مجاہدہ خُدا سے جدُا ہیں اور صاحب غرق نور اللہ باخدا ہیں۔ مجاہدہ مشاہدہ کے لیے ہے اور مشاہدہ شاہد کے حال کے ساتھ ہے۔ نہ قبیل قیل وقال سے اور نہ مستی حال سے مجدا ہے ہَوا پر ہے اور ریاضت کے ساتھ شور میں ہے اور جو خدا کے ساتھ باطن معمور اور خاموش ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّہٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُہٗ

جس پروردگار کو پہچانا اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔

مرشد عارف سے طالبِ الٰہی پہلے دن عارف ہوتا ہے۔ ذکر، فکر مرشد عارف باللہ! جو طالبِ الٰہی کو تعلیم نہیں دیتا وہ مرشد نہیں ہے اور جو مشاہدہ عینیہ بخشے یعنی اسم اللہ کے تصور سے وہ صاحب کمال ہے۔

یقین کیا ہے؟

ارشاد رب العالمین جلّ مجدہ الکریم ہے:۔

وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ

اور اپنے پروردگار کی عبادت کر حتّٰی کہ تجھے یقین ہو جائے۔

مراتب ذکر، فکر سے آدمی صاحبِ یقین ہو جاتا ہے اور مراتب دنیا کے تمامیت سے بے دین ہے۔ اور دم بالآخر خاتمہ بالخیر ہے وقت نزع کے تصدیق دل

کے ساتھ زبان پر صدق کے غلبے سے نکلے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمد رسول اللہ۔ پس موت کے وقت قبر میں لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

اَدب کی ماہیّت

جاننا چاہیئے کہ جب عبادت رسم رسوم، یقین جزو کا کل میں آتے۔ بعض کو موت سے پہلے مومن و مسلم ہوں اور جو ایمان کے ساتھ مشاہدہ میں معائنہ کرے پھر یقین حاصل ہوا اور موت پر راغب ہوا اور اس کے باوجود جو کوئی شیطان کی طرح عبادت کرے اور معرفت کا یقین نہ لائے۔ عبادت وہ ہے جو یقین کو پہنچائے یعنی عبادت رکوع و سجود میں اللہ اکبر کا جواب باصواب لبیک عبدی پائے کہ بے جواب والہام اور بے قدرت زبان یعنی حاصل نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا یَجُوْزُ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ

نہیں ہے جائز نماز مگر حضور قلب کے ساتھ۔

اکثر لوگوں کا قول ہے کہ دل بیار دست بکار۔ غلط قول ہے بلکہ دل بیمار دوست بکار درست ہے چونکہ قلب کا تعلق ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ پس جو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہے وہ صاحبِ یقین ہے۔ پس جو اللہ سے پھرا دنیا کے ساتھ یقین سے پھرا وہ بے دین اور لعنتی ہوا۔ یعنی بے اَدب۔ جو اللہ کا طالب ہے اور حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے طلب کرتا ہے۔ قرآن اور علماء سے طلب کرتا ہے اور فقیر اسم اللہ سے اَدب کا خواہاں ہے۔

ادب تا چیست از لطف الٰہی
بر سرد برد ہر جا کہ خواہی

اللہ کی مہربانیوں میں سے ادب ایک مہربانی ہے اس کو اپنے اُوپر
لازم کرے جہاں جانا چاہے جا۔

یاد رہے کہ ابلیس بے اَدبی اور دنیا بے اَدبی اور نفس امارہ، کفر و نفاق بے اَدبی کی طلب کا خواہاں ہے۔ اور اَدب کے کیا معنی ہیں اور بے ادب کیا ہے؟ ادب حق بالیقین اور یقین صراط مستقیم ہے اور بے اَدبی باطل و دروغ بمعنی جھوٹ تابع ابلیس ہے۔ پس مجلس اَدب کے ساتھ اور بے سلوک کو درست نہ آئے۔ دین و فقر کی اصل اَدب ہے۔ دنیا و کفر کی اصل بے اَدبی ہے۔ کوئی بے اَدب خدا کو نہیں پہچانتا

ہر کہ در اُفتاد بسیلاب سیم
بر قدم خویش نماند مقیم

جو چاندی کے سیلاب میں گر پڑا۔ وہ اپنے قدموں پر
قائم نہیں رہ سکتا۔

ہر عبادت دُور گر داند تُرا
شد یقینش زانکہ حق خواند تُرا

ہر عبادت تجھ کو دُور کر دے گی مگر تجھ کو یہ یقین ہونا چاہیئے کہ تجھ
کو اللہ کی طلب کیا ہے۔

لَآ اِلٰہَ عبادت ہے۔ نقش نفی اور اِلَّا اللّٰہ اثبات اللہ کے نُور کے مشاہدہ سے ذات کی تجلّی حاصل ہوتی ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے اسلام

کی درستی، سلامتی کے ساتھ دین و ایمان ہے جو جزو کی عبادت کل کی طرف پہنچائے اور جزو کل میں آئے اور کل سے ہر مقامات نور الٰہی کے کھلتے ہیں یقین حاصل ہوتا ہے اور اہل یقین مطلق ہوتا ہے اور یقین ہی کی یگانگی کے مقام اور باطل کے دُور کرنے والا ہے۔ اور حق الیقین کے مقام پر لے جاتا ہے جیسا کہ عبادت توفیق ہے اور یقین رفیق ہے اور یقین جانتا ہے اور عبادت بے یقین کار شیطان ہے۔ عبادت علم ہے اور یقین امر اور ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے حاصل ہوتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:۔

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ اِتِّبَاعُ الْهَوٰی وَطُوْلُ الْاَمَلِ اَمَّا اِتِّبَاعُ الْهَوٰی فَیُضِلُّ عَنِ الْحَقِّ وَ اَمَّا طُوْلُ الْاَمَلِ فَیُنْسِی الْاٰخِرَۃَ۔

میری اُمت پر دو اشیاء سے کوئی شے زیادہ خوف کرنے والی نہیں ہے۔ ایک خواہش نفس کہ ان کو راہ سے باز رکھتی ہے۔ دوسرے اندیشہ دراز کہ بروز محشر ان سے فراموش کرتا ہے۔

کلمہ طیبہ کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ کلمۂ طیبہ رازوں کے راز کی پہچان اور یقین معراج ہے۔ سوتے ہیں اور بیہوشی میں نور اللہ میں غرق کرتا ہے۔ جس میں وجود میں ذکر تمام تاثر کرتا ہے اور نام الٰہی نقش ہو کر قرار پکڑتا ہے اور زبان پر جاری ہوتا ہے تو وہ

سیف الرحمٰن ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کی جانب قہر و غضب سے نگاہ کرے اور کہے یا اللہ تو اُسی وقت جان سے بے جان ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کا نام اسمِ اعظم کے ساتھ ایسے ہی اثر رکھتا ہے۔ یہی مراتب یقین کے ہیں کہ نامِ ذاتِ باری تعالیٰ سے حاصل ہوتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذِکْرُ اللّٰہِ فَرْضٌ مِنْ قَبْلِ فَرْضٍ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اللہ کا ذکر ہر ذکر سے پہلے فرض ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللہ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّۃَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ قِیْلَ مَا اَخْلَاصُھَا قَالَ اَنْ یَّحْجُرُ عَنِ الْمَحَارِمِ۔

جس شخص نے نہایت اخلاص سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہا وہ بہشت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا اخلاص کیا ہے فرمایا حرام باتوں سے دوری اختیار کرو۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرٌ وَّ مُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ۔

لا الٰہ الا اللہ کثیر ہے اور مخلص قلیل ہیں۔

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صاحب ذکر بارہ ضرب ہے جب دل پر مارتے ہیں تو اُس کی برکت سے ہر مقام حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ

جو شخص پہلی ضرب پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب لگائے اور تفکر کرے اُس وقت اُسے معلوم ہوتا ہے کہ میری جان نکلنے کا وقت ہے اور کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَۃُ الْمَوْت کے معنی حاصل ہوتے ہیں۔ اور جب دوسری ضرب اِلَّا اللّٰہ کی لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے تو اُس وقت ستر ہزار سوال بندہ سے دریافت کرتا ہے اور بے زبان بندہ جواب دیتا ہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِکَ۔ یعنی اے اللہ میرے دل کو دین پر ثابت رکھ۔ پھر جب تیسری ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت ستر ہزار سوال فرشتہ قبر میں داخل ہونے سے پہلے دریافت کرتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ

اور اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

اور اللہ تعالیٰ ہر حال کا علم رکھتا ہے اور موت و حیات میں انسان کا ساتھی ہے۔ پھر چوتھی ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ قبر میں فرشتہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے منہ کو دوات، اُنگلی کو قلم، تھوک کو سیاہی بنا کر مجھ سے لکھواتا کہ جو نیکی اور بدی میں نے کی ہے اور تعویذ بنا کر میرے گلے میں ڈال کر غائب ہو جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ وَ نُخْرِجُ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کِتٰبًا یَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا اِقْرَاْ کِتٰبَكَ کَفٰی بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا

ہم نے اُس کا ورق اُس کی گردن میں چپکا دیا اور وہ بروز محشر کتاب لے کر اُٹھے گا کہ اُسے وہ اپنی دستاویز کرے گا کہ تو اپنی کتاب کو حساب کی رو سے

پڑھ وہ تیرے لیے کافی ہے۔

پھر جب چھٹی ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے تو اُس وقت ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قبر کا عذاب ہے۔ زمین ہر طرف سے غلبہ کرتی ہے اور ماسوی اللہ کوئی فریاد کو نہیں پہنچتا۔ پھر جب دل پر ساتویں ضرب لگاتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ محشر قائم ہے۔ اٹھارہ ہزار عالم اُستادہ ہیں اور ہر شخص خود بخود میں مستغرق ہے اور نفسی نفسی کا عالم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ وَأُمِّهِ وَصَاحِبَتِهِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَانٌ يُغْنِيهِ۔

آدمی جس روز کو بھاگیں گے اپنے بھائی، ماں اور بیوی اور اولاد سے ہر مرد کے لیے ان میں سے آج ایک شان ہے کہ وہ اُس کو بے پرواہ کرتی ہے۔

پھر جب آٹھویں ضرب لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم ہے کہ میرے ہاتھ میں اعمالنامہ دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا وَيَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِهِ مَسْرُورًا وَأَمَّا مَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا وَيَصْلَى سَعِيرًا۔

جس شخص کو سیدھی جانب سے کتاب دی جائے گی اُس کا حساب عنقریب آسان ہوگا اور بخوشی اپنے اہل کی جانب لوٹے گا اور جس کی پشت کے

پیچھے سے کتاب دی جائے گی۔ پس عنقریب وہ بلایا جائے گا۔ ثبور اور جہنم کی جانب جائے گا۔

پھر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

اور ہم سے اُن کے ہاتھ باتیں کریں گے اور اُن کے پاؤں گواہی دیں گے اعمال کی جو وہ کرتے تھے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ط وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

جو جیز ایک ذرہ برابر نیکی کرتا ہے اُس کا اَجر اُس کو ملے گا اور جو شخص ذرہ برابر بُرا عمل کرتا ہے اُس کا اَجر پائے گا۔

پھر جب نویں ضرب دل پر لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت جانتا ہے کہ میری نیکی اور بدی ترازو میں تولی جاتی ہے۔

ارشادِ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم ہے:۔

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔

اور وزن آج کے دن حق ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝

وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ وَمَآ اَدْرٰكَ

مَا هِيَهْ نَارٌ حَامِيَةٌ۔

پس جس شخص کا وزن بھاری ہوگا وہ عیش پر راضی ہوگا او جس کا وزن ہلکا ہوگا اُسے جہنم نصیب ہوگا کہ جس کی ماہیت سے تو واقف نہیں ہے وہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۞

اُن کے پہلو بستروں سے جُدا رہتے ہیں اپنے پروردگار کو خوف وطمع سے پکارتے ہیں اور اس رزق سے جو ہم نے دیا ہے خرچ کرتے ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۞

اور کسی کی بڑھائی اور گھٹائی نہیں جاتی مگر وہ کتاب میں مرقوم ہے۔

پھر جب دسویں ضرب لگاتا ہے اور فکر کرتا ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ ایمان سلامتی کے ساتھ پُل صراط سے گزرتے ہیں اور بہشت میں آتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ۔

اے نفس مطمئنہ تو اپنے ... کی جانب مرضی کے ساتھ راضی ہو۔ تو میرے

بندوں میں داخل ہو اور میری بہشت میں رہ۔

پھر جب دل پر گیارھویں ضرب لگاتا ہے اور فکر میں آتا ہے اُس وقت معلوم کرتا ہے کہ حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اپنے ہاتھ مبارک سے نُور کا پیالہ اور حوض کوثر سے شراب طہورہ اہل ایمان مسلموں، عارفین وعاشقین کو دیتے ہیں اور وہ شوق سے پیتے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور تمام اُمّت کے ساتھ دیدارِ خداوندی کے لیے جاتے ہیں اور دیدار سے مشرف ہوتے ہیں۔ پھر جب دل پر بارھویں ضرب لگاتا ہے اور فکر کرتا ہے کہ اس مقامِ منتہیٰ پر پہنچا اور کلمۂ طیّبہ کو ختم کیا وہ شخص صاحبِ زبان اور اللہ کی تلوار ہوتا ہے۔ اور یہ مقامِ قبولیت ہے۔ جس کو حضوری ہوئی: وہ اللہ کے نور میں مستغرق ہُوا تو ان میں سے بعض کو سُکر ہوتا ہے۔ بعض توبہ میں آتے ہیں کہ ہر دم توبہ توبہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور بعض عبادتِ ظاہریہ میں کسی وقت اور کسی حال میں سر کو سجدہ سے نہیں اُٹھاتے یعنی ہر وقت سربسجود رہتے ہیں۔

کلمۂ طیّبہ کے شاہد

جاننا چاہیئے کہ کلمۂ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے چار شاہد ہیں:۔

پہلا شاہد:۔ زبان سے اقرار ہے۔

دوسرا شاہد:۔ تصدیق بالقلب ہے۔

تیسرا شاہد:۔ لامِ نفی کہ ہر گناہ کو اس کی تلوار سے قتل کرے حضرت شیرِ خدا علی المرتضیٰ کی طرح۔

چوتھا شاہد :۔ حضور سیدِ عالم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء۔

پس جو شخص کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ان گواہوں کے ساتھ پڑھے اُمید واثق ہے کہ جان نکلنے یعنی بوقتِ نزع اسی طرح پڑھے گا اور جب محشر کے روز اُٹھے گا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گا تو اس کے دو بازو پیدا ہوں گے کہ ان بازوؤں سے اُتر کر جنّت میں داخل ہو گا۔

یاد رہے کہ کلمہ کا تعلق چہار اشیاء سے ہے جو وہ فرض ہیں :۔

پہلی شے :۔ کلمہ طیبہ کہنا فرض ہے۔

دوسری شے :۔ جو کوئی کلمہ کہنے کو کہے اس سے انکار نہ کرے۔ جلد کرے

تیسری شے :۔ اس کے معنی تحقیق کرنا فرض ہیں۔

چوتھی شے :۔ دائمی طور پر کلمہ پڑھنا فرض ہے

مقبولیّت کا راز

جاننا چاہیئے کہ کلمہ چہار چیزوں سے مقبولیّت کا راز ہے۔ جیسا کہ اسلام کی بنیاد چار چیزوں سے ہے :۔

پہلی بنیاد :۔ نماز ہے۔

دوسری بنیاد :۔ روزہ ہے۔

تیسری بنیاد :۔ حج ہے۔

چوتھی بنیاد :۔ زکوٰۃ ہے۔

ان تمام اُمور میں جب تک کلمہ نہ ہو نفع نہیں ہوتا اور تاثر نہیں کرتا اگرچہ تمام عمر پڑھو۔ جو اس ترتیب سے کلمہ پڑھے اور بے خود ہو جائے بیشک حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں جائے اور باطن میں جو حکم ہو ظاہر ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ پس اللہ کی نعمت سے مشرف ہونا اور اللہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ کے دیدار سے خواب میں مشرف ہونا اس سے کیا بہتر ہے؟

علم را آموز اوّل آخر ایں جا بیا
جاہلاں را پیش حضرت حقتعالیٰ نیست جا

پہلے علم حاصل کر اس کے بعد اس جگہ حاضری دے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ جاہلوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

علم حق نور است روشن مثل او انوار نیست
علم باید با عمل علمے کہ بر خر بار نیست

اللہ کا علم نُور ہے اس سے زیادہ کوئی چیز نورانی نہیں ہے۔ علم عمل کے ساتھ ہونا چاہیئے کیونکہ یہ گدھے پر بوجھ کی مثل نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰةَ كَمَثَلِ الْحِمَارِ اَسْفَارًا

توریت کے علماء کی مثال کہ عمل نہیں کرتے مثل باربردار گدھے کے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

لِكُلِّ شَيْءٍ اٰفَةٌ وَّ اٰفَةُ الْعِلْمِ الطَّمَعُ

ہر ایک شے کی آفت ہے اور علم کی آفت طمع ہے۔ ؎

گر بخوانی صرف و نحو فقہ خوانی یا اصول
از وصال قرب وحدت دور مانی اے جہول

اگرچہ تو صرف و نحو اور فقہ اور اصول فقہ پڑھ لے۔ اگر تو وحدت کے مقام سے دور ہے واصل نہیں ہے تو تو جاہل ہے۔

کبر لفظ کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ عزازیل کو حضرت آدم علیہ السلام کے سجدہ سے علم نے رد کے رکھا اور وہ حجاب ہو گیا اور فرمان الٰہی نہ بجا لا سکا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَکْبَرُ یعنی بہت بڑا حجاب ہے۔ موجود ہے۔ یعنی جس علم سے کبر پیدا ہو اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔ کبر کے تین حرف ہیں۔

ک ب ر

حرف ک سے کرامت دور ہوتی ہے۔

حرف ب سے برکت دور ہوتی ہے۔

حرف ر سے رحمت دور ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ۔

اور رب تعالیٰ نے فرمایا مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ بیشک جو

جو لوگ غرور کرتے ہیں وہ عنقریب دوزخ میں داخل ہوں گے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

وَمَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ ذَرَّۃٌ مِّنَ الْکِبْرِ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ۔

جس کے دل میں ایک ذرہ بھی کبر ہے وہ بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَّمَا فِیْهَا اِلَّا ذِکْرَ اللّٰہِ

دنیا میں تمام چیزیں ملعون ہیں بجز اللہ کے ذکر کے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ۔

اور ہم نے اُن پر لعنت کا اتباع کر دیا ہے۔ دنیا میں اور قیامت کے دن وہ خراب ہوں گے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اَلَآ اِنَّ عَادًا کَفَرُوْا رَبَّهُمْ ؕ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ۔

اور ان کے پیچھے اس دنیا میں لعنت لگا دی گئی ہے اور دیکھو بروز محشر بھی۔ عاد نے اپنے رب کی ناشکری کی۔ دیکھو عاد جو ہود کی قوم کے لوگ تھے دیکھو دھتکارے گئے۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

بیشک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے دردناک عذاب تیار ہے۔

متاعِ شیطانی

معلوم ہوا کہ دنیا پر یقین کرنا بہت ہی برا یارانہ ہے۔ اور اس کی دوستی سے حرص پیدا ہوتی ہے اور حرص مطلق گناہ اور شیطانی کام ہے اور نفس کی تازگی جو جہنم میں لے جائے گی۔ اور مولیٰ پر یقین کرنا وہ دوستانہ ہے جو آخرت پر دوستی کا کام دیتا ہے اور تقویٰ پیدا کرتا ہے اور حبِ الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ اور جب عالم نے دنیا کا لباس لیا تو دین سے دُور ہوا کیونکہ یہ زہر قاتل کی طرح ہے۔ تھوڑا ہو یا بہت۔ دنیا شیطان کی متاع ہے جو اس میں پھنسا ہوا ہے وہ دل شیطان کا گھر ہے اس کو علم سے کچھ بھی نفع نہیں پہنچتا کہ اس میں نفسانی خواہشات کی لذت ہے اور کلمہ طیبہ دل کا صیقل ہے، روشنی کرنے والا ہے اور ذکر خداوندی وہ ہے کہ شروع ذکر سے دل پر ضرب لگائے اور اس کے منہ سے دھواں نکلے پھر دوسری ضرب لگائے اور اس کے غلبہ سے منہ سے آگ نکلے۔ اس کے بعد تیسری ضرب لگائے اور منہ سے چنگاریاں نکلیں تو یہ ذکر درست ہے۔ اس کے بعد ذکر خفی کرے۔ اس سے گوشت پارہ پارہ ہو جاتا ہے اور خون آنکھ سے نکلتا ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ میری والدہ کو ایسا ذکر خفی حاصل تھا کہ آنکھوں سے خون نکلتا تھا اور مجھے بھی ایسا ہی حاصل ہوا۔ اسے حضور حق کہتے ہیں جس کا ایسا ذکر جہر اور خفی نہ ہو اسے ذاکر نہیں کہنا چاہیئے۔ معلوم ہوا کہ ذکر رسم رسوم و ذکر حی وقیوم ہے ۔

ذاکراں ذکر باشد از الٰہ
ذکر دانی چیست وحدت خاص راہ

ذاکروں کو ذکر کی توفیق اللہ کی طرف سے ہوتی ہے تو جانتا ہے ذکر کیا ہے وہ وحدت کا خاص راستہ ہے۔

اور جس وجود سے حجاب کی مثل بُو نکلتی ہے یہ بھی ذکر خفی کی تاثیر ہے۔ جیسا کہ تلوار کو روشن کرنے والی صیقل ہے ایسے ہی دل کا روشن کرنے والا کلمہ طیبہ ہے اور جیسا کہ نجاست کو پانی صاف کرتا ہے اور اندھیرے کو سورج روشن کرتا ہے۔ ایسا ہی دل کو ذکر۔ جو چاہے کہ میرا دل آئینہ کی طرف صاف ہو۔ اور دونوں عالم روشن ہوں پہلے محبت اور طلب پیدا کرے، مکر، فریب اور ریا سے دل کو پاک کرے۔ وہ شب و روز، سوتے جاگتے ذکر کرے جیسا کہ ظاہر کپڑے کی پاکی نماز کے لیے شرط ہے ایسے ہی دل کی کلمہ طیبہ سے ہے۔ اور تاثیر ذکر قلب کی کلمہ سے یہ ہے کہ خراب وسف اور توہمات وخطرات دل سے دُور ہوں اور خرابی نہ رہے اور ہر گھڑی الگ الگ مشاہدہ دیکھے۔ جب اس طرح دل پاک وصاف ہو جائے تو اُسے ذکر دوام کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

وجود اور دل کی حقیقت

جاننا چاہیئے کہ آدمی کا وجود کنوئیں کی طرح ہے اور دل پانی کی طرح ہے اور غفلت و خطرات اور بے ذکر ہونا اس میں مردہ چوہا۔ پس سب سے پہلے مردار کنوئیں سے نکالا جاتا ہے۔ پھر بیس ڈول پانی نکالے اور وہ ڈول دلیل غیر سوئے اللہ ہے۔ پھر پاک پانی کو محاسبہ سے کیا خوف۔ جب فولاد روشن ہو گیا اور زنگ و سیاہی دور ہو گئی تو زر کی طرح قیمتی بن گیا۔ حالانکہ جو کام فولاد سے نکلتا ہے زر سے نہیں نکلتا۔ زر کے مثل علم ہے اور تیغ فولاد کی اللہ کا ذکر جو پہلی بار ہی نفس کو قتل کر دے۔ ہاں علم کا پڑھنا ثواب ہے۔ بغیر ذکر اللہ کے نفس کی ہلاک کرنا مشکل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ جب کلمہ عمل میں آتا ہے تو دل کو پاک کرتا ہے حالانکہ مخلوق اسے بیوقوف کہتی ہے اور گھر والے دیوانہ و مجنوں کہتے ہیں کہ یہ کلمہ طیبہ اس قدر کیوں پڑھتا ہے حالانکہ بکثرت پڑھنا کلمہ طیبہ سنّت ہے۔

یاد رہے کہ وجودِ انسانی میں خطرات کی طرح درخت ہیں اور کلمہ طیبہ تبرّ کے مانند ہے جس طرح تبرّ سے خار و خس دُور ہوتے ہیں اور زمین تخم ریزی کے قابل ہوتی ہے اسی طرح کلمہ طیبّہ سے دل پاک صاف اور معرفت کے قابلِ تخم ہوتا ہے ورنہ زندگی بر باد ہے۔ آدمی اگر تمام علم نماز، روزہ جانے ہرگز مسلمان نہیں ہوتا بجز ذکر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جو اس تک پہنچتا ہے۔ کسی سے خوف نہیں کھاتا ہے ؎

در عشق چوں پروانہ شو از جان خود بیگانہ شو
شادی کناں مردانہ شو گر سر رود رفتن بدہ

عشق میں پروانہ کی طرح ہو اپنی جان کی پرواہ مت کر۔ مردوں کی طرح خوشی کرنے والا ہو اگر سر جاتا ہے تو جانے دو۔

صراط مستقیم کیا ہے؟

اے بھائی مسلکِ اہلِ سنّت وجماعت اللہ تعالیٰ کی راہ ہے اور غافل اس سے بھٹکا ہُوا ہے۔ راہ کون ہے اور گمراہ کون ہے؟ جس راہ پر حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے قدم مبارک رکھا۔ وہ اہل سنّت وجماعت کی راہ ہے اور اس کے خلاف گمراہی ہے۔ جس سے قربِ حق حاصل ہُوا وہ صراط مستقیم ہے اور باطل گمراہ ہے۔

ارشاد گرامی ہے:

اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَّ الْکُفْرُ بَاطِلٌ

میں نے اسلام کو قبول کیا جو اس میں ہے اور کفر سے بیزار ہُوا جو اس میں ہے

ز سر ہوس تافتن پیشہ دین پروری است
ترک ہوا یافتن قوت پیمبری است

خواہشات کو سر سے نکالنا دین داری اور دین پروری ہے۔ خواہشات کو مکمل ترک کر دینا پیغمبروں کی طاقت میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوٰى۔

جس نے نفس کو خواہش سے روکا اس کا م بہشت ہے۔

علم دنیا کو چھوڑنے کے لیے ہے اور گناہوں سے بچنے کے لیے اور خواہشات سے باز رہنے کے لیے ہے

گر بخواہی خوش حیاتی نفس را گردن بزن
با رضائے دوست بگزیں یا ہوائے خویشتن

اگر تو اچھی آرام دہ زندگی چاہتا ہے تو نفس کی گردن مار دے۔ زندگی دوست کی خوشنودی میں گزار یا اپنے نفس کی پیروی میں۔

جو شخص کہ حرف لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ یعنی البتہ کفر کیا اُن لوگوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تین ہے۔ کا پڑھے اور درحقیقت وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ وَاحِدٌ اور کوئی الٰہ نہیں ہے بجز اللہ تبارک وتعالیٰ کے نہ جانے مصداق اس حدیث کے اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَنْ لَمْ يَنْفَعْهُ اللّٰهُ بِعِلْمِهٖ "بیشک اشد آدمیوں کا محشر کے دن وہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہ دے۔" سوال کیے گئے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء علماء سے کہ عالم کون ہے تو آپ نے فرمایا اَلَّذِیْ عَمِلَ بِعِلْمِهٖ یعنی وہ شخص جو اپنے علم پر عمل کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنِ ازْدَادَ وَلَمْ يَزْدَدْ وَرَعًا لَمْ يَزْدَدْ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا بُعْدًا وَمَقْتًا

جو شخص زیادہ علم پڑھے اور تقویٰ اختیار نہ کرے وہ نہیں بڑھاتا مگر اللہ تعالیٰ سے دوری۔

بمصداق حدیث اَلْعُلَمَآءُ وَارِثُ الْاَنْبِیَآءِ ہے امر بالمعروف کی دوستی جس کو دل و جان سے ہے نہ وہ شخص مثل قاضی اور نہ وہ شخص مثل مفتی اور نہ وہ شخص مثل ظالم حاکم اہل خانوادہ کے رد ارا د بدعت کا کہ شریعتِ محمدی سے برگشتہ ہو بار داد ار نہی اور منکر کا کہ اہل شرب سے ہو اور جو کوئی شریعتِ محمدی سے پھرا وہ دینِ محمدی سے پھر گیا اور جو دینِ محمدی سے پھرا وہ چور، راہزن، بے دین اور لعنتی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی وارث دو اشیاء ہیں:۔

پہلی چیز:۔ نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

دوسری چیز:۔ دار الحرب کے ساتھ جہاد کرنا۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ عَظِیْمُ الْغَزْوِ لِاَنَّ الْفَقْرَ جِھَادُ النَّفْسِ وَالْجِھَادِ مَعَ الْکُفَّارِ جِھَادٌ اَصْغَرُ رَجَعْنَا مِنَ الْجِھَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِھَادِ الْاَکْبَرِ۔

فقر بڑا غزوہ ہے اس لیے کہ نفس کا جہاد ہے اور جہاد کفار کے ساتھ جہاد اصغر ہے۔ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کیا۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لِکُلِّ اَسَدٍ حِرْفَةٌ وَحِرْفَتِیْ اِثْنَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِھَادُ مَنْ اَحَبَّھُمَا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ بَغَضَھُمَا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ۔

ہر ایک کے لیے ایک پیشہ ہے اور میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔

جس نے ان دونوں سے محبت کی مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے دشمنی کی پس بیشک مجھ سے غضب کیا۔

شب زندہ داری

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

اللہ نہیں تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر اس کی گنجائش کے مطابق۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِصْفَہٗ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا ط

اے میرے پیارے کمبل اوڑھنے والے رات کو اٹھ مگر تھوڑا اس کا نصف یا اس سے کم یا اس پر زیادہ کر اور قرآن کو عمدہ طور پر پڑھ۔

خدمتِ فقیر کا اثر

طالبِ مولیٰ فقیر کا وجود باجمعیت ہے اور طالبِ دنیا فقیر کا وجود جہالت کے ساتھ یعنی طمع اور حرص کے ساتھ۔

ع سے علم کی عاقبت بالخیر طلب ہے۔

ج سے جہالت اور خدا کا جلال۔ اور غضب ہے۔

طالب حقیقی کو اگر مرشد سے ایک ہفتہ میں باطن کلیہ کے ساتھ طالب مولیٰ کا

کا مقصود نہ پہنچے۔ چاہیئے کہ اس سے رخصت ہو کیونکہ عمر ضائع نہ کرے اور برباد نہ ہو۔ اس لیے کہا ہے کہ ستر سال کی عبادت سے فقیر کامل کی سات روز کی خدمت بہتر ہے۔

مرشد آں باشد کہ در راہِ خدا
طالباں را باز دارد از ہوا

پیر کامل وہ ہے جو اللہ کے راستہ پر چلنے والوں کو اپنے مریدوں کو ہوائے نفسانی سے دُور رکھے۔

کاذب کون؟

یاد رہے کہ طالب وہ ہے کہ پہلے دن مرشد کی خدمت میں جان و مال تصرّف کرے اور مرشد وہ ہے کہ اُس کا اَجورہ مال اور ملک دوام دے اور ملکِ جاودانی بخشے اور اجورہ جان کا جمعیت دل کو عطا کرے۔ اگر اس صفت کا مرشد ہو جان و مال طالب تصرّف کرے ورنہ تو جانتا ہے کہ آدمی کو آواز کہاں سے چاہیئے اور آدمی کی آواز کیا ہے۔ آواز زندہ دل کی اور صاحب شغل کی رحمٰن کی حضور سے ہے اور مردہ دل کی شیطان سے ہے۔ عارفین کی آواز اسرار سے ہے اور مردہ دلوں کی خوار۔ فقیر نعمت ہے اور یہ نعمت ہر کسی کو نہیں ملتی بجز اللہ کے دوستوں کے مثل اولیائے رحمٰن و انبیائے کرام کے جو بجز انبیاء و اولیاء کے جو فقر کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے۔

فقر کیا ہے؟

فقر سری راز وحدت با خدا
زیر پائے فقر باشد سر ہوا

فقر ایک راز ہے وحدت کے رازوں میں سے اللہ کے ساتھ فقر کے پاؤں کے نیچے نفسانی خواہشات کا سر ہوتا ہے۔

فقر را معلوم کن از گو سخن
نے گدایاں اہلِ بدعت راہزن

فقر کو رازداری کی باتیں کرنے والوں سے معلوم کر نہ ان بدعتی ڈاکوں بھیک مانگنے والے فقیروں سے۔

فقر گنجے اکبر دکانِ کرم
از دلش طواف کعبہ در حرم

فقر بہت بڑا خزانہ اور کرم کی کان ہے کہ وہ اپنے دل سے حرم کا طواف کرتا ہے۔

باہو از گرانی فقر بس گریاں کند
با عشق آتش سوز جاں بریاں کند

باہو فقر کے بھاری بوجھ سے بس گریہ وزاری کرتا ہے۔ عشق کی آگ کی جلن سے جان کو بھون کر کباب بناتا ہے۔

ظاہری علم سے ظاہری عمل اور باطن سے جنگِ نفس قاہرہ درست ہوتا

ہوتا ہے۔ جو علم ظاہری سے عمل ظاہری اور باطن سے نفس پاک کرے اور اُس سے اللہ و رسول رضامند ہوں اور کذب سے بیزار اور حق پسند ہو انھیں علمائے عامل اور فقیر کامل اور صابر درویش اور عادل بادشاہ اور جوان تائب باحیا زبان اور باصفا مومن اور سخی اور طالب خدا اور صاحبِ خوف و تقویٰ اور سعادتمند شرعِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صاحب تقویٰ درویش کی خدا کی محبت کا داغ درویش کے دل پر ہو۔ اور اُمّت کی دوسری حقیقت یہ ہے کہ تجر المعانی سے نقل ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا وَّ سُیِّرَتِ الْجِبَالُ فَکَانَتْ سَرَابًا۔

بیشک بروز قیامت حق و باطل سے جدا ہوئے اور نیک بد کا یعنی بروز قیامت سے اولین و آخرین کے وعدہ کا۔ اس روز کے عذاب و ثواب کے لیے کہ صور میں پھونکا جائے پس تم حساب گاہ میں آؤ فوج فوج اور گروہ گروہ۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات سے دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آدمی کیونکر اٹھیں گے۔ آپ نے فرمایا اے معاذ! تو نے بڑا کام دریافت کیا اس کے بعد آپ کی دونوں آنکھیں جاری ہوگئیں اور فرمایا اے معاذ!

بروز محشر میری اُمت دس گروہوں میں اُٹھائی جائے گی۔ بعض بندر کی صورت، بعض سؤر کی صورت اور بعض اس طرح کہ ان کے پاؤں اُوپر اور سر نیچے اور بعض اندھے اور بعض بہرے اور بعض گونگے اور بعض اس صفت سے کہ ان کی زبانوں سے خون جاری ہوگا اور ان کا پیٹ ان کے سینہ پر گرتا ہوگا۔ اور بعض ہاتھ پاؤں کٹے ہوئے۔ اور بعض آنکھ کی سولی پر کھینچے ہوئے اور بعض سخت گندہ بودار مردار سے زیادہ اور بعض آگ کی چادریں اوڑھے ہوئے کہ ان کا ان پوست ٹکڑے ٹکڑے کرتی ہوں گی۔ پس جو بندروں کی صورت پر ہوں گے وہ وہ شخص ہوں گے کہ آدمیوں میں سخن چلینی کرتے ہیں اور جو سؤر کی شکل میں ہوں گے وہ رشوت خور ہوں گے اور جو اندھے ہیں وہ سود خور ہوں گے اور جو اندھے ہوں گے وہ ظالم ہیں۔ بہرے اور گونگے وہ لوگ ہوں گے کہ عجب میں مبتلا ہیں۔ اور جن کی زبان اور منہ سے ریم جاری ہوگی وہ عالم و فاضل ہیں کہ ان کا عمل اُن کے خلاف ہے۔ اُن کی گفتار کے اور ہاتھ پاؤں بریدہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ہمسایوں کو ستاتے ہیں اور سولی پر کھینچے وہ لوگ ہوں گے کہ بادشاہوں کے آگے شکایت کرتے رہتے ہیں۔ اور بد بودار مردار سے زیادہ گندے وہ لوگ ہوں گے کہ لذاتِ دنیوی اُٹھاتے ہوں گے اپنے مال سے اور خدا کی راہ میں نہیں دیتے۔ اور آگ کی چادر والے وہ ہوں گے جو غرور و فخر کرتے ہیں۔

حقیقی اُمّت

حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت وہ ہے

کہ جس کا عمل قرآن وحدیث ہے اس لیے کہ اُمتِ محمدیہ علی صاحبہا التحیۃ والثناء کے
پارسا اور حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اللہ کے نور سے
اللہ کی رحمت سر سے قدم تک ہیں اور جو اُمت کو صاحب شرک، صاحب تکلیف
اور صاحب نفاق ہے اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔ پس اُمت
ہونا آسان نہیں ہے بہت ہی مشکل ہے۔ اُمت مومن مسلمان ہیں نہ کہ حریص
دشمنی والے اور نفاق اور شیطان کے پیروکار۔

اُمتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا نشانی ہے کہ جس پہ اللہ تعالیٰ
ستر دفعہ نگاہ فرماتا ہے اور حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ
والتسلیمات بھی نظرِ رحمت کی جُدا نہیں کرتی سورج کے ذرہ کی مثل سے۔
اللہ ورسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک گھڑی غفلت نہ کرنا،
گناہوں سے توبہ کرنا اور طاعت سے بے نیاز نہ کرنا اور آپ کو بندوں میں
شمار کرنا یعنی ہذا خیر اُمتی۔ یہ بہتر اُمت ہے۔

نیست اُمت ظلم دنیا سیم وزر
حق پرستی اُمتی بر حق نظر

آپ کی اُمت ظالم دنیا دار اور سونے چاندی کی لالچی نہیں ہے۔ آپ
کی اُمت حق پرست اور حق پر نظر رکھنے والی ہے۔

ہر کہ از خود باز گردد بر ہوا
کے شود اُمت بفرمانِ خدا

جو کوئی خود بخود نفسانی خواہشات کی طرف رجوع کرتا ہے وہ اللہ کے
فرمان کے مطابق آپ کا اُمتی نہیں ہے۔

پھر سمجھنا چاہیئے ؎

دم ازل دم دنیا دوم پیش درد
ہر دم قدم ثابت بود درویش گو

وہ ہر وقت ازل میں ہر وقت دنیا میں اور ہمہ وقت اس کے سامنے ہے جو ہمہ وقت ثابت رہتا ہے اس کو درویش فقیر کہ۔

؎ راہ ایں و آں جہاں دم درمیاں
درمیاں دیگر مبیں جز عین آں

راستہ یہ ہے اور وہ جہاں ہر وقت درمیان میں ہے۔ اس کی ذات کے سوا درمیان میں کسی اور کو مت دیکھ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

جس نے اپنے آپ کو پہچانا اُس نے اپنے پروردگار کو پہچانا۔

اُمّتِ محمّدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ و الثناء کے یہی خطاب میں اور یہی حالات ہر ایک بشر دیکھتا ہے۔ پھر نفس خواہشات سے اور دل معصیت سے سرد ہو جاتا ہے۔ بندہ بندگی کے لیے ہے اور بندگی کے بغیر شرمندگی ہے۔

حضرت آدم کی وصیت

حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے وصال کے وقت اپنے بیٹے سے مندرجہ ذیل پانچ وصیتیں فرمائیں:۔

پہلی وصیت :۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی پر دل مت ڈالو کیونکہ میں نے جنت میں دل ڈالا آخر اس سے جُدا رہا۔

دوسری وصیت :۔ عورتوں کے کہنے پر کام نہ کرو کہ میں نے حوّا کا کہنا مانا مگر راس نہ آیا۔

تیسری وصیت :۔ جسے تمہارا دل چاہے اُسے نہ لے کیونکہ میں نے اُس درخست سے کھایا جس کو دل نے چاہا۔ پھر اچھّا نہ ہُوا۔

چوتھی وصیت :۔ جو کام کرو اُس کا مشورہ بندوں سے کر لو کیونکہ اگر میں فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو میرا یہ حال نہ ہوتا۔

پانچویں وصیت :۔ اگر کوئی نادیدہ قسم کھائے تو اس پر اعتبار نہ کرو اس لیے کہ شیطان لعین نے میرے روبرو قسم کھائی اور میں نے اس پر اعتبار کیا۔ پس جو مجھ کو پہنچا اس کا علم ہی ہے۔

قولِ باہو

حضرت سلطان العارفین فرماتے ہیں کہ :۔

"فقیر کے لیے اللہ ہی کافی ہے باقی ہوس ہے اور نہ دنیا میں شیطان کی طرف منہ لائے اور نہ ہی کسی سے اُمید رکھے اور نہ ہی کسی کو کسی گنتی میں لائے۔

جنّت کی بادشاہی

بارگاہ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! جنّت کے بادشاہ

کون ہوں گے آپ نے فرمایا مطلق مسکین۔ چنانچہ اگر اُن کے سر کے بال لمبے ہو جائیں اور ان کے پاس ایک درم تک نہ ہو کہ حجام کو دے کر سر کے بال منڈوائیں اور اگر بیمار ہو تو کوئی اُن کو پوچھے اور اگر نکاح کے خواہش مند ہوں تو اپنے کوئی رشتہ نہ دے اور اگر کوئی بات کریں تو کوئی اخلاص سے ان کی بات نہ سنے۔ جہاں بیٹھے خاک نشین ہو اور اللہ کے شغل میں اُن کی رُوح فرحت کے ساتھ پاک ہو اور ان کا نفس ہلاک ہو۔ اللہ کے قریب ہوں۔ صاحب بہشت بلکہ یہ مرتبہ اہل سکر فنا فی اللہ کا ہے۔ اگر تو سو تلواریں مارے دم نہ مارے گو سر تن سے جُدا ہو اس لیے کہ ازل کے دن سے ان کی تلقین اور تعلیم رضا کے ساتھ ہے۔

بہتر ز ہزار صوف و اطلس نمدم
غیر از نمدم بہر دو عالم نمدم

ہزار اُونی اور اطلس کے لباس سے میرا کمبل کا لباس بہتر ہے۔ کمبل کی گدڑی کے سوا دونوں جہانوں میں میرے پاس کچھ نہیں ہے۔

روزے کہ حساب ایں و آں می طلبند
غیر از نمدم بہر دو عالم نمدم

حساب کے دن جب تمام چیزوں کا حساب طلب کریں گے تو میرے پاس سوائے گدڑی کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

با عمل اور بے عمل علماء

یاد رہے کہ جو علم ظاہری سے ظاہر پر عمل کرے اور علم باطنی سے نفس کے ساتھ

جنگ کرے اور اس کا دل پاک ہو۔ معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ علماء کے موافق اور انبیائے کرام علیہم السلام کا وارث اور حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وارث ہے۔ اُنہوں نے کفار سے رشوت نہیں لی اور نہ ہی ریا کی اور اپنا دین زیادہ روپے میں نہ بیچا۔ جاننا چاہیئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے سر کو زر کی بسیاری سے نہیں فروخت کیا اور اللہ ہی کے لیے تصرف کیا ہے اور صحابہ کرام نے دینِ محمدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء پر شہادت پائی ہے اور دنیا اور اہلِ دنیا کو نہیں اُٹھایا۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ علمائے عامل اور فقیر کامل قوی دین اور دین کے مددگار ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اخْذُلْ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور بے عمل عالم طامع دنیا اور بدعتی فقیر جاہل دونوں جہان میں خوار ہیں اور بے دین ہیں۔

اشیائے مومن

اے طالب جاننا چاہیئے کہ مومن کے لیے تین قسم کی اشیاء ہیں:۔

تن مال دین

پس اگر مومن دیکھے کہ دین ہاتھ سے جاتا ہے تو تن اور مال دین پر قربان کرے اور دین ہاتھ سے نہ دے۔ علم و عمل اور تصدق دین کے لیے ہے اور جو دین کی پیروی نہ کرے وہ لعنتی اور بے دین ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنِّیْ اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ ضُعْفَ الْیَقِیْنِ۔

میں اپنی اُمت پر ضعفِ یقین کا خوف کرتا ہوں۔

اور منافق تن، دین، مال پر فدا کرتا ہے اور دین سے بے دین ہو کر مر جاتا ہے اور مال دوسرے کھاتے ہیں اور منافق خواہ درک اسفل میں دوزخ کے خوار ہوتا ہے۔

مجموعۂ شیطانی

جاننا چاہیئے کہ دین حسبتہ للہ حبِ مولیٰ علم علوم سے اعلیٰ ہے اور حبِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور رُوح، جمادی، عقلِ کلی، صبر و شکر، توکل، فقر، ہدایت، معرفت، قربِ الٰہی، فنا فی اللہ، قلب صفا، روشن ضمیری یہ پندرہ علوم خاص الخاص رحمانی مجموعۂ متابعتِ شریعتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک طرف اور نفس، شیطان، بخل، طمع، دنیا، حرص، کذب، کینہ، حسد اور اَنا یہ بیس علم مجموعۂ شیطانی ہے۔ مگر ان میں سے ایک بھی آدمی کے وجود میں قرار پکڑ جائے علم رحمانی اس کو نفع نہیں دیتا اور اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

علمِ حقیقی

یاد رہے کہ عالم وہ ہے جو شیطانی علوم کو پس پشت ڈالے اور قرآن مجید کا علم اور تلاوتِ قرآن مجید کو مقدم سمجھے اور قضا و قدر سے سر پر آئے۔ راضی اور صابر ہو۔ اسے صاحب رضا عالم انسان کہتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا فَرْقَ بَیْنَ الْحَیْوَانِ وَالْاِنْسَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ

انسان اور حیوان میں فرق نہیں ہے مگر ساتھ علم کے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ

انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔

علم وہ ہے جس سے حق معلوم ہو اور باطل معدوم ہو اور وہ علم باعمل ہے ؎

حامیٔ پریشاں پریشان روزگار
بہ ز دانش مند ناپرہیزگار

حامی پریشان ہے اور زمانہ پریشان ہے۔ پرہیز نہ کرنے والے عقلمند سے بہتر ہے۔

محشر کے دن شیطان عالم بے عمل اور بدعتی فقیر اور سرود سننے والے کو اپنے ساتھ دوزخ میں لے جائے گا۔

علم کز تو ترا نہ بستاند
جہل ازاں علم بہ بود بسیار

جس علم سے تجھ کو فائدہ نہ پہنچے۔ اس علم سے جہالت بہتر زیادہ بہتر ہے۔

جو شخص کلام اللہ کو جہالت اور پلیدی کی طرف کھینچے۔ جاننا چاہیئے کہ وہ کیسا ہی عالم ہو علم کو پلیدی میں ڈالتا ہے۔ اور علم پاک عالم عامل کو حق کی طرف کھینچتا

پہنچتا ہے۔ عالم بے عمل کے علم سے اگرچہ صاحب تفسیر ہو تعلیم نہیں لینی چاہیئے کیونکہ بے عمل بے تاثیر ہے۔ خوفِ خدا نہیں رکھتا ہے۔ مردہ دل دنیا کی حرص میں ہے۔ ڈرنے والا علم رُوح پر مارتا ہے دوست ہوتا ہے۔ اور نفس پر مارتا ہے یار ہوتا ہے ؎

علم گر برتن زنی مارے بود

علم گر بر دل زنی یارے بود

اگر تو نے علم کو جسم پر وارد کیا تو تُو سانپ ہوگا۔ اگر تو نے علم کو دل پر وارد کیا تو تُو یار کردگار ہوگا۔

یاد رہے کہ رُوح، علم، حلم، معرفت، توکّل، توحید، توفیق، ترک، تولا ایک اتفاق کے ساتھ۔ اس طریقہ سے رُوح و دل مولا کی طرف دلالت کرتا ہے کہ موت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ آج کا کام کل پر مت چھوڑ۔ مبادا موت جان لے لے۔ پس فقیری اس لیے ہے کہ مصلحت رُوح سے پہنچتا ہے اور دنیا زشت کو فانی دیکھتا ہے۔ دل سرد ہوتا ہے۔ دنیا سے ایک دفعہ فارغ ہو جاتا ہے اور یہی خاص راہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ لیکن عالم، فاضل، غوث، قطب، درویش کے لیے دنیا کا ترک کرنا بہت مشکل ہے کہ یہ نفس سے متفق ہیں اور نفس شیطان سے اتفاق رکھتا ہے اور شیطان دنیا سے متفق ہے۔ پس نفس اور شیطان اور دنیا۔ ان تینوں کو فقرِ محمدی سے شرم نہیں آتی کہ اللہ تعالیٰ کی جانب نہیں آنے دیتے اور منع کرتے ہیں یعنی کہاں سے کھائے اور کہاں سے پیئے حیلہ و حجت سے رہزنی لاتے ہیں ؎

ترکِ دنیا کے تواند ہر کسے یا بوالہوس

شیر مردے باشدت درباد یہ مردانہ

اے ابوالہوس ہر شخص دنیا کو کب چھوڑتا ہے۔ آدمی شیر دل ہونا چاہیئے تاکہ جنگل میں بہادروں کی طرح رہ سکے۔

اقسامِ عارف

جاننا چاہیئے کہ عارف پانچ اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم:۔ عارفِ ازل ہے۔

دوسری قسم:۔ عارفِ اَبد ہے۔

تیسری قسم:۔ عارفِ دنیا ہے۔

چوتھی قسم:۔ عارفِ عقبیٰ ہے۔

پانچویں قسم:۔ عارف باللہ فقر کو تا ہے۔

پہلے چار قسم کے عارف خام ہیں اور پانچویں قسم کا عارف تمام ہے۔ ؎

اے عالم ناداں کہ تو در علم مغروری
نزدیک تو معبود نہ بلکہ تو دوری

اے نادان مولوی تو علم پر غرور کرتا ہے تیرے قریب اللہ نہیں ہے بلکہ تو اس سے بھی دُور ہے۔

کشاف ہدایہ اگرچہ تو می دانی
نا فقہ مت خال نکنی ہیچ ندانی

اگرچہ تفسیر کشاف اور ہدایہ کو سمجھتا ہے۔ خرچہ مت طلب کر تو نے کچھ نہیں کیا اور تو کچھ نہیں جانتا۔

سیّد القوم کون؟

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُ الْفُقَرَاءِ

فقراء کا خادم قوم کا پیشوا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ لِلْجِدَالِ فَهُوَ جَاهِلٌ وَمَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ خَالِصًا لِلّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

جس نے علم مناظرہ کے لیے سیکھا وہ جاہل ہے اور جس صرف اللہ تعالیٰ کے لیے سیکھا وہ مومن ہے۔

اور پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلصُّحْبَةُ مُؤَثِّرَةٌ

صحبت با اثر ہوتی ہے۔

اور پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلتَّقْدِيْرُ يُضْحِكُ عَلَى التَّدْبِيْرِ

تقدیر تدبیر پر ہنستی ہے۔

آدمی کا سارا وجود جہالت کی تاریکی سے سیاہ ہے۔

اگر علم رحمانی نہ ہو جو سورج کی طرح طلوع کرے اور ہمیشہ کے لیے روشن کرے اور کسی قسم کا اندھیرا نہ رہے یعنی صالح اعمال سے نفسانیت اور شیطانی گناہ دل سے اُٹھ جاتے

ہیں اور یہ عاملین علماء، عرفاء لعد واصلانِ باللہ کو حاصل ہوتی ہے۔ جو عالم ایسا منتہی ہوتا ہے کامل فقیر ہوتا ہے۔ یہی مطلب سلیم ہے اور جادۂ حق پر اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔ وہ مقام صمدیت تک رسائی حاصل کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ

فرما دیجئے اللہ ایک ہے، اللہ پاک ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

منظر معراج

یاد رہے کہ شب معراج حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء براق پر سوار اور حضرت جبریل علیہ السلام ننگے پاؤں ہمراہ تھے۔ حضرت جبریل امین علیہ السلام پیچھے رہ گئے۔ عرش سے فرش تک دونوں عالم یعنی اٹھارہ ہزار عالم آراستہ و پیراستہ آگے آئے تو حضور سید الرسل امام السبل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنکھ مبارک حق سے جدا نہ کی اور منہ توجہ کا عالم و دیگر چیزوں کی طرف نہ کیا جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو صورتِ فقر کا مشاہدہ کیا اور سلطان الفقر کی لذت سے آشنا ہوئے کہ فقر سے نورِ الٰہی اور نورِ باطنی معمور تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے تشریف لے گئے اور فنافی اللہ میں آئے اور ملاقاتِ فقر اور مستغرق فنافی اللہ ہوئے اور فقر کو اپنا ساتھی بنایا۔ محبت، معرفت، عشق، شوق، ذوق، حلم، علم، کرم، جود اور تمام مخلوق کا فقر

وجودِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آیا اور اپنی لسانِ پاک سے ارشاد فرمایا۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں آئے فخر کی حقیقت نے فقر کے دریا سے موج ماری۔ فقر کے احوال کی سماعت سے معرفتِ خداوندی کی آواز آئی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) شب و روز فقراء کا دیدار کر اور نگاہ کو جدا مت کر۔ وہ فقراء جو شب و روز خدا کے ساتھ مستغرق رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے الحمد للہ ہم کام کے ساتھی بنے اور خدمت سے جدا نہیں ہیں۔

سیدہ زہراء کا فقر

اے طالبِ صادق! جاننا چاہیئے کہ ایک دن حضور سیدِ عالم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے حضرت سیدہ عابدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درِ دولت پر دستک دی۔ اندر سے اشارہ ہوا کون ہے تو حضور سیدِ عالم نورِ مجسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہوں۔ سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا ابا حضور باہر رہیں میں برہنہ ہوں اور میں اپنے پاس پہننے کے لیے کپڑا نہیں رکھتی۔ آپ نے ردائے مبارک تن سے جدا کر کے سیدہ کی جانب پھینکی۔ اور آپ کے پاس سترِ عورت کا کپڑا اس قدر باقی رہ گیا کہ اگر سر کی طرف کھینچتے تو زانو کھل جاتے اور زانوں کی طرف کھینچتے تو سر کھل جاتا۔ پس آپ اسی پارچہ میں سکڑے ہوئے آ کر بیٹھے اور حضرت زہراء کے فقر و

فاقہ کا حال دیکھ کر مستغرق ہوئے اور فرمایا اے زہراء اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے اپنی قدرتِ کاملہ سے اتنی طاقت عطا کی ہے کہ اگر نگاہ فرماؤں تو در و دیوار سیم و زر کے ہو جائیں اور مٹی کے ڈھیلے لعل، موتی اور یاقوت بن جائیں۔ اگر کہو تو نگاہ کروں اور تم ان اشیائے دنیوی کو لے لو۔ حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے دنیوی اشیاء کو کو پسند نہ فرمایا اور عرض کیا ابا حضور فقرِ محمدی اور فاقہ مستی میں ہمیں لطف آتا ہے۔ یہ فقر فیض اور خزائن خداوندی ہے۔ کسی کو نہیں ملتا بجز مقربین اور اولیائے رحمٰن کے۔ پس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نگاہ سے توجہ فرمائی۔ حضرت سیدہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے زہرا تو فقر ہے اور فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

تجلّیات و مشاہدہ

انتہائے اسرار و معرفت کو نورِ ذات الٰہی سے مشاہدہ کرے۔ اور جب نور ذات سے مشاہدہ اور صفائے قلب کو آنکھ سے دیکھا، مخفی راز کان سے سُنا اور جب سرِّ نہاں کان سے سُنا تو لامکاں تک رسائی حاصل ہوئی اور معرفت میں محو ہوگئے اور وجود باری تعالیٰ کے ذکر کے جوش سے اللہ کے شغل میں مغز و پوست ہو گیا۔ جو اس لامکاں تک رسائی حاصل ہوئی تو اُس کے وجود میں کوئی حُبِّ دنیا اور شرک و بدعت نہیں رہتی بجز مشاہدہ ذات کے اور وحدنیت کے ذوق و شوق سے بجز اللہ کی طرف متوجہ اور مشغول نہیں ہوتا۔ قید فی اللہ میں آ جاتا ہے اور خدا سے جدا نہیں ہوتا کیونکہ مشاہدہ نورِ الٰہی اور تجلیات حق کی جاگیر ہیں۔

گر بنگرم جاں می رود گر جاں رود چوں بنگرم
حیراں دریں کارے شدم یا بنگرم یا جاں دہم

اگر میں دیکھتا ہوں تو جان جاتی ہے اگر جان نکل جائے گی تو میں کیسے دیکھوں گا تو اس معاملہ میں حیران ہوں کہ میں دیکھوں یا جان دے دوں۔

ہاں یہ مقام انا الحق کا ہے۔ منصور وسیع حوصلے کا مالک نہیں تھا۔ اقرار بتصدیقِ قلب انا الحق کا زبان پر لایا اور انا الحق راز ہے اور راز کے فاش کرنے سے اس کا سر دار پر کھینچا۔ اسی لیے فقر کی منتہی تک نہ پہنچا تاکہ انا الحق زبان پر نہ لانا مقام فنافی الشیخ میں شہرت پذیر ہے اور دل سے انا الحق کہنا روشن ضمیر۔ یہ مقام فنافی اللہ بقا باللہ کا ہے۔ ؎

اگر بگوید انا الحق دلم عجب نبود
کہ رُوحِ خویش دمید است درونِ قالب

اگر میں انا الحق کہوں تو اے میرے دل یہ تعجب کی بات نہ ہو گی کہ میری رُوح دل کے اندر روشن منوّر ہو گی۔

دل سے انا الحق کہنا راز ہی راز ہے اور زبان سے کہنا سر بر دار ہے۔ باطنی دقائق باری تعالیٰ کا پہچاننا نہایت مشکل ہے۔ عالم اس راہ سے واقف نہیں ہے۔ معرفت سے بے خبر ہے اگرچہ تمام عمر پڑھائے مگر بے عملی میں گدھے اور بیل کی طرح ہے۔

یاد رہے کہ مراقبہ فنافی اللہ میں غرق ہونا۔ ذکر، فکر اور تصوّر اسم ذات اللہ کا مشاہدہ کرنا اور معرفتِ خداوندی مشکل ہے۔

مُراقبہ کی تشریح

مراقبہ تین اقسام میں منقسم ہے :۔

پہلی قسم :۔ مبتدی ہے ۔

دوسری قسم :۔ متوسط ہے ۔

تیسری قسم :۔ منتہی ہے ۔

مراقبہ مبتدی کیا ہے؟
مراقبہ مبتدی ذکر، فکر کے ساتھ ایسا غرق ہوا کہ اگر کوئی تلوار سے مارے تو حرکت نہ کرے اور نہ ہی ہلے۔ ایسا غرق اللہ کے شغل کا مقام ابتداء کا مقام ہے۔

مراقبہ متوسط کیا ہے؟
مراقبہ متوسط یہ ہے کہ جب مراقبہ کرنے والے کو ذکر اور فکر کے ساتھ مشاہدۂ خداوندی میں بارہ سال ایک مراقبہ کے ساتھ گزریں نہ گرمی کی خبر نہ سردی کی پرواہ اور بارہ سال کے بعد جب اُٹھے تو کہے کہ طرفۃ العین بھی نہ گزرا۔ ایسا مراقبہ متوسط بھی عوام ہے ۔

مراقبہ منتہی کیا ہے؟
جب ذکر و فکر کے بغیر اسم اللہ کے تصور سے اور اسم اللہ کا ہر حرف اللہ کے نور کے دریا کی طرح ہو اور اس میں دریائے توحید یا اس میں نورِ رب العالمین۔ نورِ رب العالمین میں مراقبہ کرنے والا غوطہ زن ہو اور غرق ہو۔ اگر کوئی اس طریقہ سے غرق ہو تو اس کے بدن پر سوئیاں لگیں مگر کوئی زخم نہ ہو اور جسم سے

خون نہ نکلے اور خود پر سلامت رہے اور اس کے باوجود کہ مراقبہ کرنے والا مراقبہ کے ساتھ غرق ہو۔ جستہ نفسانیت سے نکلے۔ اور اولیائے رحمٰن اور انبیائے کرام کی مجلس میں ہم مجلس ہو اور وجود میں دل کا ذکر جاری ہو۔ مخلوق کے نزدیک مردہ اور قبر میں دفن ہو اور بارگاہِ خداوندی میں زندہ ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ

موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے۔

قبر میں پوست اور عرش پر روح، اس موت کو حیاتِ ابدی کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ۔

تحقیق اللہ کے دوست مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر تبدیل ہو جاتے ہیں۔

دشمن اشیاء

یاد رہے کہ مراقبہ کرنے والے کی چار اشیاء دشمن ہیں:۔

پہلی شے :۔ کشف ہے۔

دوسری شے :۔ کرامت ہے۔

تیسری شے :۔ مخلوقات کی طرف رجوع کرنا۔

چوتھی شے :۔ سیر طبقات۔

جو ان چاروں سے نکلے اسم اللہ کے مراقبہ میں فنا فی اللہ ہو۔ اور مراقبہ مرتبہ اولیاء و انبیاء کا ہے۔ مراقبہ اور مراقبہ کو مردہ دل محروم معرفت کیا جا سکتا ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

مَردُود و مرتد کون؟

یاد رہے کہ راہِ فقر اور راہِ معرفت تمامیت علم کی راہ تصور اسم اللہ سے کھلتی ہے۔ حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی نگاہِ پاک شب و روز اسم اللہ پر تھی۔ اس میں نہ ریاضت نہ ذکر و فقر۔ دونوں جہان قرآن مجید میں ہے۔ مطلب یہ کہ اول حافظ قرآن ہو کر پڑھتا ہے اور مغز حقیقت کا تفسیر جانتا ہے۔ صاحبِ تفسیر وہ ہے کہ اس کو علم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے ذکر سے کھولے۔ تحقیق جو شک کرے وہ کافر، مردود اور مرتد ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔

اس طریقہ کا آغاز رضائے حق اور متوسط نفس کی فنا اور انتہا روح کی بقا اسے قادریت نے طے کیا ہے اور گویا وصل خداوندی لے گئے ہیں اور جو علم سے دائمی طور پر تعلیم اور مطالعہ رکھے تاکہ تصور اسم اللہ سے غرق ہو اور لحظہ بلحظہ

درد کے ساتھ دل کو زخمی رکھے، وہ صفا کیش رکھے۔ درویش کامل کے مراتب سے آگاہ ہونا چاہیئے۔

لفظ درویش

اے عزیز! طالبِ حق درویش پانچ حروف میں منقسم ہے:۔

درویش کا پہلا حرف :۔ د ہے۔

درویش کا دوسرا حرف :۔ ر ہے۔

درویش کا تیسرا حرف :۔ و ہے۔

درویش کا چوتھا حرف :۔ ی ہے۔

درویش کا پانچواں حرف :۔ ش ہے۔

د دل کے ذکر پر اور دم کے حبس پر دلالت کرتی ہے۔

ر رُوح کے ذکر پر جس پر وہ سر الاسرار کھولتا ہے۔ اس کو مطلق صاحبِ الحاد یعنی نفس مردہ قبر میں پہنچا ہوا کہتے ہیں۔ ایسا فقیر ماسوی اللہ کے دیدار سے بیزار ہے۔

و سے وحدانیت حق واضح ہو۔ محقق حق پرست ہو۔

ی سے یگانہ اللہ کے ساتھ یارانہ۔

ش سے دنیا اور اہل دنیا سے شرم رکھنا۔

ایسا درویش، درویش ہے ورنہ گدا اگر خوار تن خویش ہے۔ خدا سے دُور دھوبی کے بیل کی طرح ہے۔

درویش را دلریش - باید باخدا
کے بوند درویش کشف سرہوا

درویش کا دل ہمیشہ گداز رہنا چاہیئے۔ درویش خواہشات کے حصول میں کب رہتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ماضی اور مستقبل کا کشف اس سے ہے کہ درویش کے ساتھ دائمی طور پر دل کے مطالعہ میں حجاب درمیان میں ہے۔

ارشاد ربُ العالمین جل مجدہ الکریم ہے:۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ۔

اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز فانی ہے اور اللہ ذو الجلال و الاکرام باقی رہے گا۔

اور اسم اللہ کا تصوّر اس کے باطن میں جاتا ہے کہ دنیا کی چاہت نہ ہو۔ دنیا کی چاہت بدعت کا سر اور حُبّ خداوندی ہدایت و روایت کا سر ہے۔

اسم ذات اللہ کی تشریح

معلوم ہونا چاہیئے کہ اسم اللہ کا جس کی زبان پکڑتا ہے اُس کی زبان بند ہو جاتی ہے۔ کلام لاؔ نفی سے علم کتاب، مسائل اور تلاوت قرآن مجید نماز اور ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ میں زبان طول پکڑ جاتی ہے کہ بجز اُس کے لب نہیں کھولتا چاہے اس کی کوئی گردن مارے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا پس اُس کی زبان گونگی ہوگئی۔

اور جس کا دل پکڑتا ہے اُس کو ذکر، فکر دوام اور روشن ضمیری حاصل ہوتی ہے اور اپنے نفس پر امیر ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ

جس نے اپنے پروردگار کو پہچانا اس کی زبان دراز ہوئی۔

یہ مرتبہ فقر کا ہے اور زبان بند بھی ہو جاتی ہے جیسا کہ ارشادِ نبوی سے ظاہر ہے۔ اور جس کو رُوح سے پکڑتا ہے زندہ ہو جاتا ہے اور ہرگز نہیں مرتا جیسا کہ ارشادِ گرامی ہے :۔

اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوْتُوْنَ

بیشک اللہ کے دوستوں کو موت نہیں ہے۔

اگرچہ اس دنیا میں زندہ ہو مگر اس کا کام اسی جہان سے ہے اور جس کو اسم اللہ سے پکڑتا ہے اُسے تنہائی کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ وہ خلعتِ اسرارِ الٰہی پہن لیتا ہے یعنی اسم اللہ سر سے قدم تک اور ظاہر باطن میں لپٹ جاتا ہے جیسا کہ گھاس درخت کو لپٹ لیتی ہے۔

ارشادِ خداوندی حدیثِ قدسی میں ہے :۔

اِنَّ اَوْلِيَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ ۔ بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔

ان مراتب پر پہنچتا ہے کہ جس کو اسم اللہ سے فیض ہو اور اللہ کا فضل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دست بیعت کرے اور جو اللہ کی قبا کے نیچے آتا ہے وہ فقیری کے مرتبہ پر تمام و کمال پہنچتا ہے اور اُس کا سارا وجود نور ہو جاتا ہے چہ جائیکہ دائمی طور پر عوام کی مجلس میں رہے حضرت خضر علیہ السلام کی طرح وہ بھوکا ہے۔ اور درخت سے پھل طلب کرے اُسی وقت درخت اُسے پھل دیتا ہے اور جو اسم اللہ سے دیکھے کرامت کے ساتھ ہے اس میں استدراج نہیں ہے وہ راہ رحمت سے معراج ہے۔ جو شخص اس صفت سے موصوف ہو اس کی نظر میں پانی دودھ ہوتا ہے۔ شہد، شکر اور پانی روغن ہوتا ہے۔ اس صفت کے آدمی کی نماز سنت جماعت کے ساتھ شرائط کے ساتھ تمام ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ روحانیوں کے ساتھ پڑھتا ہے۔ فرشتے، جن آکر نماز میں حاضر ہوتے ہیں اور دو قدم سے تمام زمین طے کر لیتا ہے اور بیت اللہ شریف میں باجماعت نماز پڑھتا ہے اور دوام یعنی ہمیشہ بارگاہِ نبوی میں مدینہ طیبہ میں مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللهُ

جب فقر تمام ہوتا ہے پس وہی اللہ ہے۔

کا مصداق ہو جاتا ہے اور اس کا سیر حضرت خضر علیہ السلام کی طرح ہمیشہ ہمیش کے لیے بامشاہدہ ہے اور حق الیقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے اور ایسی جگہ اس کو استغراق ہوتا ہے جہاں کوئی نہیں ہوتا وہ کوہساروں یا سمندروں کے کنارہ پردہ صاحب

اللہ کے شغل میں مشغول اور مستغرق ہوتا ہے اور اس کا ایک دم ایسا گزرے گا کہ اسے صورِ اسرافیل خبردار اور بیدار کرے گا۔ یہ مراتب صاحب دم اور ثابت قدم کے ہیں۔ اسے خلوت کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ نوقسم کی خلوتیں ہیں کہ اس میں خلل شیطان کا خلق کے رجوعات سے بہتر نہیں ہے۔

رضائے الٰہی اور رضائے شیطانی

یاد رہے کہ جب عالم، فقیر اور خانوادہ دنیا طلب کرتا ہے تو ابلیس بہت خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میرا تمام مقصد حل ہوگیا کہ اسے دنیا بکثرت دوں گا اور بکثرت مخلوق کو گمراہ کرے گا۔ اور جو دنیا اور مراتبِ دنیا پر فخر کرے اس سے حضورِ علیہ الصلوٰۃ والسلام ناراض ہوتے ہیں اور بیزار ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ دنیائے فرعونی سے آدمی فخر کرتے ہیں اور میرے علم و فقر اور دین سے بیزار ہوتے ہیں میں ان سے بیزار ہوں۔ افسوس اور تعجب ہے اس قوم پہ کہ شیطان کو خوش کریں اور حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رنجیدہ۔ یہ لوگ کیسے ہیں۔ اے عالم باعمل فقیر خود انصاف کر اور اپنے نفس کو انصاف دے اگر کوئی کہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی دینار رکھتے تھے تو کیوں رکھتے تھے۔ جواب یہ ہے کہ صرف فی سبیل اللہ شب و روز کفار کی لڑائی اور مسکینوں پر خرچ کرتے تھے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

کے مصداق بنتے تھے اور دوسرے لوگ لذتِ نفس کے لیے رکھتے ہیں چونکہ دنیا کلیہ ریاست اور رہوا ہے اور حضور سید الرسل امام السبل احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا دنیا نہ رکھتے تھے اور نہ دنیا جمع کرنے کا اشارہ فرمایا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے دنیا جمع کرنے سے منع کیا۔ پس جو دنیا سے دوستی رکھے وہ انبیاء کرام کے مخالف اور قرآن مجید کے مخالف ہے۔ دنیا کی بنیاد فتنہ و فساد ہے اور گناہ ہے اور دنیا دل سیاہ کرتی ہے۔ یعنی نیکی اور برائی برابر جانتا ہے۔ حلال و حرام میں فرق نہیں رکھتا ہے اور غضب کے وقت باخبر نہیں ہوتا ہے۔ اور کفر و شرک سے غافل رہتا ہے۔ یہ سب آثار ظالم دنیا کے ہیں ؎

ناظراں را نظر باشد بر اللہ
لعنتے بر مال دنیا عز و جاہ

دیکھنے والوں کی نظر حق تعالیٰ کے نور پر ہوتی ہے وہ دنیا کے مال اور عزت و مرتبہ پر لعنت بھیجتے ہیں۔

نظر کی حقیقت

اب جاننا چاہیئے کہ نظر کیا ہے؟ اور نظر کسے کہتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ نظر سات اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی نظر:۔ نظرِ خداوندی ہے۔

دوسری نظر:۔ نظرِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

تیسری نظر:۔ اللہ کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کرام کی نظر۔

چوتھی نظر :۔ اللہ تعالیٰ کے فقیر کی نظر۔
پانچویں نظر :۔ اللہ تعالیٰ کے دوستوں کی نظر۔
چھٹی نظر :۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی نظر۔
ساتویں نظر :۔ نفس و شیطان اور دیو جن لعین کی نظر۔
اور ہر ایک نظر کو وجود کی تاثیر سے معلوم کرنا چاہیئے۔

اقسامِ کیمیا

جاننا چاہیئے کہ نظرِ کیمیا چند اقسام میں منقسم ہے :۔
پہلی نظر کیمیا :۔ بعض صاحبِ نظر پتھر اور کلوخ کو سونا بنا دیتے ہیں۔
دوسری نظر کیمیا :۔ بعض نظر سے بیمار کو صحت بخشتے ہیں۔
تیسری نظر کیمیا :۔ بعض کشف و کرامات سے نظر کرتے ہیں تو اس کا دل زندہ ہو جاتا ہے۔
چوتھی نظر کیمیا :۔ اس سے علم کسبی اور رسمی اٹھ جاتا ہے۔
پانچویں نظر کیمیا :۔ اس سے علم معرفت کھل جاتا ہے۔
ان تمام نظروں کو نظرِ کیمیا کہتے ہیں مگر سب ناتمام اور خام ہیں۔ مرد صاحبِ نظر وہ ہے کہ ایک نظر میں غرق توحید مع اللہ اور حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس میں حاضر کر دے کہ وہ مخلوق کے نزدیک بیگانہ فقیر اور خالق کے دو جہان کا امیر ہو۔ یہ کیمیا نظر مردانِ خدا فنا فی اللہ کی ہے۔

نظر مولیٰ روز شب ناظر کند
با شریعت مصطفیٰ حاضر کند

مولا کی نظر دن رات ناظر کر دیتی ہے اور مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت پر قائم کر دیتی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ۔

بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں اور نہ تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں بلکہ تمہارے قلوب اور نیتوں کو دیکھتے ہیں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِکَثْرَتِ الصَّوْمِ وَبِکَثْرَتِ الصَّلٰوۃِ اِلَّا بِاَرْبَعِ خِصَالٍ اَوَّلُھَا بِسَخَاوَتِ الْیَدَیْنِ وَثَانِیْھَا بِاِصْلَاحِ الْقَلْبِ وَثَالِثُھَا بِتَعْظِیْمِ اَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرَابِعُھَا بِالشَّفْقَتِ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

بیشک بندہ روزہ اور نماز کی زیادتی سے بہشت میں داخل نہیں ہوگا مگر چار خصلتوں سے کہ پہلی سخاوت دوسری قلب کی صلاح اور تیسری حکم خداوندی کی تعظیم اور چوتھی مخلوق خدا پر شفقت کرنا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَنِیْنُ الْمُذْنِبِیْنَ مِنَ النَّدَمِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ تَسْبِیْحِ الْکَرُّوْبِیَّتِ۔

مذنبین کا ندامت سے رونا کروبیوں کی تسبیح سے اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔

حروفِ علم

جاننا چاہیئے کہ علم کا تعلق اعمال سے ہے نہ قیل وقال سے اور فقر وصال سے نہ زر ومال سے اور علم مندرجہ ذیل تین حروف میں منقسم ہے:۔

علم کا پہلا حرف :۔ ع ہے۔

علم کا دوسرا حرف :۔ ل ہے

علم کا تیسرا حرف :۔ م ہے۔

ع سے علم اعلیٰ عین بخشے کہ علم کا سر عین ہے۔ جس نے علم کو سر سے نہ پکڑا عین نہ پایا۔ اندھا عقل مند ہے

ل سے لائق انسان نکلے جہالت اور پریشانی سے۔

اور

ع سے عارف باللہ اور ل سے لا یحتاج۔

م سے محو معرفت ہو۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان پر عمل پیرا نہ ہو علم اُسے باطل میں ڈالتا ہے۔

حرف ع سے عاق اور حرف ل سے لادین، ریاکار اور حرف م سے مراد دنیا کا طالب، مردود، منافق اور حرص میں مبتلا ہے۔

ہفت قرآن

جاننا چاہیئے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر

قیامت تک سات قرآن ہیں:۔

پہلا قرآن:۔ صدیقین کا قرآن۔ جب وہ اس جہان سے گئے تو صدق کو ساتھ لے گئے۔

دوسرا قرآن:۔ صاحب شفقت کا قرآن۔ وہ شفقت کو لے گئے۔

تیسرا قرآن:۔ صاحب حیا کا قرآن۔ وہ حیا لے گئے۔

چوتھا قرآن:۔ صاحب کرم کا قرآن۔ وہ کرم کو ساتھ لے گئے۔

پانچواں قرآن:۔ صاحب مروّت کا قرآن۔ وہ مروّت کو ساتھ لے گئے۔

چھٹا قرآن:۔ صاحب قناعت کا قرآن۔ وہ قناعت کو ساتھ لے گئے۔

ساتواں قرآن:۔ اہل گفتگو کا قرآن۔ جس میں حضرت اسرافیل صور پھونکے گا اور محشر قائم ہوگا۔

اس لیے عارفین کو گفتگو دل سلیم اور دہان بستہ سے ہوتی ہے۔ صدق اور شفقت اور مروّت اور کرم اور حیا اور قناعت معرفتِ خداوندی ہے۔ اور معرفتِ خداوندی خاموشی ہے اور خاموشی اللہ کے شغل میں غرق وحدت سے ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ اَغْبَرَّا قَدْ مَاهُ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ حَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَلنَّارُ فِی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی جَسَدِہٖ۔

جس کے پاؤں اللہ کی راہ میں گرد آلود ہوئے اللہ تعالیٰ اس کے جسم پر قیامت کے دن آگ حرام کر دے گا۔

فقیر گنگ زبان صاحب تصرف کامل نظر وہ ہے کہ بے زبان بانظر ذکر و

فکر و مراتب جلال مشاہدہ وصال جمعیت بخشے۔ اور نظر کے ساتھ قضاء و قدر کے مراتب اور لوح محفوظ کا مطالعہ اور صبر و رضائے خداوندی بخشے اور نظر سے مراتب صاحب لفظ اور صاحب سر اور بے نیاز فقر لایحتاج کرے اور اگر نظر کے ساتھ صاحب نظر توجہ باطنی جذب کے ساتھ اپنی قید میں کرے تو تمام دنیا کو فقیر کرلے۔

فقر کی رفعت

جاننا چاہیئے کہ فقر تین حروف میں منقسم ہے:۔

فقر کا پہلا حرف:۔ ف ہے۔

فقر کا دوسرا حرف:۔ ق ہے۔

فقر کا تیسرا حرف:۔ ر ہے۔

ف سے فنائے نفس اور فاقہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مِعْرَاجُ الْفَقِيْرِ لَيْلَةُ الْفَاقَةِ

فاقہ کی رات فقیر کی معراج ہے۔

یعنی اپنی روزی دوسرے مسلمان کو دے دے اور فاقہ کو ذائقہ سمجھے۔

ق سے قوی ہو دین میں۔

ر سے رنج کو گنج جانے اور گنج (خزانہ) نہ لے۔

جس نے فقر میں قدم رکھا اور پھر اُس سے منہ پھیرا اور دنیا میں متوجہ ہوا۔

ف سے فضیحت ۔ ق قہرِ خداوندی ہے۔

ت سے رُو دونوں سرا سے پھرا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اَلْاِیْمَانُ عُرْیَانٌ وَلِبَاسُہُ التَّقْوٰی وَزِیْنَتُہُ الْحَیَاءُ وَ ثَمَرَتُہُ الْعِلْمُ۔

ایمان برہنہ ہے اور تقویٰ اس کا لباس ہے اور اس کی زینت حیا ہے اور اس کا پھل علم ہے۔

آدمی کے بکثرت علم پڑھنا اور پارسائی فرض نہیں ہے۔ باعمل علم اور معصیت کا ترک کرنا فرضِ عین ہے۔

فلاحِ دارین کیا ہے؟

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ زاہدہ عابدہ عالمہ فاضلہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل سے ایک آدمی علم کے اسّی تابوت جمع کیے اور ہر تابوت ستر گز کا تھا اور اس نے خود سے فائدہ نہ اُٹھایا۔ پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس نے بہت سے علوم جمع کیے مگر سب کے سب غیر نافع ہوئے ہاں تو تین باتوں پر باعمل ہو جا وہ یہ کہ:

۱. دنیا سے محبت نہ کیجئے کیونکہ دنیا مومن کا گھر نہیں ہے۔

۲. شیطان کا مصاحب مت بن۔ کیونکہ شیطان مومن کا دوست نہیں ہے۔

۳. کسی کو تکلیف نہ دے کیونکہ کسی لے ما تکلیف دنیا مومن کا پیشہ نہیں ہے۔

درمیان باد و قبلہ می تواں توحید برفت
یا رضائے دوست بگزیں یا ہوائے خویشتن

میانہ روی اختیار کر۔ توحید کو قبلہ بنا کر سفر جاری رکھ یا تو دوست کی خوشنودی حاصل کر لے یا اپنے نفس کی خواہش کو پورا کر۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حَیَاتُ النَّاسِ بِالرُّوْحِ وَحَیَاتِ الرُّوْحِ بِالْعَقْلِ وَحَیَاتُ الْعَقْلِ بِالْعِلْمِ وَحَیَاتُ الْعِلْمِ بِالْعَمَلِ۔

آدمی کی زندگی رُوح سے اور رُوح کی عقل سے اور عقل کی علم سے اور علم کی عمل سے۔

طبقاتِ علم

یاد رہے کہ علم پانچ طبقات میں منقسم ہے:۔

علم کا پہلا طبقہ:۔ حضور نبی غیب دان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے عہد سے علم بکثرت تھا اور عمل بھی بکثرت تھا۔

علم کا دوسرا طبقہ:۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے صحابہ کے عہد میں علم و عمل بکثرت تھا۔

علم کا تیسرا طبقہ:۔ صحابہ کرام کے عہد کے بعد چہار امام مجتہدین کے عہد میں علم کثیر تھا اور قلیل تھا۔ نہ ہونے کے برابر۔

علم کا چوتھا طبقہ:۔ اماموں کے بعد نہ علم رہا نہ عمل رہا۔

علم کا پانچواں طبقہ :۔ حضرت عیسیٰ رُوحُ اللہ علیہ السلام آسمان سے نزول فرمائیں گے اور علم وعمل کو زندہ کریں گے۔

علمِ حقیقی کیا ہے؟

یاد رہے کہ سب سے پہلے بندہ کو توحید ومعرفت چاہیئے۔ جب اُس کو پایا مضبوط کیا، پھر علم شریعت کی طلب میں نکلے اس لیے کہ علم توحید اور معرفت اصل ہے اور علم شریعت اس کی فرع ہے اور فرع کی اصل پر بنیاد قائم ہے۔ چنانچہ انبیائے کرام علیہم السلام نے مخلوقِ خدا کو سب سے پہلے توحید کی دعوت دی۔

رسالہ ابوالیث میں ہے کہ کسی نے حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ توحید، معرفت، شریعت اور دین کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

۱۔ زبان سے اقرار کرنا ایمان ہے۔ اور دل سے تصدیق کرنا ہے۔

۲۔ معرفت بلا کیفیت اور تشبیہ ہے۔

۳۔ توحید اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔

۴۔ شریعت احکامِ خداوندی کی پیروی اور منہیات سے پرہیز کا نام ہے۔

۵۔ دین دوام واثبات کا نام ہے۔

یہ تمام موت کی آمد تک اور اللہ کے نام کے تابع ہیں ؎

دادۂ خود سپہر بستاند
اسمِ اللہ جاوداں ماند

اپنا دیا ہوا سامان سپہر کے وقت لے لیتا ہے۔ اللہ کا نام ہمیشہ رہتا ہے۔

اور جو کچھ ان علوم کے پڑھنے اور سننے سے معلوم ہوا۔ پھر پڑھنے اور پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

انجیل میں مرقوم ہے کہ اُس چیز کا علم تم مت طلب کرو جس علم سے تم واقف نہیں ہو۔ یہاں تک کہ جانو کہ تم اُس چیز کے ساتھ کہ بیشک تم نے جانا جس کو یعنی بونے کے عمل سے جانا۔

فرضی علم کیا ہے؟

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :-

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ

علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔

اس سے مراد علمِ مکاشفہ اور علمِ معرفت ہے۔ اس لیے کہ علمِ توحید سے سب واقف ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اُس کا کوئی ثانی نہیں اور وہ ہمیشہ رہنے والا ہے اور ہمیشہ سے ہے۔ اگر علم بکثرت پڑھنے سے فضیلت ہوتی تو ہر مرتبہ علماء و فضلا کا صحابہ کرام سے برتر ہوتا اس لیے کہ بعض صحابہ کرام عالم نہیں تھے بلکہ عامل تھے۔ جو کوئی بکثرت علم سیکھے اور تقویٰ اختیار کرے کہ الرحمٰن علم القرآن کہ علم اور سیکھا ہے جیسا کہ تنزل میں یاد کیا ہے اَنْ تتقوا اللہ یجعلکم فرقاناً۔ اگر تم اہل تقویٰ ہوتے تو ہم تمھیں ایسا کر دیتے کہ حق باطل سے جدا کرتے یعنی نیک اور بد حلال و حرام میں فرق کرتے اور تمھیں شاگردی کرنے کو نہیں کہا اور علم بکثرت حاصل کرنے کو نہیں کہا۔

علوم کی تعداد

جاننا چاہیئے کہ علوم کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السّلام کی تعداد ہے۔ کہ ہر نبی کو جُدا جُدا علم عطا ہُوا۔ کسی کو کتاب کا علم عطا ہُوا، کسی کو صحیفہ کا علم عطا ہُوا، کسی کو الہام کا علم عطا ہوا۔ یہ سب علوم اللہ تعالیٰ کے نام پاک سے ہیں ؎

ہر کہ خواند اسمِ اللہ را مدام
در فضیلت گشت او فاضل تمام

جس کسی نے اللہ کا نام ہمیشہ پڑھا تو وہ افضلیت میں فاضل کامل ہوگیا۔

علمائے کرام انبیائے کرام علیہم السّلام کے علم کے وارث ہیں کہ ہر ایک علم انبیاء کا پڑھتا ہے اور جانتا ہے اور ختمِ علم کا عمل قرآن کا ہے اور قرآن سے ہر علم نے انبیائے کرام کے علم کو منسوخ کر دیا ہے اور قرآنی آیات بھی ناسخ و منسوخ ہیں۔ جو قرآن مجید، احادیثِ قدسی، احادیثِ نبوی اور اقوالِ صحابہ کے خلاف کرے وہ انبیائے کرام علیہم السّلام کے علم کا وارث نہیں ہے۔ ؎

ہر علم روشن شود نظر از فقر
نظر فقرش ناظر و زیر و زبر

ہر علم فقیر کی نظر سے روشن و نورانی ہو جاتا ہے اس کے فقر کی نظر ناظر کو زیر و زبر کر دیتی ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ۔

اور اپنے پروردگار کی اُس وقت تک عبادت کر یہاں تک کہ تجھے یقین آجائے۔

عبادت ربانی عفو، مغفور اور یقین نور فنا فی اللہ فی النور ہے

از عبادت نور گردد نور شد
شد یقینش زانکہ آں بحضور شد

عبادت سے نُور پیدا ہوتا ہے عابد نُور ہو جاتا ہے۔ اس کو یقین ہو جاتا ہے کیونکہ وہ حضور میں حاضر ہوتا ہے۔

یقین کیا ہے؟

یاد رہے کہ عبادت کی بُنیاد یقین ہے اور علم یقین چار طریق پر ہے۔ علم تفسیر اور علم تفسیر وہ ہے کہ اُس علمِ تفسیر سے تین علوم حاصل کرے اور معنوی مغز اُس سے معلوم ہو جس طرح کہ اعداد کے حساب سے نقش پُر کر کے دائرہ معلوم کرتا ہے ایسے ہی ہر آیت کی تفسیر سے چاہیئے اور اس آیت سے تفسیر علمِ اکسیر کی اور علم تاثیر اور علم روشن ضمیر سے معرفتِ مولیٰ عالم فاضل اولی یک بیک معلوم کرے کہ اس کے آگے کوئی علم ظاہری اور علمِ باطنی سے دم نہ مارے اور ہم صحبت بادشاہ، اُمراء، قاضی اور مفتی کا جس سیم و زر سے تُو مول لے۔ اگرچہ علم کا بوجھ پشت پر لے جائے یہ مردوں کا کام نہیں ہے۔ علم دل میں جاننا چاہیئے اور

سینہ سے کھولے کہ ہدایت اور مکان صفا، علم کا دنیا سے بدل کرنا اور دم ہاتھ میں لانا، مطلق کام کبر و ہوا کا ہے۔ ہر قدم اور ہر کام قرآن و حدیث کے مطابق چاہیئے تو جاننا ہے کہ انبیائے کرام اولیائے عظام کو کیا فخر۔ معرفتِ خداوندی میں ہے کہ ہر وقت غرق توحید رہنا۔ پس اُن سے بہتر کسی کا مرتبہ نہیں ہے کہ وہ سردار ہیں اور مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔ چھوٹا بڑے کو نہیں پہنچتا کہ بڑے کا طریقہ لڑائی دارالحرب میں اور نفس کے ساتھ اور چھوٹے کا مرتبہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائی یعنی مطلق نفاق ناموس دوام کے ساتھ۔ جاننا چاہیئے کہ اس عہد میں ہزاروں آدمی ہیں بے دیا، حق کے ساتھ یگانہ کو معلوم کہ جہان کا جھوٹ سے ملا اور جو شخص جھوٹا ہے اُس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے کہ جہنم قیامت سے نہیں ہے۔

کذاب کی اقسام

جاننا چاہیئے کہ کذاب دو اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم:۔ یہ کہ کلمہ پڑھیں اور منافقوں کی طرح اُس پر تصدیق نہ لائیں۔

دوسری قسم:۔ مطلق منکر کفار جہنمی۔

پس اس راہ میں محمدی منہ چاہیئے کہ شریعت پاک ہے جیسا کہ قرآن و حدیث کی دلیل۔ اور حدیث کیا ہے۔ راستی اور حجتِ راستی کیا ہے؟ تقویٰ اور حجتِ تقویٰ کیا ہے؟ ہوا سے نکلنا اور ہوا سے نکلنا کیسے معلوم ہو یعنی کبر دریا سے پاک ہو اور یہ دل کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے اور صفائی ذکرِ الٰہی سے اور

ذکرِ قلبی چار چیزوں سے تعلق رکھتا ہے:۔

پہلی چیز :۔ مراقبہ ہے۔

دوسری چیز :۔ فکر ہے۔

تیسری چیز :۔ محاسبۂ نفس ہے۔

مراقبہ و محاسبہ

مراقبہ اور محاسبۂ نفس کیا ہے ؟

جاننا چاہیئے کہ مراقبہ سے اور تاثیرِ مراقبہ سے مردود نفس تابع اور اصلی مسلمان اور تحقیق مولیٰ کو پہنچتا ہے۔ اور فکر سے نفس کی فنا ہوتی ہے۔ اور فیض اور فضل اللہ کا ازلی لازوال اور قربِ وصال ہاتھ دیتا ہے اور محاسبۂ نفس کا حساب کرنا نفس کا حساب ہے پہلے دن سے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ

تم مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا کرو میں تم سے کیا ہوا وعدہ پورا کروں گا۔

ہر دم اور ہر ساعت طاعت و بندگی کی طلب میں ظاہر و باطن نہایت اور نہایت خلافِ نفس کے یک لحظ نفس کے حساب سے مُدح کے صواب کے ساتھ فارغ نہ ہو۔ یہ نہ راہ ہے کہ آدمیوں کو نصیحت اور آپ کو فضیحت یہ راہ نہیں ہے کہ رہبر نہیں بلکہ گمراہ ہے اور رہبر رفیق کامل مرشد ہے۔ اگرچہ معرفت میں کمال باطن کا مشاہدہ کرے۔

تا نہ بینی تو بچشم خویش را
اعتبار نیست کس درویش را

جب تک تو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھتا اُس کو درویش کسی کا اعتبار نہیں کرتا ہے۔

اقسامِ راہ

یاد رہے کہ راہ مختلف اقسام میں منقسم ہے:۔

۱۔ کسب کی راہ دوسری ہے۔

۲۔ کثرت کی راہ دوسری ہے۔

۳۔ کرامات کی راہ دوسری ہے۔

۴۔ راہِ نجات کی راہ دوسری ہے۔

۵۔ راہِ صفات کی راہ دوسری ہے۔

۶۔ غرقِ وحدانیت ذات کی راہ دوسری ہے۔

یار فروشی کے ساتھ اسلام یعنی حق اور خود فروشی کفر تمام۔ اگر کوئی آئے دروازہ کھلا ہے۔ شہباز سوختہ جان عاشق محبت معرفت کے ساتھ اہلِ راز اور اگر نہ آئے حق بے نیاز ہے۔ اللہ بندہ کے ہمراہ ہے۔ اگر بندگی کرے۔ فقر اور بندگی اور دنیا بخش گندگی۔ پس مجلس اہلِ فقر کی بندگی اور اہل دنیا کی نجس اور گندگی ہے وہ نہ چاہیئے ؎

باھوا برخیز از خود شو جدا
تا ترا حاصل شود وحدت خدا

باہو اُٹھ اپنے آپ سے جُدا ہو جا خود کو فنا کر دے تا کہ تجھ کو اللہ کی وحدانیت کا علم حاصل ہو جائے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَجَرَّعَتْ تَرَانِی تَجَرَّدُ وَتَسَنَّدُ

بھوکا رہ تا کہ مجھ کو دیکھے اور تنہا ہو سب سے قطع کر۔

زینتِ انبیاء

کسے از معرفت محروم ماند
بود جاہل اگر صد سالہ خواند

جو آدمی معرفت سے محروم رہتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے اگرچہ سو سال تک پڑھتا رہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْجُوْعُ زِیْنَۃُ الْاَنْبِیَاءِ

زینت انبیاء کی بھوک ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَطْعَمَھُمْ مِنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَھُمْ مِنْ خَوْفٍ۔

جس نے اُن کو بھوک میں کھلانے کو اور خوف سے امن میں رکھا۔

قلب کی تصدیق حق کے ساتھ رجوع ہے فقر اختیاری ہے نہ اضطراری ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

عَذَابَ الْجُوْعِ اَشَدُّ عَذَابَ الْقَبْرِ

بھوک کا عذاب قبر کے عذاب سے زیادہ سخت ہے۔

اقسامِ بھوک

یاد رہے کہ بھوک مندرجہ ذیل تین اقسام میں منقسم ہے:۔

بھوک کی پہلی قسم:۔ ایک اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے کہ دل سے محبت اور مشاہدہ الہٰی اُٹھتا ہے۔

بھوک کی دوسری قسم:۔ دوسری بھوک عقبیٰ کی اُس کے لیے کہ دو جہان کی خاطر پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب کر کہ تجھے کن کی کنہ حاصل ہو۔ اور جب کن کی کنہ کو پہنچے گا وہ لایحتاج ہو گا۔

بھوک کی تیسری قسم:۔ بھوک دوام روزہ دار، مخلوق میں اشتہار دینا مردار دنیا کے لیے۔ اللہ پناہ میں رکھے۔

عارف باللہ

یاد رہے کہ عارف باللہ کو دنیا و آخرت دونوں خواب میں یا مراقبہ میں تمام زینت کے ساتھ آئیں گے۔ فقیر صفاکیش دنیا کے سر پہ پاپوش مارتے ہیں اور عقبیٰ پر نگاہ نہیں کرتے۔ یہ دیدار کے مشتاق ہیں اور بجز اللہ تعالیٰ کے دوسرے پر نگاہ نہیں کرتے کیونکہ وحدانیت میں غرق ہو کر جان سونپتے ہیں ؎

نیست مشکل دیدنش ہمراز را

بے حجاب اللہ چشم و راز را

اس کو ہمراز کا دیدار کرنا کچھ مشکل نہیں ہے۔ رازدار کی آنکھ کو اللہ کے
دیدار میں کوئی پردہ نہیں ہے۔

در حقیقت معرفت ہمراز را
چشم را کہ او بپوشد و از شد

حقیقت میں معرفت ہمراز کو عنایت ہوتی جبکہ وہ آنکھ بند کرتا
ہے تو وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔

غرق را غم نیست اندر غار دل
در غار دل گنج بود اسرار دل

دل کے غار میں ڈوبنے والے کو کچھ غم نہیں ہے کہ دل کے غار
میں دل کے اسرار کا خزانہ ہے۔

دل کہ بامِ غرق گردد بر دوام
عارفاں را معرفت زاں شُد تمام

جب دل ڈوبنے کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے تو اس کو دوام ہمیشگی ملتی ہے
عارفوں کو اس مقام پر معرفت مکمل حاصل ہو جاتی ہے۔

قلب دل سرّی بود ہم چُوں برق
آں نباشد برق باشد دل ورق

دلی اسرار بجلی کی مثل ہوتے ہیں وہ نہیں ہوتا بلکہ بجلی ہوتی ہے
دل کے لوح پر۔

برق غرق ورقِ دل را حق حضور
در مطالعہ ورق غرقش گشت نور

دل ولایت ملکِ اعظم لامکان ہ
کے تواند کرد وصفِ دل بیان

دل لامکاں کے ملکوں میں سے ایک عظیم ملک ہے۔ دل کے اوصاف کون بیان کر سکتا ہے۔

جو اس مقام پر پہنچے اُس کو ہمیشہ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ملاقات ہوتی ہے اگرچہ مخلوق میں مشہور و معروف اور صاحبِ تاثیر نہ مراتب فنا فی اللہ کے ساتھ فقیر انبیار کرام علیہم السلام کے علم کے وارث ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام کے ساتھ ملاقات رکھتے ہیں اور ہر مشکل اور علم کے دقائق انبیائے کرام علیہم السلام سے معلوم کرتے ہیں اور ہر مشکل کھولتے ہیں۔ یہی اولیائے رحمٰن وارثِ حق ہیں۔ اور حضور پُر نور شافع یوم النشور احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے علم دین کے زندہ کرنے والے حق الیقین کے رازِ دل کے خزانے اور علمار کرام وارثِ انبیار ہیں۔ متقی ہیں اور اُن سے کذب اور جھوٹ ختم ہو چکی ہے۔

فقرِ محمدی

یاد رہے کہ آخرت کی طاعت خواب میں دیکھے جنت اور اس سے اکل و شرب کرے۔ دنیا کی بھوک سے اور شرابِ نعمت دُنیا کا ایک روز تمام گزارے اور جان کے فقیر بے باطن حرص، طمع اور مخلوق کے رجوعات میں شہرتِ ناموس کے ساتھ اپنی چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُور ہے اور فقیر

بے باطن مردہ دل جو خواب میں دیکھے سب خواب وخیال ہے اور صاحب کی خواب وصال ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

اور جو شخص فی سبیل اللہ ہجرت کرے وہ زمین میں بہت سے فائدے میں رہے گا۔ اور جو اپنے گھر سے اللہ و رسول کی طرف ہجرت کرنے کے قصد سے نکلے پھر اُسے موت آجائے تو اللہ سے اَجر پائے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

فقیر اہل ہجرت سے ہے کہ مال و جان تن و زن و فرزند اللہ کی راہ میں اور بارگاہِ رسالت میں نذر کرتے تھے۔ اور دوئم یہ کہ اکثر کافر و منافق، کاذب و حاسد اور جادوگر دشمنی کے طور پر کہتے تھے کہ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فقیر ہے۔ یہ سن کر آپ فرماتے تھے کہ فقر محمد فخرِ محمد ہے۔

الفقر فخری کی تشریح

حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے جو الفقر فخری والفقر منی جو فرمایا ہے۔ ارشادِ

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۔

اور تم اُن لوگوں کے ساتھ صبر کرو کہ اپنے پروردگار کو صبح و شام بلاتے ہیں اور خاص اسی کا قصد رکھتے ہیں اور تو اُن سے اپنی آنکھ نہ ملا کہ دنیا کی زینت کا ارادہ رکھتے ہیں اور اُن لوگوں کی اطاعت نہ کر کہ جن کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل کر دیا ہے اور نہ اُن کی جو خواہش کے تابع ہو اور ہے امر اُن کا۔

اقسامِ ولایت

یاد رہے کہ فقیر اولیاء اللہ کو کہتے ہیں۔ اور اولیاء تین اقسام میں منقسم ہیں:۔

پہلی قسم:۔ صاحبِ وصال ہے۔

دوسری قسم:۔ غرقِ جمال بمشاہدہ کمال ہے۔

تیسری قسم:۔ اہلِ سوال ہے۔

بعض اولیائے رحمٰن صاحبِ وصال اور غرقِ نورِ جمال اپنے آپ کو خود نہیں جانتے ہیں کیونکہ وہ اپنے وجود میں نہیں رہتے۔ مولیٰ کے ساتھ یہی سردفتر اولیاء اللہ بہتر ہے اور بعض اہلِ سوال آپ کو اپنے میں جانتے ہیں کہ رجوعات مخلوق سے اُن کو اولیاء اللہ کہتے ہیں۔ مخلوق میں معروف ہیں اور باطن میں وصل و جمال سے دور رتبہ

ہیں۔ تمھیں جاننا چاہیئے کہ حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے الفقر فخری سادات اور اہلِ قریش اور علمائے کرام اور امام اور انبیائے کرام کو نہیں فرمایا اور الفقر منی مقام لی مع اللہ میں کہا۔ کیونکہ اس مقام میں فقر فنا فی اللہ کسی نے نہیں دیکھا ماسوا حضور نبیِ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کے اس مقام تک کوئی بھی رسائی حاصل نہیں کر سکا۔

فقرِ محمدی کی تشریح

جاننا چاہیئے کہ فقرِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریح یہ ہے کہ فقر کے سر پر اللہ کا نام ہے یعنی فقر کو اس سے فخر ہے اور نام اللہ کا فخر محمد ہے کہ اللہ کا نام محمد کے ساتھ مبدّل ہو۔

حدیثِ قدسی میں ارشادِ گرامی ہے:۔

یَا مُحَمَّدُ اَنْتَ اَنَا وَاَنَا اَنْتَ۔

اے محمد میں اور تو ایک ہوں یعنی دونوں نام برابر ہیں۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَالْفَقْرُ مِنِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ سب آدمی ملک ملک وار اور اہلِ فقر کا ملک ملک نہیں ہے ملک اللہ کا نام ہے کہ ملک ملک دنیا کو چھوڑتا ہے اور اللہ کی طرف منہ رکھتا ہے کیونکہ ملک

ملک شرک ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا

وہ مالک نہیں ہوتے اس کے خطاب کے۔

ملک ملک ہے جدا فقیر کو جو دے وہ خدا ؎

فقر را تحرق کردم از فقر
فقر طالب نیست دنیا سیم و زر

فقر کو میں نے فقر سے جلا دیا ہے کیونکہ فقر دنیا کے سونے چاندی کا طالب نہیں ہوتا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا لِلسَّلَاطِیْنِ وَالْکَافِرِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالْمَسَاکِیْنَ۔

دنیا بادشاہوں اور کافروں کے لیے ہے اور عاقبت اہلِ تقویٰ کے لیے اور مساکین کے لیے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَ الصَّالِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا۔

جو اللہ و رسول کی اطاعت کرے گا پس وہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے

کہ جن پر اللہ نے انعام کیا کہ وہ نبی اور صدیق اور شہید اور صالحین ہیں اور یہ بہتر ساتھی ہیں۔

یہ رفیقِ حق کی توفیق ہے اور طاعتِ توفیق فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں اور وہ محض عطا ہے جس کو چاہے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے اور یہ تمام مہربانی حضور نبئ پاک صاحب لولاک احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔

فقر فخرے انبیاء و اولیاء

فقر فخرے را چہ داند پُر ہَوا

فقر پر انبیاء اور اولیاء نے فخر کیا ہے۔ فقر کے فخر کو نفسانی خواہشات والا کیا جان سکتا ہے۔

جب تک تو اپنا قدم ہُو سے اُٹھائے گا ہوا پر نہ رکھے گا۔

اے طالب ترا گر بہشت آرزو است

مرد در پے آرزوئے ہَوا

اے طالب اگر تجھ کو جنّت کو آرزو ہے تو تو آرزو اور نفسانی خواہش کے پیچھے لگا ہُوا ہے۔

اے مردِ فہیم جاننا چاہیئے کہ دنیا کو ترک کرنا بہت بڑی سنّت ہے۔ خدا سے ڈر۔ اللہ سے پناہ مانگتا ہوں شیطان رجیم سے۔ شروع اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

اَلَمۡ اَعۡهَدۡ اِلَیۡکُمۡ یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوا الشَّیۡطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَکُمۡ عَدُوٌّ مُّبِیۡنٌ ۔ وَّ اَنِ اعۡبُدُوۡنِیۡ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسۡتَقِیۡمٌ ۔

کیا میں نے تم سے اقرار نہیں لیا تھا کہ شیطان کو مت پوجو۔ اے اولاد آدم! بیشک وہ تمہارا دشمن ہے اور مجھ کو پوجو کہ یہ صراطِ مستقیم ہے۔

ہاں جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ کو اعتقاد سے جانتا ہے اس پر شیطان غالب نہیں ہے۔ اللہ کے طالب اللہ کے ساتھ ہیں۔ فقیر کو یہ مرتبہ نصیب ہوتا ہے بعض فقیر صاحب توفیق اور بعض حق کے رفیق اور بعض خاص الخاص طریق اور بعض ہر دم موج مارتے ہیں جیسا کہ دریائے عمیق اور بعض اللہ میں مشغول دائمی طور پر غریق اور بعض مخلوق سے دور اور بعض استدراج رکھتے ہیں وہ اہل زندیق ہیں اور بعض محقق حقیقت اور معرفتِ خداوندی میں بالتحقیق فقیر تحقیق علیہ بعینہ عفو عیاذاً باللہ۔

پانچ عین

یاد رہے کہ فقیر مندرجہ ذیل پانچ عین سے ثابت ہوتا ہے:۔

فقیر کا پہلا عین :۔ عبادتِ خداوندی ہے۔

فقیر کا دوسرا عین :۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے۔

فقیر کا تیسرا عین :۔ عفو عیاذاً باللہ ہے۔

فقیر کا چوتھا عین :۔ عارف باللہ ہے۔

فقیر کا پانچواں عین :۔ عاقبت بالخیر حق میں مستغرق ہے۔

شُد تجلّٰی از حقیقت بر دلم انوار شد
ہم جلیس یا محمدؐ ہم مجلس چہار شد

حق تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر انوار کی تجلی ہوئی تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور چار یاروں کا مصاحب پاس بیٹھنے والا ہو گیا۔

جلوہ زاں نُور ذاتی عارفاں را شد نصیب
جاودانی گشت روشن معرفت اظہار شد

اس کے ذاتی نُور کا جلوہ عارفوں کو نصیب ہوتا ہے اس کا دل ہمیشہ ہمیشہ روشن رہتا ہے اور معرفت ظاہر ہوتی ہے۔

کور چشمے اہلِ ظلمت منکر از نورِ خدا
نور حق را کے بہ بیند اہلِ ناری خوار شد

اندھا اندھیروں میں رہنے والا خدا کے نُور کا منکر ہوتا ہے اللہ کے نور کو دوزخی کب دیکھ سکتا ہے ذلیل ہوتا ہے۔

مردہ نفسے زندہ دل در خواب بیند مستدام
مردہ دل زاں بے خبر واں زندہ دل بیدار شد

جس کا نفس مردہ اور دل زندہ وہ خواب میں ہمیشہ اس کا دیدار کرتا ہے مردہ دل اس سے بے خبر ہے اور زندہ دل اس سے بیدار ہو جاتا ہے۔

باہواں را کے تواند. لست صورت بے مثال
عارف غواص وحدت طالبِ دیدار شد

نفسانی خواہشات کے ساتھ اس بے مثال کا دیدار تو کب کر سکتا ہے
عارف وحدت کے دریا میں غوطے کھا کر دیدار کی طلب کرتا ہے۔
طالب دیدار صدق کی راہ سے ہوتا ہے اور طالب دنیا مردار کی طلب کرتا
ہے۔ اور مردار ہے۔ پس اہل دیدار اور اہلِ دیدار کی دوستی نہیں آتی۔ ارشادِ
باری تعالیٰ ہے:۔

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ۔

اللہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

حق کے خاص ہمیشہ حافظِ حقیقی کی حفاظت میں رہتے ہیں اور ودام ہم صحبت
ہیں۔ ارشاد ربانی ہے فَاذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ دائمی طور پر حق سے ہم سخن اور ہم مجلس
نفس امارہ اور شیطان سے بے خبر ہے۔

حدیثِ قدسی میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اَنَا جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

میں اُس کا جلیس ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں
محمد اللہ کے رسول ہیں۔

کمال فقر محمدی کی راہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا ہوئی اور مرتبۂ صحابیت اور مرتبہ
فقر صحابہ کرام سے معلوم ہونا چاہیے۔ چار پیر یہ ہیں:۔

صدیق صدق و عدل عمر پیر حیا عثمان بود
گوئے فقرش از محمد شاہ مردان یافت زور

صدیق کو سچائی اور عمر کو عدل اور عثمان کو حیا تھی اور فقر کی گیند محمد صلی اللہ
علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پائی

جاننا چاہیئے اصحابِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ولایت فقرِ محمدی دو اشخاص کو حاصل ہوئی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کہ دنیا سے فارغ تھے۔ چنانچہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ستر (۷۰) برس تک نماز قضا نہ کی اور ہوا کو پاؤں کے نیچے ڈال دیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ مِنْ بَعْدِیْ ثَلٰثٍ وَّسَبْعِیْنَ فِرْقَۃً اِثْنَانِ وَسَبْعُوْنَ مِنْھَا ھَالِکَۃٌ وَّوَاحِدَۃٌ مِّنْھَا نَاجِیَۃٌ۔

عنقریب میری اُمت میرے بعد تہتر فرقہ میں بٹ جائے گی۔ بہتر ناری (جہنمی) اور ایک نجات یافتہ ہوگا۔

اور تمامیتِ فقرِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا زاہدہ عابدہ طیبہ طاہرہ ساجدہ ولیہ اور حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہنچی اور بجز آپ کے دوسرے کو نہ ملی۔ اور فقر کی بُو سے فقیر مست، حیران، بے قرار اور بے جمعیت ہوتے ہیں۔ اور اہلِ فقر کی بے قراری سے مخلوق کی جمعیت و آرام ہے اور ان کے قدم کی برکت سے زمین قائم ہے۔ اور جس کو فقیر باطن میں صورت دکھاتا ہے۔ دو جہاں اس پر مبتلا ہوتے ہیں اور جس پر فقیر باطن میں سایہ ڈالے اُس کی برکت سے بادشاہ کو تخت ملتا ہے۔ اور جس سے فقیر باطن میں ملاقات کرے وہ ذاتِ خداوندی میں مستغرق ہو جاتا ہے۔ نگاہِ فقیر میں خاک اور ذرہ برابر ہے۔ اور جس کا نصیب فقر کا ہو وہ فقر بارگاہِ محمدی سے پاتا ہے۔ اور

برکت شرعِ محمدی کو پاتا ہے اور دنیا کا طالب انبیائے کرام علیہم السلام کے خلاف ہے۔ ؎

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

جو انبیاء کے بتائے ہوئے راستہ کے خلاف چلا وہ تو ہرگز منزلِ مراد پر پہنچ سکتا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ

فقر میرا فخر ہے اور اسی سے تمام انبیاء پر فضیلت رکھتا ہوں۔

فقیر دریا نوش کے دل کے اندر کا دریا جوش مارے لیکن دل کے باہر اُس کا شور نہ جائے گا اور جو جوش میں وسیع حوصلہ نہیں رکھتا وہ خوش فروش ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَوْلَا الْفُقَرَآءُ لَہَلَکَ الْاَغْنِیَآءُ

اگر فقیر نہ ہوتے تو امیر ہلاک ہو جاتے۔

اور جو فقیر شریعتِ مطہرہ کے خلاف کرے وہ استدراج ہے اور لاف اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْہِ فِی الدَّارَیْنِ۔ اس کے معنیٰ یوں ہوتے ہیں کہ نہ علم ہے نہ عقل ہے نہ تقویٰ ہے نہ دین مثل کافر فقیر کے کہ نہ دنیا ہے نہ دین ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ تَزَہَّدَ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَھُوَ یُجَنُّ فِیْ اٰخِرِ عُمُرِہٖ اَوْ مَاتَ کَافِرًا۔

جو بجز علم زہد کرے پس وہ آخری عمر میں دیوانہ ہو گا یا کافر مرے گا۔

توبۃ النّصوح

یاد رہے کہ وجود میں اللہ کا نام ذکر کے سبب سے قیام کرے گا۔ کبر، علم ظاہر اور علم باطن اسم اللہ کی برکت سے واضح ہوتا ہے اور وجود میں رُوح قاضی صاحب کی متلاشی ہو اور دل یعنی مفتی صاحب فتویٰ اور چور نفس کو قید کریں اور توفیقِ خداوندی نفس کے ساتھ مدعا علیہ ہو اور اعضاء ایک دوسرے کے لیے محاسبہ کے لیے بلکہ نفس کے وجود سے گواہ نہ پیدا ہوں۔ چنانچہ دو آنکھیں دو کان نہیں سنتے لغو اور جھوٹ اور ایک زبان لَا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا۔ اللہ کے حکم کے بغیر وہ بات نہیں کرتے اور کہتے ہیں صواب۔ اور دو ہاتھ اور دو پاؤں وَتُکَلِّمُنَا اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ اور دونوں ہاتھ کلام کریں گے اور پاؤں گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے اس حساب سے۔ میں نفس امارہ مسلمان ہوتا ہے اور معصیت سے تائب ہوتا ہے اور باز آتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً النَّصُوْحًا

اے ایمان والو! اپنے رب کی طرف توبۃ النّصوح کرو۔

علم باطن مثل مسکہ علم ظاہر مثل شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

باطنی علم مکھن کی مثل اور ظاہری علم دودھ کی مثل ہے۔ تو بغیر دودھ کے مکھن کب ہوتا ہے اور بغیر پیر کے پیر کیسے ہو سکتا ہے۔

دنیا اور دنیا والے لوگوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ۔

اور ظالموں کی جانب مت جاؤ تمہیں آگ اُچک لے گی۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ۔

پس جب کہ بھول جائیں گے وہ اس چیز کو کہ یاد دلائی جائے گی ہم اُن پر دروازے کھولیں گے حتیٰ کہ وہ اس سے خوش ہوں گے جو چیز دی گئی۔

اور دنیا کی نعمت کھانے سے وہ پوچھیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيْمِ

پھر سوال کیے جائیں گے وہ آج کے دن نعمتوں سے۔

چنانچہ زمین سے مغز تخم سے درخت نکلتا ہے اور جاننا چاہیئے کہ پتہ بھی درخت سے نکلتا ہے اور شاخ بھی نکلتی ہے اور پھل بھی نکلتا ہے۔ ایسے ہی ولی اللہ کو ہر علم اور ہر معرفت اور ہر مقام اور کشف کرامات ذاتی صفاتی اسم اللہ کی برکت سے اور اسم اللہ سے دل کھلتا ہے۔

اقسامِ ولایت

یاد رہے کہ ولی بھی دو اقسام میں منقسم ہیں جیساکہ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلسَّعِیْدُ مَنْ سُعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَالشَّقِیُّ مَنْ شَقِیَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔

سعید ماں کے پیٹ میں ہی سعید ہوتا ہے اور شقی ماں کے پیٹ میں شقی ہوتا ہے۔

اس لیے کسی ولی اللہ کو جاہل نہیں کہہ سکتے۔ ارشادِ گرامی ہے:۔

مَا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلِیًّا جَاھِلًا

از روئے ولایت جہالت کو قبول نہیں کرتا۔

یہ پہلا ولی ہے جو مادرزاد ولی ہوتا ہے یعنی ماں کے پیٹ سے ہی ولی اللہ بن کر آتا ہے جو تمام علوم کا عالم ہوتا ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوتی۔ اس کا نہ بولنا بھی از روئے رحمت ہوتا ہے۔ اُسے علوم ظاہریہ اور علوم باطنیہ دونوں قسم کے حاصل ہوتے ہیں (عارف نوری)

دوسرا ولی وہ جو دستِ بیعت کر کے سکھایا پڑھایا جائے مجاہدہ و مشاہدہ کے ساتھ ریاضت کرتا ہے۔

اقسامِ طالب

یاد رہے کہ طالب بھی تین اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم :- طالب دنیا ہے۔
دوسری قسم :- طالب عقبیٰ ہے۔
تیسری قسم :- طالب مولیٰ ہے۔
ہر ایک قسم کے طالب کو مرشد طریقت سے پہچانتا ہے۔ جو مرشد پہلے دن طالب الٰہی کو اللہ کے ذکر میں اللہ کے نام کے ساتھ مشغول کر دے۔ اگر طالب الٰہی خواب یا مراقبہ میں حیوانات دیکھے تو معلوم کرنا چاہیئے کہ اس کے نصیب ہیں دنیا کے مراتب ہیں کہ حیوانات مطلق ناسوت ہے اور جو باغ و بہار اور صورت خورد قصور دیکھے اور ملاقات کرے یہ طالب مولیٰ ہے اس کے نصیب میں مولا ہے۔ آخر اس کے نصیب میں مولا کی طلب دنیا اور عقبیٰ کی طلب ہو گی۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

فقیر کسی کا محتاج نہیں ہوتا

جاننا چاہیئے کہ عارف باللہ اگرچہ فقر و فاقہ سے جاں بلب ہوں اور جان سے بے جان ہوں مردہ ہیں مگر دنیا والوں کے دروازوں پر قدم نہیں لے جاتے۔ حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر اہل دنیا کے دروازے پر بھی گئے ہیں تو اُسے اللہ کی طرف لائے ہیں۔ جس نے اولیائے رحمٰن کو پہچانا اُس نے دنیا کو نہیں پہچانا اور جس نے شیطان کو پہچانا دنیا کی محبت کے ساتھ۔ جیسا دنیا کی شاہنشاہیت حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ نے ترک کی اور اللہ کی طرف توجہ کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اور ولایت مرشد سے کامل ہدایت پائی۔ یہ ولایت نہ محتاج درویش کی ہے کہ رشوت اور طمع کے طور پر نذرانہ وصول کرے۔

زمین بر ناخن است در چشم درویش
نہ بیند ہر خزائن در نظر خویش

درویش کی آنکھ میں زمین اس کے ناخن پر ہوتی ہے۔ وہ اس کے
خزانوں کو اپنی نظر سے بھی نہیں دیکھتا ہے۔

فقیر اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ رنج کو فقیر گنج عزیز جانتے ہیں اور دنیا
کا خزانہ نہیں لیتے۔

اقسامِ الہام

جاننا چاہیئے کہ علم ایک لفظ ہے جس کے معنی جاننا اور واقفیت کے
ہیں۔ اسے جدائی حرف دال۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی متداول وحی کی سماعت اور
حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو پیغام
دال پہنچایا ہے۔ اور دال کلام اللہ کی دلالت کرنے والی ہے اور کلام اللہ غیر
مخلوق، بے صورت اور بے آواز ہے۔ اور نیز دال دلالت کرنے والے وعدہ
وعید اور نبیوں کے قصے امر بالمعروف اور نیز علم کی دلالت کرنے والی ہے۔ بہر قال،
بہر مال اور بہر حال اور بہر احوال مخفی اور ظاہر اور شب و روز معرفتِ خداوندی کے
مراتب انبیائے کرام، اولیائے عظام سے وصالِ خداوندی کی کیفیت۔ پس علم
دال بیخال اور پیغام وحی انبیائے کرام اور رسولانِ عظام پر لے جاتا ہے اور
اولیاء اللہ کا الہام ہے اور الہام چھ اقسام میں منقسم ہے:

۱۔ آگہے کا الہام۔

۲. پیچھے کا الہام۔
۳. سیدھے کا الہام۔
۴. اُلٹے کا الہام۔
۵. اُوپر کا الہام۔
۶. نیچے کا الہام۔

پس جو الہام پسِ پشت سے ہوتی ہے وہ الہام نفس کی بدخصلتی ہے کہ جاتی چور ہے اور جو اُلٹی جانب سے آتی ہے وہ عالمِ غیب جنونیت سے ہے یعنی جن، دیو، پری۔ اور جو سیدھے ہاتھ سے آئے اور نیچے سے پیدا ہو یہ موکّل فرشتہ ہے یا اولیاء اللہ کی ارواح اور جو آمنے سامنے ہو وہ انبیائے کرام، صوفیائے کرام، صحابہ کرام سے ہے اور جو دونوں جانب سے آئے وہ دل سے ہے وہم وخیال کی طرح یا بے آواز دلیل اور بے صورت دل سے چپکتی ہے۔ اور صورت کی صورت بستہ نہیں ہوتی اور ہاتھ سے بات تحقیق دل سے پاتا ہے اور جیسا کہ باطن معلوم ہوتا ہے۔ ظاہر ہو یہ الہامِ معرفت، قدرت، علم، ارادۂ غیبی اور فتوحاتِ لاریبی عطا ہو بارگاہِ خداوندی سے اور اس راہِ باطنی سے ناقص اہلِ حجاب بے معرفتِ خداوندی کو آگاہی نہیں ہے کہ ظاہر کے ساتھ آدمیت کو پند ونصیحت ہے۔ اور اپنے نفس کے ساتھ خطرات وفضیحت میں ہے۔ پس مجلسِ اہلِ فیض فضل اللہ فضیلت اور اہلِ حیض فضیحت اسے نہ آئے۔ اور یہ مراتب مقامِ فقیری ہے۔ اس پر غرور نہ کر کہ مقامِ الٰہی اور قرب وصال کا مقام آگے ہے۔ حضور خاص الخاص نُور جاودانیت سے الگ ہے اس کا

مقام ہردم زیادہ ہے۔ اس لیے کہ جس نے مقامِ الہام میں اور کشف و کرامات کے ساتھ ہمیشہ قرار پکڑا اور رجوعاتِ خلق میں جمعیت پکڑی اس کو خلق صاحبِ عزت و عظمت و حرمت و کرامت جانتے ہیں اور مخدوم کہتے ہیں۔ وہ مخلوق کی قید کشف و کرامات کے ساتھ بند ہو گیا صاحب مخدوم معرفتِ مولیٰ سے باز رہا کہ مخلوق کے درمیان کشف و کرامات اور معرفت مقام فنافی اللہ کے ایک لاکھ ستر ہزار مراتب ہیں بجز تصرف دل اور کشف و کرامات اور مخلوق کی قید سے ان مقامات کو طے نہیں کر سکتا اس لیے کہ مقامات محبّت، طلب مطلوب معرفتِ خداوندی لا منتاہی بے پایاں ہے کہ زندگی اور موت میں ہزاروں مقامات ایک دم میں طے کرتا ہے۔ اور ہر مشاہدہ کے مقامات ترقی درجات میں زندہ اور قائم ہوتے ہیں۔ محبت اور طلب مطلوب کے ساتھ خاص دلیل دوام ارباب ربِ خلیل کے ساتھ مثل خلق خلیل کے قربان جان اور فرزند قربانی دیتا ہے۔ اور محبت آگ کی گلزار میں جلتا ہے اور وہ برکت سے کلمہ طیبہ کے گلزار ہوتی ہے۔ جو اس صفت سے موصوف نہ ہو اس کی محبت اور طلب کا دعویٰ نہ کرے اور یہ مراتب خاصانِ خدا کے ہیں۔

اِخلاص کیا ہے؟

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ قِيْلَ وَمَا اِخْلَاصُهَا قَالَ اَنْ

يَهْجُرَ عَنِ الْمَحَارِمِ۔

جو شخص نہایت اخلاص سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے وہ بہشت میں بغیر حساب و کتاب داخل ہو گا۔ دریافت کیا گیا اخلاص کیا ہے، فرمایا حرمات کو ترک کرنا۔

تفسیر چرخی سے منقول ہے جملہ دنیا کے خطرات رنج جانتا ہے اسی لیے فقیر دنیا کو نہیں لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک ہر ایک علم قیامت کا ہے اور بارش کا اور جو رحم میں ہوتا ہے وہ جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کیا کرے گا وہ کل اور یہ نہیں کہ وہ مرے گا۔ بجز اللہ تعالیٰ کہ وہ خبردار ہے۔ یعنی ہر چیز سے واقف ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْمُكَاشَفَةِ وَعِلْمُ الْمُعَامَلَةِ۔

علم دو علم ہیں۔ علم مکاشفہ اور علم معاملہ۔

لیکن بہتر یہ ہے کہ مکاشفہ کو چھپا دیں اور شریعت میں کوشش کریں کہ یہ بھی مراتب ابتدا کے خام میں کشف۔ فقر کے لیے مکاشفہ کے لیے باطنی اس

آیت مذکور کو بالترتیب اسم اللہ شامل کر کے تصوّر میں پڑھے اور نظر اللہ کے نام پر رکھے کہ کشفِ کلیہ ظاہر ہو اور ظاہر و باطن کی آنکھ ایک ہو یا الہام پیدا ہو یا حقیقت ماضی مستقبل کی خواب یا مراقبہ میں مشرح کھا پائے یہ عیب نہیں ہے اور نہ اس غیب پر یہ کہ طالب مولیٰ جو دیکھے کھے یہ حصہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہے کہ آئینۂ دل صفا ہے۔ پس جو خدا کے حصہ پر بخیل ہو اور باز رکھے وہ مشرک و کافر، دشمن خداوندی اور ہدایت سے محروم ہے۔

ہر کرا مرشد نباشد پیشوا
ایں کتابے بس بود رہبر خُدا

جس کا کوئی مرشد اور راہبر نہ ہو اُس کو خدا تک رہبری کے لیے یہ کتاب کافی ہے۔

در مطالعہ باش دائم صبح و شام
عارف باللہ شو باحق مدام

ہمیشہ صبح و شام اس کے مطالعہ میں مشغول رہ تُو تو عارف باللہ ہو کر ہمیشہ کے لیے اس کا ہو جائے گا۔

مطلق کافر کون؟

یاد رہے کہ اگر راہِ باطن میں ذکر و فکر اور اللہ کے نور حضور اور مراقبہ محاسبہ و محبت و معرفت مثل الہام اور دلیل و وہم اور مکاشفہ روشن ضمیر، کشف القلوب، کشف القبور اور بیت اللہ شریف ملائکہ، بیت المعمور اور قرب

خدا اور وصالِ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور تجلیات اسمِ الٰہی اور برکت قرآن مجید اور آیۂ کریمہ یُؤمِنُونَ بِالغَیبِ. جو کوئی غیب پر ایمان نہ لائے اور اُس کے خلاف کرے مطلقاً کافر ہو جائے. ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا

اور ہم نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے۔

گر نبودے وجود اصل خدا
کے رسیدے بنام وصل خدا

اگر اللہ کی ذات کا وجود نہ ہوتا۔ اللہ کا نام لے کر واصل باللہ کیسے ہو سکتے تھے۔

ہر نبی و ولی کو ابتداءً علم لدنی ظاہر باطن روشن بے تعلیم و تعلم بحکم فعل الحکیم واضح ہوتا ہے کہ ہمارے نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی برکت و رحمت سے جو کوئی دونوں جہان کا مشاہدہ کرے تو اُسے پڑھنے اور رقم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

وَاٰتَيۡنٰهُ رَحۡمَةً مِّنۡ عِنۡدِنَا وَعَلَّمۡنٰهُ مِنۡ لَّدُنَّا عِلۡمًا ط

ہم نے ان کو اپنی رحمت سے اپنے پاس سے علم دیا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:

اَلرَّحۡمٰنُ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ط خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ.

وہ نہایت مہربان ہے کہ قرآن کو تعلیم کیا انسان کو پیدا کیا اور بیان سکھایا۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ۔

تحقیق جو لوگ اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں غیب کے ساتھ ان کے لیے بخشش ہے اور بہت بڑا اجر ہے۔

اگر اللہ کی راہ میں حجتِ باطنی قرآن و حدیث اور بزرگوں کے قول اور مشاہدہ اور الہام نہ ہوتا تو اس راہ کے تمام آدمی کافر ہو جاتے ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ نَظَرَ اِلَی الْفَقِیْرِ یَسْمَعُ کَلَامَہٗ یَحْشُرُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ۔

جس نے فقیر کی جانب نگاہ کی اور اُس کا کلام سُنا تو اُس کا حشر اللہ تبارک و تعالیٰ انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہو گا۔ ؎

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند
آیا بود کہ گوشۂ چشمے بنا کنند

وہ لوگ مٹی کو اپنی نظر سے کیمیا بنا دیتے ہیں تو یہ بھی ممکن ہے کہ وہ آنکھ کے اشارہ سے تعمیرِ نو کر دیں۔

نگاہِ کیمیا کے اثرات

یاد رہے کہ نگاہ کیمیا وہ ہے کہ نگاہ کے ساتھ طالب کو کھینچ لے۔ کشف و

کرامات اور سکر و مستی میں سرود کی جانب طالب الٰہی میل نہ کرے۔ حسن اور خط و خال پر نہ دیکھے۔ علم کسبی اور علمِ رسمی سے گزر جائے اور تجلیاتِ وصال میں ڈوب جائے۔

الہام کا انکشاف

جاننا چاہیئے کہ الہام کیا ہے؟ اور اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور الہام کسے کہتے ہیں۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْاِلْہَامُ اِلْقَاءُ الْخَبَرِ فِیْ قَلْبِ الْغَیْرِ بِلَا کَسْبٍ

دوسرے کے دل میں خبر ڈالنا الہام ہے بغیر محنت کے۔

الہام چند اقسام میں منقسم ہے:۔

الہام کی پہلی قسم:۔ الہامِ خداوندی ہے۔

الہام کی دوسری قسم:۔ الہام مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ہے۔

الہام کی تیسری قسم:۔ الہام صحابہ کرام ہے۔

الہام کی چوتھی قسم:۔ الہام ازواجِ انبیاء ہے۔

الہام کی پانچویں قسم:۔ الہام اولیاء رحمٰن ہے۔

الہام کی چھٹی قسم:۔ الہام صفائے قلب ہے۔

الہام کی ساتویں قسم:۔ الہام نفس ہے۔

الہام کی آٹھویں قسم:۔ الہام رُوح ہے۔

الہام کی نویں قسم:۔ الہام سرانہ ذکر مخفی ہے۔

الہام کی دسویں قسم :۔ الہامِ شیطانی ہے۔

الہام کی گیارہویں قسم :۔ الہامِ بہشت ہے۔

الہام کی بارھویں قسم :۔ الہام ملائکہ ہے۔

اب ہر ایک کی تاثیر اور رغبتِ وجود میں معلوم کرنا چاہیئے۔ الہام وحدتِ الٰہی کی علامت ہے اور پہلے الہام سے ہر روز اس کا دل میں محبتِ مولیٰ میں اضافہ کرتا ہے اور دین میں قوی ہوتا ہے۔ مخلوق سے محبت نہیں کرتا اور غیر کی صحبت کو قریب نہیں آنے دیتا۔ ؏

ہر کہ را از حق بدل الہام شد

راز رحمت معرفت پیغام شد

جس کسی کے دل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوتا ہے وہ رحمت کا راز اور معرفت کا پیغام ہوتا ہے۔

الہام کا نام ارحاق بھی ہے جو قبل از اعلان نبوت انبیائے کرام کو ہوتا ہے اور ارحاق ربوبیت کا مقام ہے کہ حق سے رحمت کا نزول ہوتا ہے اور صاحبِ الہام کو اہل غنائے اکبر کہتے ہیں ؏

ہر دل کہ باہوائے ہوئیت جمال یافت

عنقائے ہمتش دو جہاں زیر بال یافت

جس دل نے اپنی خواہش سے عینیت کا جمال حاصل کر لیا وہ عجیب ہمت کا مالک ہے کہ دونوں جہانوں کو اس نے اپنے بازو کے نیچے پا لیا۔

ہر جان کہ باتبلا د آلائش گرفت اُنس

از نعمت نعیم دو عالم ملال یافت

جس جان نے مصیبت اور پریشانیوں سے محبت کرلی وہ دونوں جہاں کی
نعمتوں سے اُس نے رنج پایا۔

یہ مراتب بھی قلب صفا کے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جس شخص کا چشم ظاہر سے اپنا جثہ نکل جائے۔ غیرت کھاتا ہے اور کہا کہ تو مجھ سے ہے یا میں تو جثہ لطیف نے جثہ سے جواب دیا کہ میں تیرا نفس ہوں۔ پھر یہ آدمی چاہتا ہے کہ نفس کو کھینچوں یا ماروں۔ نفس کہتا ہے کہ تو مجھے نہیں مار سکتا بلکہ میرا مارنا میرے خلاف ہیں اخلاص مع اللہ کے ساتھ۔

اقسامِ کشف

جب فقیر صاحب الہام اس مقام پر پہنچتا ہے تو اس کا خطاب قاتل ہوتا ہے یعنی قاتل نفس تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَکُمْ اس مقام پر صاحبِ کشف ہوتا ہے۔ اور کشف مندرجہ ذیل چار اقسام میں منقسم ہے:۔

کشف کی پہلی قسم:۔ قلبی دل سے تعلق رکھتا ہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ
اے اللہ میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

کشف کی دوسری قسم:۔ روحانی غرق اور فنائے نفس رکھتا ہے یعنی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

کشف کی تیسری قسم:۔ کشف نفسانی ذائقہ اور خواہشات سے تعلق رکھتا ہے یعنی کثرتِ ریاضت سے۔

کشف کی چوتھی قسم:۔ کشفِ شیطانی معصیت و طمع سے تعلق رکھتا ہے۔

کثرت جاہ و حشمت سے آگاہ رہو کہ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ ؎

معشوق و عشق و عاشق ہر سہ یکے است اینجا
چوں وصل در نگنجد ہجراں چہ شے است اینجا

عاشق معشوق اور عشق تینوں اس مقام پر یکجا ہیں۔ جب اس حالت میں وصل کی گنجائش نہیں تو ہجر اس جگہ کیا چیز ہے۔

ہاں راز کی صاحب راز اختیار کرتا ہے اور جس کو راز قبول کرتا ہے وہ صاحب راز ہوتا ہے ؎

سیل بے رہبر بدریا می رساند خویش را
شوق ہر دلہ کہ باشد رہبرِ در کار نیست

پانی کا بہاؤ رہبر کے بغیر بھی خود کو دریا میں پہنچا دیتا ہے جس دل میں ذوق شوق اس کو رہبر کی ضرورت نہیں ہے۔

جو مخلوق کی نگاہ میں دیوانہ ہے وہ نگاہِ خداوندی میں یگانہ ہے ؎

ہر چہ از دیوانہ آمد در وجود
عفو فرماید ازاں دیوانہ زود

دیوانہ اپنی حالت دیوانگی میں جو کچھ کرتا ہے اس دیوانہ کو بہت جلد معاف کر دیا جاتا ہے۔

اہلِ کلید کون؟

یاد رہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہم السلام کی حقیقت یہ ہے کہ تین مرتبہ انا

کہا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عفو فرمایا۔ اور شیطان ایک أنَا سے مردود ہوا۔ عارف باللہ اہل کلید ہیں۔ اہلِ تقلیدا سے صاحب حال مردہ دل غافل سب جان بے باطن اور صاحبِ نفس امّارہ بد خصلت اور کیمیا نظر جس کو نوازے بیک نگاہ اس کا مرتبہ اپنے برابر ہے ؎

آں است نظر زر کہ بحق غرق می کنند
دل ہجر ہمچو دریا در موج می زنند

وہ نظر سنہری ہے کہ فنا فی اللہ کر دے۔ وہ بحالت ہجر دریا کی طرح موجیں لیتا ہے۔

اس کو ریاضت اور چلّہ کشی کی کیا ضرورت ہے اور سالہا سال کی خلوت نشینی سے ایک گھڑی غرق مع اللہ بہتر ہے۔ ریاضت راز کے لیے ہے اور طالب اللہ باطن معمور قرب مع اللہ کے ساتھ حضور میں مستغرق ہے۔

راز دار کون؟

یاد رہے کہ صاحب راز وہ ہے کہ جس سے کوئی وقت قضا اور فوت نہیں ہوتا۔ ہر وقت نماز باراز اور راز بانماز ہے۔ صاحبِ مولیٰ بے نیاز ہے نہ جب اس کو نماز کا وقت آتا ہے۔ حضور باطن سے رخصت ہوتا ہے کہ جا نماز پڑھ ورنہ معرفتِ خداوندی سلب ہو جائے گی۔ پس صاحب راز نماز باجماعت پڑھتا ہے۔

مرشد کامل صاحبِ راز وہ ہے کہ اللہ کے قالب کو بے ذکر ذکر

بغیر مجاہدہ و ریاضت یا تصوّرِ اسم اللہ کا برزخ یا توجّہ باطنی سے عارف باللہ اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی مجلس میں شامل کر دے اور آپ سے بیعت کرا دے اور مرتبہ دلوا دے۔ جو مرشد صاحبِ حضور طالبِ الٰہی کو حضورِ عالم میں سرورِ عالم کے پہنچا دے کیا دشوار ہے۔

خشیت شیطانی

معلوم ہو کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم احمد مجتبیٰ حضرتِ محمّد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہادیٔ دو عالم اور رہبرِ کائنات میں اور حضور نبیٔ غیب دان علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زیارت خوش وقتی اور ایمان کی گواہی ہے۔

جاننا چاہیئے اللہ ربُّ العزّۃ تبارک و تعالیٰ نے حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کے لیے پیدا فرمایا۔ پس شیطان کی قدرت ہے کہ خود کو ہادی کہے اور ہادی کی صورت و مثل ہو۔ شیطان سے کسی مسلمان کو ہدایت نہیں ملتی اور وہ ہدایتِ خداوندی اور اللہ کے نام سے اور حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کے اسم پاک سے اس طرح ڈرتا ہے جس طرح کہ کافر کلمۂ طیبّہ سے ڈرتا ہے۔

سات نشان

تحقیق حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم حضوری کے ساتھ مندرجہ ذیل سات نشان ہیں:

پہلا نشان:- یہ کہ وجود مبارک کی خوشبو اس سے ہے کہ حضرت سیّدہ آمنہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کو ملائکہ نے بصورت بشریت میں میوۂ شجرۃ النور جنت سے لاکر کھلائے اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ و التسلیمات کا اصل وجود مبارک اسی نور کے درخت سے ہے ۔ آپ منی سے تخلیق نہیں فرمائے گئے اسی لیے حرص و حسد آپ کی ذاتِ کریمہ میں نہیں ہے ۔ پس جو آپ کو خاص الخاص سے دیکھے وہ آدمی خاص الخاص ہے ۔

دوسرا نشان :۔ یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم کی مجلسِ پاک میں ذکر بحان ہے کہ اس سے شیطان بھاگتا ہے اور نیز وجود مبارک کی تشریح اور صورت مجلس کو شمائلِ نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ و الثناء سے تحقیق کرنا چاہیے ۔ شمائل نبوی علیہ الصلوٰۃ و السلام کی نقل یہ ہے کہ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحم فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے ۔ آپ گندم گون تھے ، پیشانی کشادہ دندان مبارک کشادہ بینی مبارک اونچی اور چشمان مبارک سیاہ تھیں ۔ داڑھی مبارک کشادہ ۔ ہاتھ مبارک لمبے ۔ انگشتان مبارک باریک اور قد مبارک درمیانہ اور آپ کے جسم مبارک پر بال نہیں تھے مگر سینہ سے ناف تک ایک خط کشید تھا ۔ مہر نبوت یہ ہے :۔

یا محمد روح

یا محمد روح

یا محمد روح
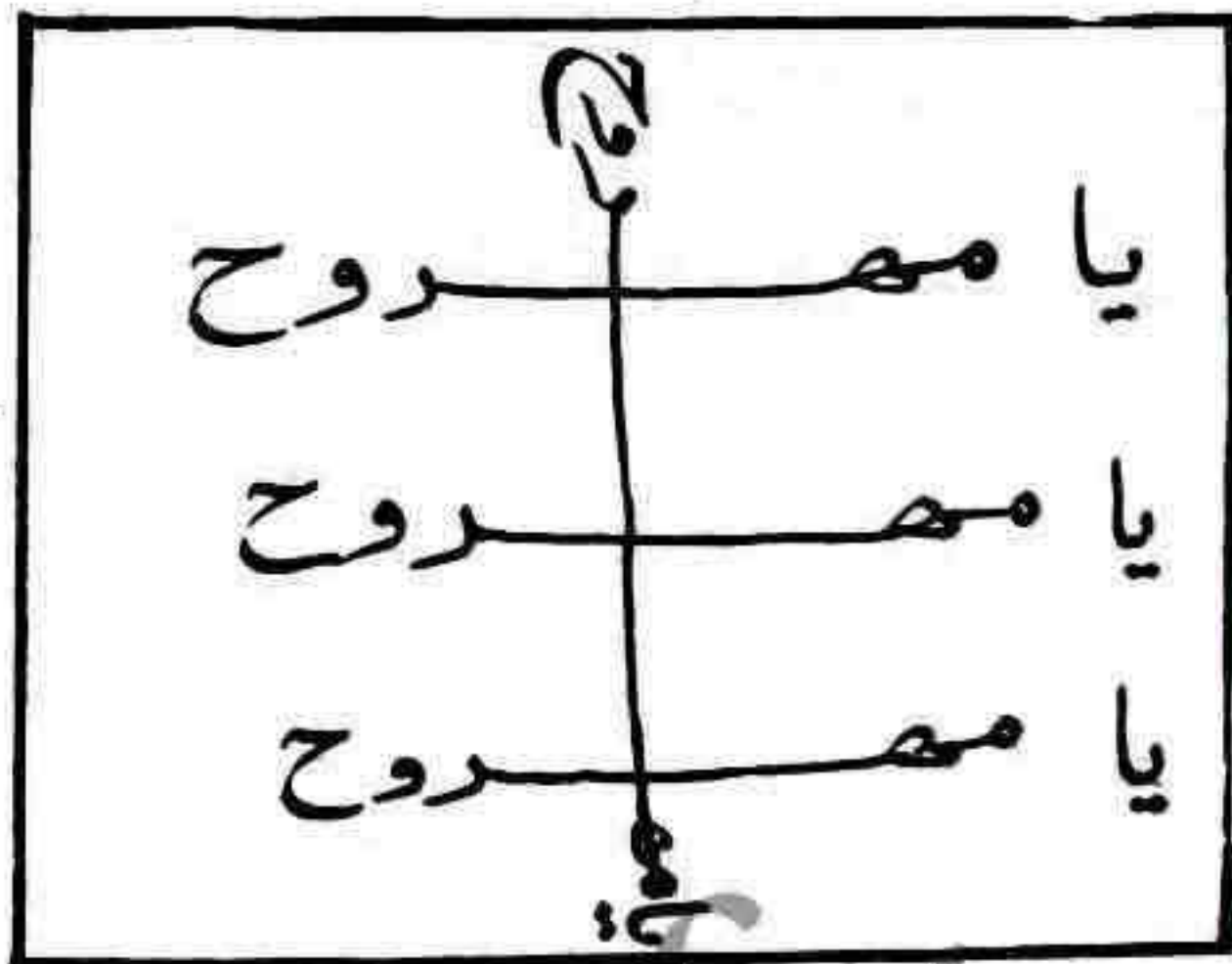
ہر کہ بیند مہر وحی بر پشت ما

بہ ز ہے مہر نبی مصطفیٰ

جو کوئی میری کمر پر وحی کی مہر دیکھتا ہے۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر نبوّت اس سے بدرجہا بلند و بہتر ہے۔

دان مہر وحی نبوی شد ظفر

ہر کہ را آرد شکست آں کافر شمر

جان لے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وحی کی مہر وسیلہ ظفر و کامیابی ہے جو کوئی اس میں شک کرتا ہے اس کا کافروں میں شمار کر۔

وجود انسانی کی کیفیت

جاننا چاہیئے کہ وجودِ انسانی میں دل ہے اور دل میں قلب اور قلب میں سرّ ہے اور سرّ میں نامِ ذاتِ باری تعالیٰ مرقوم ہے کہ اس سرّ سے محروم و بے خبر فرشتہ ہے۔ پس مرشد کامل وہ ہے کہ اس کا طالب اللہ کے نام کو دل پر درست مرقوم دیکھے اور ظاہر کی آنکھ سے معائنہ کرے اور اسم اللہ کے مابین پردۂ خنّاس اور وسوسہ و توہمات اور شیطانی خطرات اور نفسانی تجلیات کے غلبہ سے جل جائیں اور ذات خداوندی اور مجلسِ محمّدی علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ جلد از جلد صورت دکھائے

فقیر عارف باللہ کون؟

جاننا چاہیئے کہ علماء ہرگز عامل نہیں ہوتے جب تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام باطن میں سبق نہ دیں نہ وہ متقی ہوتا ہے۔ اگرچہ تمام عمر ریاضت کرے
مگر فقیر کامل نہیں ہو سکتا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دستِ بیعت نہ
کرے اور اسم اللہ ذات تلقین نہ فرمائیں اگرچہ تمام عمر ضائع کرے اور علمائے
عامل اور فقرائے کامل کو بارگاہِ نبوی سے ہی حصہ ملتا ہے۔ اس حضوری کا گواہ
وہ ہے جو حضوری میں پہنچا دے اور جس کو حضور نبئ پاک صاحب لولاک علیہ
افضل الصلوٰۃ والتسلیمات دریائے وحدت میں غوطہ دیں کہ غوث وقطب اس
سے دست بیعت کرتے ہیں اور اسے فقیر عارف باللہ کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ اگر کوئی باطن میں مشاہدہ کی وجہ سے عرش پر نماز پڑھے یا لوح محفوظ
اس کی ظاہری آنکھ سے مطالعہ میں رہتی ہو یا حقیقت ماضی، حال اور استقبال
کی مشروحاً کہے اور انبیائے کرام اور اولیائے کرام کی ارواح سے ہاتھ سے
مصافحہ کرے اور ہر ایک کے نام کا علم ہو۔ یا ایک جسم سے ہزاروں جسم نکلیں
اور روئے زمین کے سجدوں میں پانچوں وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کرے
پھر ایک جسم میں آئیں یا بارش کے وقت ہر مینہ کا قطرہ فرشتہ کے ساتھ جو زمین
لاتے ہیں اس کی گنتی میں ہو ہرگز معرفت تک رسائی نہیں حاصل کر سکتا
اس لیے کہ عارف باللہ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور میں غرق
ہے اور ان کرامات سے غیور رہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اصلِ مقام

جاننا چاہیے کہ ہر مقام شریعت سے کھلتا ہے اور طریقت شریعت

میں آتی ہے۔ پس فقیر عارف باللہ صاحب شریعت کو کوئی مقام اللہ کے نام سے بہتر نہیں ہوتا۔ اگر تمام زمین، درخت، ریگستان اور آسمان کاغذ بن جائیں اور تمام دریا اور کنوئیں سیاہی بن جائیں ثواب یا اللہ ایک بار کہنے کا نہیں نکل سکتا۔ اگرچہ قلم سرگرداں ہوں۔ پس تو اللہ کے نام کو کیا جانتا ہے کہ مردے قبر میں ہمیشہ کہتے ہیں۔ اے اللہ ہمیں زندہ کرتا کہ ہم دنیا میں جاکر پھر ایک بار یا اللہ کہیں۔

یاد رہے کہ اللہ کا نام قدر والا ہے اور قدرت تلاوت کلام اللہ اور فقیر عارف باللہ اور مجلس محمد مصطفیٰ علیہ التحیتہ والثناء مرنے کے بعد معلوم ہو گی

مَنْ رَاٰنِی گفت آخر مصطفیٰ
چند باشی در حجاب اے پُر ہوا

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر فرما ہی دیا کہ جس نے میری زیارت کی اُس نے اللہ کی زیارت کی۔ اے نفسانی خواہشات سے بھرے ہوئے کب تک پردے میں رہے گا

سر کشف گفت است آخر پاک دیں
ایں سخن لعل است میدانی یقین

دین پاک رکھنے والے نے اپنے کشف کا راز بیان کر دیا ہے۔ یہ بات لعل کی مثل ہے تو اس کو یقین سے جان لے۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ کو اس کی نیک خو اور بدخصلت سے پہچانا جاتا ہے فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ سے رب پہچانا جاتا ہے۔ محبت محرمیت معرفت اور اس کے وصال سے جس نے اپنے نفس کو پہچانا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

کی مجلس پاک میں منظورِ نظر ہوا۔ پس اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ اور جس نے اپنے رب کو پہچانا وہ وحدانیت میں غرق ہوا۔

نبی کا منکر کافر ہے؟

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ لِاَنَّ الشَّیْطٰنَ لَایَتَمَثَّلُ بِیْ وَلَا بِالْکَعْبَۃِ اَیْ مُؤْمِنٍ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ تَحْقِیْقًا لِاَنَّ الشَّیْطٰنَ لَایَقْدِرُ عَلٰی صُوْرَۃِ النَّبِیِّ بِعَیْنِہٖ وَاِنْ تَصَوَّرَ عَلٰی ھَیْئَۃِ شَیْخٍ کَامِلٍ وَلَایَصِیْرُ عَلٰی صُوْرَتِیْ کَعْبَۃِ اللّٰہِ فَمَنْ اَنْکَرَ رُؤْیَۃَ النَّبِیِّ بِمُوَافِقِ وَمَنْ اَنْکَرَ النَّبِیَّ فَقَدْ کَفَرَ۔

جس نے مجھے دیکھا یقیناً حق کو دیکھا اس لیے شیطان میری مثل نہیں بن سکتا اور نہ کعبہ کے ساتھ اے مومن جس نے مجھے خواب میں دیکھا پس گویا حق تعالیٰ کو دیکھا اس لیے کہ شیطان کماحقہ نبی کی صورت کی قدرت نہیں رکھتا۔ اور اگرچہ کامل شیخ کی صورت پر متصور ہوجائے اور کعبہ کی صورت پر۔ پس جس نے رویت نبی کا انکار کیا پس اس نے نبی کا انکار کیا۔ اور جس نے نبی کا انکار کیا وہ کافر ہوا۔

حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس

میں داخل ہونا بہت مشکل کام ہے لیکن خلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے
بجز اس کے مجلسِ محمدی میں پہنچنا نہایت مشکل ہے۔
تیسرا نشان :۔ مجلسِ نبوی میں تلاوتِ قرآن ہے۔
چوتھا نشان :۔ مہرِ نبوت کا مشاہدہ کرنا۔
پانچواں نشان :۔ کعبۃ اللہ میں موجود ہونا۔
چھٹا نشان :۔ حرم مدینہ میں ملازمت کرنا۔
ساتواں نشان :۔ جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مہربان ہوں تو خذ بیدی فرماتے ہیں جیسا کہ اس فقیر پر عنایت ہوئی اور پھر فرماتے ہیں کہ تمھیں اجازت ہے کہ مخلوقِ خدا کے ساتھ امداد کرو جس طرح کہ اس غریب کو اجازت ہوئی۔

پس جو کوئی ان سات مجالس میں حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی نوازشات پر شک کرے اور پریشان ہو کر شک میں پڑے کافر ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے۔ ؎

ہر کہ بیند باطنی رُو مُصطفیٰ
واقفِ اسرار گردد اَز الٰہ

جو اپنے باطن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرتا ہے وہ اللہ کے اسرار کا واقف کار ہو جاتا ہے۔

اعتقاد صدق باید بر نبی
آں کریم و آں شفیع و آں سخی

نبی صلّی اللہ علیہ وسلم پر سچا اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ وہ کریم ہیں شفیع ہیں اور وہ سخی ہیں کہ جنہوں نے کبھی انکار نہیں کیا

انبیاء را کے شناسد جز خدا
یا شناسد آنکہ باشد اولیاء

انبیاء کے مرتبہ و مقام کو اللہ کے سوا کون جانتا ہے یا اولیاء اللہ پہچانتے ہیں۔

انبیاء را کے شناسد جز رسول
یا شناسد آنکہ باشد حق قبول

مقامِ انبیاء کو رسول کے سوا کون سمجھتا ہے یا وہ سمجھتا ہے جو حق کو قبول کرتا ہے۔

اولیاء را می شناسد اولیاء
کور چشمے کے شناسد پر ہوا

ولی کو ولی پہچانتا ہے۔ نابینا کب پہچانتا ہے جو خواہش نفسانی سے پر ہے۔

محرومیّت کا راز

یاد رہے کہ مندرجہ ذیل سات آدمی حضور نبیؐ پاک صاحب لولاک احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی مجلسِ پاک سے محروم ہیں:۔

پہلا آدمی :۔ بے نمازی اور تارک نماز جماعت۔

دوسرا آدمی :۔ بدعتی فقیر۔

تیسرا آدمی :۔ شراب پینے والا۔

چوتھا آدمی :۔ بے باطن عالم۔

پانچواں آدمی :۔ دنیادار اور دنیا سے محبت کرنے والا۔ اگرچہ مخلوق کی نظر میں غوث و قطب کی طرح ہوں۔

چھٹا آدمی :۔ گانا سننے والا اور باتوں کی پوجا کرنے والا۔

ساتواں آدمی :۔ غیبت کرنے والا اور کفر کرنے والا۔

اور جسے یہ مجلس نصیب ہو اس کی بد خصلت نیک خصلت سے بدل جاتی ہے اور اس کا خلق خلقِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے موافق ہو جاتا ہے۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْخُلْقُ نِصْفُ الْاِیْمَانِ

خلق نصف ایمان ہے۔

اسم اللہ کی کمالیت

یاد رہے کہ اسم اللہ آئینہ کی طرح ہے۔ اس میں اٹھارہ ہزار عالم کا تماشا دیکھا جا سکتا ہے اور ہر مقام کو تحقیق کیا جا سکتا ہے۔ اسم اللہ ایک راہ ہے لازوال اس سے وصال ہوتا ہے مرشد کامل صاحب کمال سے ۔

نگاہ جلوۂ ذاتی بجن زباں بحثا

کہ در مشاہدۂ دوست دم زدن غلط است

اس کی ذات کے جلوے پر نظر کر اور زبان کھول کہ جو اس کے مشاہدے میں سانس لینا بھی غلطی ہے۔

یاد رہے کہ اللہ کا نام پاک ہے جو وجود میں قرار پکڑتا ہے۔ اس کی تاثیر ہوتی ہے اور اس کے وجود کو بھی پاک کر دیتی ہے اور معظم ہوتا ہے اور اس کی برکت سے اولیاء ہو جاتا ہے ؎

حیف باشد صورت کش آدم ترا
معنی شیطان شدہ ہمدم ترا

افسوس ہے کہ تیری صورت آدمیوں جیسی ہے مگر حقیقت میں تو شیطان کا ساتھی و چیلہ ہے۔

دامن جاں برکش از آلودگی
نیست در آلودگی آسودگی

اپنی روح کے دامن کو ناپاکی سے دور کر لے کیونکہ ناپاکی میں خوش حالی نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لَذَّۃٌ مَعَ الْخَلْقِ

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اس کو مخلوق کے ساتھ لذت نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قطب ربانی شہباز لامکانی قدس سرہ النورانی نے فرمایا:۔

اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَالْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِاللّٰہِ۔ اللہ سے محبت اور غیر اللہ سے وحشت و دوری اختیار کر۔

جو اللہ کے ساتھ محبت رکھتا ہے وہ مخلوق سے بھاگتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا:

اِخْوَانِ هٰذِهِ الزَّمَانِ جَاسُوْسُ الْعُيُوْبِ

اس عہد کے لوگ عیوب کو تلاش کرنے والے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلدُّنْيَا قَوْسٌ وَحَوَادِثُهَا سِهَامٌ۔ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰهِ حَتّٰى تَنْجُوْا مِنَ النَّاسِ۔

دنیا کمان ہے اور اس کے حوادث تیر ہیں۔ اللہ کی طرف بھاگو تو لوگوں سے خلاصی پاؤ گے۔

ہر چہ باشد پسند خالق پاک

ورنہ باشد پسند خلق چہ پاک

جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ پاک ہے ورنہ جو مخلوق کو پسند ہے اس میں کیا پاکی ہے۔

کسی اہل دانش کا قول ہے:

وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنَّهٗ لَفِسْقٌ

جو اللہ کے نام کے بغیر ذبح کیا گیا اسے مت کھاؤ البتہ وہ فسق ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا يَشْغَلُهُمْ شَيْءٌ عَنْ غَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ طَرْفَةَ الْعَيْنِ

انہیں بجز ذکرِ الٰہی کوئی چیز مشغول نہیں کرتی۔ آنکھ مارتے ہیں۔

یہ ذکرِ غیر مخلوق خفیہ ذکرِ سلطانی مستغرق نور اللہ کے ساتھ وصال ہے۔ یہ خفیہ ذکر نہ زبان سے تعلق رکھتا ہے نہ دل، نہ رُوح اور نہ سر سے۔ یہ ذکر نورِ الٰہی ہے اور اس ذکر سے حضور نبی پاک صاحب لولاک اَحمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کے طالب اس سے مسرور ہیں۔

ارشادِ ربُّ العالمین جل مجدہٗ الکریم ہے:۔

اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْیَۃً

رب تعالیٰ کو رو کر اور مخفی پکارو۔

قلب رفت و رُوح رفت و نفس رفت و با ہوا
در وجود ذکر وحدت غرق فی اللہ باخدا

دل گیا رُوح گئی اور نفس اپنی خواہشات کے ساتھ فنا ہو گیا۔ ذکر کرتا ہُوا مقام وحدت میں فنا فی اللہ ہو گیا۔

اس مقام کو عارف باللہ غرق کا نام دیتے ہیں

معرفت حق را بود با ہفت کام
ہر یکے بگذار و بگذار از مقام

اللہ کی معرفت سے سات مقصد حاصل ہوتے ہیں۔ ہر مقصد کو چھوڑ دے اور ہر مقام سے گزر جا۔

مقام طالب موصل اور مرشد واصل کا دونوں بے حاصل چونکہ فی اللہ سے جُدا بے حقیقت اور معرفتِ خداوندی سے الگ۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَاحِدَۃِ وَالْاٰفَاتُ فِی الْاِثْنَیْنِ

وحدت میں سلامتی ہے اور دوئی میں آفات ہیں۔

مردِ غازی کون؟

حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنار کا ارشاد گرامی ہے۔ سلامتی اللہ تبارک وتعالیٰ جو لازوال ذات ہے اُس کی وحدانیت میں ہے اور بجز اللہ جو دیکھے تو آسمان سات زمین اور مخلوق کی جانب رجوع اور طلب طالب مرید کے لیے دنیا کی طمع ہے۔ یہ تمام راہزن و آفات وبلیات ہیں۔ کشف و کرامات ندامت ہیں اور اولیائے رحمٰن کی کرامات برحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لے جاتی ہیں اور باطل سے دُور رکھتی ہیں۔ اے مردِ کامل کوشش کر کہ تو مردوں کے مراتب سے گزرے۔ حقیقت میں مرد وہ ہے کہ شب و روز لڑائی کرے نفس جو دشمنِ الٰہی ہے اور مردِ غازی وہ ہے جو ایک وار میں غیروں کا سر محبت کی تلوار سے کاٹے اور پریشانی سے نڈر ہو۔ یعنی کرامت سے استقامت بہتر ہے۔

زندیق کون؟

یاد رہے کہ فقیر اللہ کے نام سے زندہ ہے۔ اگر فقیر فقر میں ثابت قدم رہے تو صاحبِ راز ہو جائے۔ جو فقر سے اور اللہ کے نام سے پھرا اور استقامت کی طاقت نہ لایا اور دنیا کی طرف راغب ہوا وہ چیل کی طرح مردار پر نظر رکھتا ہے اور دنیا و آخرت

میں خوار ہیں۔ اس کی آنکھ مرتبۂ فقر اور سلطان الفقر پر نہیں پہنچتی کہ وہ طالب دنیا ہے بلکہ زندیق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ

پس جب صور پھونکا جائے گا اُس کو نفع نہ کرے گا۔

وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ۔

بُرے لقب نہ رکھو ایمان کے بعد فاسق نام بُرا ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

من ابطاء عمله فلا ینفعه نسبه.

جس نے اپنے عمل کو گرادیا نسب اُسے نافع نہیں رہے گا۔

پھر ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لیس فخر المال انما الفخر بالعلم والادب

فخر مال کے ساتھ نہیں ہے علم و ادب کے ساتھ ہے۔

در کیش جانفروشاں فضل و ادب بر ندیست
ایں جا نسب نگنجد آنجا حسب نباشد

جانفروش عاشقوں کے مذہب میں فضل و اَدب کو کوئی اہمیت نہیں۔ اس جگہ نسلی افضلیت کا اعتبار نہیں ہوتا اُس جگہ عظمت و بزرگی کا شمار نہیں ہو

مصنّف کا قول ہے کہ انسانیت میں بزرگ وہ ہے کہ جسے اللہ و رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت دی ہے۔ پس صاحب عزت وہ ہیں جو مولیٰ کی طرف منہ لائے ہیں اور دریائے معرفت میں غوطے کھائے ہیں اور خود کو سپردِ الٰہی کیا ہے۔ یہ گروہ اہل ایمان کا ہے۔ عزۃ وجاہ اور روزی کی طلب میں نہیں ہے۔

کسی دانش ور کا قول ہے:۔

اَذِلَّۃٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّۃٍ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ

دنیا میں مومنین کے لیے ذلت ہے اور کفّار کے لیے عزت ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمُؤْمِنُ تَمَامُ الْعَقْلِ دَائِمُ الْفِکْرِ قَلِیْلُ الضَّحْکِ کَثِیْرُ الْبُکَآءِ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَلِیْلُ الْاَکْلِ حَسَنُ الْخُلْقِ لَطِیْفُ اللِّسَانِ تَارِکُ الشَّھْوٰتِ قَاتِلُ الْھَوَاءِ مُخَالِفُ الشَّیْطٰنِ مُوَافِقُ الرَّحْمٰنِ طَالِبُ الْعِلْمِ زَاھِدٌ فِی الدُّنْیَا رَاغِبٌ فِی الْعُقْبٰی نَاظِرُ الْغَرَآئِبِ۔

مومن پوری عقل والا، ہمیشہ فکر کرنے والا، کم ہنسنے والا، کثرت سے رونے والا۔ خشیت الٰہی سے کم کھانے والا۔ نیک عادت، پاک زبان، نفس کی خواہشات کا تارک۔ ہوس وہوا کا قاتل، شیطان کا مخالف، رحمٰن کا موافق۔ دنیا میں متقی اور آخرت کی طرف رغبت رکھنے والا۔ نادرات کا دیکھنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب تک اپنی اولاد کو بیوہ کی طرح نہ کرے گا اور اپنے بیٹوں کو یتیموں کی طرح اور شب کو کتوں کی طرح

ٹی پر نہ سوئے گا۔ مردوں کی صف کی راہ میں نہ جا سکے گا امید نہ کر۔

اے فسق و فجور کار ہر روزۂ ما
وے پر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما

اے شخص میرا ہر دن کا کام فسق و فجور ہے جیسا کہ میرا پیالہ اور برتن حرام سے لبریز ہے۔

می خندد روزگار می گردد عمر
بر طاعت و بر نماز و روزۂ ما

زمانہ مجھ پر تمسخر کرتا ہے اور عمر گزرتی ہے۔ میری فرمانبرداری اور نماز و روزہ پر جو بیکار ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اشغل قلبك بالله بالكلمته ولولا تشغل قلبك بالله لاشتغل بالغموم والهموم الدنيا۔

اے کہ اپنے قلب اللہ تعالیٰ کی فکر کے ساتھ مشغول رکھ اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی جانب اپنا دل نہ لگائے گا تو تیرا دل دنیا کے غموں اور اندیشوں سے مشغول ہو گا۔

دل دنیا کے غموں کی طرف مشغول ہوا تو اللہ تعالیٰ سے دور ہو گیا اور جس کو ن، فرزند اور خورد و نوش کا غم دل میں پیدا ہوا اسے شغل باطن نہیں ہوتا کہ راب ہے اور خراب دل سے شغل باطن نہیں ہوتا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا

جو میرے ذکر سے منہ موڑتا ہے تو اس کی روزی تنگ کی جاتی ہے۔

اور عیش تنگ کیا ہے کہ دل دائمی طور پر دنیا کے ساتھ مشغول ہو۔ جب دل میں دنیا کا اندوہ وغم ہو تو دیو کا گھر بن جاتا ہے۔

مصنف کا قول ہے جو اللہ کے ذکر میں غرق ہوتا ہے کہ بجز مولیٰ کے دنیا کے کسی مراتب پر راضی نہ ہو۔ اور دل کا ذکر ہر گناہ سے باز رکھتا ہے جیسا کہ ناشائستہ اور نافرمودہ باری تعالیٰ۔ پس مردہ دل اللہ کے ذکر کو کیا جانے۔ کیا تو نے سنا نہیں کہ ملائکہ ہر شب کو منادی کرتے ہیں:۔

لَهٗ مَلَكٌ یُّنَادِیْ كُلَّ یَوْمٍ
لِدُوْا لِلْمَوْتِ وَابْنُوْا لِلْخَرَابِ

ہر دن فرشتہ آواز دیتا ہے تو موت کے قریب ہے اور ویرانے میں مکان بنا رہا ہے۔

اور دل کی زندگی اور ذکر حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی حضوری کے بغیر ثابت نہیں ہوتی۔

ترکِ دُنیا اور حُبِّ دُنیا

یاد رہے کہ ایک شخص کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہدایت وتوفیق کی راہ سے اُس کے دل میں محبت، اخلاص، توحید اور اپنی یگانگی ڈالی اور اپنی طرف کھینچا ارشاد گرامی ہے:۔

جَذْبَۃٌ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تَوَازِیْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ۔

اللہ کے جذبات میں سے ایک ایسا جذبہ ہوتا ہے کہ دونوں جہان کے عمل کے مساوی ہوتا ہے۔

وہ آدمی رحمٰن کا شاکر ہوا اور جو کچھ ظاہر دنیا کا مال اور جنس رکھتا تھا سب فی سبیل اللہ صرف کیا اور گھر ویرانہ کر دیا اور سنتِ عظیم اور فرضِ مستقیم بجالایا۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ۔

دنیا کا ترک کرنا سراسر عبادت ہے اور دنیا کی محبت سراسر خطا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم وبیش انبیائے کرام علیہم السلام حضرت آدم علیہ السلام سے حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تک ہوئے ہیں۔ تمام نے دنیا کو ترک کیا ہے۔ پس تو انبیائے کرام علیہم السلام کے خلاف کیوں کرتا ہے۔

حروفِ دنیا

لفظ دنیا مندرجہ ذیل چار حروف میں منقسم ہے:۔

دنیا کا پہلا حرف :۔ د ہے۔

دنیا کا دوسرا حرف :۔ ن ہے۔

دنیا کا تیسرا حرف :۔ الف ہے۔

حرف د سے دنیاداری نہیں رکھتے۔

حرف ن سے نافرمان فرعون کر دیتی۔

حرف ی سے شیطان کا یار۔

حرف الف سے اظلم اور آدم کش بناتی ہے۔

اے احمق دنیا سے وہ ہر شخص الگ ہوتا ہے کہ دین ہاتھ میں لائے۔

حروفِ دین

لفظ دین بھی تین مندرجہ ذیل حروف میں منقسم ہے :۔

دین کا پہلا حرف :۔ د ہے۔

دین کا دوسرا حرف :۔ ی ہے۔

دین کا تیسرا حرف :۔ ن ہے۔

حرف د سے معرفتِ خداوندی کا دیدہ کھلتا ہے۔ اور مولیٰ پر دیوانہ ہوتا ہے اور حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا طالب ہوتا ہے۔

حرف ی سے اللہ تعالیٰ کی یاری طلب کرتا ہے۔ اہل ایمان بھائیوں اور اہلِ اسلام بھائیوں کے ساتھ۔

حرف ن سے نیت صفا خیر اندیش ہر امیر و فقیر کا جو دین کو ہاتھ میں لایا دنیا کو ترک کرتا ہے اور دنیا کے خطرات سے فارغ ہوتا ہے اور مولیٰ کی طرف

مُنہ کر کے فقر کا لباس پہن کر اور صدق اعتقاد سے پر رکھ کر علیٰحدہ ہو جاتا ہے اسی دن اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو! ایک شخص مجھے دوست رکھتے ہوئے دنیا پلید اور مردار سے علیٰحدہ۔ انبیائے کرام و اولیائے عظام کی ارواح اور اٹھارہ ہزار عالم کو حکم ہوتا ہے کہ سب میرے دوست کی زیارت کے لیے آئیں اور سب آفرین کہیں اور جو آج خاکسارانہ لباس اس نے زیب تن کیا ہے اس لباس کو سب کے سب پہنو۔ یہ مراتب پہلے دن کو عطا ہوتے ہیں۔ ؎

خاکسارانِ جہان را بحقارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

اس دنیا میں عاجزی کرنے والوں کو حقارت کی نظر سے مت دیکھ تجھے کیا معلوم کہ گرد و غبار میں اٹھا ہوا سوار مرد کامل ہو۔

؎ خاکسارم جاں سپارم جاں نثار

حق نگارم غرق وحدت اعتبار

میں عاجز ہوں جان کو اس کے سپرد کر دیا ہے اور جان کو نثار کر دیا ہے میں حق کو محبوب رکھتا ہوں اور دریائے وحدت میں غرق ہونے کا اعتبار کرتا ہوں۔

جاننا چاہیئے کہ مخلوق کی رجوعات اور مخلوق میں غوغا اور مرید ہونا۔ یہ مگس و مور کا مرتبہ ہے اس پر غرور نہ کر کہ قرب وصال اس سے بعید ہے ؎

از خُلق حق حاصل نہ واصل کجا

خلق دنیا راہزن است با سر ہوا

اچھے اخلاق سے حق تعالیٰ حاصل ہوتا ہے ورنہ واصل کب ہو سکتا ہے۔ دنیا کی مخلوق ڈاکو ہے اور نفسانی خواہشات میں پھنسی ہوئی ہے۔

چار چیزیں

یاد رہے کہ فقیر چہار اشیاء کو جزو لازم سمجھے:۔

پہلی چیز :۔ قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔

دوسری چیز :۔ توحید میں غرق ہونا۔

تیسری چیز :۔ شب و روز نفس کا محاسبہ کرنا۔

چوتھی :۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم سخن ہونا۔

یاد رہے کہ لائق ارشاد مرشد وہ ہے کہ اُس کے آگے قرآن وحدیث اور تفسیر ہو۔ اور فقیر کامل اور فیض بخش خاص و عام ہو۔ اور اُس کے دائیں ہاتھ میں فقہ اور کتب فقہ ہوں اور بائیں ہاتھ میں حفاظ کلام ربانی اور عارف باللہ جمیع فقراء باطن صفا مرد مشغول اللہ صاحب استغراق ہوں اور پس پشت دنیادار ہوں جو اس مرشد ضعیف کے ساتھ ہوں تو پہلے طالب جب نظر کرتا ہے تمام راہ دیکھتا ہے اور ایسے مرشد صاحب نظر ہوتے ہیں اور وجود میں اثر تمام ہوتا ہے اور طالب باطل سے نکل کر اللہ تعالیٰ طرف آتا ہے۔ پھر چاہیئے طالب بالیقین مرشد سے تلقین طلب کرے۔ جب یقین حاصل ہو تو اُس کے بعد تسلی مجموعہ بخاطر ہو۔ اس کے بعد تعلیم دل سلیم ہو۔ اس کے مرشد دست بیعت کرے اور تلقین کرے۔ اور تلقین چھ تلقین سے حاصل ہوں۔

۱۔ت ترک ۲۔ت توکل ۳۔ت توحید ۴۔ت ترجم

۵۔ت تواضع ۶۔ت تولّا

بر خدا تمامیت فقراء اور معرفتِ الٰہی اسے فقرِ مطلق کہتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقِیْرُ قُوْتُہٗ مَا وَجَدَ وَلِبَاسُہٗ مَاسَتَرَ وَسُکْنَتُہٗ مَاجَلَسَ۔

فقیر کا رزق وہ ہے جو مل جائے اور فقیر کا لباس وہ ہے جو ڈھانک لے اور اس کا مسکن وہ ہے جہاں بیٹھ جائے۔

جو ان مراتب پر پہنچے دانا انسان ہو۔

حقیقتِ انسان

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْبَیَانِ

انسان بیان کی حکمت ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

اَلْاِنْسَانُ حِکْمَۃُ الْحَقِیْقَۃِ

انسان حقیقت کی حکمت ہے۔

بغیر یقین کے تلقین بیکار ہے اور بے یقین تلقین سے باطنی پردہ نہیں کھلتا۔

ہیچ علمے بہتر از تفسیر نیست

ہیچ تفسیرے بہ از تفسیر نیست

تفسیرِ قرآن سے بہتر کوئی علم نہیں ہے۔ کوئی تفسیر تفسیر سے بہتر نہیں ہے۔

مرشد صاحب تفسیر اور تاثیر روشن ضمیر کیمیا نظر کامل فقیر صاحب شرح مکمل انسان صاحبِ احسان ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْاِنْسَانُ عَبْدُ الْاِحْسَانِ۔

انسان احسان کا بندہ ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانِ

احسان کا بدلہ احسان ہے۔

پھر جب تو دیکھے کہ دستِ راست میں مضطرباں با نغمہ و سرود اور دست چپ میں شراب اُم الخبائث اہلِ دنیا کی مجلس کے ساتھ اور حسن پرستی کے لیے مرد و عورت اور پس پشتِ فقر ہے تو وہ شیطان ہے اور جو تمھیں دکھائے استدراج ہے ایسے فقیر سے طالب خاص دو ٹکڑے ہوتا ہے۔

ارشاد گرامی ہے :۔

مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔

فنائے نفس اور اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا یَمُوْتُوْنَ تحقیق اللہ کے دوست نہیں مرتے :۔ بقا باللہ بروح اور دو نیمہ سے طالب اللہ کے ساتھ الگ ہوتا ہے۔ جاہل کو اس حال سے خبر نہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ۔

میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں کہ عامل ہوں جاہل ابوجہل کی طرح ہے۔ اس سے بات نہ کرو۔ ؎

آنچہ از حق باز دارد جہل زشت
واں کہ با حق می برد علمے بہشت

جو علم اللہ سے دور رکھے وہ بہت بُری جہالت ہے۔ جو علم اللہ کی معرفت عنایت کرے وہ جنتی علم ہے۔

طالب علم بجز امتحان کے نہیں ہوتا۔ جو طالب مولیٰ کا ذاکر ہے سب سے بہتر ہے۔ طالب فضیلت آثار قید میں لانا بہت مشکل ہے ورنہ ہزاروں جاہل ایک نگاہ دیوانہ کرنا کیا مشکل ہے۔ آدمی تزکیۂ روح اور تصفیۂ قلب علم سے نہیں ہوتا۔ کوئی راہ وسیلہ کی طلب کرنا چاہیے ؎

مرد مرشد را طلب کن راہبر
تا دہد از حق ترا کُلی خبر

مرشد کامل سے راہبری طلب کر تاکہ تجھ کو مکمل حق کی خبر سُنا دے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَہٗ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اِجْتِنَابَہٗ۔ اے اللہ ہم کو حق حقیقت میں دکھا اور اس پر چلنے کی توفیق

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

طَلَبُ الْخَیْرِ طَلَبُ اللّٰہِ۔

بہتر طلب اللہ تعالیٰ کی طلب ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذِکْرُ الْخَیْرِ ذِکْرُ اللّٰہِ۔

بہتر ذکر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

مصنف کا قول ہے:۔

ذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ ذِکْرًا۔

اللہ کا ذکر سب سے بڑا ذکر ہے۔

اقسامِ ذکر

جاننا چاہیئے کہ ذکر مندرجہ ذیل چار اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ جس ذکر میں سے آیات روشن ہوں۔

دوسری قسم:۔ جس ذکر سے مکاشفہ ہو۔

تیسری قسم:۔ جس ذکر سے طبقات و درجات کا طے حاصل ہو۔

چوتھی قسم:۔ جس ذکر سے وحدت میں غرق ہو۔ ؎

ہر یکے ذکرے کشاید ذکرِ ذات

ذکر دست ذکر سرور کائنات

ہر ذکر ذات کے ذکر کو جاری کر دیتا ہے۔ ہاتھ کا ذکر سر کا ذکر کائنات میں ہے۔

جس کے وجود میں ذکر سروری قرار پکڑے وہ ظاہر و باطن حضور سید عالم نورِ مجسم شفیع معظم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے ملاقات کرے

اور حضور میں پہنچائے۔ اور جو شخص آپ کو حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قدم مبارک پر نہ پہنچائے اُس کی پیروی نارواہے اور جو اس صفت سے متصف ہیں اُن سے حاسد دیدہ حسد کا نہیں بند کر سکتے۔ آپ کی پیروی کے دوراہ میں جو ان راہ پر نہ چلے گمراہ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَوْلَا الْحَسَدُ فِی الْعُلَمَآءِ لَصَارُوْا بِمَنْزِلَتِ الْاَنْبِیَآءِ

اگر علماء میں حسد نہ ہوتا تو بمنزلہ نبیوں کے ہوتے۔

عالم کے وجود میں تین چیزیں ہوں:۔

پہلی چیز:۔ حرص۔

دوسری چیز:۔ حسد۔

تیسری چیز:۔ کبر۔

تو وہ انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے۔ ؎

نمی ترسند عاشقاں دائم
لَا تَخَافُوْنَ لَوْمَۃَ لَآئِمٍ

عاشق ہمیشہ کسی سے کبھی نہیں ڈرتے وہ ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں رکھتے۔

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہ کو شاید فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہ اور لذت لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کی نہ چکھی ہے۔ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ بچشم باطنی نہ دیکھا ہے۔ اور مراتب نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ کے نہیں دیکھے ہیں۔ اور جانب کُلُوْا وَاشْرَبُوْا

تُسرفوا ان اللہ یحب المسرفین. حبّ دنیا کی طرف دوڑے ہیں ؎

تا گلو پُر مشو کہ دیگ نۂ
آب چنداں مخور کہ ریگ نۂ

گلے تک پیٹ کو کھانے سے مت بھر کہ تو دیگ نہیں ہے پانی بھی زیادہ پی کر تو ریت نہیں ہے۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

مَنْ جَلَسَ مَعَ ثَمَانِیَۃَ اَصْنَافٍ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ ثَمَانِیَۃَ اَشْیَاءَ مَنْ جَلَسَ مَعَ الْاُمَرَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلْحِرْصُ وَمَنْ جَلَسَ الْفُقَرَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلرِّضَاءِ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْ قِسْمَۃِ الرِّزْقِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصِّبْیَانِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَللَّھْوَ وَاللَّعِبَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ النِّسَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلْجَھْلَ وَالشَّھْوَۃَ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الصَّالِحِیْنَ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ الرَّغْبَۃُ فِی الطَّاعَاتِ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْعُلَمَاءِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلْوَرَعَ وَالتَّقْوٰی وَمَنْ جَلَسَ مَعَ الْفَاسِقِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلذَّنْبُ وَالنِّسْیَانِ وَالتَّوْبَۃُ وَمَنْ جَلَسَ مَعَ السَّکُوْتِ زَادَھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ اَلرَّحْمَۃُ۔

جو آٹھ قسم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں آٹھ خصلتیں پیدا کر دے گا۔ جو امیروں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ اس میں حرص پیدا کر دیگا

۲۔ جو فقیروں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ اس میں رضا پیدا کر دے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ رزق تقسیم کرتا ہے۔

۳۔ جو بچوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں لہو ولعب پیدا کر دے گا۔

۴۔ جو عورتوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں شہوت اور کوشش پیدا کر دے گا۔

۵۔ جو نیکوں کے ساتھ بیٹھے گا تو اللہ اس میں نیکی کرنے کی رغبت زیادہ کر دے گا

۶۔ جو علماء کی صحبت میں بیٹھے گا تو اللہ تعالیٰ اس میں تقویٰ پرہیزگاری پیدا کر دے گا۔

۷۔ جو فاسق کے پاس بیٹھے گا تو اللہ اس میں گناہ اور بھول پیدا کر دیتا ہے۔

۸۔ جو خاموش بیٹھنے والوں کے پاس بیٹھا تو اللہ اُس پر اپنی رحمت زیادہ کر دیتا ہے۔

آدمیت کی اقسام

یاد رہے کہ آٹھ قسم کے آدمیوں کے پاس بیٹھنے سے آٹھ چیزیں حاصل ہوتی ہیں:۔

۱۔ اُمرا کے ساتھ۔

۲۔ حرص فقراء کے ساتھ۔

۳۔ رضا اُس رزق کے ساتھ جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کے مقدر میں لکھا ہے۔

۴۔ لڑکوں کے ساتھ کھیل کود۔

۵۔ عورتوں کے ساتھ جہالت و شہوت۔

۶۔ صالحین کے ساتھ رغبت فی الطاعات۔

۷۔ علماء کے ساتھ پرہیزگاری اور فاسق کے ساتھ گناہ۔

۸۔ توبہ سے نسیان اور سکوت کے ساتھ رحمت۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

جُمُوْدُ الْعَيْنِ مِنْ قَسْوَةِ الْقَلْبِ. مِنْ اَكْلِ الْحَرَامِ مِنْ كَثْرَتِ الذُّنُوْبِ مِنْ نِسْيَانِ الْمَوْتِ. وَنِسْيَانِ الْمَوْتِ مِنْ طُوْلِ الْاَمَلِ مِنْ حُبِّ الدُّنْيَا وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ.

آنکھوں میں آنسو نہ آنا دل کی سختی اور حرام خوری اور گناہوں کی کثرت اور موت کو بھول جانے کی وجہ سے ہے اور موت کو بھول جانا طویل مصیبتوں میں ڈال دیتا ہے اور دنیا کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور دنیا کی محبت کی وجہ سے تمام گناہ سرزد ہوتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید فرقان حمید میں دنیا اور دنیا والوں کی کوئی عزت نہیں ہے۔ دنیا اور دنیا والوں کا تعلق تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ سے ہے۔ فقر اور اہل فقر کا تعلق تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ سے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.

اس کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہم
جانتے ہیں جو کچھ خشکی میں ہے اور جو پتہ گرتا ہے وہ اس کو جانتا ہے
کوئی دانہ ایسا نہیں جس کو وہ نہ جانتا نہ ہو چاہے وہ زمین کے اندھیروں
میں ہو اور کوئی تر و خشک ایسا نہیں جو کتاب مبین میں نہ لکھا ہو۔

اس آیت مبارک کو جو شخص اسم اعظم کے ساتھ ملا کر پڑھے تو تمام بر و بحر میں
جو کچھ ہے اُس سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ مگر فقیر صاحب شریعت دیکھ کر چھپاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لِلْفُقَرَآءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ
وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَّيَنْصُرُوْنَ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ۔

فقراء کے لیے اے مہاجرین کہ نکالے گئے اپنے شہروں اور مالوں کو
وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضامندی حاصل کرتے ہیں اور وہ اللہ اور
رسول کی مدد کرتے ہیں اور یہ لوگ صادقین میں سے ہیں۔

فقیر اصحاب دستِ بیعت محبوب خدا خواجۂ ہر دو سرا احمد مجتبیٰ حضرت محمد رسول
اللہ علیہ التحیۃ والثناء ایک دوسرے سے اس دن سے ہیں۔ پس جو فقیر کا
گلہ کرتا ہے گویا وہ خدا کا گلہ کرتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کا گلہ کرتا ہے اس سے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بیزار ہیں۔

حقیقی اندھا کون؟

علمائے کرام کا اکثر قول ہے کہ اس زمانہ میں فقیر ولی اللہ صاحب ولایت

روئے زمین پر کوئی نہیں ہے اور جو کہ علم فقہ اور مسائل پڑھ لیتے ہیں وہ ظاہر و باطن سے باخبر اور ولی اللہ مرشد ہادی سے نہیں ہوتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَ اَضَلُّ سَبِيْلًا۝

جو یہاں اندھا ہے وہ وہاں بھی اندھا ہے اور راہ سے زیادہ گمراہ ہے۔

اے مادرزاد اندھے سنئے تفسیر منیر كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ میں بیان کیا گیا ہے کہ شب و روز کی ۲۴ گھڑیاں ہیں اور ہر گھڑی میں انیس ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں اور ہر سال میں ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ ۶۰ ہزار آدمی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ۱۹ ہزار عاشق ذات اللہ وجود میں آتے ہیں اور جہان ان کی برکت سے قائم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے ارشاد فرمایا:۔

اَبْدَالُ اُمَّتِيْ اَرْبَعُوْنَ اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ بِالشَّامِ وَثَمَانِيَةَ عَشَرَ بِالْعِرَاقِ مَامَاتَ وَاحِدٌ هُمْ اِلَّا بَدَّلَ اللّٰهُ بِمَكَانِهٖ اٰخَرَ فَاِذَا جَآءَ الْاَمْرُ مَاتَ الْكُلُّ۔

میری اُمت کے ابدال چالیس تن ہیں ہمیشہ رہتے ہیں چنانچہ بائیس ملک شام میں اٹھارہ عراق میں۔ جب ان میں سے ایک وصال کر جاتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اپنی مخلوق میں سے دوسرے کو قائم کر دیتا ہے۔ پس جب تک قیامت آئے گی سب یکبارگی دنیا سے باہر جائیں گے۔

اولیاء اللہ کی تعداد

پس دیگر اولیاء اللہ کے تین سو پچاس (۳۵۰) آدمی اولیائے روز سے دائمی طور پر ہیں۔ اس عدد سے خالی نہیں ہوتے۔ چنانچہ تین سو ابطال، چالیس ابدال، اور سات سیاحت سے اور پانچ اوتاد سے اور تین اقطاب اور ایک غوث۔ پس یہ اولیائے رحمٰن کے مراتب معلوم ہوئے۔ کسی وقت میں ۳۵۶ تن سے جدا نہیں ہوتے اور نہ کم ہوتے ہیں۔ ہر وقت ہر زمانہ میں زیادہ ہوتے ہیں۔ مرتبۂ اوّل کے تین سو تن ہیں کہ ارباب سلوک کی اصطلاح میں انہیں ابطال کہا جاتا ہے اور خواہشات سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔ مرتبۂ دوم کے چالیس تن ہیں انہیں ابدال کہتے ہیں کیونکہ اخلاق ذمیمہ اخلاقِ حمیدہ سے تبدیل کرتے ہیں۔ مرتبۂ سوم کے سات تن سیاحت کے ہیں اور یہ سیر و سیاحت میں رہتے ہیں اور مخلوق کی کارسازی میں حسب ارادہ حق مشغول ہیں اور ۳۴۷ تن سے ذکر کیا گیا۔ کسی کو درجۂ ارشاد میں مقام نہیں ہے اور پھر دوسرے تن ہیں کہ صاحبِ ارشاد ہیں کہ ان کی حقیقت تجلیاتِ ذاتیہ اور اسمائے صفاتیہ کے تحت میں مضمحل اور ناچیز ہوئی اور حضرت واجب الوجود نے تکمیل ناقصین کے لیے کئی بار ان کو تنزل کر دیا اور ان کے مراتب میں بھی امتیاز ہے اول پانچ

تن ہیں کہ وہ اوتاد ہیں اور تین اقطاب اور ایک قطب الاقطاب جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جانشین ہے۔

مردان خدا کی حقیقت کا انکشاف

حضرت عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:۔

ثَلٰثُ مِائَةٍ کُفْرٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اٰدَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَرْبَعُوْنَ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَسَبْعَةٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَخَمْسَةٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی جِبْرَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَثَلٰثَةٌ قُلُوْبُھُمْ عَلٰی قَلْبِ مِیْکَائِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَوَاحِدٌ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا حِلُّ قَلْبُہٗ عَلٰی قَلْبِ اِسْرَافِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِذَا مَاتَ الْوَاحِدُ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثَةٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ خَمْسَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ خَمْسَةٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ سَبْعَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنَ الْاَرْبَعِیْنَ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِ مِائَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِ مِائَةٍ فَاِذَا مَاتَ مِنْ ثَلٰثِ مِائَةٍ یُبَدِّلُ اللّٰہُ مَکَانَہٗ مِنْ عَامَّةٍ بِھِمْ یَرْفَعُ اللّٰہُ الْبَلَاءَ عَنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ۔

زمین میں تین سو آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت آدم علیہ السلام کی طرح ہیں اور چالیس آدمی ہیں اُن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہیں اور سات آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ہیں اور پانچ آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرح ہیں۔ اور تین آدمی ہیں کہ ان کے دل حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرح ہیں اور ایک ہے کہ اس کا دل حضرت اسرافیل علیہ السلام کی طرح ہے۔ پس جب ایک وصال کرتا ہے تو ان تین سے اس کا مرتبہ پہنچتا ہے اور ان تین سے وصال کرتا ہے تو ان پانچ میں سے وصال کرتا ہے تو سات میں سے ایک کو اُس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب سات میں سے ایک وصال کرتا ہے تو چالیس سے اس کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ اور جب چالیس سے ایک مرتا ہے تو تین سو میں سے ایک کو اس کا مرتبہ پہنچتا ہے۔ قیامت تک ہرگز ان تین سو سے کم نہ ہوگا اور ان سے برکت سے اُمت سے بلائیں دُور رہتی ہیں۔

اور تمام عمر علم پڑھنے سے بہتر ہے کہ سات دن مرشد صاحب ارشاد کی خدمت میں اُس کی برکت سے سعادت ابدی فقراء اور درویشوں کو پہنچتی ہے۔

مراتب رزق

روایت ہے کہ آدمی کو رزق میں مندرجہ ذیل پانچ مراتب حاصل ہیں:۔

پہلا مرتبہ :۔ جو روزی کسب سے دیکھیں اور جانیں وہ آدمی کافر ہیں۔

دوسرا مرتبہ :۔ روزی کو خدا سے جانیں دے یا نہ دے۔ یہ منافق ہیں اور شک کریں۔

تیسرا مرتبہ :۔ روزی اللہ تعالیٰ سے دیکھیں اور کسب سے جانیں۔ یہ لوگ مشرک ہیں۔

چوتھا مرتبہ :۔ روزی سے زکوٰۃ ادا کریں اور روزی کے حصول کے لیے مصیبت میں نہ پڑیں۔ یہ آدمی مخلص ہیں۔

پانچواں مرتبہ :۔ روزی اللہ تعالیٰ سے جانیں اور روزی کے لیے اللہ تعالیٰ سے عاصی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم کیا ہے ادا نہ کریں یہ فاسق ہیں (تنبیہ الغافلین)

لقمۂ حلال

مصنف کا قول ہے کہ کافر کو روح کافر اور دل کافر اور نفس کافر اور عقل کافر اور علم کفر سے لیتا ہے اور اُس کا رزق کفر حرام ہے۔ منافق کی رُوح منافق دل، منافق نفس منافق اور عقل منافق اور علم بھی اس کے لیے منافقت ہے۔ اور اس کا رزق بھی نفاق یعنی علم دنیا کے لیے حاصل کرتا ہے اور اس کو خصلتِ بد حرص وحسد میں ڈالتی ہے۔ اور مومن کی رُوح مومن اور دل مومن اور نفس مومن اور علم بھی اس کا اسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی امان میں معرفت الٰہی کی طرف لے جاتا ہے اور جو رزق کھاتا ہے خدا کا شکر ادا کرتا ہے اور نفس سے انصاف

دیتا ہے۔ ؎

حیف بود صورتِ آدم ترا
معنی شیطاں شدہ ہمدم ترا

افسوس ہے کہ تیری آدمیوں جیسی صورت ہے حقیقتاً شیطان تیرا ساتھی و دوست ہے۔

مومن وہ ہے کہ سینہ کی صفائی اور آنکھ کی بینائی سے اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ کرے ؎

خندہ ہا بر سینہ صافاں مکنی ہوشیار باش
ہر کہ بر آئینہ خندد درویش خندہ خود شود

تو صاف دل والوں کی ہنسی اُڑاتا ہے۔ ہوشیار ہو جا کیونکہ جو کوئی شیشہ کے سامنے ہنستا ہے وہ خود اپنے اُوپر ہنستا ہے۔

کلیات اہل تقویٰ درویشوں پر لازم ہے کہ لقمۂ حلال کھانے وقت انسانی دل لقمہ ہے کہ ذکر کے ساتھ اُس سے تخم اعمال پاک زمین میں ہوتا ہے اور اگرچہ حلال ہو۔ بوالہوس کی دنیا بجلی کی طرح راحت اور بے ثبات ہے۔ اور اس کی محبت اَبر کی تاریکی کی طرح بے بقا ہے۔ پس اس کی نعمتوں کے فوائد کے ساتھ محبت نہیں کرنی چاہیئے اور نہ اس غم کی سیاہی سے درد چاہیئے۔

وسیلہ کی برتری

جاننا چاہیئے کہ ایک شخص نے گناہ کرتے وقت اپنے نفس سے کہا

کہا اے نفس اللہ تبارک و تعالیٰ حاضر و ناظر ہے اور حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو شفیع لایا۔ اور قرآن و حدیث اور مسائل پڑھے اور کہا کہ اے نفس وقتِ نزع کی تلخی اور منکر نکیر کے سوالات وجوابات اور عذابِ قبر اور دستِ راست اور دستِ چپ میں اعمال نامہ لینا اور اچھائی و برائی کا وزن قیامت کے میدان میں درپیش ہے۔ اس لیے اے نفس اٹھارہ ہزار عالم میں شرمندہ نہ ہوگا۔ اور پل صراط کا گذر اور دوزخ کی آگ میں جلنا اور جنّت کی نعمتوں سے محرومیّت کو یاد کر۔ اور اے نفس شرابِ طہور کا دست مبارک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پینا اور رب تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونا، کوئی دوسری نعمت اس کے مساوی نہیں ہے یہ تمام تشریح خوف و رجا اور پند و نصاحت نفس سے کہا اور نفس گناہ پر غالب ہُوا اور مرشد کامل کا وسیلہ گناہ اور طالب کے درمیان حاصل ہُوا۔ اور طالب کو اس گناہ سے نجات دلائی۔ کامل مرشد اپنے مرید کو ہرگز گناہ نہیں کرنے دیتا۔ ظاہری اور باطنی صورت میں موجود ہوتا ہے اس لیے وسیلہ بہتر ہے فضیلت سے اور فضیلت وسیلہ کے لیے ہے یعنی علم معرفت حق کے لیے ہے ؎

مرشد آں باشد قوی در راہِ اللہ
طالباں را باز داد از گناہ

اللہ کے راستہ پر چلانے والا وہ پیر طاقت ور ہے کہ مریدوں کو گناہوں سے دور رکھے۔

تو نمی دانی کہ آں یا تو قریب
نفس راہزن را بود با تو رقیب

تو نہیں جانتا کہ وہ تیرے قریب ہے اور ڈھونڈ اکو نفس تیرا رقیب ہے۔

انتہائے فقر

یاد رہے کہ علماء کی انتہا منطق و معانی اور فقراء کی ابتداء یہ سبق خوانی پہلے دن سے ہے یعنی الف اللہ بس اور ماسوی اللہ ہوس۔ اور انتہائے فقراء یہ ہے کہ جانے تو بس ور بس آیا۔ بس سب کا سب قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن کی ابتداء ب بسم اللہ الرحمن الرحیم اور قرآن کی انتہا س ہے۔ مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاس۔ پس تو اگر علم کو جمع کرے بس ہو۔ یعنی اللہ تعالیٰ تیرے لیے کافی ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے:۔

مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا فَهُوَ مَوْلَائِیْ

جس نے مجھے ایک حرف سکھایا وہ میرا آقا ہے۔

حرف یہ ہے مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْكُلّ۔ جب حرف کل اور عقل کل اور علم کل بجز اس کے سب چیز جزو کل میں آئے۔ عبودیت ربوبیت کے لیے ہے اور ربوبیت خاص راز رب کو کہتے ہیں اور وہ فقیر عارف باللہ کے مقدر میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

جو مجھے پانا اور پہچاننا چاہے وہ فقیر عارف باللہ سے پائے۔ اور پہچانے۔

پس عارف باللہ معرفت خداوندی میں نادیدہ نہیں ہے اور کوئی شے اس سے

مخفی نہیں ہے۔ عارف جو دیکھتے ہیں وہی کہتے ہیں بحکم الٰہی بحکم رسول کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى۔

وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ ط

جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان اس سے کوئی شے مخفی نہیں۔

اور جو مندرجہ بالا آیۂ کریمہ کو اسم اعظم ملا کر ترتیب سے پڑھے اور ہر ایک اسم اعظم پر نگاہ کرے تو ہر دینی و دنیاوی مطالب کا ناظر ہو اور سب کچھ اس پر مشروع حاضر ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ط

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ

وَلَا فِی السَّمَآءِ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو رحمٰن اور نہایت مہربان ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں وہ ایسا ہے تمہارے رحموں میں صورت کھینچتا ہے جس طرح چاہا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں غالب اور صاحب حکمت ہے۔

کلام اللہ کی اہمیّت

یاد رہے کہ اللہ کا کلام اللہ کا خزانہ ہے۔ نامحرم اس سے واقف نہیں ہے قرآن رازِ الٰہی اور ہادی دو عالم ہے اور رہبر و رہنما ہے۔ جو اس پر شک کرے وہ مطلقاً کافر ہے ؎

غیب داں گر غیب بخشد غیب نیست
ہر چہ بینی چشم خود آں غیب نیست

غیب جاننے والا اللہ اگر کسی کو علم غیب عنایت کرے تو وہ غیب نہیں جو کچھ تو اپنی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ تیرے سے غیب نہیں ہے۔

غیب آں باشد کہ گوئی سر ہوا
دل ضمیرش آئینہ با حق صفا

غیب وہ ہوتا ہے کہ تو اپنی خواہش نفسانی سے کہے۔ دل پر جو بات وارد ہو تو دل اللہ کا صاف آئینہ ہے۔

جو اس حالت تک رسائی حاصل کر لے مقامات سے ہے۔ جس کو باطن سے کشائش کشف ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی پر ہے کہ اللہ کے ذکر سے یا لا الٰہ الا اللہ کے ذکر سے ایک مرتبہ مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے اور طالب الٰہی پر غالب آتا ہے۔ حوصلہ بلند چاہیئے کہ تجلی رحمانی، تجلی نبوی، تجلی روحانی، تجلی مقامِ نفسانی، تجلی مقام شیطانی، تجلی مقام ذکرِ قلبی، تجلی مقام ذکرِ روحانی، تجلی مقامِ ملائک، تجلی مقام جنونیت سب طریقت میں ہیں کہ طالب پر صادق ہوتی ہیں۔

اقسامِ تجلی

یاد رہے کہ تجلی دو اقسام میں منقسم ہے :-

پہلی قسم :- اللہ کے نور اور نظرِ رحمت سے اور اللہ کے نور سے، قلب کے نور سے، روح کے نور سے، خاکیوں کے اسلام کے نور سے اور ملائکہ کے نور سے، جب یہ نور جمع ہوتے ہیں، جمعیت اور ترک و توکل اور صبر و سکر اور شوق و غنا دل کی اور توفیق طاقت کی اور ذکر و فکر کی اور محبت، و فنا و بقا اور غرق معرفت الٰہی اور علم شریعت کو پاتا ہے۔

دوسری قسم :- تجلی ناری ہے کہ نفس کی آگ سے غصہ اور غضب و کینہ و حرص و طمع اور طلبِ دنیا اور معصیت و جنونیت کی آگ سے کہ اس سے مخلوق کی رجوعات اور ترقی و درجات اور دنیا داروں کے تابع ہونے

اور عالم جن اور دیو اور شرب و بدعت اور نماز ترک کرنے اور زکوٰۃ نہ دینے اور
حج نہ کرنے اور کفار سے اخلاص ۔ یہ آگ جب وجود میں آتی ہے مرتبہ انا فرعون
کا منہ دکھاتا ہے ۔ دل سیاہ ہوتا ہے ۔ نیکی اور برائی برابر جانتا ہے ۔ یہ مقام
استدراج ہیں اور جو تم کو دکھاتا ہے اس پر اعتبار نہیں کرنا چاہیئے کہ شرع
کا مخالف مردود ہے ۔

اسرار ربانی کا ظہور ہونا

یاد رہے کہ تمام مقام عرش سے فرش تک امتحان کے لیے ہیں ۔ جو اللہ
تعالیٰ سے باز رکھے وہ ڈاکو اور شیطان ہے کیونکہ ملائکہ کا مکان انسان کو
تابع کرنا ہے اور انسان ذکرِ رحمانی کے لیے ہے ۔ اور یہ مقامات نوری اور
ناری دس لاکھ ستر ہزار سینتیس طریقت میں ہیں ۔ حق سے بہت دور اور اہل
طریقت آپ سے واقف ہے ۔ اور جو ان مقامات سے نکلے ولایت پر پہنچتا
ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَی النُّوْرِ ۔

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا دوست ہے ان کو اندھیرے سے اُجالے
کی طرف نکالتا ہے ۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

اللہ زمین و آسمان کا نور ہے

یہ ایک نور ہے، سرد آگ کہ یہ آگ معطر سُرخ رنگ سپانی کی کثرت سے ہے کہ دل کی قندیل میں آتی ہے گلاب کی طرح دل کا شیشہ کشادہ کہ اس میں محبت خداوندی کا درخت کہ اس سے معرفت کا روغن ٹپکتا ہے۔ فتیلہ دماغ کے چراغ میں روشنی مارتا ہے اور تمام اسرار ربانی کا ظہور ہوتا ہے اور ہر تاریک دل روشن ہوتا ہے۔

دیوانگی کا راز

جاننا چاہیئے کہ طریقت میں ہزاروں دیوانے رجعت کھا کر خودی سے بے خود ہو کر جنونیت میں مردہ پڑے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک سلامتی کی گیند لے گیا ہے۔ اس لیے مرشد کے لیے ضروری ہے کہ پہلے طالب کو طریقت کے مقام دکھائے اور اگر دکھائے تو ایک رات دن دکھا کر طریقت سے کھینچ لے اور حقیقت کو پہنچائے ورنہ طالب طریقت میں اکتالیس برس سکر وصحو اور حسرت وعبرت میں جلے گا اور خراب ہوگا اور جب نکلے گا۔ ورنہ طریقت سراسر دیوانگی اور دیوانگی حق سے بیگانگی اور ہوشیاری حق سے یگانگی۔ یہ فقر بہت مشکل ہے۔ اس کی مشکل کشائی مرشد کرتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

یَمْشِیْ عَنِ الرَّأْسِ بِدُوْنِ الْاَقْدَامِ

پاؤں کے بغیر سر سے چلتا ہے۔

اے صاحب مجاہدہ آنکھ کھول کہ مشاہدہ کرنے والے کا دل بیدار ہوتا ہے۔ وہ کام میں آتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
يَنَامُ عَيْنِي وَلَا يَنَامُ قَلْبِي
آنکھ سوتی ہے اور دل جاگتا ہے۔

حروف آدم

یاد رہے کہ لفظ آدم تین حروف میں منقسم ہے:۔
پہلا حرف:۔ الف ہے۔
دوسرا حرف:۔ د ہے۔
تیسرا حرف:۔ م ہے۔

حرف الف سے ادب۔ احیاء۔ اُنس۔ اُلفت۔ احسان۔ ارادہ صادقہ۔

حرف د سے دائمی عبادت۔ دم ذکر میں رواں۔ دل زندہ اور دال آدم کے دل پر دلالت کرتی ہے۔ بصورت الہام الٰہی موافق قرآن وحدیث کے شہادت دیتی ہے کہ اس سے علم غیب، علم فتوحات، ارادت خاص الخاص۔ اسم اللہ سے اور ظاہر و باطن سے۔ علم کے دال خبر دیتی ہے۔ جب آدمی اس مقام پر پہنچتا ہے تو چاہیئے کہ اس امر کا ورد کرے لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ازاں بعد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی ضرب لگائے کہ اس سے خوف ورجا پیدا ہو اور فقر خداوندی اور محبت الٰہی کا منہ دکھائے اور ہر دم سوز وگداز بکثرت ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ

اور ہم تمھیں خبر دیتے ہیں کہ وہ خوف اور بھوک اور نقصان کا مال ہے۔

حرف م سے مروّت، مردانگی میدان شجاعت میں کہ نفس کے ساتھ لڑائی ہے۔ اور مردار کو ترک کرنا اور مردود دنیا اور مغضوبِ الٰہی سے باز رہنا۔

مرد کون؟

یاد رہے کہ مرد وہ ہے کہ مولیٰ کا طالب دل وجان سے ہو۔ اور دنیا پر پشت ہو۔ جو ایسا ہے وہ آدم صاحب عبودیت کریم ہے ورنہ لئیم۔ اور ایسے آدم حیوان صورتِ بشر اور گاؤ خر کی طرح مردہ دل اور بے خبر بکثرت ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے اولٰئک کالانعام بل ہم اضل۔ بندہ وہ ہے جو بندگی کے ساتھ کما حقہ فرمانبردار رہے اور تمام احکام و پیغام کو بجا لائے۔ ؎

نیست آدم آنکہ با عقل وشعور
آدم آں است آنکہ باحق شد حضور

جو عقلمند اور باشعور ہے وہ درحقیقت آدمی نہیں ہے۔ اصل میں آدمی وہ کہ جو بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوتا ہے۔

گرچہ آدم صورتِ سیرت بخر
نیست آدم آنکہ از حق بے خبر

اگرچہ وہ شکل وصورت میں آدمی ہے لیکن سیرت میں گدھا ہے۔ وہ آدمی نہیں ہے کہ جو حق تعالیٰ سے بے خبر ہے۔

آدمی سریست با سرارِ حق
آدمی بو دست کم اندر خلق

اللہ کے اسرار میں سے آدمی ایک راز ہے۔ مخلوق میں آدمی بہت ہی کم ہوتے ہیں۔

مشکل آدم شناسی از قیاس
کے شناسد آدمی را از لباس

تو آدمی کو قیاس سے مشکل ہی پہچان سکتا ہے۔ آدمی کو لباس سے کون پہچان سکتا ہے۔

چشم می باید شناسی دل صفا
می شناسد عارفاں مرد خدا

صاف دل والوں کی شناخت کرنے کے لیے چشمِ بینا درکار ہے۔ اللہ والے عارفوں کو پہچان لیتے ہیں۔

آدمی از نور نور از نور بین
نور با نورش رسد صدق و یقین

آدمی نور سے ہے تو تو نور کو نور معرفت سے دیکھ۔ نور نور تک رسائی حاصل کر لیتا ہے صدق و یقین کے ساتھ۔

حضرت سلطان العارفین نے کیا خوب فرمایا:۔

صِدْقُ الْیَقِیْنِ صِفَاتُ الْقَلْبِ وَالْکِذْبُ ظُلُمٰتُ الْقَلْبِ

صدق یقین دل کی صفائی ہے اور جھوٹ دل کی تاریکی ہے۔

با آدمی بادل زبان و رُوح دراز
آدمی آنست سجدہ با نماز

آدمی دل اور زبان اور رُوح کے ساتھ راز داری رکھتا ہے۔ آدمی وہ کہ جو سجدہ اور نماز میں مشغول ہوتا ہے۔

بے نمازاں بوند آدم کجاست
از سگاں بدتر خوک و خراست

بے نماز آدمی کب ہو سکتے ہیں۔ وہ کتوں سے بُرے سوتر اور گدھے ہیں۔

آدمی آنست زد بر عرش چنگ
کے شناسد آدمی از روئے رنگ

اصل میں آدمی وہ ہے کہ عرش پر پنجہ مارے۔ آدمی کو اس کے رنگ اور صورت سے کون پہچان سکتا ہے۔

ہر کہ از خود می بر آید آدمی
خاک خاکستر شود از ہمدمی

جو اپنی خودی کو ترک کر دے وہ آدمی ہے۔ وہ مٹی اور راکھ ہو جائے ہمیشہ ہمیش کے لیے۔

... خنداں خیر طلبش با رضا
طلب مولیٰ می بر آرد از ہوا

خندہ پیشانی اور رضا و رغبت سے اس کی خیر کا طلب گار ہو۔ نفسانی خواہشات سے آزاد ہو کر مولیٰ کا طلب گار ہو۔

آدمی را می شناسد باآواز
معرفت معلوم گردد ہر ز راز

آدمی گفتگو سے پہچانا جاتا ہے۔ معرفت رازداری سے معلوم ہوتی ہے۔

آدمی را می شناسد باخموش
ذکر و فکر و خلوت و خون جگر نوش

تو آدمی کو اس کی خاموشی سے پہچان لے گا کہ وہ ذکر اور فکر کرتا کہ خلوت وتنہائی میں اپنے جگر کا خون پیتا ہے۔

آدمی آنست ہم صحبت نبی
آدم نبی شافع بود بادے شفیع

آدمی وہ ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصاحب ہو اور آدم علیہ السّلام اس کی شفاعت کرنے والے ہوں گے۔

اقسامِ آدمی

آدمی دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ صاحبِ الفاظ۔

دوسری قسم:۔ صاحبِ راز۔

صاحبِ الفاظ دائمی طور پر مطالعۂ کتب اور علم پڑھتا ہے۔

صاحبِ راز دائمی طور پر غرقِ توحید رہتا ہے۔

صاحب الفاظ عالم ہوتا ہے۔

صاحب راز جامع معرفت ، اسم اللہ ، ذکر اللہ ، نعمت اللہ، تحصیل اللہ ، ہاں یقین ہے کہ معرفت کی نعمت جہالت کے ظرف میں قرار نہیں پکڑتی یقین ہے کہ کوئی جاہل عارف نہیں ہوتا۔ عارف باللہ نہیں ہوتا اگرچہ صاحب تاثیر ہو۔ اور کوئی فاضل عارف باللہ نہیں ہوتا اگرچہ صاحب تفسیر ہو۔

عارف باللہ کون ؟

جاننا چاہیئے کہ عارف باللہ وہ ہے جو دو عالم میں مقبول ہے۔ عالم بھی ہے ور عارف بھی ہے تو گویا شیر و شکر اور شکر در شیر ہے۔

عارف باللہ وہ ہے کہ جو مردہ دل کو زندہ کرے۔ جو شخص ہمیشہ معصیت میں میں رہے وہ حق کو کب پہچانے۔ کور چشم اور شیطان سیرت ہے۔ ؎

دو چشم خویش را بر بند چوں باز
درونت تا دہد گم گشتہ آواز

اپنی دونوں آنکھوں کو بند کر لے تو دل کی آنکھ کھلے گی اور تجھے وہ گم شدہ آواز اپنے اندر سنائی دے گی جس کو آواز الست کہتے ہیں۔

صاحب مشاہدہ

یاد رہے کہ صاحب مشاہدہ کی خواب ، بیداری ، مستی ، ہوشیاری ، بھوک ، سیری ، خاموشی اور گویائی ایک ہی ہے۔

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیس (۳۰) سال ہم سے ہمسخن رہا اور مخلوق جانتی تھی کہ ہم سے ہم سخن ہے۔ مصنّف کا قول ہے کہ فقیر صاحبِ ہدایت اللہ تعالیٰ کے راز ہیں۔ ان کے حال وقال سے بجز اللہ تعالیٰ کوئی واقف نہیں بجز صاحبِ وصال کے ؎

کعبہ را در دل بہ بینم بروئے خدا
در مدینہ دائم ہم صحبتے با مصطفیٰ

میں کعبہ کو دل میں دیکھتا ہوں اور اللہ کے سامنے حاضر ہوں۔ ہمیشہ مدینہ میں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتا ہوں۔

خلق ظاہر خویش واندومن بباطن بارسول
عارفاں را راہ ایں است بشنولئے اہلِ وصول

بظاہر مخلوق مجھ کو اپنے ساتھ جانتی ہے اور میں باطن میں رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں۔ اے واصلانِ حق سنو اصل میں عارفوں کی یہ راہ ورش ہے۔ شریعتِ مطہرہ کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑ اور جو مقام تم پر آئے امتحان ہے مردود ہے کہ اس دنیا سے رزق کھائے اور اُس دنیا کا کام کرے۔

اقسامِ دل

جاننا چاہیئے کہ اللہ ربُّ العزّۃ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ، وعمّ نوالہٗ، تحت فوق مشرق، مغرب، جنوب، شمال میں نہیں ہے بلکہ وہ قلبِ انسانی میں ہے۔ اور انسان کا قلب دو اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم :۔ کامل ہے۔

دوسری قسم :۔ ناقص ہے۔

کامل انسان وہ ہے جیسا حدیثِ قدسی میں ارشادِ گرامی ہے :۔

اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ

انسان میرا راز ہے اور میں اُس کا راز ہوں۔

انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمٰن دائمی طور پر مستغرق الی اللہ رہتے ہیں جیسا کہ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْاَنْبِیَآءُ وَالْاَوْلِیَآءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ

انبیاء و اولیاء اپنے قلوب میں نماز پڑھتے ہیں۔

لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ حضوری کے بغیر نماز نہیں بلکہ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ ان کی شان ہے۔

انسانِ ناقص کون؟

یاد رہے کہ ناقص انسان وہ ہے کہ ہزار شیطان سے ایک نفسِ امارہ بدتر رکھے۔ اور ہزار نفس امارہ سے ایک ناقص مردہ دل کی صحبت بدتر ہے اور خوار ہے کہ وہ نفس خواہشات کا پتلا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ وَّ اللّٰہُ عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ

مال اور اولاد فتنہ ہے اور اللہ کے بڑا اجر ہے۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ اشارہ ہے اِنَّ اللّٰہَ غَیُوْرٌ وَّ اَغْیَرُ مِنِّیْ ۔ ہ

ہر کہ سخن بہ سخن ضم کند

پارہ خونِ جگر کند

جو بات کو بات سے ملا دے۔ وہ اپنے جگر کے خون کے ٹکڑے کرتا ہے۔

وَ اِنَّ سَعْیَکُمْ لَشَتّٰی اجرِ عظیم کی طرف اشارہ ہے کلمہ طیبہ سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اور اس اُمت کے لیے بہت اجرِ عظیم ہے اعتقاد کے ساتھ۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

لوگوں میں سب سے بہتر اُمت تم ہو کہ بھلائی کا حکم کرتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ وَ مَا تَاَخَّرَ۔

اللہ آپ کے اگلے پچھلے سب معاف کر دے۔

یہ گناہ عفو اُمت اور نہ خطراتِ وجودِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ خطرات دنیوی سے تعلق رکھتے ہیں اور وجود مبارک پُر نور۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ۔

ترکِ اولیٰ دین اللہ سے ذات شریف خود اولیٰ ہیں۔ اور نیز معراج کو معراج سے قبل معصیت کی جدائی تھی اور یکتائی معراج کے ساتھ پھر معصیت کی جدائی۔ اس احوالِ فقرِ محمّدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کو کوئی بھٹکا ہوا کیا جانے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:۔

خُلِقَتِ الْعُلَمَاءُ مِنْ صَدْرِیْ وَخُلِقَتِ السَّادَاتُ مِنْ صُلْبِیْ وَخُلِقَتِ الْفُقَرَاءُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ تَعَالیٰ۔

علماء کو میرے سینے سے پیدا کیا اور سادات کو میری صلب سے پیدا کیا گیا اور فقراء کو اللہ کے نور سے پیدا کیا۔

دریائے نوری

اکثر فقراء کا قول ہے کہ فقر میں ایک مقام ہے کہ اسے اللہ کے نور کا دریا کہتے ہیں۔ جو اس دریا میں پہنچتا ہے غوطہ کھاتا ہے۔ نماز، روزہ اور حلال وحرام اُس پر معاف ہوتا ہے۔ بشرطیکہ مجذوب ہو۔

ارشادِ باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

لِیَغْفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ

کہ آپ کے اگلے گناہ اللہ نے سب معاف کر دے۔

مصنف کا قول ہے کہ جب میں اس دریا میں پہنچا اور ان کے نور کو تحقیق کیا۔ یہ طریقت کے مارے ہوئے ہیں کہ حلال وحرام کے مابین فرق نہ کیا اور نماز کو قضا بے رضائے خدا مقامِ نورِ ربانی سے پہلے اور یہ نارِ شیطانی کے مقام میں پریشان

دعتی ڈاکو ہیں۔ جو شرع مطہرہ کے خلاف کرے طریقت میں خراب اور پریشان ہو اور اللہ کے قرب کی حقیقت تک رسائی حاصل نہ ہو۔ پس عارفین نے طریقت حقیقت و معرفت اور تمامیت فقر شریعت ہیں پائی ہے اور شریعت مطہرہ کو پنا پیسوا بنایا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلنِّہَایَتُ الرَّجُوْعُ اِلَی الْبِدَایَتِ۔

ابتداء کی جانب انتہا رجوع کرنا ہے۔ ؎

تا توانی خویش را با شرع پوش
عارفاں ایں کے پسندند شرب و نوش

جب تک ہو سکے اپنے آپ کو شریعت کے لباس میں چھپا کے رکھ۔
عارفین حضرات شراب نوشی کو پسند نہیں کرتے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْعَالِمُ الطَّامِعُ کَالْفَطِیْ وَالْمُسْتَمِعُ مِنْہُ کَالْعَقِیْمِ فَلَا یَتَوَلَّدُ مِنْہُ نَفْعٌ وَّلَا حَذَرٌ۔

لالچی عالم غبی کی طرح ہے اور اُس سے سننے والا بانجھ عورت کی طرح ہے۔ پس اُس سے کوئی فائدہ اور حذر پیدا نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

کُنْ ثَبَاتًا ثَبَاتًا وَّمَعْدِنَ الْاَخْلَاقِ وَلَا تَکُنْ مِنْ فِرْقَۃِ کَاذِبِیْنَ

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ہے:۔

اَلْقَلْبُ عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَنْوَاعٍ قَلْبٌ سَلِیْمٌ وَ قَلْبٌ مُّنِیْبٌ وَقَلْبٌ شَہِیْدٌ اَمَّا الْقَلْبُ السَّلِیْمُ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْہِ سِوَی اللّٰہِ اَمَّا الْقَلْبُ الْمُنِیْبُ الَّذِیْ فِیْہِ مَعْرِفَۃُ اللّٰہِ وَ اَمَّا الْقَلْبُ الشَّہِیْدُ الَّذِیْ تَکُوْنُ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ اَبَدًا۔

قلب (دل) تین قسم ہیں۔ قلبِ سلیم اور قلبِ منیب اور قلبِ شہید قلبِ سلیم وہ ہے جس میں بجز اللہ کچھ نہ ہو۔ اور قلبِ منیب وہ ہے کہ جس میں معرفتِ خداوندی ہو۔ اور قلبِ شہید وہ ہے کہ دائمی طور پر اللہ کی بندگی (اطاعت) میں رہے۔

یہ عارفین کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔

شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ، اللہ اللہ لہٗ ہُو، لَآ اِلٰہَ اِلَّا ہُو۔ ہے

چوں شتر مرغ شناس ایں نفس را
نے کشد بارد نہ پرد در ہوا

اُس نفس کو شتر مرغ کی مثل جان کہ نہ بار برداری کرتا ہے نہ ہوا میں اُڑتا ہے۔

میں اُس قلب پر قربان ہو جاؤں کہ تمام عمر آگ میں محبت سے جاتا ہے اور آہ تک بھی نہیں کرتا۔

وجود میں بادشاہی

جاننا چاہیے کہ وجودِ انسانی میں تین بادشاہ اور تین وزیر ہیں :۔

پہلا بادشاہ رُوح ہے اور اس کا وزیر عقل، رُوح سراطِ
ہلا بادشاہ :۔ مستقیم چاہتی ہے اور عقل دنیا کی طالب ہے۔

دوسرا بادشاہ قلب ہے یعنی دل اور زبان اس کا وزیر
سرا بادشاہ :۔ ہے۔ قلب یادِ الٰہی چاہتا ہے اور زبان کلام کی طالب ہے۔

تیسرا بادشاہ نفس ہے اور اس کا وزیر شیطان ہے۔ نفس
را بادشاہ :۔ لذت کا خواہاں ہے اور شیطان گناہ کا طالب ہے۔ پس
جس وقت کہ نفس اور شیطان جدا ہو توحید کی تشریح اور آپ پر مراتب
اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ اثبات کرتا ہے اور خطراتِ نفس کی نفی کے
خطرات میں دل میں محو کرتا ہے۔ اور تصدیق دل کی صیقل کرتا ہے۔ اس
کے بعد آپ پر ثابت کرتا ہے اور یقین لاتا ہے صاحب روایت کے
اور فقر سے ایک گھڑی حرف اللہ سے اللہ کا نور خود پر توحید ثابت
کرتا ہے۔ اور یقین لاتا ہے کہ صاحب روایت اور صاحب ہدایت
کے مقابلہ میں دل کی آنکھ کھولتا ہے اور فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ
کا ظاہری و باطنی مشاہدہ دکھاتا ہے یعنی اس طرح ہی ہو۔ ؎

برگ درختانِ سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفتِ کردگار

عارف کی نظر میں درختوں کے سبز پتے ہیں۔ ہر پتہ اللہ کی معرفت کا ایک دفتر ہے۔

تمام حق سے سنتے ہیں اور حق سے کہتے ہیں اور حق سے دیکھتے ہیں۔ ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

تَفَکَّرُوْا فِی اٰلَاءِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُوْا فِیْ ذَاتِہٖ

اللہ کی نشانیوں میں غور و فکر کرو اس کی ذات میں غور مت کرو۔

نعمتِ عظمیٰ اور وحدانیت سے نکلنا اور دوئی سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی یکتائی کی جانب نکلنا یہ عظیم نعمت ہے۔ ربوبیت میں مستغرق ہونا اور مقام فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول اور فنا فی الشیخ۔ یہ مراتب نفس پر امیر ہے ورنہ اسیر یعنی قیدی ہاں نفس پرست بہت ہیں اور خدا پرست کم ہیں ؎

خلق را طاعت بود از کسبِ تن
عارفاں را ترک تن طاعت بود

مخلوق کی فرمانبرداری جسمانی مشقت میں ہے عارفوں کی فرمانبرداری جسم کو فنا کرنے میں ہے۔

اللہ کا نام فرمان کی طرح ہے جو اللہ کے نام کا نافرمان ہے وہ فرعون ہے ؎

اسم اللہ بس گراں ست بے بہا
ایں حقیقت را بداند مصطفیٰ

اللہ کا نام بہت بھاری اور بہت قیمتی ہے اس حقیقت کو صرف مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتے یاد است

کہ غیر یادِ خدا ہر چہ ہست برباد است

مجھ کو اپنے پیرِ طریقت کی ایک نصیحت یاد ہے کہ اللہ کی یاد کے سوا جو کچھ ہے سب برباد ہے۔

دولت بہ سگاں دادند و نعمت بہ خراں

من امن امانیم تماشا نگراں

دولت دنیا کے کتوں کو اور نعمت گدھوں کو دی ہے۔ میں امن و امان میں ہوں اور تماشا دیکھتا ہوں۔

کلیدِ دنیا

جاننا چاہیئے کہ اگر ہر بلا و رنج اور قسم قسم کی آفات و بلیات شیطان اور ضرر ایمان و خطرات و فسق و فجور کو ایک جگہ جمع کریں اُس گھر کی کنجی دنیا ہے جیسا کہ حضرت عارفِ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اہلِ دنیا چوں سگے دیوانہ اند

دُور امن امانیم تماشا نگراں

دنیا دار مثل کتوں کے دیوانے پاگل ہیں۔ میں دُور کھڑے ہو کر امن و امان سے ان کا تماشا دیکھتا ہوں۔

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند

روز و شب در زق زق و در بق بق اند

صرف دنیا کے طالب مطلق کافر ہیں۔ وہ دن رات زق زق اور بکواس میں ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنیا تَاْکُلُ الْاِیْمَانِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ

دُنیا ایمان کو اس طرح کھاتی ہے جس طرح کہ آگ لکڑی کو جو دنیا ہاتھ میں لاتا ہے کہ ایمان کو ترک کر دیتا ہے۔ ؎

گدا چرا نہ زند لاف سلطنت امروز
کہ چتر سایہ ابر است تخت گاہ زمین

ایک دن کی حکومت پر گدا اگر ڈینگیں کیوں نہ مارے کہ چھتری کی طرح زمین پر بادل کا سایہ ہے سمجھی ہے کبھی معدوم ہے۔

دنیا کی بادشاہی فانی اور فقر کی بادشاہی جاودانی یعنی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ دنیا دنیا کی بادشاہی ہوا اور فقر کی بادشاہ تعلق باللہ۔ پس اہل خدا اور اہلِ ہوا کی مجلس اچھی نہیں لگتی ہے۔

فقیر کی محبّت کے اثرات

یاد رہے کہ دنیا کی بادشاہی کیا ہے اور دنیا کا حکم اور علم کیمیا کیا ہے ادب شریعت کا ادب اور نگاہ رکھنا۔ یعنی علماء صاحبِ ادب ہیں اور ادب علماء کو نگاہ رکھنے والا ہے۔ علماء کی صورت دیوار پر نقش ہے اور فقراء صاحب امر ہیں امر الٰہی سے اور امر الٰہی ادب پر غالب ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ۔

اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْاَدَبُ فَوْقَ الْاَدَبِ۔

امر (حکم) ادب پر فوقیت رکھتا ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الْفُقَرَآءِ ضِيَاءُ الدِّيْنِ۔

فقیروں کی محبت دین کی روشنی ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفُقَرَآءُ ضِيَاءُ الثَّقَلَيْنِ

فقرا دونوں عالم کی روشنی ہیں۔

اَمر کیا ہے؟ اَمر حق ہے کہ طلبِ حق کی ہدایت میں جو خدا جانتا ہے کوئی نہیں جانتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

تم پر قتال فرض کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم پر ناگوار ہے اور عنقریب ہے کہ ناگوار کرو گے تم ایک چیز کو۔ حالانکہ وہ بہتر ہے تمھارے لیے

اور عنقریب تم ایک چیز کو دوست سمجھو گے حالانکہ وہ شر ہے تمہارے

لیے اور اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

ہدایت کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ

يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي

إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لَا يَهِدِّي إِلَّا أَنْ يُهْدَى

فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ۔

اے نبی فرمادیجئے کہ تمہارے شرکاؤں میں سے کوئی ہے جو حق کی طرف

ہدایت کرے یا زیادہ حق دار اتباع کے لیے ہے یا نہیں ہے اس

شخص سے کہ یہ ہدایت کرے مگر یہ کہ ہدایت کیا جائے پھر کیونکر

حکم کرتے ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْمُفْلِسُ فِي أَمَانِ اللهِ۔

مفلس اللہ کی حفاظت میں ہے۔

دنیا دونوں ہاتھ سے چاہے خواہ حرام وحلال کی وجہ سے۔ وہ حلال کو حرام پر

تصرف کرے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حلالها حساب وحرامها عقاب۔

اُس کا حلال شمار میں ہے اور حرام عقاب میں ہے۔

جو رکھتا نہیں شمار کرتا ہے اور حساب پر توجہ نہیں کرتا ہے

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

فِیمَا بَیْنَ الْعَبْدِ وَ بَیْنَ اللّٰہِ تَعَالیٰ اَلدُّنْیَا حِجَابٌ وَ ظُلْمَتٌ۔

اللہ تعالیٰ اور بندہ کے مابین دنیا حجاب و ظلمت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

لِکُلِّ شَیْئٍ مِفْتَاحُ الْجَنَّۃِ حُبُّ الْفُقَرَآءِ

ہر چیز کے لیے چابی ہے اور جنت کی چابی فقراء کی محبت ہے۔

فقیر کا دشمن تین حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

پہلی حکمت منافقت ہے۔

دوسری حکمت حسد کرنا ہے۔

تیسری حکمت کفر کرنا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

حُبُّ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْاَنْبِیَآءِ وَ بُغْضُ الْفُقَرَآءِ مِنْ اَخْلَاقِ الْفِرْعَوْنِ۔

فقراء کی محبت انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق میں سے ہے

اور فقراء کی دشمنی فرعون کے اخلاق میں سے ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

حُبُّ الْفُقَرَآءِ حُبُّ الرَّحْمٰنِ

فقراء کی محبت رحمٰن (اللہ تعالیٰ) کی محبت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلدُّنْیَا مُنَامٌ وَّالْعَیْشُ فِیْھَا اِحْتِلَامٌ۔

دنیا نیند (خواب) ہے اور اس میں عیش احتلام ہے۔

دین کی رخصتی

یاد رہے کہ دنیا کا طالب وہ ہے جو احتلامِ فرعونی کا وارث ہو۔ اور فقر کا طالب وہ ہے جو صاحبِ معرفت حلال طلب زندہ دل حضور نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا وارث ہو۔

پس طالبِ دنیا وارثِ فرعونی ہے اور طالبِ فقر حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وارث ہے۔ پس مجلسِ فرعونی و محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام درست نہیں آتی۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ تَوَاضَعَ الْغَنِیَّ لِغَنَائِہٖ ذَھَبَ ثُلُثُ دِیْنِہٖ۔

جس امیر کی نسبت سے امیر کی تواضع کی تو اس کا ثلث دین رخصت ہو گیا۔

دنیا داروں کی صحبت سے منہ موڑ لے اور اللہ تعالیٰ کو پہچان۔ مرد کو زر مولیٰ سے بہتر ہے۔ زر دنیا دار حاصل کرتے ہیں۔ جس نے راز خداوندی حاصل کیا اور ماسوی اللہ کو بھول گیا اُس مرد پر سو آفرین۔ مرد وہ ہے جو حبِ دنیا پر

پر میخ گاڑ دے اور دل سے دنیا کو نکال دے۔ دل سے دنیا کو دُور کرنا بہت مشکل ہے۔ یعنی شیطان کے شر سے فارغ ہونا اور راہِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اختیار کرنا بہت مشکل ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اگر اصل قائم مقام دنیا کی جڑ تو دیکھا ہے تو دونوں کے مابین شیطان کا تہ خانہ ہے۔ جو دنیا کو طلب کرتا ہے شیطان اُس کا سر دونوں تہ خانوں میں دیتا ہے اور دونوں آنکھوں پر مل دیتا ہے۔ پردۂ حق کو اور عارف کو اور حق شناسی کو حق پرستوں کو نہیں پہچانتا اور کور چشم اور شیطان میں ہو جاتا ہے۔ ایسا مرید اور طالب شیطان لعین کے ساتھ ہوتا ہے کہ اللہ سے دنیا کو عزیز رکھتا ہے وہ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ کا مصداق ہے کفر میں پڑتا ہے کہ اس کے دل میں دنیا کی زیادتی سے مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ وَقَالُوْا فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ فَزَادَھُمُ اللّٰہُ مَرَضًا۔ جس کے دل میں مرض ہو وہ خون اور پیپ سے غلیظ ہوتا ہے۔ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ جس دل پر پردہ ہو جیسا کہ منافقین پر اس کا خاتمہ شر کے ساتھ ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ اجل مجدہ الکریم ہے۔

خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ وَعَلٰی سَمْعِھِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِھِمْ غِشَاوَۃٌ وَّلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے قلوب، کانوں اور آنکھوں پر مہر کر دی ہے اور اُن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔

پس صاحبِ عظمت فقیر عارف باللہ اور وہی حکیم و طبیب ہے اور اُس کی دعا

ہر طرح سے جانتا ہے کہ اُس کی آنکھ روشن کر دے نورِ معرفت سے اور ذکر سے
دل صفا کر دے اور کلمہ طیّبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے زبان جاری کر دے اور
کلمہ طیّبہ دنیا کی پلیدی سے کھینچتا ہے اور قرآن مجید کی تلاوت سے پاک کرتا ہے
اور قال اللہ اور قال رسول اللہ پر استماع پہنچاتا ہے۔ امر بالمعروف اور خوف
درجا ہر ایک کو بیان کرتا ہے۔

ایسا فقیر صاحبِ قوت حضور نبیٔ پاک صاحبِ لولاک علیہ الصّلوٰۃ والتسلیمات
کا صحبت یافتہ دنیا کے سامنے قدم نہیں لے جاتا اگر لے جائے تو لائق ہے
کہ اسے دنیا سے کھینچے کہ دنیا والوں کو بھی فائدہ حاصل ہو جائے۔ اگر کوئی
طعام پر اُمید لے گیا تو ایمان و جان کا خوف ہے کہ فقیر آدمی کو دنیا سے نقصان
ہے۔ عارفِ رومی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے:۔

اہلِ دنیا چوں سگے دیوانہ اند
دُور شوز یشاں کہ بس بیگانہ اند

دنیادار کتوں کی طرح دیوانے پاگل ہیں ان سے دُور رہو کہ یہ
بیگانے لوگ ہیں۔

افسوس کہ قیمتی عمر کیلئے دنیا میں ضائع کر دی اور صراط مستقیم پہ قدم نہ رکھا کیلنہ
پرست اور اپنی خواہش میں مست ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْوَقْتُ سَیْفٌ قَاطِعٌ

وقت کاٹنے والی تلوار ہے۔

اسی لیے اہلِ معرفت نے مراقبہ سے دونوں آنکھیں چھپائی ہیں اور مولا کا مزہ دونوں عالم سے بہتر ہے۔ نہ دیکھا اور نہ سُنا۔ اگرچہ مخلوق کے نزدیک فقیر دیوانے اور بُرے ہیں لیکن مستغرق الی اللہ اور مزہ حمیت و شوق سے بہتر ہے۔

چہار دریا

یاد رہے کہ عاشقین کی پیدائش اللہ تبارک و تعالیٰ کے نُور سے ہے اور جاننا چاہیئے کہ وجود انسانی میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے مندرجہ ذیل چہار گہرے دریا جمع کیے ہیں۔

پہلا دریا دریائے شہوت ہے۔

دوسرا دریا دریائے حرص ہے۔

تیسرا دریا دریائے طمع ہے۔

چوتھا دریا دنیا کی زینت ہے۔

اور اللہ ربّ العزت تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے صالح بندے چہار دریا کو اپنے وجود میں نگاہ رکھ۔ اس دریا سے پانی وجود سے نہ نکلے اے، اللہ العالمین بجز تیری توفیقِ رفیق کے ان دریاؤں سے کب قطرہ عقل سے نگاہ رکھ سکتا ہے۔ اور آدمی کے چار عقل اور چار جسم ہیں اور اس میں چار نفس چار اسم کے ساتھ اور رُوح۔ ایک نباتی یعنی عام اور دوسری جماری۔ چنانچہ انسان کامل ہر چہار طریقہ سے علمائے کرام کو علم کے طریقہ سے تحقیق عقل کی کمال اور ہر کمال کو زوال ہے اور عقل فقراءِ شغل اللہ کے طریقہ

سے وحدانیت کے ساتھ وصال۔ اگر شریعت میں قوی رہے تو صاحبِ وصال ہے ورنہ صاحبِ زوال ہے۔ منافقین، کاذبین، جاہلین اور بُری عادات کے ساتھ جنت اور لقائے ربوبیت کو نہیں جانتے اور دین دے کر دنیا خریدتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ

اور میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو۔

عقلِ کُلّی اور عقلِ جزوی

یاد رہے کہ عقلِ کُلی انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے رحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور عقلِ جزوی عام لوگوں کی ہے۔

حقیقت میں عقل اُسے کہتے ہیں جو قرآن و حدیث کے مطابق ہو جو اس سے باہر ہو وہ پیشۂ ابلیس ہے کیونکہ ابلیس کثرت سے علم و حکمت کا مالک تھا اور آپ کو حکیم جانتا تھا۔

ارشاد گرامی قدر ہے:۔

اَلْعِلْمُ حِجَابُ الْاَكْبَرِ

علم بہت بڑا حجاب ہے۔

جو علم احکام کو بجا نہ لائے اور اللہ تعالیٰ کی طرف نہ لے جائے وہ سراسر حجاب ہے

باہو باشریعت یار شو بیدار شو
لائق دیدار شو دلدار شو

باہو شریعت کے ساتھ دوستی کرنے والا اور بیدار رہ۔ دیدار کے لائق ہو اور دل رکھنے والا ہو۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ لَا يَسَعُ فِيْ قَلْبِ الْمُؤْمِنِ كَالْمَاءِ وَالنَّارِ فِيْ إِنَاءٍ۔

دین و دین کی محبت مومن کے دل میں نہیں سماتی ایک برتن میں پانی اور آگ کی طرح۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

حُبُّ الدُّنْيَا وَالدِّيْنِ أُخْتَيْنِ وَلَا يُنْكَحُ بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ

دین و دنیا دونوں بہنیں ہیں اور دونوں بہنوں میں نکاح نہیں ہوتا۔

پھر ارشاد نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ:۔

دنیا کا شبینہ کے ساتھ تصرف روزینہ ہے اور روزینہ کا تصرف شبینہ کے ساتھ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

اے آنکھ کے اندھے اگر کوئی کہے کہ دین و دنیا دونوں مجھے عطا ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر ہو غلط کہتا ہے اور خطا ہے تَرْكُ الدُّنْيَا لِلدُّنْيَا دنیا کا ترک کرنا دنیا کے ساتھ ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اگر کوئی دے منع مت کر اور

اگر نہ لے تو طمع مت کر اور اگر رکھے جمع مت کر۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں اپنے پاس جو درم و دینار، جنس و املاک دنیا رکھتا ہوں مجھ کو نفس شوم و طمع سے نہیں ہے بلکہ بیواؤں، فقیروں، مسکینوں، غریبوں، عاجزوں اور مستحقین کے لیے ہو۔ یہ عقل سے بے عقل ہیں۔ جو باطل کا طالب ہے اس پر دلیل عقلی اور دلیلِ نقلی دلالت کرتی ہے۔ حق کی طرف سے نہیں آتا اور بھوکوں اور پیاسوں کی ہے تو جاننا چاہیئے کہ یہ سب مکر و فریب اور حیلہ شیطانی ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کی بسیاری کا خواہاں ہے۔ اس کے چاہنے والے کو دے دے اور خود اللہ تعالیٰ کی توجہ کرے۔ یہ سیرت نام و ناموس کے لیے ہے۔ یہ مرتبۂ فقر نہیں ہے۔

اسم اللہ کی تشریح

یاد رہے کہ جب رُوحِ اعظم وجود میں آئے اور یا اللہ شروع کیا جائے قیامت تک اُٹھے۔ ابھی اللہ کے نام کی انتہا کی کُنہ تک رسائی حاصل ہوئی ہوگی ہر علم اور ہر صحیفہ اور ہر الہام اور ہر کتاب اور توریت، انجیل، زبور، قرآن، نام خداوندی کی تشریح ہیں۔ اور ہر انبیاء و اولیاء جو علم ظاہر و باطن حاصل کرے اسم اللہ کی ماہیت دریافت کرنے کے لیے۔ اور اسم اللہ سے الوہیت ہویت اور فنا فی اللہ کے مراتب تک رسائی حاصل کرے۔ پس کونسا علم اللہ تعالیٰ کے نام سے زیادہ فائق ہے۔ کہ اس سے منہ تو پھیرتا ہے مگر پڑھتا نہیں اسی لیے مردہ اور سیاہ دل ہے ؎

آنچہ خوانی از اسم اللہ بخواں
اسم اللہ با تو ماند جاوداں

اگر تو کچھ پڑھنا چاہتا ہے تو اللہ کا نام پڑھ کیونکہ اللہ کا نام ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

صاحبِ استغراق کون؟

جاننا چاہیئے کہ جسے علم کُل زیادہ ہو اور جس کی عقل رہبر ہے اللہ کے نام کی برکت سے توحید اور دل کی صفائی کی اور معرفت، کشف، حیرت، خوف، رجا، توکّل مجموعہ اوصافِ حمیدہ، جمعیت و اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی لمان کے تصوّر کے تصوّر کے ساتھ کثرت ہے اور مستغرق ہے اور خاص الخاص وہ ہے کہ جب تصوّر اسم اللہ میں مستغرق ہو اور اللہ کے نُور کے ذکر کے چشمہ سے اس کو رُوح الفردح فیض اللہ کہتے ہیں اور وہ جستہ اللہ نور اللہ کی رُوح فتوح میں آتی ہے اور وہ قندیل پر اللہ کے نُور کے نام کے ساتھ کہ شش جہات سے باہر اور اس کا نشان بے نشان ہے اور اس کی صورت کا باندھنا پریشان۔ جو اس مقام تک رسائی حاصل کرتا ہے مطلق صاحبِ استغراق ہوتا ہے۔

خزینۂ خداوندی

یاد رہے کہ اس مقام میں اولیاء اللہ کو موت اور زندگی برابر ہوتی ہے اگرچہ اس کا جسم خاک پہ ہے تو رُوح عرش پر مستغرق ہوتی ہے۔ روزِ محشر صاحبِ مستغرق قبر میں آئے گا اور قبر سے اُٹھے گا اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے گا اور اس طرح مست ہوگا کہ سر عرش پہ مارے گا۔ اسے کمالیت کہتے ہیں۔ اسے صاحبِ فقیر خزانہ

کہتے ہیں۔ ایسا مرشد ہونا چاہیئے اور مرشدِ ناقص کچھ کام نہیں آتا۔ مرشد ہونا آسان نہیں ہے۔ مرشد ہونا ہدایت خداوندی کا بہت بڑا خزانہ ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْفَقْرُ کَنْزٌ مِّنْ کُنُوْزِ اللّٰہِ تَعَالیٰ۔

فقر اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اللہ تعالیٰ کی ہمنشینی

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا غَرْبِیَّۃٍ یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَیَضْرِبُ اللّٰہُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور کی مثال فانوس کی ہے کہ اس میں چراغ ہے اور چراغ فانوس میں اور فانوس گویا ایک روشن ستارہ ہے اور زیتون کے مبارک درخت سے جلتا ہے

نہ شرقی ہے نہ غربی۔ قریب ہے کہ اتنا اس کا روشن ہو اگرچہ نہ مس
کرے اس کو آگ نور پر نور ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور
کے سبب ہدایت کرتا ہے اور آدمیوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے
ایک مثال بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے سے واقف ہے
ان گھروں میں کہ ان کے بلند کرنے کا حکم کیا ہے اور یہ کہ ان میں
اس کا نام تسبیح کیا جائے صبح و شام۔

تو جاننا ہے کہ جب کچھ نہیں تھا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کہاں تھا۔ ہمارے ہمراہ تھا
اور ہم کہاں تھے اللہ تعالیٰ کے ہمراہ تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ۔

وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو۔

پس کلام الٰہی میں دوسرا نہیں سماتا بجز نام الٰہی کے۔ کونسا کلام زیادہ فائق ہے
اللہ تعالیٰ الغیر مخلوق صناع ہے باقی سب مخلوق ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

لَا طَاعَۃَ لِلْمَخْلُوْقِ فِیْ مَعْصِیَۃِ الْخَالِقِ

مخلوق کے لیے اطاعت نہیں ہے خالق کی معصیت میں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

لَا تُشْرِكْ بِیْ شَیْئًا

میرے ساتھ کسی چیز کا شرک نہ کرو۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ کے طالب اللہ تعالیٰ کے ساتھ یگانہ ہیں کہ نہ خدا اُن سے جُدا ہے اور نہ ہی وہ خدا سے جُدا ہیں ؎

ہر کرا قدرت نماید باظہور
غرق فی اللہ گشت وحدت باحضور

جس کسی پر قدرت اپنا اظہار کرنا چاہتی ہے وہ فوراً فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور وحدت میں حاضر ہوتا ہے۔

بارہ روز اللہ تعالیٰ کے ساتھ یکتائی کے لیے مندرجہ ذیل آیت کریمہ اور دیگر حجاب کے استخارہ کے ساتھ پڑھے:۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ

نظر اس کا ادراک نہیں کر سکتی وہ ہر نظر کو پہچانتا ہے۔

اللہ کے نام کے ساتھ جو خطاہ پر نظر رکھے رُوح زندہ ہو اور نفس مردہ ہو ؎

دیدہ از دل می کشاید راز تن
روز باحق جلیس و ہم سخن

جب دل کی آنکھ کھل جاتی ہے تو وہ جسم کے راز کو جان لیتا ہے
ایک دن اللہ کا مصاحب اور اس سے ہم کلام ہوتا ہے۔

ہر کہ لا شد از مربی التفات
بے حجاب غرق فی اللہ شد نجات

جس کسی کی اپنے مربی کے ساتھ خاص توجہ ہے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے آناً فاناً فی اللہ ہو کر نجات پا لیتا ہے۔

قلب کی تشریح

یاد رہے کہ قلب ذکرِ قلبی کا نام ہے اور ذاکرِ قلبی کی شناخت کیا ہے؟ جاننا چاہیئے کہ قلب کیا ہے۔ جو دل کی صفت سے موصوف ہو اُسے ذاکرِ قلبی کہتے ہیں۔ قلب مندرجہ ذیل اقسام میں منقسم ہے:۔

قلب کی پہلی قسم:۔ قلب سورج کی طرح ہونا چاہیئے۔ سورج کی روشنی سے چراغ اور اندھیری رات کو کیا قدرت ہے کہ بہادری سے شعلہ زن ہو بلکہ عام وخاص ذرّہ کی طرح سورج سے بہرہ ور ہیں۔

قلب کی دوسری قسم:۔ قلب آبِ حیات کی طرح ہو۔ جس نے آبِ حیات کے چشمہ سے ساغرِ معرفتِ خداوندی پیا ہو اور مست ہو اور دنیا و آخرت دونوں کو فراموش کیا ہو۔

ارشادِ ربُّ العالمین جلّ مجدہ الکریم ہے:۔

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

نہ آنکھ جھپکی نہ دیکھنے میں غلطی کی۔

اے سیرِ سفرِ باطنی خضر کہتے ہیں کہ ظاہری طور پر حضرت خضر علیہ السلام کی طلب میں اس کی مجلس کے ہے اور وہ دوست میں مستغرق۔ اس کو صاحب یعنی القلب و میت النفس اولیاء کہتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہے:۔

اِنَّ اَوْلِیَآئِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَا یَعْرِفُھُمْ غَیْرِیْ

بیشک میرے دوست میری قبا کے نیچے ہیں۔ میرے سوا انھیں کوئی نہیں جانتا۔

قلب کی تیسری قسم: قلب پتھر کی طرح کہ ہمیشہ اس میں لعل کی طرح اللہ کا نور پیدا ہو اور اس سے معرفت کا ظہور ہو۔

قلب کی چوتھی قسم: آگ کی طرح بجز محبتِ عشقِ خداوندی کے دیگر کو جلا دے۔

قلب کی پانچویں قسم: قلب خزانہ کی طرح اور مرشد کامل طلسمات کی طرح جو نظر سے توڑ دے بجز محنت و رنج کے اہلِ قلب خزانۂ الٰہی ہے۔

قلب کی چھٹی قسم: قلب شیشہ کی طرح کہ اللہ کے نام کے تصوّر کے ساتھ دونوں جہان کا مشاہدہ کرے اور ہر ایک کی تحقیق زراہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کرے۔

قلب کی ساتویں قسم: قلب ولایت و ہدایت کی طرح اللہ کے ملک عظیم بعظمتِ کریم جو اس دار الامانت میں آئے اُس کو غصّہ نہ چاہیئے۔

قلب کی آٹھویں قسم: بخش کی کان کی طرح کہ اس سے علم و ارادہ فتوحاتِ غیبی کہ اسے عالم الہام علم لدنی معرفتِ خداوندی کہتے ہیں۔ اشتغال الٰہی میں مستغرق اور ہم قلب قُل ہُوَ اللہ کا نفس شیطان دنیا اور اہلِ دنیا سے دور حق میں مستغرق اور مسرور۔ یہ حقیقت صاحب باطن

صاف قلب کی ہے۔ زاہد باریا۔ مغرور اور خود فروش کو کیا علم۔ الغرض جو علم دریافت زبان سے متعلق ہیں وہ بے خبر ذکر فکر باطنی معرفتِ خداوندی سے ہیں۔ علم زبان کا اقرار ہے اور ذکر قلب کی تصدیق ہے۔ نفاق دل سے تعلق رکھتا ہے۔ جس شخص کو تصدیقِ قلب اور صفائی معرفت ذکر اللہ کے ساتھ ہے۔ دل ہاتھ میں نہیں آتا۔ ظاہر و باطن زبان سے اقرار اور علم بہت بڑا حجاب ہے۔

قلب کیا ہے؟

یاد رہے کہ قلب اللہ تعالیٰ کے راز دل کا نور ہے کہ ظاہر و باطن سے خبر دیتا ہے۔ کامل اور صاحب عقل وہ ہے کہ ظاہر رزق کے مطالعہ اور باطن اللہ کے شغل میں غرق ہو۔

اکثر آدمیوں کا قول ہے کہ ذکر دل سرود سے زیادہ حرکت کرتا ہے۔ غلط ہے یہ شیطانی جنبش ہے ؎

دل کہ جنبد می جنباند عرش را
دل بجنبد با سرود و سر ہوا

جب دل متحرک ہو جاتا ہے تو عرش کو ہلا دیتا ہے۔ دل حرکت کرتا ہے نغمہ سے یا ارزوں کی فکر میں۔

جو ان دس صفتوں کو نہ جانے صاحب کلب ہے کہ دنیا مردار کی طلب ہے پس مجلس اہل کلب اور اہل قلب کی درست نہیں آتی کہ ظاہر قلب اور باطن اس کو مشروحًا دکھاتا ہے۔ پس جو ظاہر و باطن یکساں رکھتا ہو کہ بہ فیض خدا سے عطا ہو۔

مرتبہ تخلیق

یاد رہے کہ دونوں جہان اور اٹھارہ ہزار عالم کل وجز واللہ تعالیٰ کے نام میں لپٹے ہیں اور اللہ کا نام قلب میں جب اللہ کا نام اللہ کے ذکر سے جوش مارے اور کھولے۔ اللہ اللہ کی ضرب سخت دل پر مارے۔ تجردش اسم اللہ سے بیہوش اور بے خود ہو۔ پردۂ ظلمانی اور نفس شیطانی سب پارہ پارہ ہو اور مشاہدۂ حقیقی اور راہِ محمدی دکھائے۔

چناں کن اسم را در جسم پنہاں
کہ می گردد الف در بسم پنہاں

اللہ کے نام کو جسم میں اس طرح پوشیدہ کر لے جیسے کہ الف بسم میں پوشیدہ ہے کہ اصل میں باسم اللہ ہے۔

جب طالب اللہ اس مقام پر پہنچتا ہے تو ظاہر حرام کھاتا ہے اور باطن میں ہمیشہ حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی مجلس پاک میں رہتا ہے۔ اور ان مراتب کو مرتبۂ خلیق شریف کہتے ہیں۔ یعنی صاحبِ التفات فقراء کی راہ صرف اللہ کے نام سے ہے۔ ذاکر اور شاغل کو ہر طاعت میں قال و حال جدا جدا ہے اور وہم و خیال جدا اور ہر لحظہ جان دیگر اور مکان دیگر۔ شب و روز جگر کا خون کھاتے ہیں۔ مجاہدہ اور خواب اُن کا وحدت ہے اور تن پر لباس شرعیہ محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کا پہنے۔ اور ساغرِ معرفت پی رہے ہیں۔

حق الیقین کیا ہے؟

جب فقیر ان مراتب تک رسائی حاصل کر لے تو اُسے ایک وجود کہتے ہیں۔
یعنی حق سے سنتا ہے اور حق سے کہتا ہے اور حق کی تلاش کرتا ہے اور حق کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس مقام کو حق الیقین کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔
اپنے رب کی عبادت اتنی کثرت سے کر کہ تجھ کو یقین آجائے۔

اور نیز مقام ایک وجود اَللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِيْطٌ ہے یعنی محقق عارف باللہ جو آواز سماعت فرماتے ہیں اللہ کے نام سے سماعت فرماتے ہیں اور جو ان کی زبان سے نکلتا ہے اللہ کے نام سے نکلتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔
كُلُّ اِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيْهِ
جو برتن میں ہوتا ہے وہی ٹپکتا ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا رَاَيْتُ شَيْئًا رَاَيْتُ اللّٰهِ یعنی میں نے صفت سر قدرت میں دیکھا کہ اللہ ہے۔ اہل ذات کی نظر صفات پر مقام ناسوت کا تماشا اور نظر ذات کی ذات پر لاہوت کا تماشا۔

اقسام لاہوت

لفظ لاہوت دو اقسام میں منقسم ہے:

پہلی قسم :۔ نہایت ہے۔

دوسری قسم :۔ لامکان ہے۔

اس حقیقت اہل ذات کو کیا جانے۔ ناسوت پر خطرات پریشان جگہ کہ ذات الٰہیہ ہے۔ ہمہ از دست درمغز پوست ؂

رو نماید بہر مشتاقی
رفت فانی چو یافتم باقی

وہ اپنے چاہنے والوں کے لیے اپنی رونمائی کرتا ہے۔ جب میں نے باقی کو پالیا تو فانی فنا ہو گیا۔

جاننا چاہیئے کہ سب سے پہلے اسم ذات نور میں آسمان اور پہاڑ پہ امانت بھیجی۔ اس کی عظمت، برکت، بزرگی کا بوجھ نہ اُٹھا سکے اور تمام بیزار ہوئے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَتَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ط

ہم نے امانت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا۔ پس اُنہوں نے روگردانی کی اور انکار کیا اور انسان۔ نے اٹھا لیا۔ بیشک وہ ظالم و جاہل تھا۔ ؂

خوش آں روئے کہ از چشم بداندیشاں نہاں باشد
خوش آں خاکے کہ چوں خرما بجیبِ استخواں باشد

وہ چہرہ بہتر ہے جو بُرا چاہنے والوں سے چھپا ہُوا ہے وہ مٹی بہتر
ہے کہ جو کھجور کی گٹھلی کی طرح ہڈیوں کے اندر چھپی ہوئی ہے۔

پردہ بود مرا شعلہ چو اخگر کشتہ
خوش نشینم بہ سرا پردۂ خاکستر خویش

مجھ پر پردہ تھا جو چنگاری کے شعلہ نے جلا دیا۔ میں بخوشی اپنے
جلے ہوئے پردہ کے پاس بیٹھا ہوں۔

جو دل حبِ دنیا سے افسردہ ہو گیا ہے اُس پر پند و نصاحت کا کیا فائدہ کیونکہ وہ
انتہائے حبِ دنیا اور حرص اور اوصافِ ذمیمہ سے مردہ ہو گیا ہے۔ ارشاد باری
تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ۔ اپنے رب تعالیٰ کی جانب
رغبت کر۔

مصنف کا قول ہے کہ اگر تجھے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ملک کی بادشاہی دے
دی جائے تو اس سے بہتر ہے کہ ایک دفعہ جماعت کے ساتھ یا اللہ کہے کہ بروزِ
محشر اُس کا پا۔ بدی کے مقابلہ میں بھاری ہو تو اُس دن اللہ کے نام کی قدر معلوم ہو گی
دنیا فانی ہے اور اللہ کا نام باقی ہے۔ جیسا کہ خاقانی کا قول ہے ؎

پس از سی سال ایں معنیٰ محقق شد بخاقانی
کہ یک دم باخدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

خاقانی پر تیس سال کے بعد اس معنی کی حقیقت ظاہر ہوئی کہ ایک گھڑی
واصل باللہ ہونا سلطنت سلیمان علیہ السلام سے بہتر ہے۔

مصنف نے جواباً کہا ؎

بہ از ملکِ سلیمانی بر آید از دمِ فانی
در انجا دم نمی گنجد مقام اللہ سبحانی

جو فنا مٹنے والی گھڑی سے گزر جائے تو یہ سلطنت سلیمان علیہ السلام سے بہتر ہے اس مقام میں دم مارنے کی گنجائش نہیں یہ مقام اللہ سبحان کا ہے۔

فضیلتِ آدمیّت

جاننا چاہیئے کہ آدمی افضل ہے کوئی چیز اس کے مرتبہ تک رسائی نہیں حاصل کر سکتی۔ جو کچھ تخلیق کیا گیا آدمی کے لیے تخلیق کیا گیا اور آدمی کو معرفتِ خداوندی کے لیے پیدا کیا گیا۔ پس جو معرفتِ خداوندی کی طلب نہیں کرتا اُس کے اوقات پر لعنت ہے کہ آدمی ہوتے ہوئے گائے بیل بن جائے اور محشر کے روز اللہ تعالیٰ کے دیدار کا اُمیدوار نہ ہو ؂

مورم اما عوضِ گوشۂ بے توشہ خویش
نہ پذیرم اگر ملک سلیمانی بخشند

میں چیونٹی ہوں بغیر خوراک کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ اگر مجھ کو سلطنت سلیمان بھی بخشیں تو قبول نہ کروں گا۔

؂ از عمر یک دو روزہ تنگ اند عارفاں
اے بے شعور طالب عمر دوبارہٗ

عارف لوگ ایک دو روز کی زندگی سے تنگ ہیں اے ناواقف بیوقوف تو دوبارہ زندگی کا طالب ہے۔

ے
عمر بہار عارف ہم دم بود خدا
عمر خزاں آنکہ بود از خدا جُدا

عارف کی زندگی کی بہار کا وہ وقت ہے جب وہ واصل باللہ ہے عارف کی زندگی کا موسم خزاں اس وقت ہوتا ہے جب وہ فراق جدائی میں ہوتا ہے۔

مُلکِ سلیمانی کی کیا جگہ ہے کہ عارف باللہ ملک کونین اختیار نہ کرے۔ حقیقت میں مرد وہی ہیں جو نفس پر قادر ہیں۔

دنیا دریا ہے اور انسان مچھلی اور مرض جال اور موت شکاری ہے۔ بروزِ محشر اُمید رکھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ عقبیٰ میں بھی اندھا ہے۔ ے

ہر کہ ایں جا نہ دید محروم است
در قیامت ز لذتِ دیدار

جس نے اس جہان میں دیدار نہیں کیا وہ محروم ہے قیامت میں دیدار کی لذت و ذائقہ سے۔

اور مادر زاد ولی اللہ کبھی وقت بھی خود کو رب تعالیٰ سے جُدا نہیں دیکھتا۔ ہر حال، اقوال، افعال، احوال، افعال اور اعمال میں ذاتِ باری تعالیٰ حاضر و ناظر ہے۔ ے

کور مادر زاد کے بیند صفا
روز و شب با خود پرستی سرہوا

مادر زاد اندھا صاف کب دیکھ سکتا ہے وہ تو دن رات اپنی پوجا اور نفسانی خواہشات میں ہے۔

شکم مادر سے جنا ہوا اندھا کب واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ شب و روز اپنی پوجا اور خواہشات میں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى ۚ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۗ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۗ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۗ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۗ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ۗ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۝ اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝

اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ انہیں سکھایا سخت قوتوں والے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بھریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اُتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے

تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس اس کے پاس جنت ماویٰ ہے. جب سدرہ پر چھا رہا تھا آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

بلبل نیم کہ نعرہ زنم دردسر کنم
پروانہ وار سوزم ودم برنیا درم

میں بلبل نہیں کہ نعرے مار مار کر سر میں درد کر لوں۔ میں پروانہ کی طرح جل جاؤں گا اور میری آواز باہر نہیں آئے گی۔

پروانہ نیستم کہ بیک شعلہ جاں دہم
مرغ سمندرم کہ در آتش نشستہ ام

میں پروانہ نہیں ہوں کہ ایک شعلہ پر جان دے دوں۔ میں سمندر کا پرندہ ہوں اور آتش عشق میں بیٹھا ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی والی ابراہیم پر۔

زندہ قلب سب خلیل ہیں اور مردہ قلب سب بخیل ہیں۔

اللہ کی تلوار کون؟

جاننا چاہیئے کہ فقر ایک صورت سے ملیح اور اس کا وجود غرق مع اللہ تسبیح بذکر اللہ اور فقر خوب صورت اور سرخ رو کہ دو عالم اُس میں پھنسے ہوئے اور حیران، غمگین اور پریشان ہیں۔ اور جو باطن میں سلطان الفقر کا منہ دیکھتا ہے لامحتاج

صاحبِ لفظ ہوتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:۔

لِسَانُ الْفُقَرَآءِ سَیْفُ الرَّحْمٰنِ۔

فقیروں کی زبان رحمٰن (اللہ) کی تلوار ہے۔

مثل کُن فیکون کے ازل کی سیاہی اُس کی زبان پر باقی رہی اُس کا قلم و نظر لوحِ محفوظ کے مطالعہ میں ہے یعنی جو کچھ کہے اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہو جائے نیز یہ ہے کہ صدقہ فقیروں کو دے۔ اور رضائے خداوندی کو ہاتھ میں لے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیُ غَضَبَ الرَّبِّ۔

صدقہ رب تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

اگر تو فقیر کو شب و روز روتا دیکھے تو جان لے کہ فقر کی گرانی سے بوجھ نہیں اُٹھا سکتا اور اگر ہنستا دیکھے تو خدا اُس پر ناراض ہے۔ فقیر درمیان میں ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے۔

جب فقیر صاحب باطن کو دلیل و وہم، توجہ و نظر اور دل کی گرانی ہوتی ہے تو خراب ہوتا ہے چونکہ صاحب باطن ذکر حضوری ہے اُسے خرابی اور دوری کی کیا حاجت ہے۔

مدینۃ القلب کون؟

یاد رہے کہ جسمانی ولایت کا شہر شہر خداوندی سے مشاہدہ کیا کہ ایک لاکھ لطائف

حکمت سے آراستہ اور قدرت کے ظرائف سے پیراستہ ہے اسے مدینۃ القلب کہتے ہیں اور اس شہر کے گرد ایک گنبد ہے اور اُس کا نام دماغ ہے اس پر چھے کھڑکیاں ہیں کہ ہر ایک حکمت کے طلسمات سے بھری ہوئی ہے وہ کھڑکیاں دو آنکھیں ہیں اور وہ دونوں کان اور دو سوراخ ناک کے۔ اور اس شہر میں ایک بادشاہ ہے کہ اُسے عقل کا بادشاہ کہتے ہیں۔ جب عقل کا بادشاہ جس سر کی تمنا کرتا ہے بجز اُس کھڑکی کے کہ اس سے مدرک ہو سکے ممکن نہیں ہوتا۔ چونکہ اسرار نہانی کا دیکھنا چاہنا ٹھہرنے کے ارادے پر آنکھ کی کھڑکی پر آتا ہے۔ اور اگر حرف اور آواز کے دریافت کرنے کی خواہش ہوتی ہے تو آنکھ کی کھڑکی پر جاتا ہے اور اگر خوشبوؤں کے سونگھنے کا قصد ہوتا ہے تو ناک کی کھڑکی پر جاتا ہے۔ اور جب عقل کا بادشاہ بچہ ہی تھا تو سات آدمی اُمرائے دولت اور ارکانِ مملکت سے تغلب کے طریقہ سے طاغی اور باغی ہو کر عقل کو دماغ کے گنبد میں بند کیے رہے اور مدینۃ القلب کے متصرف ہوئے۔

حاضر الوقتی کا انکشاف

شاہِ عقل کی حاضر الوقتی کا انکشاف سات اقسام میں منقسم ہے:۔

پہلی قسم:۔ نفس امّارہ جو وکیل مطلق ہے۔

دوسری قسم:۔ شہوت میر غرض ہے۔

تیسری قسم:۔ غفلت کہ عشر یعنی خراج یاد اور رشتہ کی تحصیل کرنے والی ہے۔

چوتھی قسم:۔ لعب ندیم مجلس ہے۔

پانچویں قسم :۔ غرور سلاح داد ہے۔

چھٹی قسم :۔ حرص میر سامان ہے۔

ساتویں قسم :۔ طمع فوطہ دار ہے۔

قصہ کوتاہ جب عقل کا بادشاہ سن بلوغ کو پہنچا۔ منتظر ہوا در اُمید رکھے کہ عالم غیب سے استعانت ہو اور باغیوں کی نجات پائے اور سلطنت کے احکام اپنی مراد کے موافق کرے۔ ایک دن دماغ کے گنبد میں منتظر اور متامل تھا کہ اچانک ایک نورانی جوان اللہ تعالیٰ کے ولی کی طرح دروازے سے آیا۔ عقل کے بادشاہ نے اکرام واحترام کے بعد اور درود و سلام کے بعد اس جوان کی حقیقت کو دریافت کیا۔ جوان نے کہا میں توفیقِ خداوندی ہوں کہ نعمت لامتناہی سے مقرون و مشحون ہوں، مجھے تیرے لیے بھیجا ہے کہ حقیقی قصد سے بیعت کر تاکہ بادشاہی احکام تیری مرضی کے مطابق ہوں اور باغی اور دشمن مقہور ہوں۔ اس کے بعد جس جگہ مجھے حاضر کرے حاضر الوقت ہونگے۔

صاحب شقاوت وسعادت

جاننا چاہیئے کہ تو سات آدمی صاحب سقاوت اور سات آدمی صاحب سعادت رکھتا ہے ان پر مقرر کردہ مندرجہ ذیل ہیں :

پہلا آدمی :۔ علم توحید ہے۔

دوسرا آدمی :۔ علم شریعت ہے۔

تیسرا آدمی :۔ علم حکمت ہے۔

چوتھی قسم :۔ دیانت ہے۔

پانچویں قسم :۔ اَدب ہے۔

چھٹی قسم :۔ راستی ہے۔

ساتویں قسم :۔ یقین ہے۔

جب ان کی طرف التفات کرے گا تو ان کی موافقت و مصاحبت سے باغی بھاگیں گے اور بھاگنا غنیمت جائیں گے۔ شیخ توفیق نے یہ کہا کہ اس کی خاطر خطیر صورتوں کا آئینہ وارادت کا گنجینہ ہے اور مجلس شریف سے غائب ہوا۔ اس وقت عقل کے بادشاہ نے مقتضائے ذات اور امداد توفیق نفس امارہ سے رخصت چاہی کہ نار استی کو اس کی ہمدمی سے چھوڑے۔ نفس امارہ نے ہر چند دیکھا گردن نہ کھینچ سکا۔ دیکھا کہ راستی کو زوال نہیں ہے اور منع کی اس کو مجال نہیں۔ رخصت دی۔ عقل نے بادشاہ نے ندیم درفیق اور اس صدیق کی بشارت تحقیق کی۔ راستی نے زمین خدمت چوم کر عرض کیا۔

شہا ہفت اختر غلام تو باد

زمین و زمانہ بکام تو باد

اے بادشاہ ساتوں ستارے ہمیشہ سے تیرے غلام ہیں اور ہمیشہ سے زمین و زمانہ تیرے حکم کا پابند ہے۔

میں اس قابل نہیں ہوں کہ تیرے مقابلہ میں بات کروں لیکن حکم جہاں مطاع کے سبب عزت و بزرگی میں پہنچا تا ہوں کہ آفت روح بادشاہیت کے سات ستارے ہیں کہ فوارہ ملازم سر پر سپر نظر کے ہیں اور دائمی طور پہ جان سپاری

میں ثابت قدم اور صاحب سیم ہیں۔ اور یہ وجہ خیر اندیشی کے لازمہ خدمت گاری کی ہے۔ مقدمہ موقف عرض میں پہنچاتے ہیں۔ اگر عادت آفتاب شعاع صادر ہو عرض میں بادشاہ کے پہنچاؤں۔ عقل کے بادشاہ نے فرمایا کہ راستی نے جبین نیاز زمین پر رکھ کر قبلیل آستان ملک آشیان کے عرض میں پہنچایا مصلحت وہ ہے کہ منہ حضرت بادشاہ کا ایمان کے باغات کی جانب اور نہر عرفان کے مشاہدہ کی جانب آئے اور خود معائنہ فرمادیں کہ ایمان کا باغ اہل طغیان کے تغلب سے خرابی کی جانب منہ لایا اور متاع اصول بند ہو کر اطاعت کے وجوب اور کمال کے بوجھ سے باز رہے۔ اور فکر کے مرغ اور ذہن کے بند ہو گئے اور ادراک بے پر دبال ہوا۔ ؎

زباد خزاں بوستاں شد خراب
بہ نقص آمدہ در چمن سیل آب

موسم خزاں سے باغ اُجڑ گیا اور سیلاب کے پانی نے چمن کو تباہ کر دیا۔

ز قمری و بلبل شدہ سادہ باغ
ترنم سرا شد بجائش کلاغ

بلبل اور قمری کے لیے باغ اُجاڑ ہو گیا۔ کوّے نے اس جگہ اپنا گانا شروع کر دیا۔

پھر مشاہدہ کے بعد نفس امارہ کی طرف عتاب کے ساتھ خطاب ہو کہ ایسا لطیف باغ و گلستان دلکش شریف تمہارے عہد وزارت میں اس خرابی کو کیونکر پہنچا

ظاہر ہوا کہ تعمیر کا سلیقہ نہیں رکھتے ہو بلکہ اس کی بربادی میں متوجہ رہتے ہو۔ بہتر یہ ہے کہ تدبیر نگہبانی ممالک معمورہ کی عہد اور اہتمام علم و شریعت کی جانب چھوڑ دو۔ اس بات کی سماعت سے یاس بقلت کے عوارض پر اور ناامیدی طبقات کے رخساروں پر ظاہر ہو گی۔ اور ان مقامات کی مثال سے سر پھیر کر بات کے جواب کے مطابق سوال نہیں کرے گا۔ پھر استحقاق وکالت و وزارت اچھے دلائل اور حجات قائم نہیں کروں گا۔ اور مجلس جنت صفت میں بدعا کا اثبات اگر اہل طغیان کو ملزم پاکر تمام ارکان دولت کے محضر میں شرمندہ کردیں گا۔ جب لشکر و رعیت اس کی کم دانشی پر واقف ہو گی تو اس سے رو گردان ہو گی اور ہمارے تصرف میں وکالت و وزارت آئے گی اور بادشاہ بھی اپنے مقصد پر فائز ہو گا۔ بادشاہ نے تعلیم کے مطابق ایمان کے باغ کا مشاہدہ کیا اور نصیحت کے مضمون اور شریعت اور علم پر عمل کیا۔ ہر گز کہ ان کلمات کے کہنے سے دیوانہ کہیں گے وہ جنتیوں کا سردار ہو گا اور بروز محشر تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس کا استقبال کریں گے۔

کلمہ طیبہ کی فضیلت

حضور نبی کریم وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو صبح کی نماز سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور نماز عصر کے بعد سورج کے ڈوبنے تک کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور اس کے مابین کلام نہ کرے تو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل

کرے اور اس سے کچھ بھی دریافت نہ کرے اور وہ ستر آدمیوں کا شافع بنے جن پر دوزخ واجب ہو چکی ہو۔

نیز حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین حبیب رب العالمین احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص وضو کے مابین کلمہ طیبہ پڑھے تو جو پانی کا قطرہ گرے تو اللہ تبارک و تعالیٰ جل مجدہ الکریم اس قطرہ سے ایک فرشتہ تخلیق فرمائے کہ وہ بروز محشر تک اس کلمہ کو پڑھ کر اس کا ثواب پڑھنے والے کو دیں گے۔

نیز حضور سیدالعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ سوتے وقت دس بار جو شخص کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے تو وہ ایسا ہے کہ گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ میں جانتا ہوں اور تمھیں کلمہ کی پناہ میں چھوڑتا ہوں۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ تجھے اس کی پناہ میں رکھے۔ اور نار جہنم سے نجات پائے۔ اس لیے تمھارے لازمی ہے کہ اس کلمہ کو بکثرت پڑھو تاکہ بہشت میں ارفع و اعلیٰ درجہ حاصل کر سکو۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ بوقت نزع جس کا آخری کلام یہ ہو وہ جنت میں داخل ہو۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو کلمہ طیبہ کو تنہائی میں دو سو بار پڑھے وہ حج اکبر کا ثواب پائے۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ جو کلمہ طیبہ پڑھے اس پر رضوان

اکبر واجب ہو۔

دیدارِ خداوندی

یاد رہے کہ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی اے موسیٰ! اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء سے ایک قوم ہوگی کہ بلند آواز پر بہادر ہوگی اور بلند آواز سے کہے گی لَا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ وہ ہمارے دوست ہیں۔ سب سے پہلا دیدار ہم ان لوگوں کو کرائیں گے اور بروز محشر انبیائے کرام علیہم السلام کے برابر انہیں ثواب سے نوازیں گے۔

نیز فرمایا جو صبح کی نماز کے بعد دس بار اور ظہر کی نماز کے بعد ۲۰ بار اور عصر کی نماز کے بعد ۳۰ بار اور مغرب کی نماز کے بعد ۴۰ بار اور عشاء کی نماز کے بعد پچاس بار اور وتر کے بعد ۶۰ بار کلمۂ طیبہ پڑھے تو اس کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کا ثواب لکھا جائے گا اور جنّت میں ساٹھ شہر اور ہر شہر میں ساٹھ محل اور ہر محل میں ساٹھ گھر (مکان) اور ہر مکان میں ساٹھ تخت اور ہر تخت پر ایک حور بیٹھی ہوئی ہو بنائے جائیں گے۔

نیز فرمایا جو ہر روز ایک سو بار لَا اِلٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہے بروز محشر اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح منور ہوگا۔

نیز فرمایا خود تنہا زکوٰۃ ادا کرو کلمہ طیبہ کہنے سے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

نیز فرمایا جو ہر روز ایک سو بار کلمہ طیبہ پڑھے تو راہِ جنّت کا پسندیدہ توشہ اسے حاصل ہو۔

پرندہ کی تخلیق

یاد رہے کہ ارشاد گرامی ہے کہ جب بندہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللہِ کہتا ہے تو اس کے سانس سے ایک سبز پرندہ تخلیق کیا جاتا ہے کہ اس کے پر مرصع موتی اور یاقوت کے ہوتے ہیں اور وہ عرش کے نیچے جاتا ہے اور کانپتا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ اے پرندہ ٹھہر جا وہ پرندہ کہتا ہے الٰہی کیونکر ٹھہر جاؤں کہ تو اس کلمہ گو کو تو بخشتا نہیں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے میں نے اسے بخش دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ۔

جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اپنے اور مومنین اور مومنات کے گناہوں کی معافی طلب کر۔ اللہ تمہارے منتقل اور ٹھکانے کو جانتا ہے۔

اہلِ معانی کا قول ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام خدا پر خطاب ہے اور مراد ان کا غیر ہے اس لیے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دانا تھے کہ بجز اس کے اور کوئی خدا نہیں ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

فَاِنْ كُنْتَ فِىْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ط

اگر آپ کو شک ہے اس میں جو ہم نے آپ پر نازل کیا تو آپ ان لوگوں سے معلوم کریں جو پہلے سے آسمانی کتب کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ بیشک یہ تیرے رب کی طرف سے حق آیا ہے تو شک کرنے والوں میں سے مت ہو۔

یہ دلیل ہے کہ خطاب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے ہے اور مراد غیر ہے۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمّد رسول اللہ ہے۔ چنانچہ حضور نبی غیب دان علیہ افضل الصلوٰۃ والسّلام کا ارشاد گرامی ہے کہ سب سے افضل ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ محمّد رسول اللہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نفع و نقصان اور عزیز کرنے والا اور خوار کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں لَا ضَآرُّ وَلَا نَافِعُ وَلَا مَانِعُ اِلَّا اللہ اور وہ اہل توحید و توکّل ہے۔

اس جملہ پر ارشاد یہ ہے کہ نجات اہل ایمان کی ہے اور تمھاری جگہ اور جانے کا جاننے والا نہیں ہے بجز اللہ تعالیٰ کے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب خود اور اہل ایمان کے لیے مغفرت چاہے تو دل حاضر رکھ جیسا کہ خبر میں ہے:۔

مَنْ اَسْتَغْفَرَ وَلَمْ یَحْضُرْ قَلْبُہٗ مَعَ لِسَانِہٖ لَمْ یُغْفِرْ۔

جس نے بخشش چاہی اور حضور دل نہ کیا زبان کے ساتھ تو اس کی مغفرت نہ ہوگی۔

اے عزیز! دل کا اعتبار ہے۔ اگرچہ اس سے قبل اس کی مغفرت فرمادی ہے کہ اِنّا فتحنا لک گواہ ہے۔

پس جب حضرت عزوجل صاحب مغفرت کو دوست رکھتا ہے لہٰذا حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو چاہیئے کہ اہل ایمان کی مغفرت چاہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بارگاہِ رب جلیل میں سوال کیا کہ کسی معصیت خواہ کو دوست رکھتا ہے فرمایا اہل مغفرت معصیت خواہ کو۔ اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم تمہارے جانے، رہنے کی جگہ سے واقف ہے کہ جہاں تم معصیت کرتے ہو اگرچہ چھپ کر کرو۔ پس ضروری ہے کہ مغفرت طلب کرو۔ اگر آمرزش کو میں رفیق رکھوں گا تمہاری جگہ جنت ہے اور اگر توفیق نہ دوں تو جہنم ہے۔

چالیس روز ماتم کرنا

اے مومن! ایک نماز وہ ہے جسے سلطان الذاکرین کہتے ہیں اسے پڑھ کر قیامت کے دن ڈاکوؤں سے اٹھایا جائے اور جو حاجت اللہ تبارک وتعالیٰ سے چاہے جائز ہو اس کا ثواب تقریر وتحریر سے باہر ہے اور وہ چار رکعت ہیں ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پندرہ بار قیام کے بعد تین سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ اور ہر رکوع وسجود اور ہر قومہ وجلسہ میں چالیس دفعہ اور سلام کے بعد تین سو ساٹھ بار پڑھے۔

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک دفعہ یہ نماز فوت ہو گئی تو آپ اس نماز کے فراق میں چالیس دن تک ماتم کرتے رہے۔

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ خواب میں حضور نبی غیب دان احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے بایزید! اچھی نماز اختیار کی ہے جو تمام عمر ایک بار پڑھ لے جنتی ہو جائے اور دوزخ اس پر حرام ہو جائے۔ پس اے اہل ایمان تو بھی کبھی کبھی یہ نماز پڑھ تاکہ اس کی نیکی کو پائے۔

کلمۂ شہادت کی حقیقت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھے تو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم اُس پر جنت کے آٹھ دروازے کھول دے گا۔ جس سے چاہے جنت میں داخل ہو۔

جاننا چاہیئے کہ کلمۂ شہادت اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی وحدانیت اور حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی نبوت ورسالت کی شہادت ہے اور توحید کی جڑ ہے۔ اور کلمۂ شہادت کے قاری کے لیے عظیم ثواب ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کی یگانگی کی شہادت اور میری نبوت ورسالت کی گواہی دے اُس پر جنت واجب ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص اللہ تبارک و تعالیٰ اور میری نبوت و رسالت اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی بجز میرے ہیں شہادت دے تو تمام انبیائے کرام علیہم السلام اس شخص کے لیے جنت کی ضمانت ہیں اور میں بھی اُس کی شفاعت کروں۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص صحیح العقیدہ سے کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھے تو اس سے کفر و نفاق بیزار ہوتا ہے اور یہ شمار ہر کافر و منافق کے اس نامۂ اعمال میں نیکی مرقوم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ جنت ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص اِخلاص کے ساتھ دل سے کلمۂ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ پڑھے تو اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ اُس پر نارِ جہنم حرام کر دے گا۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"اللہ ربُّ العالمین جل مجدہ الکریم کا ایک نور کا ستون ہے۔ بندہ جب کلمۂ شہادت پڑھتا ہے تو وہ ستون جنبش کرتا ہے تو ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ ٹھہر۔ ستون کہتا ہے کیونکر ٹھہروں کہ تو نے کلمۂ شہادت پڑھنے کو بخشا نہیں ہے۔ ارشاد ربانی ہوتا ہے تحقیق میں نے مغفرت

فرمادی۔ پس ستون ٹھہر جاتا ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَیُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

دن میں ایک سو بار پڑھے تو وہ دس غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے اور اُس کے نامۂ اعمال میں ایک سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اس کے نامۂ اعمال سے ایک سو بُرائی دُور ہو جاتی ہے اور شیطان سے امان ہوتی ہے اور شب و روز کو اس قدر ثواب نہیں پاتا مگر اس طرح کلمۂ توحید کہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"شہادت دو اور کہو اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَنَّ عِیْسٰی عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَابْنُ اَمَتِہٖ وَکَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ الْجَنَّۃَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ۔ اور اللہ ربّ العالمین جل مجدہ الکریم تمھیں جنّت میں داخل فرمائے گا:۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"مجھ سے حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ کو آپ کی اُمّت کے ساتھ خوشی ہو جو فرض نماز کے بعد ۲ دفعہ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی نماز قبول کرتا ہے اور ہر رکعت کا ثواب اسّی سال کی عبادت کا اُس کے اعمال نامے میں لکھتا ہے اور جو صبح کی نماز کے بعد کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے گناہ درگزر فرماتا ہے اگرچہ دریا کی طرح کیوں نہ ہوں۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جب اہل ایمان اہل قبور کے قریب سے گزرے اور یہ کلمہ پڑھے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس قبرستان کو منور کرتا ہے اور پڑھنے والے کی مغفرت فرماتا ہے اور ہزاروں نیکیاں اس کے اعمال نامے میں لکھتا ہے اور اُس برائی درگزر فرماتا ہے۔"

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّ اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ کہے تو اُس کے اعمال نامہ میں اللہ رب العزۃ تبارک وتعالیٰ دس ہزار نیکیاں رقم فرماتا ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُخْلِصُوْنَ کہے تو اُس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت لکھتا ہے

چہ جائیکہ کوئی جہنمی ہی کیوں نہ ہو۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص بازار میں آکر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَایَمُوْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ اللہ تعالیٰ چالیس ہزار نیکیاں اسے عطا فرماتا ہے اور چالیس ہزار بدیاں دُور کرتا ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو باوضو ہو کر ایک مجلس میں ایک سو دفعہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَایَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ بارگاہِ خداوندی میں جس حاجت کی تمنا کرے پوری ہو جائے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص چار دفعہ یہ کہے اللہ تعالیٰ اُس کی آزادی دوزخ میں لکھتا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُشْھِدُکَ وَکَفٰی بِکَ شَھِیْدًا وَاُشْھِدُ حَمَلَۃَ عَرْشِکَ وَمَلَآئِکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَاشَرِیْکَ لَکَ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو شخص کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ انگشت سبابہ کھڑا کرے جب قبر سے اُٹھے تو سب اس کی اُنگلیاں کلمۂ مذکور کہیں پس اللہ تعالیٰ اُس کے لیے براق بھیجے جو اس پر سوار ہو اور قیامت کے میدان میں حاضر ہو اور کلمہ شہادت کہتے وقت انگشتِ شہادت کھڑی کرنا مستحب ہے اور جب التحیات میں کلمۂ شہادت پڑھے اور بعض علماء کے نزدیک رفعِ سبابہ سُنّت ہے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"شب جمعہ کو چالیس بار یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اللہ تعالیٰ اُسے اپنے دوستوں میں لکھے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو سورج غروب ہوتے وقت دس بار کہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی طرف فرشتہ بھیجے جو اس کی حفاظت کرے اور دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو ہر نماز کے بعد کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ

وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۔

اس کو ہزار برس کی عبادت کا ثواب ملے ۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ سے حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ :

"آدمیوں کو خوشخبری دے دو کہ جو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَهُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ تو اُسے جنت ملے ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

"جو اپنے بچھونے کی طرف آئے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ۔ اس کے گناہ دُور ہوں اگرچہ دریا کی طرح ہوں ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :

"جو پہلو پھیرے اور کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اس کے اعمال نامے میں شب و روز عبادت کرنے والوں اور دن کو روزہ رکھنے والوں کا ثواب لکھا جائے ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"جو جاگتے ہوئے پڑھے وہ ستر برس کی عبادت کا ثواب پائے ۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

"جو سورج طلوع ہوتے وقت دس بار کہے اُسے اس قدر نیکیاں ملیں کہ جس قدر سورج سے چمکیں۔

صاحب حکمت کون؟

یاد رہے کہ اللہ رب العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی خود گواہی دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ اللہ تعالیٰ اس امر کا شاہد ہے کہ بیشک وہی ہے اللہ نہ کہ دوسرا۔ اور فرشتے اور اہل علم شاہد ہیں کہ قائم ہیں عدل کے ساتھ نہیں ہے خدا مگر وہ غالب صاحب حکمت۔

یاد رہے کہ اللہ ربّ العالمین جلّ مجدہ الکریم نے اپنی وحدانیت کو بکثرت بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

اِنَّنِیْۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِیْ اور فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ۔

اور سب انبیائے کرام علیہم السلام اور ملائکہ اُس کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں اور وحدانیت کے مقر ہیں اور اُس کی اطاعت میں لگے ہوئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ ۔ ان کی نماز ہے۔ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ان کی صفت اور اُولُو الْعِلْمِ صاحب دانش بھی اس کی خدائی کے مقر ہیں۔ جو صاحب عقل ہوگا اس کا شریک نہیں کہے گا اور سب وحوش وطیور اُس سے واقف ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

یُسَبِّحُ لَہُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْھِنَّ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَھُوْنَ تَسْبِیْحَھُمْ اِنَّہٗ کَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ط

پس اے آدم کے بیٹے تو اسے کیوں نہیں پہچانتا کہ اس نے سب اپنوں کو پہنچوادیا ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے سے۔

مصنف کا قول ہے

لعنتے بر کار کافر رحمتے بر کار دیں

عارفاں و اولیا ایں ہمہ از حق بیں

کافر کے عمل پر لعنت اور دیندار کے عمل پر رحمت ہوتی ہے۔ عارف اور ولیوں کو اللہ کی طرف سے جان۔

چہار اشیاء کی محتاجی

یاد رہے کہ کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ چہار اشیاء کا محتاج ہے:۔

پہلی شے:۔ صدقِ قلب کہ جس میں یہ نہیں منافق ہے۔

دوسری شے:۔ حرمت کہ جس کو یہ نہیں فاسق ہے۔

تیسری شے:۔ حلاوت کہ جس میں یہ نہیں دیا ہے۔

چوتھی شے:۔ تعلیم جس کو یہ نہیں بدعتی ہے۔

نجات مردمِ جاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
کلید قفل جناں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

انسان کے رُوح کی نجات لا الٰہ الا اللہ پڑھنے میں ہے۔ جنت کے تالے کی چابی لا الٰہ الا اللہ ہے۔

چہ خوفِ آتش و دوزخ چہ باک دیو لعین
دلا کہ وردِ زباں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

دوزخ کی آگ اور شیطان لعین سے کیسا خوف وڈر اے دل جس کی زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری ہے۔

نبود ملک دو عالم نبود چرخِ کبود
کہ بود قبلِ زماں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

دونوں جہان اور نیلا آسمان نہیں تھا کہ زمانہ سے پہلے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تھا۔

مُخلصِ خاص کون؟

یاد رہے کہ جس کسی کو کلمہ تاثیر کرے وہ آدمی کلمہ سے تاخیر کرے اور کلمہ جس کی زبان کھولے ایک دم وہ اس کے ذکر سے یاد نہ رہے۔ جس نے کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا وہ کسی حساب و عذاب کے بغیر جنّت میں داخل ہو گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر زنا کرے و چوری کرے اگر زنا اور چوری کبھی کرے کبھی کبھی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حرام کھائے اور نفس کو انصاف

الحاصل کلام: دے۔ زنا، شرک، کفر، غرور سے اجتناب کرے اور تفسیر کے ساتھ کلمۂ حق پڑھے۔ اُونچی آواز اور دھیمی آواز سے۔ گلیوں بازاروں خشکی اور سمندر میں بہشت میں داخل ہو گا اور کلمۂ طیبہ سے منافع اور کافر منکر ہے کہ کوئی کہے کہ نفس کی جگہ کلمۂ مست جائز ہے۔ ہر طریقہ سے کلمہ پڑھنا جائز ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّةً لَمْ يَبْقَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ ذَرَّةً

جس شخص نے ایک دفعہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ پڑھا تو اس کے گناہ میں ایک ذرہ بھی نہیں رہتا۔

تو کلمۂ طیبہ کو کیا جانتا ہے جبکہ تو نے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم کے موجود ہونے کا اقرار کیا تو پھر دوسرے سے التجا کی کیا حاجت۔ اور دوسرے سے خائف ہونا سب کفر و شرک ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کَثِیْرٌ وَالْمُخْلِصُوْنَ قَلِیْلٌ

جو لا الٰہ الا اللہ کثرت سے پڑھتے ہیں ایسے مخلص بہت کم ہیں۔

اور کلمہ شریف کہنے والا مخلص خاص ہے اور وہ دائمی طور پر اللہ تعالیٰ کی رفاقت میں اور سلیف زبان ہے۔

حقیقتِ خاموشی

یاد رہے کہ مصنف کا قول ہے کہ نفس کے مرنے کے بعد جو گناہ رُوح کے ذمّہ ہے۔ نفس کا کہنا ہے کہ میں اُس سے واقف نہیں ہوں۔ فعل بد رُوح کی زندگانی کر واسطہ رکھتا ہے اور جو گناہ مرنے کے بعد ہو وہ میرے ذمّہ ہے کہ فعلِ بد رُوح کو نفس یوں ملزم کرتا ہے اور نفس رُوح کے ہاتھ سے حیران و پریشان ہے نفس و رُوح کو اور فریب دیتا ہے۔ چنانچہ جس وقت کہ آدمی کے وجود میں تپ ہو تو چاروں جلتے ہیں اور انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ یعنی قلب و قالب اور رُوح و نفس۔ پس کفّار کے چاروں کافر اور منافق کے چاروں منافق اور مومن کے چاروں مومن ہیں۔

اگر نفس وجود میں بادشاہ ہو تو دل اُس کا وزیر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ گویا فقر کے پند و نصائح سے اور خاموشی فقر کا راز ہے۔ اگر تو آئے تو دروازہ کھلا ہے ورنہ رب العزۃ تبارک و تعالیٰ بے نیاز ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَّ وَجَدَ ط

اگر کسی نے کسی چیز کی طلب میں کوشش کی تو اس کو حاصل کر لیا۔

جو مرتبۂ فقر تک رسائی حاصل کر لیتا ہے اُسے کوئی بات دوسری اچھی نہیں لگتی اگرچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے خلق کی طرح کیوں نہ ہو۔

جادۂ حق کیا ہے؟

جاننا چاہیئے کہ سر سجدہ کرنے کے لیے ہے اور بدن اطاعت کے لیے ہے اور زبان ثناء کے لیے ہے اور دل ذکر کے لیے ہے اور رُوح فکر کے لیے ہے اور ہاتھ سخاوت کے لیے ہے اور آنکھ حق تعالیٰ کے دیکھنے کے لیے ہے اور پاؤں عبادت کے لیے کھڑا ہونے کے لیے ہے اور کمر امر بالمعروف کے باندھنے کے لیے ہے اور کان کلام کی سماعت کے لیے ہے۔ پس سرود لغنیوں کی جگہ ہے۔ مولا کی راہ سب راہزن ہیں۔

حضرت شیخ العارفین شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

ایہا الناس جہاں جائے تن آسانی نیست

مرد دانا بجہاں داشتن ارزانی نیست

اے لوگو! دنیا جسم کو راحت پہنچانے کی جگہ نہیں ہے۔ عقلمند آدمی کو دنیا رکھنا آسان نہیں ہے۔

بچۂ دیو ببازی و ریاضت بشکن

کیں سر پنجگئ ظاہر جسمانی نیست

شیطان کے بچہ نفس کی لہو و لعب کی عادت کو ریاضت سے ختم کر دے کہ یہ ظلم کی شدت ظاہری جسم کی نہیں ہے۔

حذر از پیروئے نفس کہ در راہِ خدا
مرد افگن تر ازیں غول بیابانی نیست

اللہ کے راستہ میں نفس کی پیروی سے پرہیز کر۔ آدمی کو گرانے والا اس سے زیادہ کوئی جنانی جنگلی مخلوق نہیں۔

طاعت آں نیست کہ بسر بینی و پیشانی
صدق پیش آر کہ اخلاص بہ پیشانی نیست

اطاعت یہ نہیں ہے کہ تو سر ناک اور پیشانی کو زمین پر رکھ دے صدق دلی کو سامنے لا کہ اخلاص ماتھا ٹیکنے میں نہیں ہے۔

سعدیا گرچہ سخندانی مصالح گوئی
بہ عمل کار بر آید بہ سخندانی نیست

اے سعدی اگرچہ تو گفتگو کے فن کو جانتا ہے اور اصلاح کی باتیں کرتا ہے۔ کام عمل کرنے سے پورا ہوتا ہے باتیں بنانے سے نہیں ہوتا۔

مصنّف کا قول ہے کہ عمل وہ ہے جو قلب کی صفائی سے ہو اور غرض بجز خدا کے نہیں ہے اور شریعت جادۂ حق ہے اور بغیر شریعت گمراہی ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ تَنَاهِیْ عَنِ الْبِدْعَتِ مَلَاءَ اللّٰهِ مِنَ الْاِیْمَانِ قَلْبَہٗ

جو بدعت کا منکر ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل ایمان سے بھرتا ہے۔

اقسام رزق

بکثرت لوگ بدعت میں رزق کی تلاش کرتے ہیں۔ چنانچہ مشائخ طبقات نے رزق کو چار اقسام میں تقسیم کیا ہے:۔

رزق کی پہلی قسم:۔ رزق مقسوم ہے۔

رزق کی دوسری قسم:۔ رزق مضمون ہے۔

رزق کی تیسری قسم:۔ رزق مملوک ہے۔

رزق کی چوتھی قسم:۔ رزق موعود ہے۔

رزق مقسوم:۔ وہ رزق جو ازل میں تقسیم ہو گیا ہو اور لوح محفوظ میں مرقوم ہو۔ بیشک وہ مقدر میں پہنچے گا۔

رزق مضمون:۔ وہ رزق جو اس کی روزی سے اسے پہنچے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ رزق دینے کا ضامن ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُهَا۔ جو زمین پر مکین ہیں اللہ تعالیٰ پر اُن کا رزق ہے۔

رزق مملوک:۔ وہ رزق جس کا ذخیرہ کیا جائے۔ درم، جامہ، اسباب دوسرے سے کہ تجارت کرے البتہ فضلِ خداوندی سے اس سے کوئی چیز پیدا ہو اور رزق حاصل ہو۔

رزق موعود:۔ وہ رزق جو ہمہ وقت پہنچتا ہے۔

مصنف کا قول ہے کہ رزق کی تمامیت دو اقسام میں منقسم ہے۔ ایک حلال خالص

جو عارفین کو اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ملتا ہے۔ اور خاص دائماً توکل و ضامن ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ؕ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔

جو اللہ سے خوف رکھتا ہے وہ اس کو ایک مخرج پیدا کرتا ہے اور بلاحساب رزق دیتا ہے اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے وہ اس کے لیے کافی ہے تحقیق اللہ تعالیٰ اس امر کا پہنچانے والا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے لیے ایک مقدار پیدا کی ہے۔

اور رزق عام کا حرام ہے جیسا کہ ظلم مردہ دل اہلِ نفاق کا ذب رزق کی جستجو میں رزق کے تابع خاص کر سرود کی آواز شیطان کی آواز ہے۔ اور اہلِ سرود کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خواہشاتِ نفس میں پھنسا ہوا اور بے دین رہے۔

آں سرودِ بے دیگر است سنّت رسول
قتل سازد نفس را اھل الوصول

سنتِ رسول کے سوا ہر بات و گانا بجانا بیہودگی ہے نفس کو قتل کردے اے اللہ کے ساتھ واصل ہونے کی اہلیت رکھنے والے۔

عارفاں بے نغمہ مطرب مست حال
مستیٔ او خاص از وحدت وصال

عاشق گانے والے کے نغمہ کے بغیر ہی اپنے حال میں مست رہتے ہیں اس کی مستی وحدت کے وصال کی خصوصیت سے ہے۔

اقسام آواز

اے مرد جاننا چاہیئے کہ آواز مندرجہ ذیل دو اقسام میں منقسم ہے:۔

آواز کی پہلی قسم:۔ پہلی آواز رحمانی ہے جس طرح کہ تلاوتِ قرآن مجید، ذکرِ سبحانی لا الہٰ الاّ اللہ محمد رسول اللہ مشفق قدرتِ خداوندی سے ہے جو اس پر یقین نہیں کرتا وہ گمراہ ہے۔

آواز کی دوسری قسم:۔ دوسری آواز جس کا دخل حقیقت سے نہ ہو وہ ہوائے شیطانی سے پیدا ہو۔

سعید کون؟

اے خام سُن! عارفین کی حقیقت یہ ہے کہ خاموشی اور غرق باموئی بلا مکر اللہ تبارک و تعالیٰ کی صحو ہے اور بلا حق گویائی لہو ہے۔ جو اپنے نفس پر مالک ہو وہ سعید ہے اور نفس، پر وہ مالک ہوتا ہے جو صاحبِ دل ہو۔ جب مرشد صاحب اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا اسم منقش کرے اور اس کی برکت سے اُس کا سارا دل منور ہو جائے۔

اِبتداء اور انتہائے قرآن

یاد رہے کہ قرآن کی ابتدا ء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی ب سے ہے اور قرآن کی انتہا مِنَ الجنۃ والنّاس کے س سے ہے۔ تمامیت ختم قرآن کی رُوح دل پر صحیح پڑھے اور اس کے بعد لوح محفوظ سے تکرار کرے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ طَلَبَنِیْ وَجَدَنِیْ وَمَنْ وَجَدَنِیْ عَرَفَنِیْ وَمَنْ عَرَفَنِیْ اَحَبَّنِیْ۔
وَمَنْ اَحَبَّنِیْ عَشِقَنِیْ وَمَنْ عَشِقَنِیْ قَتَلْتُہٗ وَمَنْ قَتَلْتُہٗ فَعَلیٰ دِیَتُہٗ
وَاَنَا دِیَتُہٗ۔

جس نے مجھے چاہا پایا اور جس نے پایا اس نے مجھے پہچانا۔ اس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے دوست رکھا وہ عاشق ہوا۔ اور جس نے مجھ سے عشق کیا میں اُسے قتل کرتا ہوں اور جسے میں قتل کرتا ہوں اُس کا بدلہ مجھ پر واجب ہے۔ پس وہ بدلہ میں خود ہوں۔ ؎

شد مزدری کشتنِ آں خویش داد
شوق وحدت خویش را در درویش داد

عاشق کے قتل کا بدلہ خود کو اس کے سپرد کرنا ہے۔ اپنی وحدت کے شوق کو درویش کے دل میں پیدا کرتا ہے۔

گشت فارغ آئینہ اند ہر مقام
نام اللہ ختم شد بر من تمام

آئینہ دل ہر اُس مقام میں فارغ ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کا نام مجھ پر مکمل طور پر ختم و ظاہر ہو گیا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْعَافِیَۃُ عَشْرَۃُ اَجْزَاءٍ تِسْعَۃٌ فِی السُّکُوْتِ وَوَاحِدٌ فِی الْوَحْدَاتِ

عافیت کے دس جز ہیں نو جز خاموشی میں اور ایک جز وحدت میں۔

حقیقتِ دنیا

جاننا چاہیئے کہ بوقتِ نزع حضرت عزرائیل علیہ السلام کے اُوپر تجلی ہوتی ہے پھر جب عاشق اُسے دیکھ لیتا ہے تو مست ہوجاتا ہے اور اپنی جان سے اللہ تعالیٰ کی قدرت سے نکل آتا ہے اور حضرت عزرائیل علیہ السلام اسے شیشہ کی طرح تجلی کا روصفا دکھاتے ہیں اور اس کی جان کو ہاتھ نہیں لگاتے اور منہ دیکھنے سے شیشہ میں خوش وقتی ہے۔

یاد رہے کہ حضور سید العالمین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین انیس الغریبین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے دنیا کو اختیار نہ کیا کیونکہ وہ کفّار کی رسم ہے اور ابوجہل کی اور ابوجہل فقرِ محمدی کے خلاف ہے۔ میں اُس قوم پر متعجب ہوں جو فقرِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذلّت لے جائیں اور شرمندہ ہوں اور ابوجہل کے مراتب سے خوش ہوں اور اُمتِ محمدیہ صلّی اللہ علیہ وسلم پر فخر کریں۔ یہ کیونکر ہوگا۔ ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

مَنْ اَحَبَّ قَوْمًا فَهُوَ مِنْهُ

جو جس قوم سے دوستی رکھتا ہے وہ اُسی سے ہے۔

اور حضرت عزرائیل علیہ السلام دنیا دار کی جان اس طرح قبض کرتے ہیں جیسا کہ زندہ مرغ کو سیخ میں کردیں اور آگ پر رکھ دیں اور جان کباب ہوجائے۔

اے دنیادار یہ دنیا خراب ہے اور اس کے رکھنے والے بھی خراب ہیں۔ جو دنیا کا نام محبت سے ایک بار لیتا ہے تو اس کے سراور دل کی سیاہی دُور نہیں ہوتی چہ جائیکہ

وہ دن کو ستر روز روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے۔

بروز محشر کسی دنیادار کا منہ قبلہ کی جانب نہ ہوگا۔ چنانچہ قبر سے اُٹھیں گے تو پشت قبلہ کی طرف ہوں گے۔

سب سے پہلے طالب الٰہی کو نفس کی آفات کو پہچاننا چاہیئے کہ نفس شہوت کے وقت کور، بے عقل اور دیوانہ ہوتا ہے۔ چارپائے کی مانند اور سیری کے وقت فرعون ہے اور بھوک کے وقت درندہ سگ دیوانہ حرام خور۔ اور حکومت کے وقت صاحبِ غضب اور اظلم فی النّار۔ اور سرود کے وقت زنا کا طالب اور مونسِ شیطان ہے۔ نفس غصّہ کے وقت دیو دیوانہ پاگل جن ہے اور نفس وقت تلاوتِ قرآنی ذکرِ رحمانی اور قرآن و حدیث اور تفسیر کے اور مسائل کے اور اقوال مشائخ اور روایت و ہدایت و استغراق فی اللہ کے نفس صاحبِ توفیق رفیق قویِ دینِ مسلمانی رازوں سے واقف اور عارف باللہ ہے۔

یک قدم بر نفس خود نہ داں وگرنہ برہوا
یا رضائے دوست باید یا رضائے خویشتن

ایک قدم اپنے نفس پر رکھ اور دوسرا قدم خواہشات پر رکھ یا تو دوست کی رضا حاصل کرلے یا اپنی مرضی چلالے۔

ملائکہ سے فرمان

جاننا چاہیئے اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے وقت کی آراستگی آدم علیٰ نبینا علیہ الصّلوٰۃ والسلام ملائکہ سے فرمایا کہ ہمارے اور آدم کے مابین چالیس

ہزار ظلمانی نفسانیت کے پردۂ حجاب دُور کر دو۔ اسی لیے وجود آدمیّت میں سر سے قدم تک نفسانیت و لذت و کبر ہے۔ اور اسی وجہ سے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُور ہے۔ اور آدمی حرام کھاتا ہے اور غیبت کہتا ہے اور جھوٹ اور ناشائستہ افعال اُس کے وجود میں اور ہر ہر بال، بدن اور رگ و پے میں ہیں۔ اور دل پر سیاہی، بیگانگی اور بدی ہے اور حلال و حرام میں تمیز نہیں کرتا اور جو زبان پر آتا ہے کہتا ہے اور محشر کا دن اور موت کو فراموش کیے ہوئے ہے۔

دست مردے گیر تا مردے شوی
جز بمردان نیست راہ راہبری

کامل مرد کا ہاتھ پکڑ مرید ہو تا کہ تو بھی کامل مرد ہو جائے۔ راستہ کی رہبری کامل مردوں کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔

اور تمھیں جو آدمیوں سے نقصان پہنچے تو رنجیدہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ مراتب وَ كَذٰلِكَ لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ ہر نبی کے لیے ہم نے جن وانس اور شیاطین سے بنا دیئے۔

تخلیقِ نفس

اے عزیز جاننا چاہیئے کہ نفس کیا چیز ہے اور کہاں سے پیدا ہوا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ جب اللہ رب العالمین جل مجدہ الکریم نے حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود کو تخلیق فرمایا تو بحکم الٰہی اس میں رُوح داخل ہوئی اور حضرت آدم علیہ السلام پر علم واضح ہوا اور نگاہ عرش پہ پڑی اور کلمہ طیبہ مرقوم دیکھا۔ حضرت

آدم علیہ السلام نہایت متعجب ہوئے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کی اے اللہ العالمین تیرے نام مبارک کے ساتھ دوسرا نام مبارک کونسا ہے۔ بحکم الٰہی ہُوا اے آدم تیرے بیٹوں میں حضور نبی کریم رحمۃ للعالمین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء جو بروزِ محشر تیرے شفیع ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ بیٹا باپ کی کیسے شفاعت کر سکتا ہے۔ اس غیرت سے آپ کے وجود میں نفس متخلق ہوا اور حرص و طمع کا ظہور ہوا اور آپ نے گندم کا دانہ کھایا اور جنّت سے نکالے گئے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے۔

جاننا چاہیئے کہ تصوّر سی حرفی کے ساتھ مصنّف کا قول ہے کہ ہر روز باغ کی تلاش کی کیا ضرورت ہے بلکہ ایک مرتبہ نفس زاغ کو مارے اور جب پر اللہ تعالیٰ کی محبت متخلق ہو ۔

ہر کہ طالب عقل و نقل و سیم زر
معرفت مولیٰ نہ بیند یک نظر

جو کوئی عقل اور نقل اور سونے چاندی کا طلب گار ہے وہ مولیٰ کی معرفت بالکل نہیں پا سکتا۔

اَلْعَاقِبَۃُ بِالْعَاقِبَۃِ ۔

دل کعبہ اعظم است بکن خالی از بُتاں
بیت المقدّس است مکن جائے دیگراں

دل بہت بڑا کعبہ ہے اس کو بتوں سے خالی کر یہ پاکیزہ گھر ہے اس میں کسی اور کو جگہ مت دے۔

ذِلّتِ مومن

یاد رہے کہ دل کی تصدیق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طلب خاتمہ بالخیر سے تعلق رکھتی ہے اور طلبِ دنیا مومن کے لیے ذلّت اور کافر کے لیے عزت ہے۔ اور خاتمہ بشر ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اولیائے رحمٰن کی قبر کی ہم نشینی کے ساتھ پڑھنا بھی خاصیت رکھتا ہے۔ ہر چند پڑھنے سے روحانی خوشی محسوس کرتا۔ ہے کہ اسے کلام اللہ نعمۃ اللہ دولتِ عظمیٰ پہنچتی ہے اور ہر روز مراتب ترقی کرتے ہیں اور روحانی نہیں چاہتا کہ پڑھنے والے کا کام جلد از جلد ہو جائے۔

اہل قبور سے استعانت کا حصول

اگر کوئی چاہے کہ کام ایک رات یا ایک ہفتہ میں مکمل ہو تو پڑھنے والا قبر پر سوار ہو کر گھوڑے کے سوار کی طرح اور قبر پر ایک تنکا کوڑے کی طرح مارے وہ روحانی اس کے صدمہ سے اسی وقت بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فریادی جاتا ہے اور عرض کرتا ہے پس حضور نبی پاک صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اسی وقت روحانی کا مقصد پورا کر کے خلاص کرتے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اِذَا تَحَیَّرْتُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ

جب تم کسی کام میں پریشان ہو جاؤ پس اہلِ قبور سے استعانت کرو۔

ظاہر و باطن ہمت فقیر کی باقوت ہونا چاہیئے۔

ارشاد گرامی ہے :۔

اَلْمُلْكُ لِمَنْ غَلَبَ

ملک اُس شخص کا ہے جو غالب ہو۔

تا ترانی تیغ دو دستی بسے

ملک بمیراث نیابد کسے

جب تک تلوار تیرے دونوں ہاتھوں میں نہیں ہے۔ کیونکہ ملک کسی کی میراث نہیں ہے۔

غیبی لشکر

جاننا چاہیئے کہ جب صاحبِ دعوتِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں انتہا کو پہنچے تو اس کے اردگرد چار غیبی لشکر ہوتے ہیں :۔

پہلا لشکر :۔ لشکرِ شہداء۔

دوسرا لشکر :۔ رجال الغیب ابدال کا لشکر۔

تیسرا لشکر :۔ انبیائے کرام اور اولیائے عظام کی ارواح کا لشکر۔

چوتھا لشکر :۔ موکلات ملائکہ کا لشکر۔

ان چہار کو حاضرات اولیائے رحمٰن کی قبر سے ہوتی ہے کہ اہلِ قبر کی فریاد سے سب آتے ہیں اور عامل کے آشنا ہو جاتے ہیں اور مدد دیتے ہیں اور ہر جگہ عند اللہ اور حضور نبئ پاک صاحبِ لولاک علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی دوستی سے مدد کرتے ہیں اور عاجزی کے وقت اس طریقہ سے طلب کرے۔

اُحضِرُوْا اِنَّھُمْ مُسَخَّرَاتٍ اور ہر ایک کا نام لیجئے بیشک حاضر ہوں گے۔

اللہ کیلئے محبّت و دشمنی

یاد رہے کہ دوسری دعوتِ محمدی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے جس کا مرتبہ حق الیقین کا ہے۔ اللہ و رسول صلّی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور اس کی نظر میں لڑائی کے اوزار سلاح غیب الغیب کی طرح ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر غصہ ہو تو وہ شخص غیب سے زخم کھاتا ہے اور اللہ کے حکم سے مرتا اور جیتا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ۔

اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے دشمنی کرے۔

اُقْتُلُوا الْمُوْذِیَاتِ قَبْلَ الْاِیْذَاءِ۔

موذیوں کو ایذا سے پہلے قتل کر دو۔

اُن کی توجہ اور نظر قاتل ہے۔ صاحب راز دشمن بے خواب اور بے حمیت ہے اس لیے فقیر نہ ہی خدا ہے اور نہ ہی خدا سے جُدا ہے۔

مردانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

اللہ والے لوگ اللہ نہیں ہوتے لیکن اللہ سے جُدا کبھی نہیں ہوتے۔

ہر کہ دارد خبر از باطن فقر
قہر قہرش قہر حق زیر و زبر

جو فقر کے باطنی راز کی خبر رکھتا ہے اُس کا قہر اللہ کا قہر ہے جو زیر اور زبر کر دیتا ہے۔

جب فقیر آزردہ ہوتا ہے تو ماہ سے ماہی تک بلکہ عرشِ اکبر ہل جاتا ہے ؎

سادہ لوحانِ جنوں از بیم محشر غافل اند

بیم رسوائی نباشد نامۂ ننوشتہ را

سادہ دل مجنوں محشر کے خوف سے غافل ہیں خط نہ لکھنے والے کو رسوائی کا خوف نہیں ہوتا۔

رازِ حق اندر جہاں برزد آواز

خود صدائے کے نگہدارد ز راز

اللہ کا راز جہان میں آواز دیتا ہے وہ خود آواز ہے تو اس راز پر کون نگاہ رکھ سکتا ہے۔

راز کی حقیقت کم حوصلہ کیا جانے۔ اصل راز کی رضا خدا سے ہے اور راز حرف ہے کہ وہ حرفِ اعظم ہے اور دل سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی برکت سے ہر مکان کو پہنچتا ہے ؎

ازاں حرفے بشر فے مصطفیٰ است

کہ بیروں از کتب سرّ اللہ است

ان مشرف حروف میں سے ایک حرف مصطفیٰ ہے کہ اللہ کے اسرار کتابوں میں نہیں سما سکتے کتابیں ان کے لیے ناکافی ہیں۔

نہ آنجا قطرہ باشد از سیاہی

سراسر وحدت است سرّ الٰہی

اس جگہ سیاہی کا ایک قطرہ بھی نہیں ہوتا اللہ کے رازوں میں
سے وحدت بھی ایک راز ہے۔

وحی نامحرم است نزاں دل نوشتہ
مقامے کے رسد با دل فرشتہ

اس دل پر لکھا ہوا ہے کہ وہ وحی سے محرم ہے جس مقام
تک کہ فرشتے کے دل کی رسائی ہے۔

تخلیقِ نفسِ امّارہ

جاننا چاہیئے کہ عقل اور علمِ شریعت نے کہا اے نفسِ امّارہ تو جانتا ہے
کہ تو کس چیز سے پیدا کیا گیا کہ شاہدان بیان نوی وقار ناقلان آثار سے یوں
مروی ہے کہ جب حضرت آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی نگاہ لوح
محفوظ پر کی تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمّد رسولُ اللّٰہ لکھا دیکھا تو آپ کے دل میں
غیرت آئی۔ آپ نے نہایت غیرت سے فصیح و بلیغ زبان سے عرض کیا:

مَن الّذی اِسمُہٗ مقرون بِاِسمِکَ

الٰہی یہ کس کا نام ہے جو تیرے نام کے ساتھ ہے۔

بارگاہِ خداوندی سے حکم ہوا یہ میرا محبوب نبی ہے میرے نبیوں میں سے۔ اور
تیرا فرزند ہے تیری اولاد میں سے اور تیری معصیت کا شفیع ہے۔ یہ سن کر
حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا باپ بیٹے کی
شفاعت کرتا ہے نہ یہ کہ بیٹا باپ کا شافعی ہو۔ فوراً خطاب ہوا کہ اے جبرئیل

جا اور وسوسہ لے کر حضرت آدم علیہ السّلام کے شکم میں دو حصّے کر۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السّلام بارگاہِ خداوندی سے اُترے اور وسوسہ کے دو حصّے کیے نصف کو نکال کر جنّت میں دفن کیا کہ اس سے گندم کا درخت پیدا ہوا اور حضرت آدم علیہ السّلام کے لیے ندامت کا سبب بنا اور دوسرا نصف حضرت آدم علیہ السّلام کے جوف میں رہا۔ اس سے نفسِ امّارہ پیدا ہوُا۔

علم و ابلیس کا مکالمہ

علم نے اے غدار تیری پیدائش اس وسوسہ سے ہے۔ اس بے ہنر سے پُرہنر کیونکر ہو۔ میں وہ صفت ہوں کہ جس میں مجھ سے ذرّہ پیدا ہوا۔ حیاتِ ابدی اور دولتِ سرمدی پائی۔ نفس نے کہا اے علم اگر تیری تحقیق سے حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے تو بیچارہ ابلیس جو علم رکھتا تھا دائمی لعنت میں کیونکر مبتلا ہوُا۔

شریعت نے علم سے کہا اے مکّار تیری مصاحبت سے اس حال کو پہنچا۔ ورنہ میں ملائکہ کا اُستاد تھا۔ پس تمہاری وکالت و وزارت سب ملک کی خرابی ہے حقیقت میں ہمارا حق تھا۔ اب بھی آرزو رکھتا ہوں کہ اپنے مرکز پر قرار پکڑے۔ اس وقت نفسِ امّارہ نے تومن تیز کو اس طرح مطلق العنان کیا کہ تمام جہان پر سورج کی طرح ظاہر ہے۔ پھر علمِ شریعت نے اس طرح حجّت قاطع پیش کی کہ ولایت و وزارت دراصل ہمارا حق ہے مگر بنا بر مقتضائے ضروریات کے چھوٹی عمر میں عقل کے بادشاہ کو رعیت پروری کی تکلیف کی۔

اگر ہم دیتے تو تکلیف مالایطاق تھی کیونکہ دودھ پیتے بچے کو بجز مشتہات نفسانیت کے موانست نہیں تھی اس لیے اصحابِ لہو کو سونپ دیا۔ اب ہماری وکالت کا وقت آیا دو شاہد پیچھے ہیں۔ ایک قاضی شرع محمدی نے ولد نزع کیا اور والدین کی جدائی کے بعد والدہ کے سپرد کیا کہ بہتر طریقے سے تربیت کرے اور جب ولد حدِ شرعی کو پہنچے تو ولد کو والدہ سے نزاع کر کے والد کے سپرد کرے اور حلول مدت تربیت کے والد کا حقیقی حق زائل نہ ہو۔ اس وقت نفسِ امارہ نے کہا کہ والد کا رجوع والدہ کی جانب اسبابِ نطفہ کے واسطہ کا سبب ہے کیونکہ حق حقیقی معنی ثابت کرتا ہے۔ اس صورت میں کوئی وجہ سرشت حق حقیقی کے نہیں ہے۔ اس وقت علمِ شریعت نے کہا کہ باجماع والدین شریفین ملک بناپر ارشاد خداوندی ہے :۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

پس ان مستورات سے نکاح کر دیں جو تمھیں اچھی لگیں۔

پس کون حق زیادہ اور مناسب تر وجود کا ہے۔

دوسری گواہ وہ ہے کہ ایک اطراف اور سلاطین اکناف کی طرف سے رسل رسائل عقل کے بادشاہ کے آگے آئے اور ان کا ردّ جواب تمھارے امراء سے امکان پذیر نہیں ہے اور جو نہیں ہمارے اصحاب سے کہ دانش و بینش اور ادراک حقائق آفرینش کے نزدیک متجلّی ہیں۔ اور اب تمھارے محتاج و مقر نہیں ہیں۔ یہ دلیل بھی اس کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے محتاج ہیں۔ اس وقت نفس امارہ نے کہا کہ عقل کے بادشاہ کو اوامر و نواہی میں مقید کرتے ہیں اور قید

بادشاہوں کو نہیں ہوتی ہے۔ مگر باغی سے اور گوش ہوش سے سننا نہیں ہے
کہ ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے :۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا۔

وہ ایسا رب ہے جس نے تمھارے لیے تمام زمین کی اشیاء کو پیدا کیا۔

ہمارے ملک میں جسم کے تمام لطف اور نعمائے شہوت مُباح ہیں۔ پس ہم بادشاہ کو مطلق العنان کرتے ہیں اور جب بادشاہ موافق مطلوب کے بے قید نعمتوں میں متصرف تھا۔ ذوق وشوق کے دروازے اس کے چہرے پر روشن ہوئے اس وقت تمام رعنایا ناز و نعمت میں بسر کی گئیں۔ پھر علم و شریعت نے کہا کہ آیۃ مبارکہ سے یہ مراد نہیں ہے کہ تو نے قصد کیا بلکہ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے ہر چیز کو تخلیق کیا ہے۔ اچھے اچھے کھانے اور مزے دار کہ شریعتِ مطہرہ نے انھیں کھانے کی اجازت دی نہ یہ کہ حیوان کی طرح سامنے آکر بلا تامل اور بلا فکر کھایا جائے اور کچھ فکر نہ کرے۔ لہٰذا بعض بشر نے شریعت مطہرہ کے احکام سے انحراف کیا اور منہیات میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے بارے میں یوں ارشاد فرمایا ہے :۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ

وہ چوپایوں کی طرح ہیں مگر بہت زیادہ گمراہ۔

اگرچہ وہ انسانی صورت میں ہیں لیکن سیرت میں حیوان ہیں۔ کسی اہلِ عقل پر پوشیدہ نہیں ہے کہ بادشاہ ناشائستہ فعل کا مرتکب ہو اور مقر ہو تو اس کے سپاہی اور رعایا بالضرور اس کی اقتدا کرتی ہے کہ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ۔ قول

صحیح ہے۔ اس معنیٰ معاد کی کثرت اور مالا کی زیادتی ہو گی۔ اور اس کی وجہ سے بدل کی بادشاہی میں قسم قسم کے سقم اور مرض کا ظہور ہوگا اور اس مرتبہ پر پہنچیں گے کہ زمانہ کے حاکم اس کی صحت سے ہاتھ دھوئیں گے۔ پس اس بادشاہی میں خرابی رونما ہو گی اور برکت و خیر نہیں رہے گی۔ پس ناشائستہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ اُس وقت نفسِ امّارہ نے کہا کہ بشر کے لیے تمام لذات سے بہتر لذت زنا کی ہے۔ اور بشر تمام مخلوق سے بزرگ ہے۔ پس اگر کوئی مخلوقات سے بزرگ موجودات کی بزرگی لذات سے اشتغال کرے اور اپنی اقامت تلذذ پر عرض کرے روا نہ ہو کہ وہ انصاف کے قانون سے باہر ہو۔

اس وقت علم و شریعت نے کہا کہ زنا دلیل و طبیعت سے ممنوع ہے اور مردود ہے۔ چنانچہ الزانیۃ والزانی وارد ہے اور ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بھی صحت ثابت ہوئی۔

ارشاد نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے:

اَلزِّنَاءُ اَلْکَبَرُ الْکَبَائِرِ

زنا تمام کبیرہ گناہوں سے بڑا ہے۔

اور دلیل عقلی سے بھی واضح ہے کہ انتظام اُمورِ اعلیٰ کا غیرت و حمیت کے ساتھ وابستہ ہے۔ چنانچہ کسی عقل مند پر مخفی نہیں ہے اور عدم غیرت آدمی کو زجر کرتی ہے اور عدم غیرت عدمِ عقل سے ہے۔ اس وقت نفسِ امارہ نے کہا
تَجَرُّعُ کَاسَاتِ شَرَابٍ اُرْغُوَانِیْ وَتَشَرُّبُ جَامَاتِ رَاحٍ رَیْحَانِیْ
شرابِ ارغوانی گھونٹ اور شرابِ ارغوانی کی تشرب اگرچہ نامشروع و حرام ہیں۔

طبیبوں اور حکیموں کے نزدیک بڑے علاجوں اور مدارات سے ہے کہ ارغوانی رنگ معصفری سے مبدل کرتی ہے اور سرخروئی وہ امر ہے مطلوب ایک چیز ہے مرغوب اور خاص نفع کے باوجود عام نفع بھی ہے۔ یعنی حساب پر دلالت دشجاعت کرتی ہے اور سخاوت و سماعت کے در کھولتی ہے۔ اور جب بادشاہ اس صفت کے مالک ہوں تو رعایا کو عظیم نفع اور کثیر فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ پس ان امورِ شریفہ اور رہوا خواہی کے طریقہ سے امتناع نہیں ہوگا کہ نیک آدمیوں سے پھل ظاہر ہوتا ہے۔ یہ امر اہلِ معنیٰ کے نزدیک معطّل ہے بلکہ سخاوت نہ ہونے کے برابر ہے۔ اور ایک دو احزاب ہے۔ اس لیے کہ نشّہ کو شجاعت ضمیری اکثر فعل پر حقوق شرعی کے بغیر ترغیب کرتی ہے اس لیے کہ نشّہ کو مال کی تحریص فرماتی ہے۔ اور کسی اہلِ عقل پر مخفی نہیں ہے کہ اس کی بنا رسُست اور کام بخل کے مخالف ہے۔ اور انسان کی ایک ایک جوہر ہے کہ انوارِ صفا سے معرفتِ حق کی جانب راہ پاتی ہے اور شرف نفس بشری کا مادہ اصالت اور جوہر نورانی عقل کا علم کے ساتھ ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:

لَا فَرْقَ بَیْنَ الْاِنْسَانِ وَالْحَیْوَانِ اِلَّا بِالْعِلْمِ

انسان اور حیوان میں صرف علم کا فرق ہے۔

اور شراب کے ساتھ مشغول ہونا اصلی شرف یعنی حقیقی بزرگی کو دُور کرتا ہے پس لائق نہیں ہے کہ خباثت کی ماں فضائل کے شر کا باپ ہو۔ پھر نفس امارہ نے کہا کہ دنیا نقد کی طرح ہے صراف کے ہاتھ میں اور آخرت ادھار ہے۔

پس نقد کو ادھار کے ساتھ نہ بیچنا اہلِ عقل کا کام نہیں ہے۔ اس وقت علم اور شریعت نے کہا کہ دنیا کی بقا اور روح کو ایک گھڑی امان نہ ہو۔ پس اگر دنیا نقد بے بقا کو عقبیٰ ادھار کے ساتھ جو دونی ہے۔ اور بقائے ابدی کے ساتھ بیچے محض حکمتِ کمال اور دانائی ہے۔ پس جگہ سخن اس جگہ پہنچا نفس امارہ اس کے اصحاب کے ساتھ ملزم و منفعل ہوا اور اہلِ مجلس نے کہا اے نفسِ امارہ مت سانس نکال اور آگے مت چل کہ حکایت خانہ بازارد بجز بیع و قمار درست نہ آئے۔ عقل کے بادشاہ نے اس کی معزولی کا حکم دے کر تامل و انصاف کو کہ بارگاہِ جلالیت بادشاہ کے لیے ہے نفس امارہ کے معاملات تشخیص کے لیے کہ تمام رعایا سے اس کا حال کھول کر واقعات کی صورت عرض کریں تامل وانصاف نے بادشاہ کے حکم کی بنیاد پر منہ بادشاہت پر رکھ کر حواس ظاہری جو باصرہ اور سامعہ اور ذائقہ اور شامہ اور لامسہ ہے اور حواس باطنی جو متفکرہ و متذکرہ و حافظہ و مخیلہ و حس و ہاضمہ و واقفہ و مولدہ اور مصورہ ہیں۔ یہ تمام کے تمام مدینۃ القلب میں تھے۔ طلب کر کے با حوال اعمال نفس امارہ کا استفسار کیا۔ ہر ایک نے اس کے ظلم و خیانت پر گواہی دی۔ تامل و انصاف نے محض اس بارے میں درست کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا بادشاہ نے احوال و افعال کے سننے کے بعد اخراج پر ارشاد فرمایا۔ علم و شریعت اور روئے حکمت و دانائی کے بادشاہ کی عرض میں پہنچا کہ مدید مدت اور عہدِ مزید ہوا کہ نفس امارہ اور اس کے اصحاب بادشاہ کی بادشاہی میں تھے حتیٰ کہ اب تک مملکت ابھی تک اس کے متعلقین کے تصرف میں ہے حضرت

کو معلوم ہے نہ عمل دیرینہ اس کے حکم سے رعایا خائن کی جماعت کے ساتھ ان کی خیانت میں حصہ لیا اور نصف لی و نصف لکم پر عمل کیا۔ یہ سب دستور العمل کہتے ہیں۔ اس کا قلع قمع کیا جائے اور امر ہاتھ میں لانا چاہیئے کہ ان کے فساد کی بنیاد دور ہو۔ اور اگر ایک ہی مرتبہ میں اخراج کیا جائے گا تو ممالکِ محروسہ میں خرابی پیدا ہو گی۔ پس اس کا دفاع حکمت کے ساتھ کرنا اولیٰ ہے۔

بادشاہ نے فرمایا کہ وکالت و وزارت تمھارے تعلق میں ہے جو ہر مشتمل صلاح دولت پر ہو اس پہ عمل کرو۔

اس وقت علم و شریعت نے فرمایا ریاضت کو فوجداری کے ساتھ سرفراز کیا اور لشکر عبادت کا نام اس کے ساتھ مرقوم کیا اور مخفی طور پر اس کے کان میں کہا کہ جہاں نفس کے متعلقان پاؤ تو اپنا دستور العمل بنا کر قید کر لو۔ پس ریاضت نے حسب فرمان علم و شریعت کے جس جگہ اس کے متعلقین کو پایا قید کیا اور ان کے ہاتھ اور گردن میں زنجیر اور بیڑیاں ڈال دیں۔ پس نفس نے جب یہ حال دیکھا تو شیطان لعین کو جو اس کا قدیمی مربی تھا پناہ میں ڈھونڈا اور رجوع کر کے کہا امر مخاصمہ اور مشروع مشاورت علم و شریعت سے ہمارے کام میں خرابی اور ہماری دولت کی بنیاد میں ہدم پیدا ہوا اور رعیت روگردان ہوئی ہے

درختے کہ اکنوں گرفت است پا
بہ نیروئے مردے بر آید ز جا

جس درخت نے ابھی جڑ پکڑی ہے وہ ایک آدمی کی طاقت سے جڑ سے اکھڑ جاتا ہے

اب بجز تمہارے پناہ نہیں دیکھتا کوئی تدبیر کرو کہ آب رفتہ نہر میں پھر آئے اور کام صحیح ہو۔ شیطان نے کہا کہ ایک فراق، دوسرے سوز، تیسرے گریہ، چوتھے درد، پانچویں بے قراری، چھٹے جنون، ساتویں صبر سواحل سے لے جاتے ہیں ان کلمات کی سماعت سے عقل حیران ہوئی۔ اس وقت طلب نے کہا کہ اس راہ کی صعوبت اور اس کی بادیہ کی کیفیت سے اندیشناک مت ہو۔

مصنف کا قول ہے ؎

ہر کہ شد گمنام با حق نام شد
ترک غوغا غیرتش آرام شد

جس نے اپنے نام کو مٹا دیا اس کا نام اللہ کے نام کے ساتھ منسوب ہوگیا وہ اس کے غیر کا ذکر و شور مچانے سے آرام میں ہو گیا۔

مراتب محجوبہ

اگر سورج گم ہو تو عالم خراب ہے۔ فقر فیض آفتاب ہے۔ پس اللہ کے نور کی تجلیات کا مشاہدہ سورج کی طرح دل سے اندر سے شعلہ زن ہے اور ظلمات نفسانی سب اٹھ جاتے ہیں۔ ایسا مستغرق اور صاحب استغراق ہو کہ نہ نفس یاد رہے نہ عقل نہ علم نہ شیطان نہ مصیبت نہ ہوا۔ یہ مراتب حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے صحبت یافتہ اور فنا فی اللہ فقیر کے ہیں ؎

چوں آب و شیر یک شود آں آب و شیر
ایں چنیں عرفش بود فی اللہ امیر

چنانچہ چنگاری آگ میں اور نمک کھانے میں ؎

مردانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جُدا نباشند

خدا رسیدہ بندے خدا نہیں ہوتے لیکن خدا سے جدا بھی نہیں ہوتے۔

یہ شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَرْبَعَۃٌ جَوَاھِرُ فِیْ نَفْسِ بَنِیْ اٰدَمَ وَیُزِیْلُھَا اَرْبَعَۃُ اَشْیَاءَ اَمَّا الْجَوَاھِرُ فَالْعَقْلُ وَالدِّیْنُ وَالْحَیَاءُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ فَالْغَضَبُ یُزِیْلُ الْعَقْلِ وَالزِّنَاءِ یُزِیْلُ الدِّیْنَ وَالطَّمَعُ یُزِیْلُ الْحَیَاءِ وَالْفِسْقُ یُزِیْلُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ۔

ابنِ آدم کے نفس میں چار جواہر ہیں اور چار اشیاء انھیں دُور کر دیتی ہیں۔ وہ جواہر عقل اور دین اور صالح عمل ہے۔ پس غضب عقل کو دُور کر دیتا ہے اور زنا دین کو اور طمع حیا کو اور فسق نیک عمل کو۔

پھر ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَلنَّاسُ اَرْبَعَۃُ اَصْنَافٍ کَرِیْمٌ وَسَخِیٌّ وَلَئِیْمٌ وَبَخِیْلٌ اَلْکَرِیْمُ الَّذِیْ لَا یَأْکُلُ وَیُعْطِیْ وَالسَّخِیُّ الَّذِیْ یَأْکُلُ

وَيُعْطِي وَاللَّئِيمُ الَّذِي لَا يَأْكُلُ وَلَا يُعْطِي وَالْبَخِيلُ
الَّذِي يَأْكُلُ وَلَا يُعْطِي۔

آدمی چار قسم ہیں۔ کریم اور سخی اور لئیم اور بخیل۔ کریم وہ ہے کہ خود نہ کھائے اور دوسرے کو دے اور سخی وہ ہے کہ کھائے اور دے۔ اور لئیم وہ ہے نہ کھائے اور نہ دے۔ اور بخیل وہ ہے کہ خود کھائے اور دوسروں کو نہ دے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

خَلَقَ الْإِيمَانَ وَحَفَّهُ بِالسَّخَاوَتِ وَالْحَيَاءِ وَخَلَقَ
الْكُفْرَ وَحَفَّهُ بِالْبُخْلِ وَالْجَفَاءِ۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان کی تخلیق کی اور اس کی نگہبانی سخاوت اور حیا سے کی اور کفر کی تخلیق کی اور اس کی نگہبانی بخل و جفا سے کی۔

اگر فقیر چاہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نگہبانی کرے یعنی رحمت خداوندی کے مدنظر۔ اور اگر فقیر بھوکا ہو تو اللہ تعالیٰ مہمانی کرے یعنی ذکر خداوندی سے سیر ہو اور دل نور سے بھرپور ہو۔ اور اگر فقیر گناہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو یعنی اپنے فضل سے درگزر فرمائے۔ فقیر کے نام پر اللہ ہے۔

پھر ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ أَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ مِنْ مَّاءٍ وَنَارٍ وَطِينٍ
وَرِيحٍ فَإِنْ كَثُرَ مَاءُهُ فَهُوَ الْبَيْتُ الْعَاقِلُ وَإِنْ كَثُرَ
نَارُهُ فَهُوَ حَرِيصٌ وَإِنْ كَثُرَ طِينُهُ فَهُوَ مُتَوَاضِعٌ إِنْ كَثُرَ

دِیْحِہٖ فَھُوَ مُتَکَبِّرٌ؟

انسان چار اشیاء سے تخلیق کیا گیا ہے۔ پانی۔ آگ۔ مٹی۔ ہوا۔ جس میں پانی زیادہ ہے وہ دانا ہے۔ اور آگ بکثرت ہے وہ حریص ہے اور مٹی بکثرت ہے وہ متواضع ہے اور ہوا زیادہ ہے تو وہ مغرور ہے۔

مصنّف کا قول ہے کہ پانی عقل ہے یعنی تحمل اور مردی اور آگ عشق ہے جو وجود کو جلاتا ہے اور صفائی کرتا ہے اور خاک معرفت ہے یعنی پاک اور ہوا علم ہے یعنی ہر چیز کو علم حکمت دیتا ہے۔ پس اگر پانی دستیاب نہ ہو تو تیمم سے نماز درست ہے اور تینوں کا واسطہ مٹی سے ہے۔ یعنی سب کا رجوع خاک کی جانب ہے۔ پس جو معرفت میں خاک نہ ہو اُس کے سر پر خاک ہو

طواف کعبۂ دل کن اگر دلے دارد
دلے است کعبہ اعظم تو گل چہ پنداری

دل کے کعبہ کا طواف کر اگر تو ایسا دل رکھتا ہے۔ دل سب سے بڑا کعبہ ہے تو اس مٹی کو کیا جان سکتا ہے۔

نہ عرش و کرسی و لوح و قلم فزوں باشد
دلے خراب کہ او را ہیچ نہ شماری

عرش۔ کرسی۔ لوح محفوظ اور قلم دل سے بڑھ کر نہیں ہے اور جو دل خراب ہے اس کا کسی میں شمار نہیں۔

حقیقتِ دِل

جاننا چاہیئے کہ دل کا حوصلہ اور فراخی وسیع ہے کہ دل ن کی مثل ہے اور

اس کے ایک نقطہ میں چودہ طبق چھپے ہوئے ہیں۔ وہ ایک سر (راز) ہے۔ نامحرم سے نہیں کہہ سکتے۔ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ایک سطر اس کی شان میں ہے اور اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی برکت اور ذکر کی عظمت عظیم ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِىْ يُوَسْوِسُ فِىْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ اللہ تعالیٰ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے اور دل وساوس وخطرات کے دُور کرنے کے لیے یہ آیت پڑھے اس سے قلب کی صفائی ہوگی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرِ

وہ آنکھ کی خیانت اور دل کے پوشیدہ رازوں کو جانتا ہے۔

؎

دل یکے خانہ ایست ربانی
خانہ دیو را چہ دل خوانی

دل اللہ کے گھروں میں سے ایک گھر ہے جو دل شیطان کا گھر ہے اس کو دل مت کہو۔

دل اسرار نہانی کا خزانہ ہے۔ یہ دل نہیں جو دم کے ساتھ باندھا ہے۔ دل پرندہ کی صورت میں ہے اس کے ہزار بدن اور ہزار سر اور ہزار زبان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہیں ؎

قلب از نورِ وحدت گشت پیدا
نہ از مادر پدر باشد ہویدا

دل اللہ کے نورِ وحدت سے پیدا ہوا ہے۔ ماں باپ کے ملاپ سے ظاہر و پیدا نہیں ہوا ہے۔

نہ از باد و نہ آتش آب و خاکی
قلب نوریست قدرت شد زباقی

دل ۔ آگ ۔ پانی ۔ مٹی ۔ ہوا سے نہیں ہے۔ دل ایک نور ہے اس کی قدرت سے باقی ہے۔

حبس کفار کی رسم ہے۔

جاننا چاہیئے کہ طالب اندھیری رات کی طرح اور دل آفتاب کی طرح۔ جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو صبح کاذب کا نشان نہیں رہتا۔ آفتاب کی روشنی سے قاف سے قاف تک روشن ہے۔

دس باغ

جاننا چاہیئے کہ اللہ ربّ العزّت تبارک و تعالیٰ نے مومن کے دل میں مندرجہ ذیل دس باغ پیدا کیے ہیں :۔

پہلا باغ :۔ باغِ توحید ہے۔
دوسرا باغ :۔ باغِ علم ہے۔
تیسرا باغ :۔ باغِ حلم ہے۔
چوتھا باغ :۔ باغِ تواضع ہے۔
پانچواں باغ :۔ باغِ سخاوت ہے۔

چھٹا باغ :۔ باغِ توکّل ہے۔

ساتواں باغ :۔ باغ قسمت ہے۔

آٹھواں باغ :۔ باغ سنّت ہے۔

نواں باغ :۔ باغِ خوف ہے۔

دسواں باغ :۔ باغِ رجا ہے۔

ارشادِ نبوی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے :۔

اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ

ایمان خوف و رجا کے مابین ہے۔

پس باغ کی شرط یہ ہے کہ جب صبح صادق ہو تو اس باغ میں مومن پھل تلاش کرے اور جہاں خار و خس ہو دُور کرے کہ بجز نہال اصلی وصال اور میوہ نیک کے دوسرا نہ رہے۔ پس جب توحید کے باغ میں آئے تو جہالت دُور کرے اور جب حلم کے باغ میں آئے تو سرکشی کھود دے۔ اور جب تواضع کے باغ میں آئے تو کبر جُدا کرے۔ اور جب سخاوت کے باغ میں آئے تو بخل نکال دے۔ اور جب توکّل کے باغ میں آئے تو طمع دُور کرے۔ اور جب قسمت کے باغ میں آئے تو خصومت دُور کرے اور جب سنّت کے باغ میں آئے تو بدعت دُور کرے۔ اور جب خوف و رجا کے باغ میں آئے تو بے ادبی دُور کر دے۔ ؎

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی

بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اللہ کے الطاف سے ادب ایک تاج ہے۔ اس کو سر پر رکھ کر

تجھے ہر جگہ نہیں جانا چاہیئے۔

مصنف کا قول ہے کہ ہر روز تفحص باغ کی کیا حاجت ہے۔ ایک دفعہ نفس کا زاغ مار ڈالے جو دل میں حب خداوندی کا سوز اور داغ پیدا ہو اور ذات میں مستغرق رہے۔ قلب صادق سے طلب مولا خاتمہ بالخیر کرتی ہے اور طلب دنیا خاتمہ بالشر۔

قناعت نے لڑائی کی اور حرص کا چہرہ ملامت کی خاک سے برابر کیا۔ دوسرے نے غضب نے توسن تند خیز لیا اور بہادری کے میدان میں قدم رکھا اس کے خوف سے علم و شریعت کے لشکر میں بہت بڑا خوف پڑا۔ اور اس کے مقابلہ میں کوئی نہ آیا۔ بالآخر علم نے اجازت طلب کی اور بہادری کے میدان میں آیا۔ عجوبہ یہ ہے کہ حربہ غضب کرتا تھا ایک عضو اپنا زخمی کرتا تھا۔ اور کام انجام کو پہنچایا کہ کسی کام میں اپنے عضو کو سلامت نہ دیکھا۔ بے خود گر پڑا اور حیرت سے جان دے دی اور حلم نے کامیاب ہو کر مراجعت کی۔

نفس کا کلمہ استغفار پڑھنا

اس نے بعد جہالت نے منہ دکھایا اور علم پر فتح کا در کھولا۔ اسی طرح آٹھ دن طرفین سے جنگ رہی۔ جب مدت مدید اسی طرح گزری۔ ایک روز نفس نے لشکر آراستہ کیا۔ علم و شریعت دونوں موجود تھے۔ مقابلہ کیا۔ جدال و قتال کے بعد شیطان نے گریز کیا اور نفس شریعت کی قید میں پڑا۔ اس کو

پکڑ کر عقل کے بادشاہ کے روبرو لائے۔ عقل کے بادشاہ نے حکم فرمایا کہ اگر کفر و تمرد ترک کر کے تصدیق دل سے مسلمان ہو تو جان بخشی کر دیں ورنہ فنا کے جلادوں کے سپرد کر دیں کہ اس کا کام پورا کریں اور اس کے شر سے قلب کا مدینہ (شہر) بچائیں۔ پس نفس نے استغفار کے کلمۂ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا اور اطاعت اختیار کی۔ جب یہ خبر عقل کے بادشاہ کو پہنچی تو نفسِ امارہ کا خطاب نفسِ مطمئنہ کو فرمایا۔ اس کے بعد عقل کے بادشاہ بلا شرکت اغیار اور بے کدورت تخت پر مدینۃ القلب (دل کا شہر) کے نام پر برقرار ہوا۔ اور عدل گستری و رعیت پروری شروع کی۔ ایک دن سلوک کی راہ میں سیر کرتا تھا۔ دیکھا کہ ابھی راہِ خداوندی میں خار و خس پڑے ہیں۔ حکم کیا کہ قہر کی آگ مار کر صاف کریں۔

علم و شریعت سے آبیاری کرنا

اے عزیز علم و شریعت کو طلب کر کے کہا کہ ہدایت کے معماروں سے فرما دیں کہ بعض عمارات جو بغاوتِ نفس اور اس کی ہزیمت سے ویران ہوتی ہیں آباد کریں اور ترتیب کی طرح نئے طریقے سے ڈالیں اور نہاں مملکت کو آبِ احسان سے پرورش کریں اور سموم ظلوم کو اسی آب سے منطفی کریں اور رعایا کو تسلی اور اہلِ دل کو تجلی سے نوازیں اور عمارات بنا دیں کہ محشر تک یادگار رہے۔ علم و شریعت نے حکمت پر اتباع کرتے ہوئے معمارانِ ہدایت کے اتفاق سے شہر کی تعمیر شروع کی۔ بدن کی طہارت کے بزازانہ اور تکرار العلوم کے صراف اور خوش خو عطار اور امان خیر الاعمال

اور نقادانِ شیریں زبان اور جوہر معانی اور صباع سرو دخاتمانِ واخلاص کے اور قضاتِ امر معروف اور نہی عن المنکر کے طلب کر کے ہر ایک کو متعین کیا اور منصب دیا اور گنہ گاران پر خطرات وشہوات کے اوپر مقرر کیا کہ جس جگہ چور کا دل اور تعاقب آب وگل کا ہاتھ آئے۔ زندانِ عدم میں بھیجیں۔ کچھ دیر بعد مدینۃ القلب (دل کا شہر) نے صفائی پائی اور رواج قبول کیا۔

قلب کا بیان کرنا

قصہ کوتاہ جب عقل کے بادشاہ کی سلطنت مسلم ہوئی اور کچھ دغدغہ نہ رہا۔ ایک دن بیابان میں صحت البدن کا شکار کرتا تھا کہ ایک شخص ژولیدہ مو آشفتہ رو دُور سے پیدا ہوا۔ بادشاہ نے اس کی ہمت پر حیران ہو کر اس کی جانب گھوڑا دوڑایا اور قریب جا کر دریافت کیا اے درویش کہاں سے آرہا ہے اور تمہارا کیا نام ہے کہا میرا نام قلب (دل) ہے اور اللہ تعالیٰ کی مملکت سے آرہا ہوں۔ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی اطراف وجوانب کی حقیقت سے آگاہ کیجئے۔ قلب نے زیادہ کھول کر تقریر کی اور کہا کہ اس ملک میں ایک شہر ہے جسے لامکان کہتے ہیں اس کا بادشاہ حسن مطلق ہے اس کے انتہائے جمال کے مشاہدہ کی کوئی طاقت نہیں رکھتا اس پر دائمی طور پر عظمت وجلال کے پروانے رقص کرتے ہیں۔ اور اس شہر کے عجائب وغرائب تقریر میں نہیں آسکتے۔ عقل کے بادشاہ نے کہا ملاقات کس طرح ہو سکتی ہے اور اس کا دیدار کیسے ہو سکتا ہے۔ قلب بولا ممکن نہیں مگر عشق کے وسیلہ سے اس پر بارگاہ کا پردا ہے۔

بادشاہ و قلب کا مکالمہ

بادشاہ نے کہا عشق سے کس طرح ملاقات ہو۔ قلب نے کہا انتہائی دشوار ہے۔ جب تک آپ کو فانی نہ کرے اور اس میں جان نہ دے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ ایک بزرگ گھر سے نکل کر نہر کے کنارے پہنچا اور اس کا گھوڑا بھاگ گیا۔ پانی میں نہیں جاتا تھا۔ شیخ (بزرگ) بولا اس کی آنکھوں میں خاک بھر دو۔ گھوڑا بہت جلد پانی میں اُتر گیا۔ بزرگ نے کہا یہ جب تک خود کو دیکھتا تھا گذرتا نہیں تھا۔ فی الفور ابلیس نے کہا۔ اے نفس راستہ بہت کٹھن ہے اس کی موجیں غرق کر دیں گی تو عجب کے خطرات کو ریاضت کے لشکر کے مقابل مقرر کر بجز اس کے کہ کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

ایک نیک آدمی جو پارسائی میں یگانۂ روزگار تھا کسی راہ میں جاتا تھا۔ اتفاقاً ایک فاسق سے اس کی ملاقات ہوئی جو تمام کی تمام عمر فسق و فجور میں تباہ و برباد کر چکا تھا۔ پارسا آدمی نے حیرانی کے عالم میں اُس پر نگاہ کی اور کہا:

اَللّٰھُمَّ لَا تَجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ ھٰذَا

اے اللہ مجھے اور اسے ایک جگہ جمع نہ کرنا۔

اسی وقت یہ فاسق و فاجر گناہوں سے درگذر فرمانے والے کی بارگاہ پناہ میں عرض کرنے لگا اور نہایت عاجزی و انکساری کے عالم میں اشکوں کی انہار چشمان سے جاری کیں اور کہا:

یَا رَبِّ اِرْحَمْ عَلٰی مَنْ لَیْسَ لَہٗ غَیْرُکَ

اے رب! اس بے کس پر رحم فرما کہ بجز تیرے اس کا کوئی نہیں ہے۔

پس ہاتف غیب کو ندا ہوئی کہ ہم نے دونوں کی ندا قبول کی۔ چونکہ فاسق نے از روئے نیاز اور زاری کے ہاتھ اُمیدواری کا رب کریم کے فضل کے دامن میں مارا وہ دامنِ عفو میں چھپایا گیا اور زاہد نے اُس پر حقیرانہ نظر کی اور ناکام ہُوا۔ اور یہ سمجھا کہ میں اس سے بہتر ہوں لہٰذا وہ مردود ہُوا۔

خطراتِ عُجب

بالآخر نفس نے شیطان لعین کی تلقین پر عُجب کے خطرات کو ریاضت کے تفکر پر متعین کیا۔ جب یہ خبر علم وشریعت کو پہنچی تو حصار لاحول کا ریاضت کے لشکر کی نگہبانی کو مقرر کیا۔ ہر ساعت عجب کے خطرات اس حصار سے نہیں گذر سکتے تھے۔ پس شرمندہ ہو کر نفس امارہ کے آگے گئے اور زمین کو چوما اور عرض کیا کہ میں نے تیرے ملک و دولت کی برکت سے اس قدر قوت پائی کہ تنہا سینکڑوں لشکرِ ریاضت درہم برہم کر دیئے۔ لیکن وہاں نورِ جلال دیکھا۔ اس کے مقابلہ میں دم نہ مار سکا۔ اگر دم مارتا تو اُسی سمومِ حرارت اُس کے متعلقین کی اگر سو جائیں رکھتا نہ چھوڑتی۔

مبازرت طلبی

اس خبر کی سماعت سے نفس پریشان ہُوا اور اپنے رفقاء سے کہا کہ ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔ حتیٰ کہ یکبارگی علم وشریعت کے مقابلہ میں بھی لشکر جمع کر کے مقابلہ کیا۔ اوّل روز حرص نے حلاوت کو شجاعت کے میدان میں جولان دے کر مبازرت طلبی کی۔ اور علم وشریعت کی جانب سے قناعت وشجاعت نے قدم رکھا۔

اور آپس میں مل گئے۔ پھر محاربہ کے بعد اور مجادلہ اور کثیر مناقشہ اور مقابلہ کے نسیم دم کی جانب سے آگ بھاگ گئی اور تابع الدّنیا ظلٌ زائلٌ دنیا دور ہونے والی چیز ہے۔ دنیا بے فرمان فرعون ہے اور فقر قرآن ہے اور فرمان خداوندی ہے۔ جو حق سے خبر دیتا ہے اور دنیا بافقر رہزن (ڈاکو) ہے اور دین کو دنیا کے مقابلہ میں فروخت کر دیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ جل مجدہ الکریم ہے:۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَدٰوۃِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْھَہٗ مَاعَلَیْكَ مِنْ حِسَابِھِمْ مِنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَھُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰالِمِیْنَ۔

اور اُن لوگوں کو نہ نکال جو اپنے پروردگار کو شب و روز یاد کرتے ہیں اور اُسی کا قصد کرتے ہیں۔ اُن کے حساب سے تجھ پر کچھ نہیں ہے تاکہ تو ان کو نکالے پس وہ ظالمین سے ہوگا۔ ؎

قدم بر جسم خاکی نہ سرفرازی تماشا کن
بایں پُل چوں بر آئی آسمان در زیر پا باشد

خاکی جسم پر اپنا قدم رکھ اور سرداری کا تماشا کر۔ جب تو اس پل سے گزر گیا تو آسمان تیرے پاؤں کے نیچے ہوگا۔

فتح القلب مقرب القلب ہے ؎

چہ حاجت ربّ اَرِنِیْ آیت اللہ
کہ ظاہر باطنم شد غرق فی اللہ

آیت رَبِّ اَرِنِی کہنے کی مجھے کیا ضرورت ہے جبکہ میرا ظاہر و باطن فنا فی اللہ ہو چکا ہے۔

زیادہ تر گروہ جو محروم ہیں ان کی گواہ حُبّ دنیا ہے اور ان کا کہنا چہ معنی دارد۔ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ روزہ رکھنا طعام بچانا ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا بیوہ عورتوں کا کام ہے اور حج کرنا دنیا کی سیر کرنا ہے اور دل ہاتھ میں لینا مردوں کا کام ہے۔

رہزن کون؟

مصنف کا قول ہے کہ پتہ چلا کہ ان بدعقیدہ لوگوں کی حقیقت یہ ہے کہ باطنی راہ اور ذکر خداوندی سے ان کا دل بے خبر ہے اور وہ ہاتھ میں لانا مشکل ہے جو شب و روز آپ کی عبودیت میں صرف نہ کرے اس پر رب تعالیٰ کی حقیقی راہ نہیں کھلتی۔ روزہ رکھنا اور نفل پڑھنا جان کی پاکی ہے۔ اور نفل نماز پڑھنا خوشنودیٔ باری تعالیٰ ہے۔ اور حج ایمان کی سلامتی ہے۔ پس جو کوئی عبادت الٰہی کا منکر ہو وہ رہزن شیطان ہے۔

مصنف کا قول ہے حقیقت ہے اور حقیقت ہے بلکہ دل کو ہاتھ میں لانا خاص مردوں کا کام ہے اور کشف و کرامات ناتماموں (ناقصوں) کا کام ہے اور آپ سے فنا ہونا فنا فی اللہ فنا فی اللہ اور عین (مکمل) ہونا بقا باللہ مردوں کا کام ہے ؎

تا نہ گردد عین تو با عین تو
کے رسی با معرفت حق جستجو

جب تک تیری ذات ذات میں فنا نہیں ہو گی تو اللہ کی جستجو اور معرفت تک کیسے پہنچ سکتا ہے۔

خود نمائی پردۂ خود را ببیں
خود نمائی رفت با حق شد یقین

شیخی اور اپنے آپ کے اظہار کو درمیان میں پردہ جان۔ جب تو اپنا اظہار کرنا چھوڑ دے گا تو یقیناً اللہ سے واصل ہو گا۔

پس ذکرِ خداوندی سے نفس، قلب اور رُوح سب پاک ہو جاتے ہیں اور عہدِ خداوندی ہے کہ پاک آدمی کی جگہ جنّت ہے اور جہنم اس پر حرام ہے۔

اولیاء اللہ اور ذکرِ خداوندی کے مراتب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

خبردار! بتحقیق اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

اَغْمِضْ عَیْنَیْکَ یَا عَلِیُّ وَاسْمِعْ فِیْ قَلْبِکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اے علی! اپنی آنکھیں بند کرو اور اپنے قلب میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ سماعت کرو۔

لام را روئے چو باشد ذوالفقار
قتل سازد نفس گبرِ اہلِ نار

جب لام (یعنی لا الٰہ) کی تلوار تیرے سامنے ہو گی تو تُو آتش پرست نفس اور دوزخی کو قتل کر دے گا۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے:۔

ذِكْرُ اللهِ بِالْغُدُوِّ وَالْعَشِيِّ اَفْضَلُ مِنْ حَرْبُ السَّيْفِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

صبح و شام ذکر الٰہی تلوار کے حرب سے کہ جو اللہ کی راہ میں ہو بہتر ہے۔ ذاکرین صحابہ کرام اور انبیائے کرام علیہم السّلام کی مثل ہیں۔ جب ذکر مثل تلوار کے ہے جو شب و روز کفّار کو قتل کرتا ہے۔

اللہ رب العالمین جلّ مجدہ الکریم نے حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا؛

اِذَا ذَکَرْتَنِیْ شَکَرْتَنِیْ وَاِذَا نَسِیْتَنِیْ کَفَرْتَنِیْ۔

جب تو میرا ذکر کرتا ہے شکر کرتا ہے اور جب بھول جاتا ہے کفر کرتا ہے۔

ہر انکو غافل از دے یک زمانہاست
در آندم کافر است و دور آنہاست

جو اس سے ایک گھڑی کے لیے بھی غافل ہوا وہ اُسی وقت کافر ہو گیا اور اسی سے دُور ہو گیا۔

حضوری بخش اے پروردگارم
کہ با غائب شدہ طاقت ندارم

اے میرے پروردگار تو مجھے حضوری کی نعمت عنایت فرما دے کہ میں تجھ سے دور و غائب رہنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں۔

حضرت موسیٰ اشکم مادر میں

جاننا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ

اپنی والدہ ماجدہ کے بطنِ پاک میں اُونچی آواز سے فرماتے تھے اور شب و روز ورد کیا کرتے تھے۔ یہ سُن کر آپ کی والدہ نہایت پریشان ہوئی کہ میرے پیٹ میں کیا شے ہے جو آواز دیتی ہے۔ الہامِ الٰہی ہُوا اے موسیٰ کی والدہ حیران و پریشان نہ ہو اور رنجیدگی اختیار نہ کر اور اس کی حقیقت کسی کافر سے بیان نہ کرنا کہ تیرے بطن مبارک میں موسیٰ نبی کلیم اللہ (علیہ السّلام) جو میرا دوست اور تیرا فرزند ہے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے یہ الہام زبانی سُن کر جمعیّت پائی اور ادب اختیار کیا اور بطن مبارک میں مہتر حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ کا نبی مانا۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السّلام نبی پیدا ہوئے اور مراتب نبوت پر پہنچے اور کلیم اللہ ہوئے اور کہا رَبِّ اَرِنِیْ اُنْظُرْ اِلَیْكَ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا لَنْ تَرَانِیْ۔ اے موسیٰ میں نے وعدہ کیا ہے حضور سید الرسل امام سبل احمدِ مجتبیٰ حضرتِ محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے کہ وہ میرے حبیب ہیں کہ سب سے اپنا دیدار آپ کو اور آپ کی اُمّت کو کراؤں گا پھر دیگر اُمتوں کو نصیب ہوگا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا رَبِّ اَرِنِیْ اُنْظُرْ اِلَیْكَ۔ پھر لَنْ تَرَانِیْ کی آواز آئی کہ تو دنیا میں مجھے نہیں دیکھ سکتا اور نہ تو دیکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔

تجلیاتِ ذات کا مشاہدہ

پھر حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے کہا میں دیدار کا مشتاق ہوں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ دوگانہ نماز ادا کرو اور کوہِ طور پر ادب سے بیٹھ جا اور باخبر رہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے اُسی طرح کیا۔ پس اللہ ربّ العزّۃ تبارک و تعالیٰ نے ایک ذرّۂ تجلّیٔ صفاتی سرِ سوزن کی طرح ہزار پردۂ آہنی میں لپیٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب ڈالا وہ طور پر پڑی۔ اور تجلّیٔ صفات کی حضرت موسیٰ علیہ السلام طاقت نہ لائے اور عالم بیہوشی میں تین یوم شب و روز پڑے رہے جب صاحبِ ہوش ہوئے تو کہا سُبحَانَکَ تُبتُ اِلَیکَ وَ اَنَا اَوَّلُ المُؤمِنِینَ۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام جس شے پر نگاہ ڈالتے وہ شے جل کر راکھ ہو جاتی۔ چہرۂ اقدس پر برقعہ ڈالا تاکہ دوسرے جلنے سے بچ جائیں۔

باہو قتل کُن فرعونِ نفس خویش را ؎
ایں مراتب می بود موسیٰ ز حق درویش را

اے باہو! تو اپنے اس فرعون نفس کو قتل کر دے۔ یہ مرتبہ ہوتا ہے اللہ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کو اور اللہ کے درویش کو۔

برقعۂ درویش کی اہمیت

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے برقعہ روئین پہنا تو وہ نگاہ سیاہ مٹی بن گیا۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی اے الٰہ العالمین کیا کروں۔ حکم الٰہی ہوا اے موسیٰ فقیر زندہ قلوب کی گدڑی کا ٹکڑا لے کر اُس کا برقعہ بناؤ اور اپنے چہرے پر ڈالو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ اُس کے اثر سے ہر چند قہر کی نگاہ بھی کرتے کوئی نہ جلتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الٰہی اِس

برقعہ میں کیا حکمت ہے کہ میری نگاہِ قہر سے بھی نہیں جلتے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔ اے موسیٰ! یہ درویش بجز اللہ تبارک و تعالیٰ کچھ خواہش نہیں رکھتے اور طالبِ مولا سب پر غالب ہے۔

حقیقی درویش کون؟

اے درویش سماعت کیجئے کہ حقیقت میں روشن ضمیر درویش وہ ہے جو مرتبہ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (تحقیق اللہ تعالیٰ ہر شئے پر صاحب قدرت ہے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے موسیٰ! میرے نور کی تجلّی کے ایک ذرہ سے بے خود ہو گیا اور قوتِ برداشت نہ رہی۔ حضور نبی کریم وما ارسلناک الاّ رحمۃً للعالمین جو خاتم النبیین ہیں اُن کی اُمّتِ مرحومہ میں درویش ولی اللہ ایسے پیدا ہوں گے کہ ستر ہزار تجلّیٔ رحمت نظرِ جمالیت سے اُن کے دل پر ہر لحظہ اور ہر گھڑی نازل کروں گا اور وہ بے خود نہ ہوں گے اور حالتِ سکر میں پڑیں گے۔ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے موسیٰ! اُمّتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کا ایسا حوصلہ بلند ہو گا کہ ہر شب و روز فریاد میں آئیں گے اور کہیں گے اے الٰہ العالمین اپنا نور زیادہ کراتا۔ اَنَا الۡمُشۡتَاقُ اَرِنِیۡ۔ کہیں گے بلکہ اُن کی لحد اور مٹی بھی دیدار کی طالب ہو گی۔

فقرِ محمدی کا حقیقی کمال

اے عزیز جاننا چاہیئے کہ یدِ بیضا، عصائے موسوی، صبرِ ایوب اور

شوق جبر جبیں اور قربانی حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور دمِ عیسوی اور خاتم سلیمانی اور آئینہ سکندری اور خلقِ محمّدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء بلکہ دونوں جہان سب کی سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پاک کی برکت اور اس کے نور پاک کی تجلیّات سے جن کا مجموعہ فقرِ محمّدی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء سے ہے۔

کمالیّت کا راز

یاد رہے کہ ظاہری اور باطنی عالم فقیر کامل ہوتا ہے۔ اور کمالیّت کی نشانی یہ ہے کہ ظاہری باطنی تصرّف میں کمی نہ ہو گہرے دریا کی طرح اور فیض آفتاب اور اللہ کی رحمت کی بارش ہمہ وقت جاری و ساری ہے۔ اہلِ معرفت کے کان میں الست کی آواز ہمہ وقت ہے اور اُن کی نگاہِ پاک میں دنیا کی قیمت خاک جیسی بھی نہیں ہے۔ فقیر ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریمہ سے شاد ہیں اور اُن کا باطن معمور ہے ؎

جان بجاناں بدہ اے جانِ من
عارفاں را بس بود ایں ایک سخن

اے میری جان تو اپنی جان محبوب پر قربان کر دے۔ عارفوں کے لیے بس یہ ایک بات ہی بہت کافی ہے۔

طالب خدا کا انجام

یاد رہے کہ جان کیا ہے اور جانان کیا ہے؟ یہ سب کا سب توفیقِ باری تعالیٰ ہے۔ جن میں حسن پرستی کی سیرت اور ساقی کی خط و خال مطرب ہے وہ لعنتی ہے۔ طالب خدا کا انجام خیر کے ساتھ ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِ خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ وَ زِیْنَةِ فَرْشِهٖ وَمَالِكِ مُلْكِهٖ وَ قَاسِمِ رِزْقِهٖ وَ مَظْهَرِ لُطْفِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَزْوَاجِهٖ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔

عاصی و پر تقصیر

ابو الطیب محمد شریف عارف نوری نقشبندی (میروالی)

حال منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

جون ۱۹۹۳ء

صاحبزادہ قاری غلام دستگیر قادری فاروق آبادی